

شاہِ من یمن ایوَا



شاہِ من

از

یمن ایوا

وہ ایک بار دوبارہ پولیس کا لپروردینے والے ہو گئے۔ ”دیکھیں آپکا بیٹا ہماری عزت مٹی میں روکا اب تو بس میرے مرنے کو
انتظام کر رہا ہے۔“

انہوں نے بے چارگی سے بیوی کو دیکھا۔

”اب بس کر جائیں آپ کو شکر گزار ہونا چاہیے وہ ڈرنک نہیں کرتا، سموکنگ یا ڈرگ کی عادت نہیں، لڑکوں کو نہیں چھیڑتا اور سب
سے بڑھ کر کلبنگ نہیں کرتا۔ ابھی 19 سال کا ہے اور آپ چاہتے ہیں اپنے کمرے کے کارنر میں نفسیاتی مریض کی طرح سارا دن
سر جھکائے بیٹھا رہے۔؟“

وہ بیٹے کے خلاف سن کر بھڑک گئیں اور وہ مسٹر احرام اقیان جو خاندانی رئیس ہونے اور سب سے چھوٹے بیٹے ہونے کی وجہ سے گھر بھر کے لاذلے ہونے کے باوجود نا صدی تھے ناہی بگڑے ہوئے۔۔

25 سال کی عمر میں بنس میں نام کماچکے تھے اور سکون کی زندگی گزار رہے تھے جب تک انکا بیٹا سالک احرام اقیان 8 سال کا تھا۔۔
مگر اس کے بعد وہ سکون نامی چیز سے انھیں بہت دور کر چکا تھا۔۔



"I am legally adult now so I can do what I want.. its mean"....

(میں قانونی طور پر بالغ ہوں تو میں جو چاہے کر سکتا ہوں اس کا مطلب۔۔)

اس نے زرار کر دوستوں کو دیکھا اسکی سیاہ

رات جیسی آنکھوں میں ستاروں جیسی چمک تھی۔۔

"I can smoke , drink and Can do clubbing and Omg I can have girlfriend too"

(میں سموکنگ کر سکتا ہوں، ڈرنک کر سکتا ہوں، کلب جا سکتا ہوں اور اوہ مائی گاؤ۔۔ میں گرل فرینڈ بھی بن سکتا ہوں۔۔)

وہ ہنساتوا سکی گلابی مائل رنگت میں جوش سے سرخی بھر آئی۔۔ اسکے دوستوں نے ہاں میں ہاں ملائی۔۔

"Do remember.. do not forget us, we are crime partners anyway S"...

(یاد رکھو۔۔ ہمیں مت بھولنا، ہم بہر حال کر انہم پار ٹھنڈیں ایس۔۔)

اسکا دوست تیزی سے بولا کیونکہ ایس ہی تو انکے تمام اخراجات اٹھاتا تھا اور اپنے باپ کے پیسوں سے کسی باپ کی طرح انکی ضرور تین پوری کرتا تھا۔۔

"of course.. what are you afraid about I am with you after all I needed some loyal friends" ..

(باکل۔۔ تم کس لیے ڈر رہے ہو میں تمہارے ساتھ ہوں آخر مجھے کچھ وفادار دوست چاہئے تھے۔۔)

وہ شرارت سے ہنسا تھا اور لوگوں نے مڑ مر کر اس لمبے شریر شہزادوں جیسے حسین لڑکے کو دیکھا جس کے سنبھالی مانیں براؤن سلکی بال پیشانی پر بے ترتیبی سے بکھرے بہت بھلے لگ رہے تھے۔



”بابا مجھے کافی جانا ہے آپ نے وعدا کیا تھا plus A لیے تو آپ بھیجن گے۔۔“

وہ گرے بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو بھرے ان کی منت کرنے لگی۔

”تم نے بھا بھی بیگم کے سامنے کہا تم کافی پرداز کر کے نہیں جاؤ گی۔ اگر تم ایسی نیت رکھے بیٹھی ہو تو پھر بھول جاؤ۔۔“

انہوں نے خفگی سے جتایا اور اس نے جلدی سے نفی میں سر ہلا�ا۔

”مذاق کیا تھا۔۔“ اس نے معصومیت سے کہا وہ ہنس کر نفی میں سر ہلانے لگے

”پرداز کرو گی؟“ سوال کیا تو اس نے جلدی سے ہاں میں سر ہلا�ا

”سب گھر والوں کی بات مانو گی اور دل لگا کر پڑھائی کرو گی اور۔۔“

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتے وہ تیزی سے بولی۔۔

”جو بھی کہیں گے بابا سب مانوں گی۔۔“ وہ مسکرائے۔

”ٹھیک ہے پھر تیار ہنا کل لے جاؤں گا۔۔“ وہ ان کی بات پر خوشی سے چیخی اور باہر کو بھاگی جب انہوں نے پکارا۔

”میرا مان کبھی مت تو ڈنادیا لے پھر چاہے سب کو ناراض کر کے بھی پڑھانا پڑا پڑھاؤں گا۔“

ان کی اتجانے اسکو فریز کر دیا۔۔

”کبھی آپ کا سر نہیں جھکے گا۔“ وہ مضبوط لبج میں بولی تھی۔



”آج کل تم کچھ زیادہ مصروف ہو گئے ہو۔۔۔ گھر لیٹ آتے ہو۔۔۔“

باپ کے سوال پر فور ک سے سلااد اٹھاتا سالک رکا اور ایک نظر خود کو سوالیہ نظر وں سے دیکھتے تھے اب پاپ کو دیکھا اور پھر ہنسا۔۔۔

”اب میں قانونی طور پر بالغ ہوں تو شوق بدل رہے ہیں مصروفیت بڑھ رہی ہے۔۔۔“ اس کے چہرے پر ہر پل رہنے والی مخصوص شرارتی مسکراہٹ میں آج اس کے ماں باپ کو شیطانی رنگ بھی نظر آ رہا تھا احرام نے ایک جتنا نظر بیوی پر ڈالی جیسے کہا ہو لو تمہارا معصوم بیٹا کیا فرمان جاری کر رہا ہے مگر پرواہ کے تھی انہوں نے بے نیازی سے کندھے اچکائے تو انہوں نے سر جھٹکا اور گلا کھنکار کر اس کی جانب متوجہ ہوئے جو کسی شہزادے کی طرح اکٹر کر بیٹھا تھا۔۔۔

”پوچھ سکتا ہوں کہ اب کیا شوق ہیں جناب کے۔۔۔؟“ ان کے سوال پر انکی بیوی نے پہلو بدل کر انہیں آنکھیں دکھائیں جنہیں وہ بڑے مزے سے نظر انداز کر گئے۔

”کیوں آپ اس اتنے میں کبھی نہیں آئے جو یوں سوال کر رہے ہیں؟ کم آن۔۔۔ آپ کو دیکھ کر نہیں لگتا آپ ایسے انوسنٹ ہیں۔۔۔“ وہ زور سے ہسا اور انہوں نے بے بُس سے اسے دیکھا جوان کی کسی بات کو سنجیدگی سے نہیں سنتا تھا۔۔۔

”لبی سیر یہیں سالک فار گاؤں سیک۔۔۔ باپ سے یوں بات کر رہے ہو جیسے تمہارا کافی لمحہ فرینڈ ہوں میں تو اب تمہیں پاکستان بھیجنے سے بھی ڈرتا ہوں کیا بابا جان سے بھی اسی طرح بات کرتے ہو؟“ انکا کھانا حرام ہو چکا تھا اور وہ مزے سے کھانا کھاتا انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

”ٹرسٹ می وہ تو بہت انجوائے کرتے ہیں میری کمپنی۔۔۔“ اس نے آنکھ مار کر کھاتا تو اس کے جواب پر وہ شاکڑ ہو گئے۔۔۔

”سالک تو کیا تم واقعی۔۔۔ یا خدا اس گناہ کی سزا کے طور پر سالک اقیان دیا ہے مجھے۔۔۔“ وہ اسکی بگڑتی شخصیت پر آسمان کی جانب دیکھ کر بولے۔

”کیا آپ کو میں سزا لگتا ہوں۔۔۔“ وہ اپنکے ہی سنجیدہ ہو گیا وہ چونکے پھر ڈرامہ شروع؟

اور ڈرامہ شروع ہو چکا تھا وہ کھانے کی بلیٹ اپنے آگے سے ہٹا چکا تھا اور انہیں گھور رہا تھا۔ انہوں نے گھری سانس بھری۔۔۔

”دیکھو میری جان میں بس۔۔۔ آئی نو۔۔۔“ انکی بات درمیان میں کاٹ کر بولا۔۔۔

”آپ کو لگتا ہے میں اب بالغ ہو گیا ہوں تو یہاں کی ہر برائی اپنالوں گا۔۔۔“ وہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا اور وہ خجل سے ہو گئے۔۔۔

”اور یہ کہ ڈر نک کروں گا۔۔ ڈر گز لوں گا۔۔ لڑکیوں کے ساتھ تعلقات رکھوں گا۔۔ آپ مجھے اتنا گھٹیا سمجھتے ہیں..“

وہ جو کل تک یہی سب ارادے دوستوں کے سامنے بناتا رہا تھا آج بیٹھے بیٹھے مکر گیا۔

”سالک اتنا یہو ششل ہونے کی ضرورت نہیں یہ سب احرام نے میشن ہی نہیں کیا۔۔“ ماریہ بیگم نے اسے مزید بولنے کی تیاری کرتا دیکھ کر ٹوکا۔

”میشن نہیں کیا ان دل میں تو یہی بات ہے۔۔ مام آپ پلیز مجھے کلسیر کرنے دیں آخر سمجھتے کیا ہیں مجھے“ اس نے ماں کو بولنے سے منع کر دیا آج وہ اپنے باپ کو ہر حال میں گھٹی کرنا چاہتا تھا۔۔

”مجھے یہ پاپ جیسے فضول نام مت دیا کرو سالک اور میں باپ ہوں ڈرتا ہوں تم ابھی نانشین ہو۔۔ چھوٹے ہو۔۔“

وہ بڑی مشکل سے ضبط کر رہے تھے جانتے تھے وہ اتنا سیدھا نہیں جتنا بن رہا ہے۔۔

”میں سمجھدار ہوں اتنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔“

سالک کے بڑے بہن بھائی (کنز) سب سہی کہتے ہیں سالک ڈرامہ ہے پورا۔۔ ماریہ اب باپ بیٹے کی بحث پر سر جھٹک کر کھانا کھانے لگیں۔۔ ناب احرام نے خاموش ہونا تھا نہیں سالک انہیں چڑانے سے باز آنے والا تھا۔۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

”زاں میں تمہیں پسند کرتی ہوں اور تم مجھے اپنی منگنی ہونے کا بتا رہے ہو۔۔“ سبینہ کامنہ اس کی منگنی والی بات پر کھلا کھلا رہ گیا اور اسکے اچانک اظہار نے زایں کی آنکھیں کھوں دیں۔

”اوہ یلو یہ کچھ دن ہوئے ہیں جب تم کسی لیلی کی طرح بھاگتی آکر میرے سامنے گریں۔۔ میں نے مدد کر دی کہ بھری یونی میں منہ کے بل گری لڑکی چھتی نہیں اور اس کے بعد سے تم روشنی میں بنے والے ان چاہے سائے کی طرح ساتھ ساتھ ہر جگہ گھوم رہی ہوتی بھی میں نے سوچا چلو ایک یونی فیلو اور کلاس فیلو ہو تو خیر ہے اور اب دوست سمجھ کر منگنی کا بھی بتا دیا تو اچانک تمہاری پسندیدگی جاگ گئی (پہلے کیوں نہیں بکواس کی) ”آخری جملہ دل میں کہا اور بنسانس لیے تقریر کر دی وہ اس کے چہرے پر نظریں گاڑھے اسکا لفظ لفظ جیسے حفظ کرنا چاہرہ ہی تھی۔۔

”میں بہت پہلے سے پسند کرتی ہوں تمہیں زایان تماری سوچ سے بھی بہت پہلے۔۔“ وہ بے چارگی سے بولی۔۔۔

”میڈم جان چھوڑو یعنی وہ میرے سامنے آکر گرنے کا بھی ڈرامہ تھا؟“ اس نے غم کی شدت سے آنکھیں بند کیں اتنا بڑا بے وقوف۔۔۔ لڑکی پاگل بنانگئی اور وہ بن گیا؟۔ صدمہ ہی صدمہ تھا۔۔۔

”نہیں وہ قسم سے جان بوجھ کر نہیں کیا۔“ وہ نفی میں سر ہلاتی اسکی بات کی پر زور نفی کرنے لگی۔۔۔

”مگر میں پھر بھی یہی سمجھوں گا کہ ڈرامہ تھا“ وہ ڈھٹائی سے جتا کر بولا۔۔۔

”اور پلیز ڈسٹر ب مت کرو مجھے، میں پہلے ہی پریشان ہوں پتہ نہیں کوئی وہ منحوس گھٹری تھی جب ماما اور داجان سے کہہ دیا تھا کہ شادی ان کی مرضی سے کروں گا اور ایسی گمان لڑکی ڈھونڈی ہے کہ نام، پتہ اور شکل تک نہیں پتا مجھے نا وہ بتانے دکھانے کو تیار ہیں۔“
وہ سر کپڑ کر بولا۔

”تو تم سب کو میر ابتداء مجھ سے شادی کرو پلیز۔۔۔“ وہ

ہ پھر سے منتوں ترلوں پر اتر آئی زایان نے بے زاری سے اسے دیکھا۔

”میں انکار نہیں کر سکتا رشتے سے۔۔۔ میں نے اس ڈیل کے بد لے بڑی مہنگی گاڑی نکلوائی ہے اپنے داجان سے اور میرے داجان کوئی کچا کھیل نہیں کھیلتے پیپر پر لکھوایا تھا کہ بات سے نہیں پھروں گا۔۔۔“ وہ بس رویا نہیں باقی دکھ سے بری حالت تھی۔

”ہونہہ وہ تمہارے داجان ویسے تو غریب سٹوڈنٹس کو سکالر شپ کے نام پر اتنا اتنا پیسہ دیتے ہیں اور اپنے پوتے کو ایک گاڑی دے کر بھی پیپر سائنس کروا یا۔ ہا اور روڈ۔۔۔“ وہ منہ میں بڑ بڑائی ی آواز اتنی کم رکھی کہ وہ بات سمجھ نہیں پایا اور نا وہ غور کر رہا تھا اس کے اپنے بہت رونے تھے۔۔۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

اس کا پاکستان کے بہترین کالج میں سکالر شپ پر داخلہ ہو چکا تھا اور آج پہلا دن تھا وہ آنکھیں پھیلائے اس اوپنجی عمارت کو عقیدت سے دیکھ رہی تھی۔ اچھے اداروں سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا بچپن کا خواب تھا جو بڑی مختوقوں سے پورا ہوا تھا۔۔۔

”کہیں یہ بھی سکالر شپ سٹوڈنٹ تو نہیں۔۔“

”حليہ بتا رہا ہے اس کا۔۔“

”لیکن کیوٹ لگ رہی آئی زبہت پیاری ہیں گرے اف۔۔“

”صرف آئی زہی پیاری ہوں گی اس لیے تو چہرہ چھپا رکھا ہے۔۔“

”Attention seeker poor girl“..

یہ لوگ اسی طرح کی حرکتیں کر کے سب کی توجہ حاصل کرتے ہیں پتہ نہیں آنے کس نے دیا۔۔ انسٹینگ جملوں اور طنزیہ ہنسی پر اس کے بڑھتے قدم رکے۔ وہ مژ کران کے پاس گئی۔

”تمہارے پاس دماغ ہونا ہو پیسہ اور ہائی کلاس ہے جس نے یہاں پہنچا دیا اور میرے پاس زہانت ہے اپنی محنت سے آگئی۔۔“ وہ سینے پر بازو لپیٹے اعتناد سے بولی۔۔

ان میں سے ایک جو اسی کی زات کا بڑھ چڑھ کر مذاق بنارہی تھی اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا۔۔

how dare you

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے وہ بول پڑی۔۔

”رشوت پر نہیں آئی کہ بتیں سنوں گی۔ اس کا لج کامالک تمہارا باب پ ہوا تب بھی پرواہ نہیں میری محنت مجھے یہاں لائی ہے کسی سے کیوں ڈرول بھی۔۔“

اس نے آرام سے آنکھیں پینٹا کر کھلا۔

”اوہ زندگی میں پہلی بار Aplus پر سکالر شپ لے لی تو ہو اوں میں اڑنے لگی۔۔“

اس لڑکی کی بات پر اس نے غصے سے مٹھیاں بھینپیں۔

”پتہ نہیں نانا جان کو کیا شوق ہے اتنے بد تہذیب لوگوں کو سکالر شپ دے کر ہمارے سروں پر بٹھانے کا۔“ اس لڑکی نے نانا فقط اسے سنانے کو بولا تاکہ سامنے کھڑی بد تمیز لڑکی اس سے زبان نالڑائے۔

(دیا کوئی آپ کی زات کا مراقب اڑائے تو اپنے الفاظ اور وقت ان پر ضائع کرنے کی بجائے اپنے عمل سے انکی بات کی نفعی کر دو کہ جیسا لوگ سمجھ رہے ہیں آپ وہ نہیں۔۔)

وہ باپ کی بات زہن میں آنے کی وجہ سے اب بھی خاموش رہی تو لڑکی کو شہ ملی۔۔

”اور خیال کرنا یہ ناہو گلی بار فیل ہو کر کاچ سے باہر کر دی جاؤ۔“ وہ اب اپنی دوستوں کے ساتھ مل کر ہنس رہی تھی یہ لڑکی جس کا نام اسمارہ جھانگیر ہے اور ہر ادارے میں بہترین نمبروں سے کامیاب ہونے والے سٹوڈنٹس کو سکالر شپ دے کر ان کے لیے کامیابی کی راہ کھولنے والے عظیم انسان کی بد دماغ نواسی ہے۔۔

”اور ایسا نہیں کیا کہ اس طبق میں میرا نام ہو جنہیں سکالر شپ پر ہائز ایجو کیشن کے لیے تمہارے نانا جان فارن بھیجتے ہیں۔۔“ وہ بڑے اعتماد سے مسکراتی ہوئی بولی اور ان کی مزید بات سننے بنانا آگے چل پڑی۔۔

یہ ہے دیالہ خادم عرف دیا۔۔ زہین اور ہر ایک سے بحث کرنے والی لڑکی۔۔

(بابا بھی ناں بس اگر جواب نادو تو لوگ چپ نہیں ہوتے۔۔)

اس نے کلاس میں اینٹر ہوتے ہوئے سوچا اور بہت غلط سوچا کبھی کبھی لڑکیوں کو ہر ایسے غیرے کو جواب دینے اور بحث کرنے پر نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے۔۔

████████ yaman Eva Writes ██████████

”hey S would you like to have drink with me“

اس نسوانی آواز پر وہ کا اور پلٹ کر دیکھا وہ بلوڈ ہیئر لمبی قد کی لڑکی تھی۔۔ وہ مسکرا یا۔۔

”how do you know me“?

یہ سوال اس لیے کیا کہ جان سکے وہ کالج فین ہے کلب سے ہے یا اسکے باپ کی بھیجی ہوئی۔

"you are prince of our college I am senior student and have crush on you" ..

(تم ہمارے کالج کے پرنس ہو۔۔ میں سینئیر سٹوڈنٹ ہوں اور میرا تم پر کرش ہے۔۔)

وہ لڑکی ادا سے مسکرا آئی اور اس کے قریب آئی۔۔ وہ بغور اسکا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر جیسے کچھ یاد آنے پر چوکا۔

"..do you know I don't like girls with blue eyes but you are amazingly beautiful"

(کیا تم جانتی ہو مجھے نیلی آنکھوں والی لڑکیاں نہیں پسند لیکن تم جیرت انگیز طور پر خوبصورت ہو۔۔)

اس کے بالوں کی لٹ انگلی سے لپیٹی اور اس کی نیلی آنکھوں کو ناپسندیدگی سے دیکھا۔۔

"..oh I feel like I should just change my eye balls or kill me why its blue"

(اوہ مجھے لگ رہا ہے مجھے آئی بازبدل لینی چاہئیں یا خود کو مار دینا چاہئے۔۔ یہ بلوکیوں ہیں۔۔)

وہ افسردگی ظاہر کر رہی تھی۔۔ وہ مسکرا یا۔

(بہت خوب پاپس لڑکی بھیجی وہ بھی بلوی آئندہ مگر میرے کالج کی ہونے کے لیے اسکی اتنی کچھ بڑی ہے مگر لڑکی کا فگر مجھے اچھا گا۔۔)

اسے اپنے ساتھ بائیک پر بٹھا کر کلب جانے سے پہلے اس نے باپ کو میچ کر دیا جوان کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھا کیونکہ انہوں نے ہر گز نہیں بھیجی تھی لڑکی۔۔ بیٹے کو چیک کرنے کے لیے خود برائی کا راستہ دکھانے کی حماقت وہ نہیں کر سکتے تھے۔۔ مگر ایسی یہاں تک ٹھیک تھا کہ وہ لڑکی کالج کی نہیں بلکہ کسی کی بھیجی ہوئی تھی۔۔

بائیک پر اسکے پیچے بیٹھی لڑکی نے کسی کو ٹیکسٹ بھیجا اور اپنی لوکیشن آن کر لی۔۔ اور سالک کے کندھوں پر ہاتھ جما کر نفرت سے اسکی پشت کو گھورا تھا۔۔۔



وہ کتنی دیر اس کا میچ دیکھتے رہے۔

”میں نے کسی لڑکی کو نہیں بھیجا اور سالک کو بھی غلط فہمی ہوئی، یہ نہیں ہو سکتا۔ کیا وہ کسی مصیبت میں تو نہیں؟ اگر۔۔۔ میں نے بھی بھی ہوتی تو سالک مجھے کیوں بتاتا اس لڑکی کو ابواںڈ کرتا اور۔۔۔“

وہ سوچتے سوچتے پریشانی سے کھڑے ہوئے اور پھر کسی خیال کے تحت انظر کام سے اپنے سیکرٹری کو بلا یا۔۔۔

”یہ لڑکا میر اہارت فیل کر دائے گا کبھی۔۔۔ کسی مشکل میں پھنسا ہے مگر سبھی سے بتائے گا کبھی نہیں۔۔۔ میچ کر دیا اب اگر مجھے سمجھنا آتی تو۔۔۔“

ان کا دماغ جھنجھنارہاتھا اور شدید بے بسی محسوس ہو رہی تھی وہ سدھر کر نہیں دے رہا تھا اور وہ دل پر جبر کر کے سختی کر بھی لیں یا اسکا خرچ روک کر سدھارنا بھی چاہیں تو ناممکن تھا وہ پورے دودھیاں کا سب سے لاڑلا اور سب کی جان تھا اور نانا کا تو تھا، ہی اکلوتا ان کی اکلوتی بیٹی کا اکلوتا بیٹا۔۔۔ اس کو خرچ دینے والے بہت لوگ تھے۔۔۔ وہ پریشانی میں اپنے سیکرٹری کی آمد پر بھی سوچوں میں گم تھے۔۔۔

”یہ سر۔۔۔“ وہ ماتھا مسلتے P.A کی آواز پر چونکے۔

”جانس میری گاڑی ریڈی کرواؤ اور اپنے کچھ تیز بندے ساتھ لو ہم ابھی نکل رہے ہیں۔۔۔ وہ کوٹ اٹھائے بولے تو جانس سر ہلا کر بگلی کی رفتار سے باہر نکلا۔۔۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

”ہالہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں بہت لمبا سفر کر رہی ہوں اف۔۔۔ میں کہاں جا رہی تھی پتہ نہیں۔۔۔“

وہ بال بکھرائے گلابی آنکھوں کو رگڑتی نیند کا خمار ہٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔

”دیا اس طرح آنکھیں نہیں رگڑا کرو جاؤ اور منہ ہاتھ دھو کر آؤ۔۔۔ اور کتنی مرتبہ سمجھاؤں خواب کوبس خواب سمجھا کرو خواہ نخواہ خوش ہو رہی ہو۔۔۔“

ہالہ نے فوراً اسے ٹوکا کیونکہ جس طرح وہ اپنے خواب پر خوش ہو رہی تھی اسی طرح برے خوابوں پر بربی طرح رو ناد ہونا مچاتی تھی۔۔۔ وہ خوابوں کو خود پر سوار کرنے والی لڑکی تھی جس کا آج تک ایک خواب بھی سہی سے پورا نہیں ہوا تھا مگر اس کا خوابوں پر یقین جوں کا توں تھا۔

"اگر خوابوں کا حقیقت سے لینا دینا ہی نہیں تو آتے کیوں ہیں؟" اس نے "سمجھداری" کا مظاہرہ کیا۔۔۔

"پاگل لڑکی یہ بس ہمارے لاششور میں کھڑے خیالات ہوتے ہیں جو خواب کی شکل اختیار کرتے ہیں۔۔۔ زیادہ تر برے خواب شیطان بھی دکھاتا ہے۔۔۔ ہاں کبھی کبھی کوئی خواب اللہ کی طرف سے اشارہ ہوتے ہیں مگر۔۔۔" دیا کا اس بات پر جوش بڑھتا دیکھ کر اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"مگر بس کبھی کبھی اور کسی کسی کو ایسے خواب آتے ہیں جن میں تم ہر گز شامل نہیں ہو۔۔۔" ہالہ کی بات پر وہ سر جھٹک گئی۔

"ہالہ تو نا سمجھ ہے مگر میرے خواب خوا مخوا نہیں ہوتے کوئی توجہ ہوتی ہے کہ۔۔۔" وہ بال سمیئتی ڈوپٹہ اٹھا کر منہ ہاتھ دھونے واش روم میں گھستی بڑھاتی رہی۔۔۔

"دیا کہاں ہے اسے بھیجو میرے پاس۔۔۔" باپ کی آواز پر ہالہ جلدی سے اٹھی۔۔۔

"خدایا پھر کیا کر دیا دیا نے۔۔۔" اسے پیغام دے کر خود بھی باہر نکلی۔۔۔ اگلے لمحے دیا بھی حاضر تھی۔

"جی بابا۔۔۔" وہ اسے گھورنے لگے۔۔۔

"تم نے آج پھر بھا بھی بیگم سے بد تیزی کی؟" ان کے استفسار پر دیا کامنہ کڑوا ہو گیا تائی اور انکی شکایتیں۔۔۔

"بابا وہ خود ایسی باتیں کرتی ہیں کہ غصہ آہی جاتا ہے۔۔۔ کچھ غلط نہیں کہا انہیں۔۔۔" وہ ڈھٹائی سے بولی۔۔۔

"دیا خبردار زبان سے کوئی گستاخ لفظ نکالا تو۔۔۔" لتنی مرتبہ سمجھاؤں وہ بڑی ہیں ماں کی طرح پالا ہے کیا اپنی ماں ہوتی تو اسی طرح جواب دیتیں؟"۔۔۔ ان کے غصے بھرے الفاظ پر وہ خفت زدہ ہو گئی۔۔۔

"ہالہ نے کہا بر تن دھوڈ اور میں نے منع کر دیا میں کا لمحے سے تنکی ہوئی آئی تھی، ہالہ نے کچھ نہیں کہا مگر تائی امی غصہ ہونے لگیں کہ پڑھائی میں سلیقہ اور گھر کے کام بھول رہی ہوں۔۔۔"

وہ منناتے ہوئے ساری بات بتانے لگی مگر ان کے مزاج میں کوئی فرق نا آتا دیکھ کر روانی ہو گئی۔۔۔

”میں نے کہہ دیا پڑھائی اور کچھ نہیں تو تمیز ضرور سکھا رہی ہے۔۔۔“ اس نے لب کاٹتے ہوئے بنابر مندگی کے کہا۔۔۔

”اور یہ تمیز ہے۔۔۔؟ ان کو طنز کیا ہے تم نے کہ انہیں تمیز نہیں۔۔۔ کتنی مرتبہ سمجھایا ہے کہ پلٹ کر جواب مت دیا کرو۔۔۔“ انہوں نے غصہ ضبط کرتے ہوئے سمجھانا چاہا اور نہ آج جی چاہ رہا تھا اس کو دو لگائیں۔ انہیں ہر وقت شرمندہ کرواتی تھی۔۔۔

”بابا تعلیم غلط بات کرنے والوں کو سہی کرنا سکھاتی ہے میں خاموش رہی تو تائی کو شکایتیں رہیں گی ہر وقت۔۔۔“ اسکی بے تکی بات بلکہ اپنی بد تمیزی پر پر دھڑکنے پر انکا ضبط جواب دے گیا۔

”اگر یہ تعلیم تمہیں بڑوں کا ادب بھلا رہی ہے تو تم کل سے کالج نہیں جاؤ گی۔“ وہ دھڑکے۔ دیا بری طرح پریشان ہوئی۔

”پربا۔۔۔“ کچھ بولنا چاہا پر انہوں نے روک دیا۔

”اپنی تائی سے معافی مانگو جا کر ابھی اور اسی وقت۔۔۔“ انکے اگلے حکم پر بے بسی سے رو دینے والی ہو گئی۔۔۔

 Yaman Eva Writes 

”داجان یہ تو بتا دیں لڑکی ہے کون۔۔۔ کیسی دھکتی ہے اور نام کیا ہے۔۔۔ کوئی یہ سزا ہے کیا جو اتنا کھیل رہے ہیں میرے ساتھ۔۔۔“ زایان اپنے ازی انداز میں ایک ہی سانس میں بولا۔۔۔

”بھئی لگتا ہے کوئی بہت ہی حسین چہرہ ہے، بڑا راز میں رکھا جا رہا ہے زایان کی مگنیٹر کو۔۔۔“ رسم اسکاتا یا زاد شرارت سے بولا۔۔۔

”اور ہو سکتا ہے اس لیے چھپائی جا رہی ہو کہ دکھانے کے لا اُق ہی نا ہو۔۔۔“ یہ کھکھلاتی آواز رسم کی بیوی نمرہ اور ان دونوں کی چچا زاد کی تھی۔۔۔

”یہ ناہو زایان مٹکنی کے دن ناٹکنے کے ناٹکنے کے والی کنڈیشن میں ہو۔۔۔“ ایک اور شرارتی آواز آئی۔

”دیکھ لو کہا بھی تھا کبھی کبھی مہنگی چیز کی قیمت ہماری سوچ سے بھی زیادہ ہوتی ہے مگر نہیں مہنگی گاڑی کی سواری ضروری تھی تمہارے لیے۔۔۔“ سب کرزکی دل کو جلاتی بتیں اور ان پر داجان کاہنساز ایاں کو بری طرح چھرہاتھا اسکی غیر ہوتی حالت دی جان کی نظر میں تھی۔۔۔

”صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے میرے بچے۔۔۔ ان کی باتوں سے دل چھوٹا مات کرو۔۔۔“ دی جان نے زمی سے سمجھایا۔۔۔

”مجھے میٹھا یا کڑوا پھل نہیں چاہیے۔۔۔ لڑکی دکھائیں مجھے بلکہ ملوائیں۔۔۔ کیا پتہ گونگی ہو لڑکی یا پھر اندھی۔۔۔“

اپنی اس سوچ پر وہ خود بھی جھر جھری لے کر رہ گیا۔۔۔

”تو اندھی یا گونگی لڑکیاں انسان نہیں ہوتیں؟ خود کو اتنا اعلیٰ سمجھنے کی ضرورت نہیں۔۔۔“ داجان کی غصیلی آواز پر سب اس پر کھی کھی کر رہے تھے اور وہ توبت بن گیا تھا۔۔۔ (کہیں سچ میں ایسی لڑکی تو نہیں)

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

”دشمنی کی بھی کلاس ہوتی ہے مجھے مارنے کے لیے اتنا بڑا گینگ آگیا ہے اور وجہ پتہ نہیں مجھے۔۔۔ مرنے والے کا اتنا تواریث بنتا ہے۔۔۔“ اس نے ایک نظر اپنے گردادرے کی طرح کھڑے کچھ گورے اور کچھ کالوں کے بڑے گروپ کو دیکھا۔۔۔ اور پھر اس نیلی آنکھوں والی لڑکی سے بولا۔۔۔

”تم نے میری بہن چیلی کا ریپ کر کے مر ڈر کیا ہے۔۔۔ تم باسترڈ شکل سے ہی مکار لگتے ہو وہ بس ایک سکول گرل تھی۔۔۔“ اس سے بات کرتے ہوئے اس لڑکی کی آنکھیں دکھ کی شدت سے سرخ ہو گئیں۔۔۔ وہ چونکا۔۔۔

”چیلیں۔۔۔ وہ سٹاکر؟ (پچھا کرنے والی)۔۔۔“ اسکی بات پر لڑکی نے اسکے منہ پر زور دار پنج مارا۔۔۔ اس نے کراہ کر منہ میں گھلنے والا خون زمین پر تھوکا۔۔۔

”تو یہ کام پولیس کا ہے وہ انٹیرو گیٹ کرے اور سزا۔۔۔“ اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ایک اور پنج سیدھا ناک پر مارا۔۔۔ وہ درد کی شدت سے دانت کچکچا کر رہ گیا۔۔۔ اس کے ہاتھ بند ہے ہونے کی وجہ سے بچاؤ بھی ممکن نہیں تھا۔۔۔

"میں خود اپنی بہن کے قتل کا بدله اپنے انداز سے لینا چاہوں گی تاکہ مجھے اور میری بہن کی روح کو سکون مل سکے۔" وہ نفرت سے پھنکا ری۔۔

"اور تمہیں لگتا ہے میں اتنا بڑا فائز ہوں جسے مارنے کے لیے اتنے لوگ بلائے۔۔" اس نے ایک نظر دوبارہ ان منحوس شکلوں کو دیکھا۔۔ جو اس پر پل پڑنے کے لیے بس تیار تھے۔۔

"یہ تمہیں ازیت کی موت مارنے کے لیے۔۔ جتنے لوگ اتنا درد۔۔ یہ سب اپنی اپنی جگہ ٹارچ میں ماہر ہیں۔۔" وہ اطمینان سے بولتی پیچھے ہونے لگی۔۔ اور اس نے ترسی نگاہ سے دور کھڑی اپنی باپک کو دیکھا۔۔



"she gave me rose on valentine day on the day of her death"....

(اس نے مجھے اپنی موت کے روز ویلنٹائن ڈے پر گلاب دیا۔)

وہ اچانک بولا تو وہ لڑکی جوان سب کو اشارہ کرنے والی تھی رک گئی اور اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔

"I rejected her love and told her she is just a child for me and that she should stop stalk me its illegal and annoying" ..

(میں نے اسکی محبت کو انکار کر دیا اور اسکو بتا دیا کہ وہ میرے لیے بچی کی طرح ہے اور یہ کہ میرا پیچھا کرنا چھوڑ دے یہ کام غیر قانونی اور تنگ کرنے والا ہے۔)

اسکی اس بات پر وہ لال بھجوکا چہرہ لیے مڑی اور ایک اور چیخ گال پر مارا۔۔

"and yet you used her __ basterd, call that child on date ? __ ohh you are insane .. you deserve a painfull death"

(اور پھر بھی تم نے اسے استعمال کیا* گالی۔ اور اس "بچی" کو ڈیٹ پر بلا�ا؟ اوہ تم عقل سے فارغ ہو۔ تم ازیت ناک موت کے قابل ہو۔۔۔)

وہ دیوانوں کی طرح چلا رہی تھی۔ دو تین لڑکوں نے سرجھ کائے بیٹھے سالک کو کھڑا کیا اور مضبوطی سے پکڑ لیا۔۔۔

"..I'm sorry for your sister but I've done nothing to her"

(مجھے تمہاری بہن کا افسوس ہے لیکن میں نے اسکے ساتھ کچھ نہیں کیا۔۔۔)

وہ تاسف سے بولا اس معصوم لڑکی کا واقعی افسوس ہوا تھا اسے جو ابھی 10th کی سٹوڈنٹ تھی۔۔۔

"you're a liar just tryin to save yourself .. beat him to death but dont let him die easily"

(تم جھوٹے ہو بس خود کو بچانے کی کوشش کر رہے ہو۔۔۔ اس کو اتنا مارو کہ مرنے پر آجائے مگر آسانی سے مرنے مت دینا)

اسکو گھوڑ کر بولی اور ان سب لڑکوں کو مخاطب کیا، ہی تھا کہ ہلچل سی بھی اور دو تین تیز رفتار گاڑیوں نے اس کھل میدان میں آ کر بریک لگائیں۔ ٹاروں کی چرچراہٹ نے اس سنسان جگہ پر اچھا خاصہ شور پیدا کیا۔ وہ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے گاڑیوں سے چوڑے لمبے پانچ چھے بندے اور ایک سو ٹنڈ بونڈ مرد نکلا۔۔۔

"salik are you there"....

وہ باپ کی آواز سن کر وہ مدھم سامسکرا یا جو ان لڑکوں کے ہجوم کے پیچھے ہونے کی وجہ سے انہیں نظر نہیں آ رہا تھا تبھی بے چینی سے پکارے۔۔۔

"when did you call your father"?

وہ پیچھے مڑ کر حیرت اور نفرت سے اس چالاک لڑکے کو دیکھنے لگی جو اپنا گیم کھیل چکا تھا اسے اب سمجھ آئی تھی وہ کیوں باتوں میں لگا رہا تھا۔۔۔ سالک نے اسکے سوال پر انجان بننے کی ایکنگ کی اور اس کے باپ کے لائے بندے اور جانسن ان سب کو قابو کر چکے تھے۔۔۔

"اپنی حالت دیکھو سالک۔۔ مجھے کیوں مارنے پر تسلی ہو۔۔ پھر کیا کر دیا کہ دشمنوں کا اتنا ہجوم مارنے کے لیے آیا۔۔ اور سیدھے سیدھے میسح کر دیتے تو ہم پہلے پہنچ جاتے یہ حالت ناہوتی تمہاری۔۔ بلکہ کیا ہی کیوں میسح خود ڈیل کرتے نا۔۔" اسے سہارا دے کر گاڑی تک لانے اور پھر بیٹھانے تک وہ اسکی حالت پر غصے و تکلیف سے بولتے چلے گئے۔۔

"johns take us to the hospital first"

انہوں نے جانسن کو حکم دیا اور سالک کے ساتھ بیٹھے اسکا پھٹا ہونٹ اور نیل و نیل چہرہ ان کو ازہت دے رہا تھا۔۔

"وہ لڑکی دل کھی تھی اس نے اپنا غم مجھ پر ہلا کیا ابھی تو ان لڑکوں کو مجھ پر ہاتھ اٹھانے کا موقع نہیں ملا اور اتنا کوئی فائز یا ہیر و توہوں نہیں کہ خود ڈیل کر لیتا مجھ سے تو لڑکی کے پنجز نہیں برداشت ہوئے۔۔ آپ جانتے توہیں ناٹھنیں ہوں، چھوٹا ہوں۔۔" اپنی بات کے آخر میں معصومیت سے انکا جملہ ان پر پلٹایا۔۔

وہ بس سے دیکھ کر رہے گئے۔۔

"تو گئے کیوں تھے لڑکی کے ساتھ۔۔ تم اچھے سے جانتے تھے میں نے نہیں بھیجی تھی۔۔" ٹشو سے اسکے ہونٹ سے خون صاف کرتے پوچھا دل دل چاہ رہا تھا اس نالا نکتی پر کان کھینچیں مگر اسکی حالت پر ضبط کرنا پڑا رہا تھا۔۔

"یہ لوگ ایک ماہ سے مجھے فالو کر کے اری ٹیٹ کر رہے تھے۔۔ جانا چاہتا تھا کیا چاہتے ہیں آخر۔۔"

سیٹ سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کیے بولا۔

"اور احمدقوں کی طرح چل پڑے اکیلے۔۔ تمہارے ہر وقت ساتھ رہنے والے دوست کہاں تھے۔۔" وہ تپ گئے اس کی بات پر جو مزے سے اتنا بڑا رسک لے چکا تھا۔۔

"کم آن میں لڑکی کے ساتھ جا رہا تھا ہجوم ساتھ لے کر جاتا۔۔ میرا فیس خراب کر دیا۔۔ بلڈی نجع۔۔" اس کے جملے اور پھر گالی نے انکا دماغ سن کر دیا تھا۔۔ یہ نرمی اور اچھے انداز والفاظ سے بات کرنے والے احرام اقیان کا بیٹھا؟ سالک اقیان، جس کا نا انداز نرم تھا نا الفاظ اور ناہی لہجہ۔۔

Yaman Eva Writes

”وہ لڑکی داجان کی دور پرے کی رشتہ دار ہے پتہ نہیں شاید کسی کون کی نواسی ہے اور داجان ہم میں سے ہر شادی شدہ لڑکے کو ایک مرتبہ اسکار شستہ پیش کر چکے اور سب نے دیکھے ملے بنا انکار کر دیا ان فیکٹ ہم سب نے اپنی پسند سے شادی کی۔“ زیان نے آخری امید کے سہارے سب سے بڑے صیام سے پوچھا تھا اور تو قع کے عین مطابق وہ سب جانتے تھے اور بنا کسی بحث کے فوری بتا دیا۔
زیان کا جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔

”اور ایک تم ہی مر نے چھنسے وہ بھی گاڑی کی لاٹج میں۔“

آخری بات پر وہ قہقہہ لگا کر بنسا اور زیان نے ایک بار پھر خود کو اور اپنی لاٹج کو کوسا۔ اور اب وہ ایڈریس لیکر گھر ڈھونڈ رہا تھا اسے ہر حال میں اب لڑکی سے ملنا تھا اور پسندنا آئی تو اسی کو انکار کر دے گا۔

”لعنت ہو زیان تم پر۔ ساری عمر لاٹج کا انعام جھیلنا اب۔“ درمیانے طبقے کا علاقہ تھا اور ایڈریس مشکل ترین اور وہ اب خود کو لعنٹیں دے رہا تھا۔

”سب انکار کر گئے مزے سے اور میں اپنی فیوجر واٹف کو ڈھونڈتا دھکے کھاتا پھر رہوں۔ ہونہے۔“ گاڑی ایک سانڈپر کھڑی کر کے پیدل چل پڑا۔

جس گاڑی کی ڈیل میں یہ عذاب سر لیا وہ بڑی گاڑی ان راستوں پر آئی نہیں سکتی تھی۔ اسے اب بھی صیام کی وہ شوخ مسکان چھ رہی تھی جب اس نے کہا تھا

”اپنی گاڑی مت لے جانا۔ کسی سے چھوٹی گاڑی لے جانابڑے روڑ سے کافی آگے اندر کی طرف گھر ہے۔“ اس کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلا کر رہ گیا اور یہاں تو چھوٹی گاڑی کا بھی کام نہ تھا۔ گلیاں صاف اور کمی تھیں مگر زراں تک تھیں۔

”میں نے کہا دو مجھے شرافت سے آج یہ ہاتھ توڑ دوں گی تمہارا۔“ نسوائی آواز پر وہ اس طرف متوجہ ہوا، سبز رنگ کی بڑی سی چادر اپھے سے اپنے گرد پھیلائے وہ لڑکی کسی بچے کا بازو اس زور سے جھنجھوڑ رہی تھی کہ زیان کو لگا وہ بچہ آج بازو سے محروم ہو جائے گا اور وہ بچہ بری طرح چیخ چیخ کر رورہا تھا۔

”باجی خدا قسم آئندہ نہیں کروں گا مجھے چھوڑ دو۔“

وہ روکر اتھا کر رہا تھا زیادہ پسند تھے اس بچے کی حالت پر اسکی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں۔۔

”آئیندہ کے بچے میں نے کہا پاتھ کھولو رہے اسی وقت لے جا کر چھری سے کاٹ ڈالوں گی۔۔“

لڑکی کی سخت آواز پر وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ وہ بھول گیا کس مقصد سے آیا تھا اور کہاں جانا تھا۔ اس نے اچانک لڑکی کے ہاتھ سے بچے کا بازو نکلا اور اس کا بازو، زور سے جھٹکا۔۔

”جاہل انسان۔۔ بچے کا بازو نکل جائے گا۔“ اس کی عصیلی آواز اور بات پر بچہ اور لڑکی رک کر ہونقوں کی طرح اس کا منہ دیکھنے لگے جو بن بلا یا نجات کہاں سے آن پکا تھا۔

”تم باپ ہو اس کے۔۔“ لڑکی کی سرد آواز پر وہ جو بچے کا بازو چیک کر رہا تھا سیدھا ہوا جب کہ بچہ اس کے پیچھے چھپ گیا۔

”تم ماں ہو اس کی؟“ وہ بھی دو بدلوڑکی کی سرد آنکھوں میں آنکھیں گاڑ کر بولا تو نقاب میں قید آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگے۔۔ وہ لب دانتوں میں دبا کر شرارت سے مسکرا یا۔

”اور تم۔۔ بے غیرت یوں غیر بندے کے پیچھے چھپ کر سمجھ رہے ہو نج جاؤ گے؟ ہاتھ تو لگو۔۔“ وہ زیادہ کے بچے کو زرا تر چھپی جھک کر دھمکی دے رہی تھی اور زیادہ اس کی دیدہ دلیری پر تملما گیا۔۔

”جاو بیٹا گھر بھاگ جاؤ اور آئندہ اس طرح اکیلے مت نکلنے گلیوں میں چڑی میں گھومتی ہیں جو بچوں کو کھا بھی جاتی ہیں۔۔“ زیادہ نے مڑ کر بچے کو پیار سے سمجھایا صاف اس لڑکی کا حوالہ دیا جس پر وہ سوں سوں کرتا تبچہ بھی سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ کر شرارت سے مسکایا اور ایک طرف دوڑ گا دی۔۔ وہ مڑا تو وہ اسے شعلہ بار نگاہوں سے گھور رہی تھی اسکی شیشے جیسی آنکھوں میں چادر کا عکس جھلمنا رہا تھا۔

”تمہارے جیسے باپوں کے بچے بڑے ہو کر ڈاکا ڈالتے ہیں اور پھر جیلوں کی ہوا کھاتے ہیں۔۔“ اس لڑکی کے سرد سنجیدہ جملے نے زیادہ کا پارہ ہائی کیا۔۔

”کیا بکو اس ہے یہ؟ تم گلی میں کھڑی غنڈہ گردی کرو اور کوئی روکے تو بد دعا دے دو۔۔ اچھی دہشت گردی ہے بھئی۔۔ معصوم جان کا بازو دھیڑ نے والی تھیں تم۔۔ کیا مقصد تھا؟ اعضا فروش ہو کیا۔۔ ویسے لگ بھی رہا ہے دیکھ کر۔۔“

وہ لڑاکا عورتوں کی طرح بھر ک جا رہا تھا اور بنائس کو موقع دیئے بولتا چلا گیا۔

وہ اس کے الزامات پر دھک سے رہ گئی۔

”بے ہودہ انسان تمہاری ہمت کیسے ہوئی اتنے فضول الزام لگانے کی۔۔۔ وہ بچہ میر اسٹوڈنٹ ہے، چوریاں کرنے کی عادت ہے۔۔۔ منع کرنے کے باوجود آج دکان سے میرے سامنے چوری کی۔۔۔ اس کی ماں نے جب اجازت دی ہے ہر سلوک کی تمہیں کیوں ابال چڑھ رہے ہیں۔۔۔ اس علاقے کے بچوں کے ٹھیکیدار ہو یا یہ علاقہ تمہاری جا گیر ہے۔۔۔“ وہ لڑکی ضبط کھو کر بھگو بھگو کر مارتی چلی گئی اور وہ غلط فہمی دور ہونے پر بجائے شرمندہ ہونے کے ڈھنڈائی سے بولا۔

”تو یہ بات پہلے بول دینی تھی بات بڑھا کر اب بحث کیے جا رہی ہو۔۔۔“ اس کی اس ڈھنڈائی پر وہ دانت کپکچا کر رہ گئی۔۔۔

”پتہ نہیں اس جاھل سے اتنی بات ہی کیوں کی دانت توڑ دیتی پہلے ہی۔۔۔“ وہ بڑا کربولی، دراصل اسے سنوایا اور پیر پختی سائندکی گلی میں گھس گئی۔۔۔

”لڑکی تھی یا خدا کا عذاب۔۔۔ نقاب میں چھپے منہ میں ایسی نوکیلی زبان؟ توبہ۔۔۔ پاگل لڑکی موڈ آف کر دیا میرا۔۔۔ اف اور یہ ایڈریں تو لگتا ہے محلے کے اندر کہیں خندق میں موجود ہے۔۔۔“ وہ پیروں کے بل چاروں طرف گھوما اور سر جھکا۔۔۔

”آگ لگے میری بلا سے۔۔۔ سارا دن بر باد کیا اور آخر میں پچھل پیری کے منہ لگ کر اپنا رہا سہا سکون بھی بر باد کروا یا۔۔۔“ اس نے واپسی کی راہی۔۔۔ پھر کبھی سہی۔۔۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

”تم کافی سے زیادہ محنت کر رہی ہو۔۔۔ اتنا پیش کیوں۔۔۔“

مرودہ نے پوچھا تو دیا نے چونک کرا سے دیکھایا اس کی واحد دوست تھی جو اسی کالج میں بنی تھی۔۔۔

”مجھے ان ٹاپ ٹین میں شامل ہونا ہے جو اس کالج سے فارن ٹنڈی کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔۔۔“ وہ گھری سنجیدگی چہرے پر سجائے اس وقت بھی پڑھنے میں مصروف تھی مرودہ ہنس دی۔۔۔

”تم اؤئی یسلی شامل ہو گی یار۔۔۔

"just look at you.. you are book warm"

مرودہ کے اتنے کافیڈ نہیں پر اسکا چہرہ خوشی سے جمگا گیا۔

"سب پروفیسر زاب تم سے انسپاڑ ڈیں تمہاری زہانت اور محنت سے تمہارا یہ خواب پورا ہو گا۔" مرودہ نے مزید کہا تو دیا کتاب بند کیے اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

"مرودہ تم بھی زرا محنت کر لو پلیز ایک ساتھ جائیں گی دونوں دوستیں کتنا مزہ آئے گا۔۔۔" وہ جذباتی ہونے لگی مرودہ کھکھلا کر ہنسی۔۔۔

"مجھے ٹاپ ٹین میں آنے کی ضرورت نہیں اگر تم کہتی ہو تو میں بھی وہاں ایڈ میشن لے لوں گی جہاں تمہارا ہو گا۔۔۔ میرے فادر افورڈ کرتے ہیں۔۔۔" اس کی بات نے دیا کا سیروں خون بڑھادیا تھا اب اسے ہر حال میں کامیاب ہونا تھا۔



"یہ کیس ایسا آسان نہیں ہے۔۔۔ لڑکی کاریپ ہوا اور بہت بری طرح اسے مار دیا گیا۔۔۔ اس کی فیملی نے جن افراد پر شک ظاہر کیا تھا ان سب سے انویسٹی گیشن جاری ہے مگر انویسٹی گیشن میں آپ کا بیٹا سسپیکٹ لسٹ میں آ رہا ہے۔" احرام صاحب نے پریشانی سے ما تھا مسلما وہ تو لڑکی کی رپورٹ درج کرو اکراب اصل معاملہ معلوم کرنے آئے تھے۔۔۔ سالک کچھ بول کر نہیں دے رہا تھا اور پولیس کی بات سن کر ان کے رو گنٹے کھڑے ہو گئے۔۔۔

"کیا مطلب ہے آپ کا کس حساب میں وہ سسپیکٹ لسٹ میں آیا۔۔۔"

انہیں یقین تھا سالک ایسا کچھ نہیں کر سکتا مگر سالک کی خاموشی انہیں ڈرار ہی تھی۔۔۔ اور اب پولیس کی بات سن کر رہی سہی ہمت بھی جانے لگی۔۔۔

"دیکھیں انٹریو گیشن میں یہ آیا ہے کہ لڑکی زیادہ تر آپ کے بیٹے کے ارد گرد رہتی تھی۔۔۔ لاست ڈے بھی اس نے سب کے درمیان آپ کے بیٹے کو پر پوز کیا اور اس نے نا انکار کیا ناہی قبول کیا بلکہ اس نے کہا تھا اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہے۔۔۔ اس کے علاوہ کچھ معلوم نہیں ہو رہا تھا لڑکی کی فیملی نے علمی کا اظہار کیا تھا مگر اب اس کی بہن سے اس بات پر انویسٹی گیشن کی گئی تو اس نے بھی ڈائریکٹ آپ کے بیٹے کا نام لیا کہ اس کے ساتھ ڈیٹ پر گئی تھی اور پھر لاش ملی۔۔۔ لاش پر سے جو ڈی این اے ملے وہ دلوگوں کے

تھے ایک لڑکا پوپیں کسٹڈی میں آچکا ہے دوسرا غائب ہے۔ ”احرام کا سرچ کرنے لگا۔ سالک نے ایسی کسی بات کا گھر زکر نہیں کیا تھا لڑکی کا یادیٹ کا مگروہ دو تین ماہ سے راتوں کو اکثر لیٹ آتا تھا یہ بات سچ تھی۔۔۔

”اسکی فیملی نے پہلے کیوں انکار کیا اگر میر ابیٹا مجرم تھا؟ اب وہ اچانک میرے بیٹے کا نام کیسے لے سکتی ہے؟“ احرام صاحب نے غصے سے کہا۔۔۔

”لڑکی نے اپنی ریز نزدے دیں کہ وہ خود بدله لینا چاہتی ہے۔۔۔ اس نے غلط کیا اس کی سزا قانون دے گا۔“
ان کے برابر آکر بیٹھتے قدرے چھوٹی قدم، بھری جسامت، سبزی مائل چھوٹی آنکھوں اور سفید زرد سی رنگت والے مرد نے جواب دیا۔۔۔

”یہ اس کیس پر کام کرنے والے ڈیٹیکٹو ہیں ان کا نام مارک ہے اور یہ اپنے کام میں بہت ماہر ہیں۔۔۔“
انہوں نے سوالیہ نظر وہ سے اس شخص کو دیکھا تو پوپیں میں نے جلدی سے انٹر و دیا۔۔۔ وہ اب مسکرا کر سر خم کر رہا تھا۔

”اس نے اپنے موبائل میں مقتولہ کا ملنے والا لاست میج بھی دکھایا ہے جس میں اس کا کہنا تھا وہ ایس کے ساتھ ڈیٹ پر جا رہی ہے اور یہ کہ ایس نے اپنا فیصلہ بدل کر اسے قبول کر لیا ہے۔“ مارک نے اپنی فائل ٹیبل پر رکھ کر بتایا۔۔۔

”اور آپ کے بیٹے کے حساب سے اس نے اسی دن اسی وقت ”اکیلے“ میں سمجھا کر انکار کر دیا تھا اس کے بعد بات نہیں ہوئی ہی۔۔۔“ اگلی بات نے احرام صاحب کو چونکا کیا۔

”میر ابیٹا؟ وہ آپ سے کب ملا؟“

ان کے سوال اور لا علمی پر مارک ہولے سے ہنسا۔۔۔

”یقیناً آپ کا بیٹا میری سوچ سے زیادہ تیز ہے۔۔۔ کیس چلنے کے کچھ دن بعد ہی آپ کے بیٹے سے میں انویسٹی گیشن کر چکا ہوں وہ اپنے لائر کے ساتھ ہی میرے پاس آیا اور لائر کی موجودگی میں سوالوں کے جواب دیئے اور میں سچ کہنا چاہوں گا اس کے کچھ جواب ادھورے تھے مگر اسکا لائر کیونکہ اپنے کام میں ماہر اور تیز دماغ ہے اس نے مزید تنگ نہیں کرنے دیا۔۔۔ میں نے آپ کے بیٹے سے دو تین مرتبہ ملنے کی کوشش کی مگر وہ ہاتھ نہیں آرہا۔۔۔“

اس نے بات نہیں کی تھی دھا کہ کیا تھا کیا سالک اتنا کچھ کرتا پھر رہا ہے اور انہیں کچھ پتہ ہی نہیں تھا؟

”میں چاہوں گا آپ انویٹی گیشن میں مدد کریں کیونکہ آپ کا بیٹا ہے لسٹ میں آچکا ہے بس ابھی اس کے خلاف کوئی یہ ایسا ثبوت نہیں کہ اسے اریسٹ کیا جائے۔۔۔“

ڈیمیکٹو مارک کے جملے ہتھوڑوں کی طرح ان کے دماغ پر برسے تھے اور وہ بمشکل اپنی جگہ سے اٹھے۔۔۔

سالک کیا کر رہے ہو؟ کیا ارادے ہیں؟ کیا واقعی تم وہ بن چکے جو یہ لوگ بتا رہے ہیں؟ تم نے اس دنیا کا رنگ اپنالیا ہے؟ ان کے دماغ میں سوال تھے اور آنکھوں میں بیٹھ کی مخصوصیت اتنی جلدی ختم ہونے کا خوف لہرا رہا تھا۔۔۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

”دیا ب بس کر جاؤ تم ایک ہفتے سے مسلسل بس پا گلوں کی طرح پڑھے جا رہی ہونا نیند پوری کر پار رہی ناکھار رہی ہو سہی سے۔۔۔“ ہالہ نے بظاہر نیوز دیکھتے باپ کو دیکھ کر اوپھی آواز میں دیا سے کہا جو زر افاسلے پرینچے کشن پر بیٹھی نوٹس پر نظر ڈال رہی تھی۔۔۔ وہ باپ بیٹی کافی دن سے ایک دوسرے سے بات نہیں کر رہے تھے اور ہمیشہ ان دونوں کی ناراضگی ہالہ ہی کسی طریقے سے ختم کرواتی تھی جیسے اب دور دور بیٹھے دونوں چونکے۔۔۔

”پڑھائی کے علاوہ اور ہے کیا کرنے کو۔۔۔ ویسے بھی لوگوں کو لگتا ہے میں ناکارہ، بد تمیز اور زبان دراز ہوں تو ٹھیک ہے آئندہ کسی سے بات ہی نہیں کروں گی۔۔۔“ دیانے بھی ایک چور نظر باپ پر ڈال کر افسر دہ شکل بنائی۔۔۔ خادم صاحب نے اپنی بیٹیوں کی چالاکی پر مسکراہٹ دبائی۔

”ڈرامے مت کرو اور اپنی صحت کا بھی خیال رکھا کرو نیند اور خوراک کی کمی سے بیمار ہو گئیں تو جس پڑھائی کا سہارا ہے یہ بھی جاتا رہے گا۔“ انہوں نے اسکی ڈل رنگت اور لاپرواہ بکھری حالت دیکھی تو مزید ناراض نہیں رہ پائے۔۔۔

”آپ تو خوش ہو جائیں گے آپ کو لگتا ہے پڑھائی مجھے بگاڑ رہی ہے اور چلو گھر کے کام بھی سیکھ جاؤں گی گھر بیٹھ کر۔۔۔“ وہ منہ پھلا کر بولی اسکے انداز پر ہالہ اور خادم صاحب ہنس پڑے۔

”اگر مجھے لگتا تعلیم بگاڑ رہی ہے تو کانج جانا بند کر دیتا۔ مجھے بس افسوس ہوتا ہے جب تم بحث کرتی ہو۔ میں جانتا ہوں بجا کبھی کبھی سختی کر جاتی ہیں مگر کیا کبھی انکی با تیں سن کر تمہیں ٹوکایا کبھی ڈانٹا؟ وہ کہتی ہیں تم کام نہیں کرتیں۔ سست ہوبات کا جواب نہیں دیتیں۔ تمہیں کانج نا سمجھوں اور ہالہ کی طرح پرائیویٹ پڑھاؤں۔ وغیرہ کوئی بات نہی مانی انکی۔ میں تو ہالہ کو بھی ریگولر پڑھانا چاہتا ہوں مگر یہ اسکی اپنی چوائس ہے۔“

دیا سر جھکائے سن رہی تھی۔ ہالہ مسکرا کر چائے بنانے چل گئی بس صلح ہو چکی تھی۔ انہوں نے دیا کو اپنے پاس بلا یا تو وہ ان کے پاس جائیں۔

”میں ہر خواہش پوری کرتا ہوں تم لوگ کی بس بد لے میں چاہتا ہوں ویسی بن جاؤ جیسی میری خواہش ہے۔ نرم مزاج بڑوں کا ادب کرنے والی اور دھیمے لبھ والی۔ میں تمہاری جگہ ان کو غلط بات پر ٹوک دیتا ہوں تم بد تمیزی مت کیا کرو تو کیا میں غلط ہوں۔“

انہوں نے نرمی سے اس کا سر تھپتھپا کر پوچھا تو دیا نے شرمندگی سے سرفی میں ہلایا۔

”اچھا آئندہ کو شش کروں گی ایسا کرنے کی۔ اگر غصہ بھی آیا تو چپ رہوں گی۔ آپ ہم سے بد تمیزی کرنے والوں کا منہ توڑ دینا اور۔“ جوش سے بولتی دیاباپ کے گھورنے پر زبان دانتوں تلے دبا گئی۔

”م۔ میرا مطلب تھا اگر کوئی غلط بات کرے تو آپ سمجھادیجئے گا۔“ فوری اپنے جملے کی تصحیح کی۔

”اپنے الفاظ اور اپنے لبھے کو درست رکھو آپ کے لفظ اور لبھے، والدین کی تربیت کو ظاہر کرتے ہیں اور اچھی اولاد والدین کو اس طرح لوگوں میں بدنام نہیں کرتی دیا۔“ انہوں نے تاسف سے سمجھایا وہ سر جھکا گئی۔

”اف اچھا انسان بننا کتنا مشکل ہے نا بابا۔“ اسکی روہانی آواز نے انہیں مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

”ایک بیٹا دیا ہے اللہ نے تم لاپرواہ لوگوں کو اور وہ ایک بھی نہیں سنبھال سکتے تم لوگ۔“ سالک کے ننانا بیٹی اور داما دے ناراض ہو رہے تھے۔

"یہ ایک بیٹا، سو کے برابر ہے ہر آئے دن پولیس اسے لے کر گھر آتی ہے۔۔۔ شروع میں اس کا کارنامہ بتاتے تھے اب بس ایک نظر دیکھتے ہیں بلکہ کبھی تو کہہ دیتے ہیں

"your son is too much Mr. ahram.. if you can't hold him properly why don't you just give him to us"

اور ان کی جاتی نظروں کا سامنا نہیں کر سکتا، کبھی جھگڑا کیے کھڑا ہوتا ہے کبھی طریق رواز توڑ کر۔۔۔ ابھی لیگلی ایڈٹ نہیں ہوا تھا کہ سموکنگ کی وجہ سے پولیس نے لا کر دیا اور وارننگ دی کہ یہ دوبارہ ایڈٹ ہونے سے پہلے ایسی حرکت ناکرے۔

اس سے پوچھا تو بولا بس ٹیسٹ ہی کر رہا تھا اتنا ہنگامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی پولیس کو۔۔۔ اور اب پورے گینگ کے درمیان لاوارٹوں کی طرح ملا جھے۔۔۔ اوپر سے پتہ چل رہا ہے کہ لا رہ ساتھ لگائے خود اپنے معاملات سمجھاتا ہے۔۔۔ کرام لاز اس کو پتہ ہیں۔۔۔ کب اور کیسے کسی کیس سے نکلا ہے اس کو سب سمجھے ہے۔۔۔ اس سے پوچھیں کیا چاہتا ہے ایک بار بتا دے۔۔۔ ہمارے پورے خاندان ان میں اس جیسا سر پھر اپیدا نہیں ہوا۔۔۔ "احرام صاحب پھٹ پڑے تھے ان کا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا اور پر سے سر جوانکے چچا بھی تھے ان سے کہہ رہے تھے انہوں نے سالک کو سنبھالا نہیں اور انہیں یقین تھا ان کا باپ بھی انہی کو قصور وار ٹھہرائے گا، سالک کو کچھ کہنا ہی نہیں تھا سالک تو بچہ ہے۔۔۔

"یہ بچہ ہے کم عمر اور نا سمجھے ہے اسے نرمی سے سمجھا گا۔ اس کا باپ اور نانا کوئی چھوٹے موٹے عام غریب بندے نہیں کہ وہ ڈر ڈر کر جیے۔۔۔" ان کے لب والجے میں غرور تھا اور یہی چیزوں سالک کو سکھاتے تھے کہ وہ بگڑ رہا تھا۔

"آپ لوگ بحث کرنے کی بجائے سولیوشن ڈھونڈیں۔۔۔ مجھے یقین ہے سالک ایسی حرکت نہیں کر سکتا وہ لا پرواہ یا بد تیز ہو گا مگر بے حس یا ظالم نہیں۔۔۔ پولیس کو دوبارہ اس تک نا آنے دیجئے گا آپ لوگ، وہ ڈپر لیں ہو جائے گا۔" سالک کی ماں ماریہ بیگم، باپ اور خاوند کے سامنے روتے ہوئے بول رہی تھیں۔۔۔ اسکے ننانے بیٹی کو تسلی دے کر موبائل پر کسی کا نمبر ملایا۔۔۔ احرام صاحب کمرے سے باہر نکلے اور جانس کو کال ملائی۔

"کل صبح ہر حال میں اچھے اور ماہر پرائیویٹ ڈیلٹیکٹ سے میری میٹنگ ارتیخ کرواؤ۔۔۔ اور یہ کام کل ہی ہو لیٹ ہر گز مت کرنا۔۔۔" وہ اب معاملہ خود حل کرنے والے تھے۔



”لوگوں نے اتنے بڑے بڑے دعوے کئے اور ٹیکسٹ میں مجھ سے کم نمبر لے کر خاموش ہو گئیے۔۔“ وہ مرودہ کے ساتھ کہنی شروع کیا۔

”ویسے کیا کہا تھا اس لڑکی نے حر؟ میں پیسہ دے کر آئی ہوں اور یہ اپنی زہانت سے نا؟؟“

اس نے ساتھ کھڑی دوست کو مخاطب کیا تو وہ نہ کر دیا کو دیکھنے لگی جو خاموشی سے بریانی کھارہی تھی البتہ مرودہ ہو نقوں کی طرح کبھی انہیں اور کبھی دیا کو دیکھنے لگی۔۔

”تو کیا ہوا اس زہانت کا۔۔ دو دن کے جنون میں ٹھنڈ پڑ گئی؟“

وہ ٹیبل پر ہاتھ رکھ کر جھکی اسے زیچ کرنے لگی۔۔ دیانے ایک تر چھپی نظر اس پر ڈالی اور پھر ارد گرد دیکھا لڑکیاں گروپس میں بیٹھی کھا پی رہی تھیں اور باتیں کر رہی تھیں کوئی انکی طرف متوجہ نہ تھی۔۔

”اب نظریں ملانا مشکل ہو رہا ہے نا۔۔ اتنا بڑا چینچ دے بیٹھی ہو۔۔“ دیانے دل میں تائی کو کوسا جنہیں کل ہی اسے کوکنگ سکھانے کا جوش چڑھ گیا تھا بابا گھر پر ناتھے اور ہالہ کی منت پر اس نے تائی جان سے بحث نہیں کی اور آج اسماڑہ سے نمبر کم آگئے تھے۔ وہ کھا چکی تھی پلیٹ کھسکا کر مرودہ کو دیکھا۔۔

”مرودہ یوں میرے بابا کہتے ہیں اگر کوئی انسان مسلسل بول رہا ہو اور اسے جواب نہ ملے تو اسے خاموشی سے چلے جانا چاہیے ورنہ وہ اس کتے کے برابر ہوتا ہے جو دیوار کے سامنے خوا مخوا بھونک رہا ہو۔۔“ دیانے ایک چور نظر اسماڑہ پر ڈال کر کھا تو مرودہ کا نوالہ حلق میں پھنس گیا۔۔

”شٹ اپ۔۔“ اسماڑہ نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں اور کینہ تو ز نظر وہ اسے دیکھا۔۔

”کیا؟ میں نے تمہیں تھوڑی کہا ہے۔۔“ دیا مخصوص صورت بن کر بولی۔ مرودہ لکھلا کر ہنس پڑی۔

”اسماڑہ چلو یہاں سے۔۔“ اس سے پہلے کہ اسماڑہ مزید بحث کرتی اسکی دوست نے خفت زدہ نظر دیا پر ڈال کر کھا۔۔

(تو بہ لڑکی نہیں چھری ہے) وہ بڑ بڑاتی ہوئی اسماڑہ کو کھینچ کر لے گئی۔۔

"تمہارے بابا نے واقعی ایسا کہا۔۔" مروہ اب اسے گھور رہی تھی۔

"انہیں کہنے کی کیا ضرورت ہے مجھے خود جو پتہ ہے۔۔" دیا نے پٹ سے جواب دیا اور مروہ اس کی چالاکی پر ہنس کر رہ گئی۔۔

Yaman Eva Writes

"so what you want from me s" ..

سالک کے سامنے بیٹھا اس کے باپ کی عمر کا لمبا سفید اور قدرے خراب سی جلد والا آدمی اس سے بولا۔

اس کی چیل جیسی آنکھیں ارد گرد گھوم رہی تھیں۔ اس نے سر پر سیاہ ہیٹ رکھا ہوا تھا۔۔ وہ لوگ اس وقت کافی شاپ میں شیشے کے پاس ٹیبل پر بیٹھے تھے اور دن کے بارہ نجھ رہے تھے یعنی ڈیوٹی آورز تھے اور شاپ میں رش کافی کم تھا۔۔

"you'll promote soon Mr. Marcellus.. I've proof to prove my innocence as well as culprit related to this case"

(تمہاری جلد پر مشن ہو گی مسٹر مارسلس۔۔ میرے پاس میری بے گناہی کا ثبوت اور اس کیس سے جڑا مجرم بھی ہے۔)

سالک بات کرتے ہوئے چونکا۔۔ کافی شاپ میں داخل ہونے والے شخص کا چہرہ ہڈی میں چھپا تھا۔۔ وہ محتاط قدم اٹھاتا ان سے کافی فاصلے پر کارنر کی ٹیبل پر جا بیٹھا تھا۔۔

سالک نے سامنے دیکھا جہاں اسکی بات پر مارسلس بری طرح چونکا ہوا تھا سالک کے دیکھنے پر سیدھا ہوا اور ٹیبل پر ہاتھ رکھ کے آگے کو جھکا۔

"what are you talking about s.. its not like you are kidding me .. case in which you're center? what is the character of related culprit"?

(کس بارے میں بات کر رہے ہو ایں۔۔ ایسا نہیں کہ تم مذاق کر رے ہو، کیس جس کامر کر تھا؟ اس سے جڑے مجرم کا کیا کردار ہے؟)

مسٹر مارسیل نے سرگوشی جیسی آواز میں سوال کیا اور وضاحت طلب نظر وہ سالک کو دیکھا جو (straw) سے کوڑہ کافی کا سپ لیتا شیشے کے پار دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس کی نظر روڈ کے پار کھڑے سگریٹ پینتے آدمی پر تھی جو سالک کی بائک کے پاس چھل قدمی کرتا اور کبھی رک جاتا تھا۔۔۔

باہر بھی اکاڈ کا لوگ تھے۔ بلکی بلکی بارش ہونے لگی تھی اب۔۔۔ اس نے نظریں پھیر کر مارسیل کو دیکھا اور مسکرا یا گھری سیاہ آنکھوں میں جیسے سب فتح کر لینے کی چمک تھی۔۔۔

"I wonder if its raining in California" ..

(سوچ رہا ہوں کیلیفورنیا میں بارش ہو رہی ہو گی۔۔۔)

اس نے ایک مرتبہ پھر باہر دیکھا وہ آدمی اب اور سگریٹ سلاگا رہا تھا۔۔۔ اندر کار نر ٹیبل والا آدمی مو بائی ل پر لگا رہا تھا۔۔۔

"and the boy I am talking about is in California now" ..

(اور جس لڑکے کی بات کر رہا ہوں کیلیفورنیا میں ہے۔۔۔)

وہ مسٹر مارسیل کی طرف متوجہ ہو کر یہ جملہ اتنی آہستہ آواز میں بولا کہ مارسیل بمشکل سن پایا تھا۔۔۔

سالک نے تیزی سے سامنے پڑے سینڈ و چز کی پلیٹ اس کے سامنے کرتے ہوئے اشارہ دیا، مارسیل نے چونک کر پلیٹ کھسکائی تو اس کے نیچ پرچی تھی جس پر نمبر لکھا تھا۔۔۔ اس نے جلدی سے پرچی جیب میں ڈالی۔۔۔

would you like to explain me... As I am working on your case and I told you I'll help "

."you since I wasn't actually sure that you were the culprit or not

(کیا تم وضاحت کرو گے، جیسا کہ میں تمہارے کیس پر کام کر رہا ہوں اور تمہیں بتا چکا ہوں تمہاری مدد کروں گا جب مجھے یقینی طور پر اندازہ نہیں تھا کہ تم مجرم ہو یا نہیں۔۔۔)

مارسیل سمجھ گیا تھا وہ کوئی ٹپ دے رہا ہے تھوڑا جتنا کر کہا۔۔۔

سالک نے کافی شاپ میں کارنر کی ٹیبل پر بیٹھے مرد کو پھر سے دیکھا اور نظر گھمائی۔ وہ شخص سالک کو دیکھ رہا تھا نظر ملنے پر رخ پھیر گیا۔

"..I've to Mr marsal... as you told me you want promotion"

سالک نے اس کی بات کا حوالہ دیا وہ احسان لینے سے زیادہ احسان کرنے کو ترجیح دیتا تھا۔ مارسیل ڈھیلا پڑ گیا۔

سالک نے ایک مرتبہ پھر شیشے کے پار سڑک پر نظر دوڑائی اور گھری سانس بھری۔

سالک پر نظر رکھی جا رہی تھی مگر اسے یقین تھا اندر بیٹھا آدمی اور باہر کھڑا سگریٹ پیتا وہ مرد۔ یہ دونوں الگ تھے اور ہو بھی سکتا تھا کوئی اور بھی موجود ہوا رد گرد مگر اسے اندازہ نہیں تھا۔ اس کے لیے مزید پیشنا سہی نہیں تھا۔

I've been watched marcell... I'll talk you later if possible.. you have to just trace the "

"...number I gave you .. I'll give you further information on text

(مجھ پر نظر رکھی جا رہی ہے مسٹر مارسیل ممکن ہو تو بعد میں بات کروں گا۔ تمہیں جو نمبر دیا ہے بس اسے ٹریس کرنا ہے۔ میں مزید معلومات تمہیں ٹیکسٹ کروں گا۔)

اس نے کافی کا سپ لیتے ہوئے بات مکمل کی۔ مارسیل نے اثبات میں سرہلایا اور بل ٹیبل پر رکھ کر کھڑا ہوا۔

next time let's meet in my house.. I'll invite you for tea.. just text me when you're "

"ready

(اگلی بار میرے گھر لئتے ہیں میں تمہیں چائے کی دعوت دوں گا بس ٹیکسٹ کرنا جب تم تیار ہو۔)

اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے مارسیل نے جھک کر کان میں سرگوشی کی۔ سالک نے اثبات میں سرہلایا۔ وہ وہیں بیٹھا کافی ختم کرنے لگا روڈ کے پار کھڑا آدمی اب سامنے اوپن شاپ کی ٹیبل پر بیٹھ چکا تھا۔ اندر موجود آدمی اب بھی موبائل پر مصروف تھا سالک نے مسکرا کر سر جھکا۔

"just catch me if you can"

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

زايان اپنی اسائمنٹ سبمٹ کرو اکر پلا تو سامنے سے آتی سبینہ کو دیکھ کر مسکرا یا۔۔

”کبھی کبھی زندگی میں تمہارے جیسے لوگوں کا ہونا بھی بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔“ اس کے قریب جا کر مسکراتی آواز میں کہا سبینہ کا دل اس کی بات اور چہرے پر کھلتی مسکرا ہٹ پر زور سے دھڑکا۔۔

”اتنے دن سے کیوں غائب تھیں؟ میری منگنی کی خوشی میں بیمار تو نہیں ہو گئی تھی۔۔“

وہ اس کی خاموشی کی پرواہ کیے بنا شوخی سے مسکرا تابول رہا تھا۔

اس کی بات پر سبینہ نے دانت کچکچائے۔ (بے ہودہ انسان) وہ یہ لقب سوچ سکتی تھی کہنے کی ہمت نہیں تھی۔ وہ لڑکی زات کا لحاظ رکھنے والا ہرگز نہیں تھا۔ جو اب ایسیں شروع ہو جاتا۔

”تمہارا چہرہ کیوں گلب ہوا جا رہا ہے منگیتہ بہت پسند آگئی کیا۔۔؟“ اس نے جلتے دل سے پوچھا۔ زایان نے سامنے آتے دوست کو دیکھ کر اسے اشارہ کیا اور سبینہ کی جلتی بھنتی شکل دیکھی۔۔

”اڑے وہی تو منگنی کیسیں ہو گئی تمہاری نیتِ خیر کی وجہ سے۔۔ میرے متوقع سرال کو اچانک یہ سب ”خرافات“ لگنے لگا اور انہوں نے ڈائریکٹ شادی کا کہہ دیا۔۔“

زايان کا دوست بھی آپ کا تھا۔ سبینہ نے زایان کے چہرے پر مزاق کا شاہد ڈھونڈنا چاہا مگر وہ سنبھیدہ سماں پنے دوست فارس سے بات کر رہا تھا۔۔

”ک۔۔ کب ہے شادی؟“ وہ امید کی آخری کرن بھی گم ہوتی محسوس کر رہی تھی۔۔ اس کے سوال پر فارس نے شرارت سے زایان کو دیکھا۔۔

”میری ڈگری کمپلیٹ ہونے تک کا نامہ ہے مطلب۔۔ بہت کم وقت ہے مگر فی الحال بلا ٹلی۔۔ آؤ کچھ کھائیں پیسیں یار۔۔ بہت بھوک لگ رہی ہے۔۔“ اس نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا تو وہ دونوں بھی ساتھ ہو لئے۔۔

”تم اس بات کو ایشونا کر انکار کر دوزایان۔ انہوں نے تیار منگنی پر اچانک یہ شوشا چھوڑ دیا ہے اس بات کو یوڑ کرو۔“ سبینہ نے نہایت فضول سامشورہ دیا۔

”یار سنا تھا لمبی لڑکیوں کی عقل ٹخنوں میں ہوتی ہے آج تجربہ بھی ہو گیا۔“ فارس نے قہقہہ لگا کر اس کی سر و قد کو نشانہ بنایا، زایان نے سبینہ کا روہانسا چہرہ دیکھ کر مسکراہٹ دبائی۔

”یہ جو میرے داجان نے ان کی بات مانی ہے تو صرف اس لیے کہ وہ میرا آف موڈ دیکھ رہے تھے یعنی انہوں نے مجھے سپیس دیا ہے کہ ماں ڈمیک اپ کر لوں۔ میں نے اس بات کو ایشونا یا توکل ہی گرینڈ فلکشن رکھ دینا ہے اتنی جرأت نہیں ہو گی ان لوگوں میں کہ انکار کریں۔“ وہ تفصیل سے بتاتے ہوئے موبائل پر ملنے والے میسج کو اپن کرنے لگا۔

(کافی اندر کی خبر ملی ہے کہ تمہاری ناہونے والی منگیت کو کیونکہ تمہارا دیدار نصیب نہیں ہوا اس لیے وہ رشتہ پر راضی نہیں ہو رہی اور اس کے گھر والوں نے ”باقاعدہ تربیت“ کلاس لینے کے لیے منگنی ڈیلے کی ہے۔)

اس کے چچا زاد کرزن کا شرارت بھرالمباس میسج تھا جسے پڑھ کر زایان کا دل پھول کی طرح ہلاکا ہوا۔

”تم لوگ چلو میں آتا ہوں۔“ ان دونوں کو بھیج کر میسج تائپ کرنے لگا۔

(کہاں سے ملی خبر۔ کسی نے افواہ تو نہیں اڑائی؟)

وہ جانتا تھا وہ اس وقت آفس میں ہو گا تبھی کال کرنے کی بجائے میسج پر ہی سوال کیا۔

(اس کی کرزن پلس فرینڈ میری یونی فیلو پلس فرینڈ تھی۔) جواب ملا۔

”اور زیل بندہ اتنا انجان بنا پھر رہا تھا۔“ خوشی اپنی جگہ مگر اس غداری پر زایان کو تاؤ آیا تھا۔



”سی سی ٹی وی کی ریکارڈنگ کے حساب سے قتل کے دوران سالک نامی لڑکا“ یہ گزناٹ ”نام کے کلب میں موجود تھا جہاں چیلکی نامی سکول گرل کا ریپ اور مرڈر ہوا مگر مزید کلب کے اندر کی ریکارڈنگ میں نہیں ڈھونڈ پائی۔“

مار تھانے یو ایس بی جس میں وہ ریکارڈنگ تھی ڈیوڈ کے سامنے ٹیبل پر رکھی۔

”اور میں نے کچھ ریگول کلب ممبرز سے اس مرڈروالی رات کی انویسٹی گیشن کی۔ اس رات سالک نامی لڑکے کا کچھ لڑکوں کے ساتھ ایک معمولی بات پر جھگڑا ہوا تھا۔ اس کا کہنا تھا ان لڑکوں نے اس پر شراب پھیکلی تھی اور اس کے بعد وہ لوگ کلب کی ایک سائینڈ پر چلے گئے۔ اس سے زیادہ کسی کو معلوم نہیں تھا۔“ اینڈریونے ایک فائل ڈیوڈ کی طرف بڑھائی۔

یہ امریکہ نیویارک سٹی کے ایک پرائیویٹ آفس کا منظر ہے۔ شیشے کی بڑی والز پر سیاہ نیلے رنگ کے پر دے تھے اور جدید ٹیکنالوجی کا سب سامان موجود تھا۔ ایک سائینڈ کی ٹیبل پر دو تین ایل ای ڈی پر تیزی سے نظر گھما تا مختلف کی بورڈ پر بجلی کی رفتار سے ہاتھ چلاتا پھیس سال کی عمر کے قریب لڑکا بیٹھا تھا آنکھوں پر موٹے گول شیشوں کا چشمہ لگائے شکل سے ہی ”لگ رہا تھا۔

یہ ایک گمنام ہیکر تھا جس کا نام بل تھا مارکیٹ میں اس کا نام نہیں تھا وہ بس ساٹیم کے لئے کام کرتا تھا۔

اور باقی تین امریکہ کے نامور ڈیٹیکٹو کی ٹیم تھے جو سالک کے نانا اور بابا نے ہمار کی تھی۔

”اس میں کچھ اہم پاؤ نہیں ہیں اور ان سب گواہوں کی معلومات جو اس جھگڑے کے دوران موجود تھے مگر۔“ اینڈریو بتاتے ہوئے رکا اور فائیل کھول کر ایک لڑکے کی تصویر سامنے رکھی۔

”یہ لڑکا مسلسل سالک کی طرف داری کر رہا تھا اس کے بارے میں بتانے والوں کی تردید کر رہا تھا۔“ ڈیوڈ نے بغور تصویر کو دیکھا۔

”یہ ناسالک کا دوست ہے ناجانے والوں میں سے ہے۔ سالک کس کس سے ملتا ہے اور اس کے سب دوستوں کی انفارمیشن موجود ہے میرے پاس۔“ ڈیوڈ پر سوچ لججے میں کہا۔ نظریں اس لڑکے کے بائیوڈیٹاپر گھوم رہی تھیں جو بالکل نیا کردار تھا۔

”عجیب بات تو یہ ہے کہ پولیس نے کچھ لڑکوں کو پکڑا ہے جو سالک کی بے گناہی کا ثبوت دے رہے تھے کیونکہ ان کی باقوں میں بہت اختلاف تھا تو پولیس نے غلط ٹیسٹی فائے کرنے کے جرم میں ان سے مزید انویسٹی گیشن کی جس سے نئی بات سامنے آئی۔“ مارتھا نے ایک اور فائل ڈیوڈ کو پکڑا۔ جس کے حساب سے ان سب کو پیسہ دے کر یہ سب کھلوایا تھا مگر کون تھا جو سالک کو بچانا چاہتا تھا؟ میں سالک کا کوئی تعلق نہیں تھا اور انہیں کسی اور نے پیسہ دے کر یہ کھلوایا تھا مگر کون تھا جو سالک کو بچانا چاہتا تھا؟

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

دیالہ کا مطالبہ سن کر خادم صاحب گنگ رہ گئے۔

”دیا یہ ناممکن ہے میں تمہیں دوسرے ملک اور خاص طور پر امریکہ جیسے آزاد معاشرے میں نہیں بھیج سکتا۔ اکیلا تو ہرگز نہیں۔ تم سے توہالہ اچھی ہے کالج تک جانے کا شوق نہیں پالتی۔ تمہاری خواہشات بڑھتی جا رہی ہیں۔“

انہوں نے صاف انکار کیا اور اتنی سختی سے کہ اور ایک لفظ بھی بولنے نہیں دیا۔ وہ نم آنکھیں لیے انہیں دیکھنے لگی مگر آج وہ کسی بات سے نرم نہیں ہونے والے تھے۔ وہ پیر پٹختی ہالہ کے سر پر پکھی جو بکس کھولے پڑھنے سے زیادہ اوپکھر رہی تھی۔ دیانے اس کے ہاتھ سے کتاب چھینی تو وہ گھبرائی۔

”ک۔۔ کون ہے۔۔ کیا ہوا۔۔“ سبزی مائل گرے آنکھوں میں کچی نیند سے جا گئے کی سرخی تھی۔

”تم کس سیارے سے آئی ہو؟ آخر کیوں اتنی گھنی ہو کبھی کچھ مانگ بھی لیا کرو بابا سے۔۔ اب تو میری ہربات پر وہ تمہاری مثال دینے لگ گئے ہیں۔“ دیا کی باتوں کی اسے بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ ویسے بھی جا گئے کے بعد بھی کتنی دیر تک دماغ سے فارغ ہو جاتی تھی۔۔

اب بھی منہ اور آنکھیں دونوں پوری سے زیادہ کھولے بدھوں کی طرح تکے جا رہی تھی۔۔

”اگر تمہاری شکل مجھ سے ناملتی ہوتی تو میں تمہیں سوتیلی سمجھ لیتی زرا جو میرے والے شوق ہوں۔۔ بس گھر بیٹھے نالائقوں کی طرح مرضی سے پڑھنا اور کچن میں سارا دن ملازمہ بنے رہنا۔۔ کیا تم واقعی میری بہن ہو۔۔“

دیا کو اس پر شدید غصہ آرہا تھا ہالہ کا بھی دماغ اب قدرے بیدار ہونے لگا تھا۔

”میں تمہاری سگی اور پورے ڈیڑھ سال بڑی بہن ہوں تو زر امتیز سے بولو، باپ بھی ایک ہے ماں بھی ایک ہے۔۔ تمہاری اور میری بس شکلیں ہی ملتی ہیں باقی میں زرا معصوم سی ہوں اور تم شیطان ٹائپ۔۔ میں سکھڑ تم پھوہڑ۔۔ میں زم مزانج تم بد تمیز۔۔“

وہ بولنے پر آئی تو دیا کامنہ کھلا رہ گیا۔۔

”تم گھنی، چالاک، اندر سے کچھ اور۔۔ باہر سے کچھ اور ہو۔۔“ دیانے جلتے لبھ میں کہا۔۔

”اوہوا بھی کہنے والی تھی ناں تم لا اُق میں نالائق۔۔“

اس نے دیا کی ایک خاصیت بھی خامی کی طرح بیان کی وہ جل کر راکھ ہوئی۔۔

”ڈرواس وقت سے جب بابا کا ہر وقت کا کمپیریزون سن سن کر مجھے تم سے نفرت ہو جائے گی۔“ دیا نے احساس دلانا چاہا۔۔

”اور کہانیوں میں جب بہنیں نفرت کرتی ہیں وہ مسلسل تکلیف دیتے دیتے آخر میں نفرت میں پاگل ہو کر اس بہن کا مگنیٹر تک چھین لیتی ہیں کیا تمہارا بھی بھی ارادہ ہے۔۔؟“

ہالہ کی خوشی دیدنی تھی دیا نے ہاتھ کھول کر لعنت دی۔

”تمہارا مگنیٹر چھیننے سے اچھا ہے تمہیں مار دوں۔۔ کیونکہ اکرام بھائی کی ایک تو شکل بالکل تائی جان جیسی ہے اوپر سے ایکسپریشن سے بندہ کنفیوز ہوا رہتا ہے رونے والے ہیں سخیدہ ہیں یا مسکرا تا چاہ رہے ہیں اور بھی مجھے نہیں یاد کبھی مسکرا کر مجھ سے تمہارا حال پوچھا ہو یا تمہارے نام پر چہرہ کھلا ہو میں سلام کروں تو جواب سید حامنہ پر مار نے جیسا دیتے ہیں ایسا ٹھنڈا بندہ تو بہ۔۔“

دیا نے باقاعدہ کانوں کو ہاتھ لگایا ہالہ نے دانت کچکچا کر کر کچاۓ۔

”بابا نے کتنی مرتبہ سمجھایا ہے دوسروں کو نجح مت کیا کرو۔۔ دفع ہو جاؤ۔۔“ وہ بری طرح ناراض ہو چکی تھی۔

”اچھا میرا ایک کام کر دو بابا کو مناؤ میرے فائنل ہونے والے ہیں اگر میر انام آگیا تو امریکہ جانے دیں۔۔ پلیز ہالہ منالوان۔۔“ وہ فوری اس کے سامنے بیٹھ کر منتیں کرنے لگی ہالہ اسے سوچتی نظر وہ سے دیکھتی اچانک مسکرائی۔۔ چہرے پر چالاکی کا رنگ دیکھ کر دیا کا دل ڈوبادہ صرف بابا اور تائی لوگوں کے سامنے ”اچھی اور شریف“ تھی ورنہ شیطان سے قدم بہ قدم چلتی تھی۔۔

”غزالہ باجی کی طبیعت خراب ہے بہت۔۔ تائی ای نے مجھے کہا ہے ان کی جگہ ان کے سکول پڑھانے جاؤں مگر میر ادل نہیں اور انکا بھی ناممکن تھا۔ تم اگر جاؤ تو اکے امریکہ کی تیاری پکڑ لو۔۔“ اس کی شرط نے دیا کام داع غہما دیا میں کالج سے چھٹی نہیں کر سکتی مجھے وہاں جانے کے لیے اچھے مارکس بھی چاہئیں ہالہ پلیز۔۔

وہ بکشکل ہبھے زرم رکھ پائی تھی۔۔

”میں شرط بتاچکی ہوں باقی تمہاری مرضی۔۔“ وہ کندھے اچکا کر بولی اور دیا کا جی چاہا بابا اور پورے خاندان کے سامنے اس کا مکار چہرہ لائے جو بے زبان گائے بنی پھر رہی تھی۔۔

(تائی جان ہالہ جیسی بھوہی ڈیرو کرتی ہیں۔۔) وہ شدید غصہ کے باوجود اس بات پر خوش تھی۔۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

”تمہیں یقین ہے ناں وہ اسی مارکیٹ میں آ رہی ہے۔۔؟“

زايان نے ایک مرتبہ لوگوں کے رش کو دیکھ کر بے زاری سے اپنے کزن ریان سے پوچھا۔۔

”ہاں یا راس کی کزن نے مجھے ابھی کنفرم بتایا ہے میں نے شاپ کا نیم سینڈ کیا ہے ناں۔۔ بلیوڈر لیں ہو گا اور گندمی رنگ ہے۔۔ دور سے دیکھنا اور آ جانا تمہارا کام ہو جائے گا اور مجھ سے گلہ بھی ختم ہو جائے گا کہ پہلے نہیں بتایا۔۔“

ریان نے تفصیل سے بتا کر کال بند کر دی شاید جلدی میں تھایا پھر جان چھڑوار ہاتھا۔۔ زایان نے گھری سانس بھری اور خود کو اس رش میں گھسنے کے لئے تیار کیا۔

”کس دنیا کی لڑکی ہے گھر ڈھونڈنے نکلو تو گلیوں کی بھرمار اور ہائے قسمت، کسی ریسٹورنٹ، آئسکریم پارلر یا کافی شاپ کسی اچھی پر سکون جگہ پر ملتا صحیح سے دیکھ لیتا بات کر لیتا اف۔۔ ہاں بھی دھکے کھاتا کسی شاپ کے باہر لو فروں کی طرح سب کو گھور کر اس محترمہ کو ڈھونڈوں۔۔ وہ اس معاملہ میں اب تو بری طرح زج ہو گیا تھا پتہ نہیں کہ گناہوں کی سزا دی تھی داجان نے۔۔“

اس نے دھوپ سے بچنے کے لئے سن گلا سر لگائے ہوئے تھے۔ گرمی سے سفید رنگت میں سرخیاں چھلک رہی تھیں۔ سیاہ بال جو بڑی محنت سے جیل سے جمائے تھے۔ اب سب حدیں بھلانے ماتھے پر بکھرے تھے۔۔ وجہہ خوبصورت چہرے پر بے زاری کے رنگ مزید دلکشی میں اضافہ کر رہے تھے۔۔

وہ لوگوں کے دھکوں اور گھورتی عجیب نظروں سے بچتا بچاتا دکان کے سامنے پہنچ چکا تھا۔۔ اور اب آتی جاتی لڑکیوں کے ڈریں کلر دیکھ رہا تھا۔۔

”مجھے اس دکان میں ہی نہیں جانا کتنا بے ہودہ لڑکا ہے اتنی دیدہ دلیری سے لڑکیوں کو تاڑ رہا ہے۔۔ اف گھٹیا انسان۔۔“ جانی پہچانی آواز پر زایان نے جل کر چہرہ موڑا تو وہ سبز چادر والی نقاب پوش لڑکی کسی دوسری لڑکی سے بحث کرتی مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔ دوسری لڑکی پیر پٹختی اسے وہیں چھوڑ کر شاپ میں گھس گئی۔

”آج کل دن دیہڑے کھلے عام چڑیں لوگوں میں گھومتی ہیں کیا؟“ وہ اس کے سر پر جا پہنچا اور دبے دبے لفظوں میں بولا تو ان جھی آنکھوں میں آگ کے جیسے شعلے بھڑک اٹھے۔ اسے ایسے دیکھا جیسے ابھی جلا کر بھسم کر دے گی۔

”آج کل آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کے لیے تم جیسے لڑکے با قاعدہ بازاروں کو نکل پڑے ہیں تو چڑیوں کا تونام لینا ہی فضول ہے۔“ وہ بھی لوگوں کے متوجہ ہونے کے ڈر سے آہستگی سے بولتی سائیڈ سے ہو کر نکلنے لگی مگر زایان نے اسکا بازو پکڑا اور اس کے رکنے پر فوراً چپوڑ دیا۔

”م۔۔ مجھے ہاتھ لگانے کی ہمت کیسے کی۔۔ بازار میں کھڑے ہوا ایک آواز لگائی ناں تو اچھے برے سب جمع ہو جائیں گے اور تمہارا یہ سنتے ہیر وؤں والا حلیہ بگاڑ دینا ہے۔۔“

وہ بس چند لمحوں کے لیے بازو پکڑنے پر جس طرح اسکے پاس آ کر آہستگی سے غرائی۔۔ ناچاہتے ہوئے بھی زایان کے ہونٹوں پر منکراہٹ پھیل گئی۔۔

”سنو تمہارا کہیں رشتہ و شستہ ہوا ہے کیا۔۔“ اس کی آنکھوں میں شرارت اور لبھ میں دلچسپی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ اس کے سوال نے لڑکی کو بری طرح طیش دلایا اور اس سے پہلے کہ وہ وہاں سے جاتی وہ اسکا ہاتھ پکڑے تیزی سے قریبی لگی میں گھس کر رش سے سائیڈ پر ہوا۔

”کیا بد تمیزی ہے۔۔“

وہ زایان کی اس حرکت سے بری طرح ڈر گئی تھی۔

”بس ایک بات بتاؤ کیا تمہارا رشتہ ہو چکا ہے؟ مجھے خوف ہے کہیں تم وہی تو نہیں جس سے میرے داجان نے سزا کے طور پر نصیب پھوڑ دیا ہے۔۔“ یہ سوال کرتے ہوئے بھی اس کے لب و لبھ میں دلچسپی در آئی تھی اگر یہی لڑکی تھی تو وہ اسے زبان درازی کی سزا دینے کے لیے سہی، مگر اپنانے کو تیار تھا۔۔

”دیکھئے میرا رشتہ طے ہو چکا ہے اب مجھے تگ مت کریئے۔۔“

اس کے الفاظ میں جس طرح زایان کے خوف نے احترام بھرا تھا، زایان کو از حد مزرا آیا تھا۔

اس نے کچھ یاد آنے پر زر اور ہو کر اسے دیکھا وہ پوری چادر میں چھپی تھی بس سفید ٹراوزر نظر آ رہا تھا وہ اس کے اس طرح دیکھنے پر مزید ڈر گئی۔

”تمہاری شرٹ کا گلر کیا ہے۔۔۔ دیکھو مجھے غلط مت سمجھنا بس شرٹ کا گلر بتا دو۔۔۔“ اس کے سوال نے لڑکی کے اوسمان خطا کر دیئے۔۔۔ وہ بناءیک پل رکے بازار کی طرف بھاگ گئی۔۔۔ وہ ریان کی آتی کال اٹینڈ کر کے سننے لگا۔۔۔

”کہاں ہو یا روہ لوگ جانے والے ہیں تم ملے نہیں۔۔۔؟“

ریان چڑکر بولا۔۔۔

”ریان سب چھوڑ دیہ بتاؤ کیا وہ چادر پہنتی ہے۔۔۔؟ نقاب کرتی ہے؟ آنکھوں کا رنگ کیا ہے؟“ زایان کے بے تابی سے پوچھنے پر وہ چونکا۔۔۔

”ناوہ نقاب کرتی ہے ناکوئی بڑی چادریں پہنتی ہے۔۔۔ اس کی آنکھوں کا رنگ براؤن ہے۔۔۔“ اس کے جوابوں نے زایان کو گم صم کر دیا۔۔۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

”..just tell me truth J I am not fool“

سالک اپنے دوست جو رُون کا گریان بکڑے کھڑا تھا۔۔۔ جو رُون اس سے مار کھا کھا کر نہیں حال تھا۔۔۔

just believe me S.. it wasn't my idea.. I just follow what T (thoms) told me.. we were "

"...pranking.. it was sudden plan.. that bastard T wanted to do this

(میرا یقین کرو ایس۔۔۔ یہ میرا آئندیا نہیں تھا۔۔۔ میں نے بس وہ کیا جو تھامس نے کہا۔۔۔ ہم مذاق کر رہے تھے۔۔۔ یہ پلان اچانک بنا تھا۔۔۔ وہ با سڑ ڈی، ٹی ایسا کرنا چاہتا تھا۔۔۔)

جس نے اٹک ٹک کر بتایا اسے پہلے ہی اندازہ تھا ایس ان کا حشر بگاڑ دے گا مگر تھامس نے کہا تھا وہ سب سنبھال لے گا اور پھر تھامس کے ہی کہنے پر اس نے اس لڑکی چیلیس کو میچ کیا تھا کہ وہ ”ینگز نائٹ“ کلب آجائے سالک اسے انکار کرنے پر شرمندہ ہے

اور اب کلب میں اسکا ویٹ کر رہا ہے۔۔

And where is T now? where that rubbish is hiding... loser.... can't face me... goin "

"handle me... mess

(اور اب کہاں ہے ٹی؟ وہ ربش کہاں چھپ رہا ہے۔۔ لوزر۔۔ میرا سامنا نہیں کر سکتا۔۔ مجھے بینڈل کرے گا۔۔)

ساںک نے ایک جھٹکے سے جے کا گریان چھوڑا کہ وہ نیچے جا گرا۔۔ یہ ان کے کالج کی بیک سائیڈ تھی۔۔ یہاں ناہونے کے برابر سٹوڈنٹس تھے وہ دونوں ایک دیوار کے پیچھے تھے اس لیے کسی کی نظر میں نہیں آ رہے تھے۔۔ ساںک کو کبھی مارنے یا لڑنے کے لیے چھپنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی مگر اب اسے احتیاط کرنی پڑتی تھی وہ جانتا تھا اس کا باپ اور ڈی ٹیکٹو اس پر نظر رکھوائے ہوئے ہیں۔۔

"?he is gone ... he is in L.A... I dunno why is he hisding...by whom"

(وہ جا چکا ہے۔۔ وہ لاس بیخلاس میں ہے۔۔ میں نہیں جانتا وہ کیوں چھپ رہا ہے۔۔ کس سے چھپ رہا ہے؟)

جو رُن ساںک کے پنج سے سو جا چہرہ سہلارہا تھا۔۔ ساںک نے اپنے بال کھینچے۔۔ آخر پولیس نے جو رُن کو نوٹس کیوں نہیں کیا۔۔ چیلیس کے موباکل سے جو رُن کا تیج کیوں نہیں ڈھونڈ پائے۔۔ اس کا یہ سوچ کر دماغ گھوم رہا تھا اس نے جب یہی سوال جو رُن سے کیا تو اس کے جواب نے ساںک کو ٹھٹھا کیا۔۔

تھامس نے چیلیس سے ان کے تیج یا کاظمیکٹ کی ہسٹری اسی وقت مٹوادی تھی۔۔ یہ بات ہرگز عام نہیں تھی معمول کے حساب سے جب کسی سے کاظمیکٹ کیا جائے تو ہسٹری نہیں مٹوانی جاتی۔۔

what was he up to back...? he called girl.. and make her remove his record... but if "

police found... there is only jorden is suspected.. thomas is clean and he disappeared that

"?...night before the accident of girl... he knew it... he knew all from the start

(وہ کیا کرنے والا تھا۔۔ اس نے لڑکی کو بلایا اور اس سے اپناریکارڈ بھی مٹوایا اور اگر پولیس ڈھونڈچکی ہے ریکارڈ۔۔ تو صرف جورڈن مشکوک بتتا تھا تھامس کی طرف سب صاف ہے اور وہ اسی رات لڑکی کے حادثہ سے پہلے غائب ہو گیا وہ یہ سب جانتا تھا۔۔ وہ شروع سے سب جانتا تھا؟)

سالک سب سمجھتا جا رہا تھا۔۔ جورڈن نے پولیس کو اپنے مذاق میں کیے مجھ کا ناباتا کر خود کو بچالیا تھا اور تھامس غائب تھا۔۔ اور یہ دو تھے سالک کے اب تک، ہر پل ساتھ رہنے والے بہترین دوست۔۔ جو اس کی گواہی دے سکتے تھے مگر وہی اسے پھنسا گئے تھے۔۔ سالک ہر طرف سے نا امید ہو رہا تھا۔۔ جھک کر بجے کو زبان بند رکھنے کی دھمکی دی۔۔

."one word and I'll rip off your neck"

جورڈن نے منہ پر زپ کا اشارہ کیا وہ سالک کے باپ کے رائٹ ہینڈ جانسن کا بیٹا تھا اگر آج کی باتیں احرام کو پڑھے چل جاتیں تو سالک کا لاس اینجلس جانا مشکل ہو جاتا اور سالک کو اب ہر حال میں لاس اینجلس جانا تھا۔۔ وہ بجے کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گیا۔۔

اسے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح شور مجھ پکا تھا اپنے بالوں کو سنوارتا وہ سب کے پاگل پن پر مسکرا یا وہ اچھے سے جانتا تھا کانج کی (80%) لڑکیوں کا کرش تھا یہاں یہی تو ہوتا ہے جو لڑکا امیر ہو، حسین ہو اور لڑکیوں میں مقبول ہو وہ پرنس کہلواتا ہے۔۔ پرنس کی سیاہ آنکھوں میں بے چینی تھی کہ اچانک اس کے لیے راستہ بناتے لوگوں میں وہ سنہری آنکھوں اور بالوں والی لڑکی نظر آئی۔۔ وہ اس کی طرف بڑھا۔۔

?..Ohh lisa I wonder if I can use your mobile for a while ... may I"

(اوہ لیز ایں سوچ رہا ہوں، تمہارا موبائل کچھ دیر کے لیے یوز کر سکتا ہوں؟ کیا میں کر لوں؟) اس کے اچانک مطالبہ پر لیز اگھر اگئی۔۔ سالک نے اسے موبائل ان لاک کرنے کا کہا مگر وہ لب کچلتی کھڑی رہی۔۔ سب حیرت سے سالک کو اور لیز اکو دیکھ رہے تھے۔۔ یہاں تک کہ کچھ لڑکیوں نے سالک کو اپنے موبائل پیش کرنے چاہے مگر وہ لیزا کو گھوڑ رہا تھا۔۔

"تم ہی ہو جو میں تھاں کے روز چیلی کو کالج لائی تھیں۔ مجھے آرام سے اپنا موبائل دے دو ورنہ پولیس کے آنے پر بات بگزستی ہے--"

اس کے قریب ہو کر سالک نے دھمکی دی اور اس کا رنگ اٹر گیا۔ سالک اسے گھسٹتا ہوا لے جا رہا تھا۔
اور وہاں آفس میں بیٹھے احرام کو جب اس کے بندے نے یہ سب بات بتائی تو وہ سر پکڑ بیٹھے۔

"...what is he up to"

اور اس کے ننانے یہ سن کر مسکراتے ہوئے کہا۔

Do not interfere in his business... let him do what he want.. your duty is to protect "

"...him..... that's it

(اس کے معاملات میں دخل مت دو۔ اسے کرنے دوجو وہ چاہتا ہے۔ تمہارا فرض اس کی حفاظت کرنا ہے۔ اور بس۔۔)



"..Oh S.. here you are.. very warm welcome"

مارسل سالک کو اپنے گھر کے دروازے پر دیکھ کر یوں خوش ہوا جیسے وہ پرموشن لیٹر دینے آیا ہو۔ بات کافی حد تک ملتی جلتی تھی۔

thank you Mr marcell.. it was a bit urgent work so I have to come without giving you "

"..time .. my bad

(شکر یہ مارسل صاحب۔۔ یہ کام کچھ جلدی کا تھا تو مجھے وقت دیئے بغیر آنا پڑا۔۔ میری غلطی ہے۔۔)

سالک کے انداز میں ہی عجلت نمایاں تھی۔۔ مارسل نے اندر آنے کا راستہ دیا۔۔ وی لا دنخ میں چھوٹے سائز کا صوفہ سیٹ رکھا جس پر تین سنہری بالوں والے بچے بیٹھے تھے ہاتھوں میں (ramen) کے باول تھے اور نظریں وی پر چلتی موسوی پر تھیں۔ داعیں سائیڈ

اوپن کچن میں سنبھری بالوں والی عورت کھڑی تھی اور سمیل سے سالک کو اندازہ ہوا وہ (pork) بنا رہی ہے۔ سالک کی تیز نظر وہ نے سارے منظر کا سینڈوں میں جائزہ لیا تھا۔

"..Oh hi.. you must be S.. aren't you.. marcell told about you.. please come.. have a seat"

(ہائے تم ضرور ایس ہو گے۔۔۔ مارسیل نے تمہارے بارے میں بتایا تھا۔۔۔ پلیز آؤ۔۔۔ بیٹھو۔۔۔)

مسز مارسیل کی ستائشی نظر وہ نے اس کا بھر پور جائزہ لیا۔۔۔ سالک کو اس ماحول سے الجھن ہونے لگی۔۔۔ اسے جلد بات کر کے جانا تھا۔۔۔

Ohh thanks Mrs.marcell.. I am good .. Mr marcell if you dont mind why dont we talk "

"..outside.. I dont like noise

(شکر یہ مسز مارسیل میں ایسے اچھا ہوں۔۔۔ مسٹر مارسیل برانامانیں توہم باہر جا کر کیوں نابات کریں... مجھے شور پسند نہیں۔۔۔)

چہرے پر زبردستی مسکراہٹ لا کر مسز مارسیل کو جواب دیتے ہوئے اس نے مارسیل کو دیکھا اور ٹوپی پر چلتی شور شرابہ والی موادی کی جانب اشارہ کیا۔۔۔ مارسیل معدرت کرتا ہوا اسے راہداری سے گزر کر باتی رومز سے کچھ فاصلے پر موجود کمرے میں لے گیا۔ یہ چھوٹا سا آفس تھا، فرنیچر پر انامگرا چھی حالت میں تھا۔۔۔ سالک نے چاروں طرف نظر گھمائی اور ایک سائیڈ پر رکھی ایزی چیئر پر بیٹھا۔۔۔ مارسیل بھی ایک کرسی پر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔۔

The location of number you gave me is 23 miles away from california city.. and there "

"is no change in past two daya

(تم نے جو نمبر دیا تھا وہ کیلیفورنیا شہر 23 کلو میٹر دور ہے اور پچھلے دو دن سے لوکیشن میں کوئی تبدیلی نہیں۔۔۔)

مارسیل نے نمبر کی ڈیلیل سالک کو دی۔۔۔ اور اس کا سنجیدہ چہرہ دیکھا۔ جس پر آج کل بے زاری چھائی رہتی تھی۔

This boy is surely connected to her death. He stalked her for almost 2 months. He was "there when she propose me. He was always there whenever she talked to me.. Here is the ..pic of that night before club and here is the video of his leaving club after her death

(یہ لڑکا یقینی طور پر اس لڑکی کی موت سے جڑا ہے۔۔۔ اس کا تقریباً دو ماہ سے پیچھا کر رہا تھا۔۔۔ وہ وہیں تھا جب اس نے مجھے پر پوز کیا۔۔۔ وہ ہر اس جگہ تھا جب مجھی لڑکی نے مجھ سے بات کی۔۔۔ یہ اس رات کلب کے سامنے کی تصویر ہے اور یہ قتل کے بعد کلب سے جانے کی ویڈیو ہے۔۔۔)

سالک نے بتاتے ہوئے کچھ تصاویر اور ایک یو ایس بی اس کے سامنے رکھی۔۔۔ مارسیل نے جلدی سے تصاویر دیکھیں۔۔۔ سالک نے اسے سمجھا دیا تھا کہ وہ اس لڑکے کو انہی چیزوں کے بل بوتے پر جلد سے جلد اریسٹ کرے۔۔۔ مارسیل عیار بندہ تھا وہ ان چیزوں کا یو ایز اچھے سے جانتا تھا، ان چیزوں سے کیس میں آسمانی ہونے والی تھی۔۔۔ سالک اس کے گھر سے نکل کر اس کافی شاپ کی طرف رونہ ہوا جہاں ڈی ٹیکٹو مارک نے ملنا تھا۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

زايان نے سامنے کھڑی بُلی نامی جوان عورت (جو ان کے گھر پچھلے پانچ سال سے ملازمہ تھی) کے چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیا۔

”تمہیں یقین ہے تمہاری بہن ملک کر مداد کے ہی گھر کام کرتی ہے نا۔۔۔“ اس نے ایک بار پھر تصدیق چاہی۔۔۔

سانوں لگنگت اور درمیانے قد کی عورت نے زوروں شور سے ہاں میں سر ہلا�ا۔۔۔

”خالدہ بیگم اور ان کی تین بیٹیاں کنزہ بی بی، عزہ بی بی اور فضابی بی اور ان کا بھائی ملک زوار اور۔۔۔“ وہ روٹو طوطے کی طرح سارے گھر کا بایوڈیٹیاں لے گئی تو زایان نے ہاتھ اٹھا کر روکا۔۔۔

”بس تم اب کچھ عرصہ کے لیے اپنی بہن کو یہاں بھیج دینا اور خود اسکی جگہ جانا، دی جان سے کہہ دینا سر اس والوں نے تمہیں بلوایا ہے کچھ عرصہ کے لیے۔۔۔ اس لیے تمہاری جگہ بہن آئے گی۔۔۔ یہی بات تمہاری بہن وہاں کہے گی۔۔۔ سمجھ گئیں۔۔۔؟“ زایان نے سارا پلان ترتیب دے دیا اور اس کے ساتھ بیٹھا ریان داد دیے بنانارہ سکا۔ ایسے معاملات میں زایان کا ذہن بڑی تیزی سے کام کرتا تھا۔۔۔

”آپ فکر ہی ناکریں زایان صاب۔۔ جیسا چاہیں گے سب ویسا ہو گا میں آپ کو عزہ بی بی کی ایک ایک پل کی خبر دوں گی۔۔“ وہ جذباتی آواز میں بولی۔۔ اب کہیں جا کر تو اس کے زایان صاب کو محبت ہوئی تھی وہ کیسے ناساتھ دیتی۔۔ زایان کی آنکھیں چمکیں۔۔

”بس ہر پل کی نہیں تم نے اتنا کرنا ہے اس کی فون کا لز سننی ہیں کس کس سے بات کرتی ہے۔۔ اور اس کی بڑی عادات پر نظر رکھنی ہے اور کوشش کرنا کوئی افیئر ہو تو فوری بتانا۔۔“ اس کے حکم پر ببلی کامنہ کھل گیا یہ کس دور کی محبت ہے۔؟

زایان اور ریان اس کے تاثرات کا مطلب سمجھ کر بننے۔۔

”او ببلی میرا کوئی (love) میں نہیں ہے او کے تو تم سمجھداری دکھا کر سینگ مت کروانے بیٹھ جانا۔۔ مجھے اس سے جان چھڑوانی ہے تو وہ کرو جو کہا ہے۔۔“ زایان نے اسے سمجھایا وہ مایوسی سے (اتنے زندہ دل لڑکے کی بدستور سنگل ہونے پر) سر ہلا کر اندر چل پڑی۔ وہ دونوں بیک یار ڈیں بیٹھے تھے زایان نے چیئر کی بیک سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندیں۔۔ موسیم اچھا ہو رہا تھا ٹھنڈی ہوا طبیعت کو خوشنگوار کر رہی تھی۔۔

”جب مجھے لائلہ (اسکی بیوی) پسند آئی تھی نا مجھے فرنٹ لان میں لگے پھولوں کے ساتھ ساتھ گھاس اور یہ سوئنگ پول کا پانی یہ دیواروں پر پھیلی امر بیل یہ سنگی نئی۔۔“ ریان نے دائیں طرف وسیع پول کی طرف پھر سبز پتوں میں ڈھکی دیواروں کی طرف اور یہاں تک کہ اس نئی پر ہاتھ رکھا جس پر بیٹھا تھا سب طرف ہاتھ سے اشارہ کیا۔۔ زایان کو اسکا داماغی توازن دوسری مرتبہ خراب لگ رہا تھا۔۔ پہلی مرتبہ تب جب اس کی بیوی پہلی مرتبہ ایک مال میں نظر آئی تھی۔۔

”یہ سب دھنک رنگوں میں ڈوبالگتا تھا، کھلتے رنگ۔۔ بہار ہی بہار۔۔ تمہارا کیا سیمین ہے برو۔۔“ ریان کی شوخی اسے زہر لگی بھلا اتنا آسان تھا کسی عام سی لڑکی کے لئے زایان خان کا دل دھڑکتا؟ ہرگز نہیں۔۔ وہ لڑکی بس دلچسپ لگی تھی مگر جب بھی ملی شیرنی کی طرح دھاڑتی چلی گئی۔۔

ناجھجک ناشر میلا پن نامعصومیت ناہی کوئی لمحے کی نرمی و نشیلا پن۔۔ لڑاکا۔۔ کرخت اور مردمار لڑکی کا زایان کے ساتھ بھلا کیا جوڑ؟ وہ مسلسل اپنے خیالات اور احساسات کی نفی کر رہا تھا، اتنے جلدی گھٹنے ٹیک دینا آسان نہیں تھا۔۔ اسے سوچوں میں گم دیکھ کر ریان زور سے ہنسا تو وہ چونکا۔۔

”کوئی سیمین نہیں برو۔۔ تمہیں اس لیے نہیں بتایا تھا کہ اس کے زکر سے مجھے چھیڑنے لگو جس کا نام تک نہیں جانتا میں۔۔“

"love is nothing but mess

اس کے چڑچڑے انداز پر ریان ہنسا۔ اسے سب نظر آ رہا تھا جو زایان چھپا رہا تھا۔ ریان اٹھ کھڑا ہوا۔

"او۔ کے یار مان لیاں لڑ کی کامنے کچھ نہیں۔ بازار میں پاگلوں کی طرح اسکا حلیہ شو قیہ بیان کیا تھا اور داجان کے رشتے پر جھکا سر انکار کی بغاؤت میں اچانک اٹھنا بھی اتفاق ہے۔ میں چلتا ہوں تم بیٹھ کر خود سے لڑو۔" ریان چلا گیا اور وہ اس کی باتوں پر تلملا کر رہ گیا۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

سالک اس وقت کیفے میں لوگوں سے الگ تھلگ اکیلا بیٹھا ارد گرد چہل پہل اور آزادی سے گھومتے لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ چہرے پر سنجیدگی اور بے زاری تھی۔ وہ جانتا تھا اس وقت بھی اس پر نظر رکھی جا رہی ہے اسکا دل چاہا یہاں بیٹھے کسی بھی انسان کا گریبان پکڑے اور خوب لڑے کہ پورے کیفے میں ہنگامہ برپا کر دے اور چیخ چیخ کر سب سے کہے، میں بر انسان ہوں۔ او۔ کے مجھے فرق نہیں پڑتا۔

"..I can live without food but cant.. without freedom, yes I'm the bad guy"

(میں کھانے کے بغیر زندہ رہ سکتا ہوں لیکن آزادی کے بغیر نہیں۔ جی ہاں میں برالٹکا ہوں۔)

اپنی اس انوکھی حرست پر وہ سر جھکا کر مسکرا یا۔۔۔

سامنے سے آتے مارک کو دیکھتے سنجیدگی اوڑھ لی اور اس کے ہیلو کہنے پر بس سر خم کر کے جواب دیا۔ مارک ڈرنک بنوا آیا تھا اس کے سامنے کو لڈ کافی کا گلاس رکھا۔

"سوری آنے میں دیر ہو گئی۔ یہ کیس تو سوچ سے زیادہ مشکل ثابت ہو رہا ہے۔" مارک نے مسکرا کہا تو سالک نے کندھے اچکائے۔۔۔

"اُس او۔ کے۔۔۔ میں آج کل فری ہوں اس لیے جلدی آگیا۔"

سالک کے لبھے میں سنجیدگی کے ساتھ کچھ کچھ اداسی کارنگ محسوس کر کے مارک کو بے ساختہ اس چھوٹے لڑکے پر ترس آیا تھا۔۔۔

”شکر یہ تم مجھ سے ملنے آئے۔ اس کیس کی اصل (key) تم ہو۔ تمہاری مدد کے بغیر الجھ رہا ہے۔“ مارک نے نرمی سے کہا۔ سالک بن جواب دیے سڑا سے کافی پی رہا تھا۔۔۔

”مجھ پر شکر کر رہے ہو اس لیے میری ہی مدد چاہیے تو کبھی سہی جواب نہیں ملے گا۔۔۔ مجھ سے معلومات حاصل کرنی ہوں تو اپنارویہ اور لہجہ درست رکھنا مسٹر مارک ورنہ میرے پاس کچھ نہیں بتانے کو۔۔۔“ کچھ دیر بعد اس نے سراٹھیا اور سنجدگی سے وارنگ دی۔ اس کے انداز پر مارک نے ہارمانے والے انداز میں ہاتھ کھڑے کیے۔۔۔

”میری جا ب یہی ہے ان لویٹی گیش میں ڈاؤنس تو ہوں گے۔ مگر آج پر سلی آیا ہوں، تمہاری بتائی جگہ ہے اور تمہارے طریقے سے چلوں گا۔۔۔ صرف ادھورے جواب پورے کر دو۔۔۔“ مارک نے لہجہ میں نرمی کے ساتھ عاجزی اختیار کی۔ اس کی 8 سالہ جا ب میں بہت سے لوگوں سے واسطہ پڑا تھا مگر سالک جیسا ٹیڑھا بندہ اب ملا تھا جو جھکانا جانتا تھا بس۔۔۔ مگر مارک کی جا ب ایسی تھی اسے ڈیل کرنا آتا تھا۔۔۔

”میں نے تم پر ساری ریسرچ کر لی ہے جس طرح لڑکیوں میں مقبول ہو تمہارے لیے مشکل نہیں ریلیشن رکھنا مگر تمہارا اس معاملہ میں ریکارڈ صاف ہے اور جھگڑے بھی معمولی تھے۔ تم قاتل ہرگز نہیں مگر ہو سکتا ان لوہا س معاملہ میں۔۔۔“ سالک مارک کی باتیں ناسنے جیسا سن رہا تھا۔ اس کی توجہ اپنی پر تھی اور ارد گرد کے لوگوں پر۔۔۔ مارک نے رک کر اسے دیکھا اور پھر اپنی جیکٹ کی اندر ونی جیب سے ایک تصویر نکالی۔۔۔

”کیا تم اس لڑکے کو جانتے ہو؟“ سالک نے ترچھی نظر ٹیبل پر رکھی تصویر کو دیکھا اور اسی طرح سڑا (straw) منہ میں لیے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

”اوہ۔۔۔“ مارک سیدھا ہوا۔۔۔

”اس لڑکے کو زیادہ لوگ نہیں جانتے۔۔۔ اس کی فیملی نے اس کی گمشدگی کی رپورٹ درج کروائی ہے اور یہ اسی رات گم ہوا جس رات لڑکی کا مرد ہوا اور۔۔۔“ مارک نے رک کر کچھ اور تصاویر نکال کر سالک کے سامنے رکھیں۔

”یہ لڑکا اس لڑکی کی اکٹھ سیلیفی میں پیچھے نظر آ رہا ہے اور۔۔۔“ مارک بول رہا تھا جب سالک نے گلاس ٹیبل پر رکھا اور جھک کر تصاویر دیکھنے لگا۔۔۔ اچانک بولا۔۔۔

”یہ اس لڑکی کا سٹاکر ہے۔۔“ مارک اس کی بات پر چونکا اور پھر مسکرا یا۔۔

”بالکل میرا بھی یہی خیال ہے۔۔“ مارک نے اس کی زہانت بھری سیاہ آنکھوں کو دیکھا۔۔

”میں خیالات پر بات نہیں کرتا مسٹر مارک۔۔ میں جانتا ہوں، یہ ہے۔۔ اسکا نمبر ٹریس کرنا کو نہ مشکل ہے۔۔“ سالک نے جیسے اس کی کم عقلی کو کوسا۔۔

”اس کا نمبر اس قتل سے ہفتہ پہلے بند ہو چکا ہے۔۔ اور اس کے علاوہ کوئی نمبر کسی کو نہیں معلوم۔۔“ مارک کی بات پر سالک نے گھرا سانس بھر اتواس لیے اس نے نمبر آن رکھا ہوا تھا کیونکہ شاید سالک کے علاوہ کوئی یہ نمبر جانتا ہی نہیں تھا اور سالک کا شاید اسے خیال ہی نہ رہا ہو۔۔ مارک کی نظریں سالک کے تاثرات کا جائزہ لے رہی تھیں۔۔

”اس کا نام انھوں نے ہے۔۔ یہ اس لڑکی کا ایک سال سینئیر سکول فیلو تھا۔۔ یہ زیادہ سو شل نہیں اس لیے اسے کوئی نہیں جانتا۔۔ اس نے مجھے ویلنٹائن سے تین دن پہلے اپنا نمبر دیا تھا تاکہ میں اس لڑکی کو دے کر اس کی بات کرو سکوں اور ویلنٹائن کے روز میں نے چیلی کوسائیڈ پر جا کر اس کا نمبر دیا بھی تھا جسے وہ بنا بات سنے پھینک کر چلی گئی تھی۔۔“ سالک نے بنار کے سب بتا دیا اور مارک کی الجھن مزید بڑھا کر مزے سے اسے دیکھنے لگا۔۔

”مگر۔۔ اس نے ”تمہیں“ ہی کیوں نمبر دیا؟۔۔ اور یہ بات تم اب کیوں بتانے پر راضی ہو گئے؟۔۔ کیا اس کا نمبر مجھے دے سکتے ہو یا پھر ایڈریس وہ کہاں ہے اسوقت۔۔؟“ مارک کے بے چینی سے کیے سوالات پر سالک نے ٹیبل پر کہنیاں ٹکا کر اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیوں پر چہرہ ٹکایا۔۔

”مسٹر مارک وہ لڑکی مجھے پسند کرتی تھی سٹاک (پچھا) کرتی تھی یہ بات تو پہنچلی ہو گی آپ کو۔۔ وہ لڑکا بھی جانتا تھا اس لیے مجھ سے کہا۔۔ اور میں اب اس کیس کے جھنجھٹ سے چھٹکارا اور پہلے والی آزادی چاہتا ہوں کیونکہ آج پہنچلا کہ پولیس نے میرا سٹی سے باہر جانا منوع کر دیا ہے۔۔ اور میں نہیں جانتا یہ لڑکا کہاں ہے اسکا نمبر دینے کا بھی فائدہ نہیں یہ کل تک آپ لوگوں کے سامنے ہو گا آفیسر مارسیلس کے ساتھ۔۔“ سالک نے بالترتیب سب جواب دیئے۔۔ اور مارک کے کچھ بھی بولنے سے پہلے سیدھا ہو کر مزید بولا۔۔

”اور یہ کہ یہ کیس صرف چیلیس کے مرڈ پر ختم نہیں ہو گا۔ زر اینگز نائٹ کلب کی چھان بین کروائیں۔ وہاں (100%) الیگل کام ہو رہا ہے۔“ سالک نے انکشاف کیا مارک گھری سانس بھر کر چیئر کی بیک سے ٹیک لگا گیا۔

”جانتا ہوں۔ پولیس کی نظر ہے ان پر۔ بہت سی ٹپس مل چکی ہیں مگر ان کے سی سی ٹی وی ریکارڈ صاف ہیں کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا۔“ مارک کے بتانے پر سالک دھیرے سے ہنسا۔

”کوئی بھی سمجھدار سر عام یہ سب نہیں کرے گا مسٹر مارک۔ کلب میں (hidden) چھپا ہوا کمرہ ہو گا اور اصل ریکارڈ وہاں موجود ہے۔ چیلیس کا مرڈر کلب میں ہوا ہے کیا اسکا مکمل ریکارڈ ہے؟ اگر نہیں تو جہاں اس کاریپ اور مرڈر ہوا وہ جگہ اور وہاں کا ریکارڈ اس چھپے ہوئے کمرے سے ملے گا۔“ سالک کی انفارمیشن پر مارک بری طرح متاثر ہوا، جو آدھی باتیں وہ سمجھ گئے تھے اور الجھر ہے تھے سالک نے مکمل کر دی تھیں۔

”اور اس (hidden room) بک کون لے جاسکتا ہے۔؟“ مارک نے مشکل سے ہاتھ آئے اس انسان نما جن سے اگلوانا چاہا۔

”ایک ڈی ٹیکٹو مائنڈ اور ایک بیسٹ ہیکر۔“ سالک نے کافی کافی سپ لیا اور انگلیوں سے وکی کاشان بناتے دو کا اشارہ دیا تھا۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

”مار تھام کسی طرح سیکیورٹی گارڈز کا زہن بٹاؤ گی اور تب تک بل سی سی ٹی وی ہیک کر کے پرانی ریکارڈ نگ لگادے گا۔ اس وقت میں اینڈر یو اس بیسمنٹ کا لاک ڈس کنیکٹ کر کے اندر جائے گا۔“ ڈیوڈ نے پلان ترتیب دیا۔ پچھلے دو دن کی مسلسل محنت سے ڈیوڈ نے کلب ”ینگز نائٹ“ کے سٹور جہاں ڈرائیور کس اور دوسری ضروری چیزوں کو رکھا جاتا تھا وہاں زمین کے فرش پر غیر معمولی ڈیزائن نوٹس کیا تھا اور تھوڑی بہت محنت سے وہاں کچھ بلا کس ہٹانے پر ایک لاکٹھ ڈر نظر آیا تھا اور یہ تھا انگز نائٹ کلب کے بیسمنٹ کا راستہ جسے آج وہ کھولنے والے تھے۔

پلان تیار تھا اور اینڈر یو کانوں میں نہایت چھوٹے سائز کے مانکروfon لگائے تیار تھے۔ اپنی سیٹ پر بیٹھے بل نے چارچ سنبھالا اور کی بورڈ پر انگلیاں ٹکادیں۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥

دیا کا نام تاپ ٹین میں آچکا تھا اور اتنی مشکل سے کہ دسوائی نمبر ہی اس کا تھا۔۔ اب مرحلہ بابا کو منانے کا تھا اور ہزاروں کوششوں کے بعد بھی خادم صاحب دو دن متذبذب کیفیت میں بیتلار ہے تھے۔ ہالہ کے لاتعداد دلائل اور پھر دیا کے پروفیسر کی محفوظ اور باعزت رہائش کے انتظام کی گارنٹی اور دیا کا ہفتے سے رو رو کر بر احوال ان کے فیصلے میں دراڑڈاں رہا تھا اور آخر کار آج صحیح بہت ساری شرائط کے بعد وہ مان گئے تھے۔

دیا کا خوشی سے براحال تھا اس نے پورا دن ہالہ کو ریسٹ دیا اور گھر کا سب کام کیا۔ شام کے وقت کچھ کنز نہ اور دیا کی دوستیں آگئیں۔ انہوں نے بہت سی گیمز کھلیلیں جن میں سب سے آخر میں اب سب کی شرط پر بھوکے ندیدے بچوں کی طرح گول گپے ان کا از حد کھٹا پانی پینے کے بعد اب لیگ پیسز جن پر سپائی مصالحہ یوز ہوا تھا، بنار کے کھار ہی تھی سرخ آنکھوں سے بہتا پانی اور ناک بھی از حد لال ہو رہی تھی مگر اسے لمبیٹہ ٹائم میں وہ سب ختم کرنا تھا۔

عام حالات میں وہ کبھی ایسی شرائط پر نہیں مانتی تھی نا اس سے سپائس برداشت ہوتا تھا مگر اب وہ بات نا تھی وہ ہائر سٹڈی کے لیے باہر جا رہی تھی اس کی بلا سے امریکہ ہوتا یا کوئی بھی ملک۔۔ بس اس کی ڈگری یہاں والوں سے الگ ہو گی، اسکی ولیوں یادہ ہو گی۔

خاندان میں اس کی عزت ہو گی سب سے بڑھ کر اسے یہاں جلد اچھی سی جا ب مل جائے گی کیونکہ اسکی ڈگری پر امریکہ کا لیگ لگ چکا ہو گا۔

عجیب بات ہے مگر ہے تو چہ ہی۔۔ ہمارے ملک میں ہمارے ہی ملک کی ڈگری کی وہ ولیوں نہیں ہوتی جو دوسرے ممالک کی ہوتی ہے۔۔ ہمارے ہاں یہی تو ہوتا ہے سب۔۔ دیا بھی خوش تھی یہ جانے بغیر کہ ہر چیز کی تھی اسی طرح امریکہ بھی کوئی ایسا ذریم لینے نہیں جیسا ہم سمجھتے ہیں۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

”اس لیے کہتی ہوں جلدی کا کام شیطان کا۔۔ پر تم لڑکیوں کو نجانے کو نسی ریل کپڑا نا ہوتی ہے۔۔“ سامنے بستر پر پڑی عورت، فارس کی ماں تھیں جو کمزور آواز میں بول رہی تھیں ان کے ساتھ بستر پر ایک لڑکی سفید چادر پیٹھی پیٹھی تھی اور ایک لڑکی سیاہ چادر لیے کچھ ٹفن باکسر ہاتھ میں اٹھائے، سر جھکائے کھڑی تھی۔

”تم نے جب کچھ دال چاول بنائے بھیجا اندر سے ضرور ایک دو نکلنے کے لئے اب دیکھ لو پتھری کروادی نا مجھے۔۔“

فارس کی ماں ٹفن لیے سر جھکائے لڑکی سے مخاطب تھیں،
فارس کی مدرکا آپریشن ہوا تھا اور ان سے ملنے زایان آیا تھا مگر کمرے کے دروازے پر جھبک کر رک گیا۔
”آجاؤ یار امی کے معدہ میں پتھر تھا جسکا آپریشن بھی ہو چکا ہے مگر ان کا غصہ اپنی جگہ موجود ہے۔۔۔“ فارس اسے دیکھ کر اوچی آواز میں بولا تو اس کی امی متوجہ ہو گئی۔

”السلام علیکم آنٹی۔۔۔ کیسی ہیں آپ؟“ زایان نے آگے بڑھ کر انہیں سلام کیا لڑکیاں سائیڈ پر ہو گئیں۔
”وعلیکم السلام۔۔۔ آؤ بچے بیٹھو۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔“ ان کا لہجہ مٹھاس بھرا ہو گیا تھا اور لبوں پر نرم مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔ سیاہ چادر والی لڑکی بے زاری سے دروازے کی جانب پلتی اور زایان کی نظر ان نقاب میں چھپی آنکھوں پر اٹک گئی۔۔۔
”ٹیکسی کر لینا۔۔۔ ہم تو ابھی رکیں گے۔۔۔“ اسے دروازے کی جانب جاتا دیکھ کر فارس اپنی جگہ قدم جمائے بولا۔
اور جانے کیوں زایان کو بہت بر الگ تھا۔ وہ لڑکی سر ہلا کر نکل گئی۔۔۔

”تم نے جانا ہے تو چلے جاؤ فارس۔۔۔ میں تو جلدی میں ہوں، شام ہو رہی ہے۔۔۔ راسم بھائی کو آفس سے رسیسو کرنا ہے انکی گاڑی خراب ہے۔“ زایان نے تیزی سے کہا۔۔۔

”نہیں مجھے تو کہیں نہیں جانا۔۔۔ اور تم ابھی تو آئے ہو۔“ فارس نے حیرت سے کہا، وہ بازو پر بند ہی گھٹری پر ٹائم دیکھتا جلدی مچا رہا تھا جیسے واقعی دیر ہو گئی ہو۔۔۔

”میں پھر ملوں گا۔۔۔ اچھا آنٹی اللہ حافظ“ وہ رکا نہیں تیزی سے نکلا تھا۔۔۔ اگر وہ آج بھی چل گئی تو؟

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

زایان ہا سپٹل کی بلڈنگ سے جیسے ہی نکلا سامنے ہی وہ ٹفن باکسرز میں پر گرائے کھڑری کسی سے لڑ رہی تھی اور وہ انسان جو بد قسمتی سے اس سے ٹکرانے کا گناہ کر چکا تھا مذعرت کر کر کے آدھا ہو رہا تھا۔ وہ اپنی تقریر پوری کر کے اب زمین پر بیٹھ گئی۔ زایان مسکراتے ہوئے اس کی طرف بڑھا۔۔۔

”تم ہر جگہ کیوں موجود ہوتی ہو۔“ اس کے ساتھ زمین پر بیٹھتے اس نے ایک بس اٹھایا اور اس بار پہلی مرتبہ اس نے مسکرا کر بات کا آغاز کیا تھا۔۔۔

”خبردار۔۔۔ یہ میرے برتن ہیں، چرانے کا سوچنا بھی مت۔۔۔“ اس کے ہاتھ سے بس جھپٹ کروہ غرائی اور زایان کے خوشگوار مودہ کا یہ غرق کرتی اٹھی۔۔۔

”سنو میں اپنی مدر کو تمہارے گھر بھیجننا چاہتا ہوں۔۔۔“

وہ اچانک ہی بے ساختہ کہہ گیا تھا اور وہ جاتے جاتے رکی۔۔۔

”ہاں کیوں نہیں پہلے ہی پورا خاندان میری ماں بنارتا ہے۔۔۔ تمہاری اماں جان کی کمی ہے انہیں بھی بھیج دو۔۔۔“ شاید کمرے میں ہوئی ”عزت“ پر وہ کچھ زیادہ غائب دماغ ہو گئی تھی اس لیے بات سمجھے بنا بول پڑی۔۔۔

”یعنی سیر نمیں۔۔۔ تمہیں اتنا بھی نہیں پتہ ایک لڑکا جب لڑکی کے گھر فیملی کو سمجھنے کا کہے تو اس کا کیا مطلب ہوتا ہے؟ یا تم مجھے اجازت دے رہی ہو؟“ زایان نے اپنی ہنسی کا بمشکل گلا گھونٹا اور اس کے قدم سے قدم ملا کر چلنے لگا۔۔۔ وہ اس وقت غصے میں بھری اس کی کسی بات کو ناسن پار ہی تھی نا سمجھ۔۔۔

”تم میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو؟“ وہ اچانک چھاڑ کھانے کو دوڑی۔

”مگر میں تو ساتھ چل رہا ہوں، پیچھا تھوڑی کر رہا ہوں۔“ وہ ڈھنٹائی سے اپنی جگہ جما مسکرا رہا تھا۔۔۔

”گھٹیا پن دکھالیا ہو تو شکل گم کرو۔۔۔ روڑ پر ٹھہر کر اپنی اصلاحیت دکھانا ہنگا بھی پڑ سکتا ہے۔۔۔“ وہ تنفر سے بولتی اپنا سارا غصہ اس پر نکال چکی تھی۔۔۔

”انسانوں کی طرح بات کرنا آئی ہے کبھی زندگی میں؟“ زایان کی ساری نرمی بھاپ بن کر اڑی۔

”شام کے وقت جان سینابنی ٹیکسی ڈھونڈ رہی ہو کچھ حالات کا پتہ ہے کیسے لوگ غلط استوں پر لے جاتے ہیں؟“ اس نے رُچ ہو کر کہا۔ دل چاہ رہا تھا اس سر پھری لڑکی کا سر پھاڑ دے۔۔۔

"ہاں جی سب پتہ ہے کہ کس طرح اڑکیوں کو شریف بن کر ورنگلا کر لوگ انوکر لیتے ہیں۔" وہ جتا کر بولتی اس کو اسی کا اشارہ دے رہی تھی۔ نظریں مسلسل آتی جاتی گاڑیوں میں ٹیکسی ڈھونڈ رہی تھیں۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔ ایسا اڑکیوں کے ساتھ ہوتا ہے چڑیوں کے ساتھ نہیں۔۔۔ تم فارس کی فیبلی ہو تو مطلب میری فیبلی ہواب چلو میں چھوڑ دیتا ہوں۔" وہ اس کی باتوں پر اچھا خاصہ تپ چکا تھا مگر اس وقت اکیلے جانے دینے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔۔۔
"تم اور تمہارا دوست ایک جیسے گھٹیا ہو۔۔۔ اور خبردار جو یہ بات فارس بھائی کو بتائی۔۔۔ میں مگر جاؤں گی۔"

وہ جواب دے کر اس سے فاصلہ پر ہو کر چلنے لگی۔ زایان کو ناقابل ہوتے ہوئے بھی ہنسی آگئی تھی۔۔۔

وہ ٹیکسی روک رہی تھی۔ مزید بحث کرنے کی بجائے وہ جلدی سے اپنی گاڑی نکال کر ٹیکسی کا پیچھا کرنے لگا وہ اپنے گھر کے قریب روڑ پر ہی اتر کر کر پیسے ادا کرنے لگی زایان نے بھی گاڑی سائیڈ پر کھڑی کی۔۔۔ وہ چھپ کر سہی مگر اسے اس کے گھر چھوڑ کر ہی پلٹا تھا۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

"Martha enter my password in their system"

بل کی ہدایت پر مار تھا سر ہلا کر تیزی سے سیکیورٹی روم میں داخل ہوئی۔۔۔ وہاں دلوگ تھے جو آپس میں باتیں کرتے کبھی کبھی سکرین پر نظر ڈال رہے تھے۔ مار تھا کے لیے انہیں بینڈل کرنا آسان تھا وہ اس کام میں ماہر تھی۔ اگلے لمحے وہ انکا سسٹم بل کے سسٹم سے جوڑ کچکی تھی۔۔۔ اور بل نے سی۔ سی۔ ٹی۔ وی کی ریکارڈ ڈیڈیو پھر سے چلا دی۔۔۔

اینڈریونے کسی طرح سب بلا کس ہٹا کر ڈور کا لاک اپنے پاس موجود ڈیواس سے جوڑ کر ڈھونڈنیکیٹ کیا۔۔۔

...ok am goin down

اینڈریونے مانگرو فون پر بتایا۔ نیچے کی سیڑھی پر پیر کھا اور قدم بے قدم نیچے جانے لگا۔ نیچے چھوٹا سا ہال نما کمرہ تھا جس کی سائیڈ زپر دائئرے میں تین سے چار کمرے تھے۔۔۔ اینڈریونے ڈیوڈ کو ڈن کا میجن دیا۔۔۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

"..yess I killed her.. I loved her and she was ignoring me... it was too much"

(ہاں میں نے مارا اسے۔۔۔ میں نے اس سے محبت کی اور وہ مجھے نظر انداز کر رہی تھی۔۔۔ یہ بہت زیادہ ہو گیا تھا۔۔۔)

وہ کم عمر لڑکا انھوںی سرڈالے بولا۔۔۔ جسے مار سیل نے پہلی فرصت میں اپنی ٹیم کے ساتھ جا کر کپڑا تھا۔۔۔ اس وقت انویسٹی گیشن روم میں انویسٹی گیٹر کے سامنے بیٹھا بول رہا تھا۔

ڈی ٹیکٹو مارک۔۔۔ مار سیل اور دوسرے پولیس آفیسر ز شیشے کی دیوار کے پار بیٹھے لڑکے کو دیکھ رہے تھے۔

"...but before her murder she was rape victim.. did you"

(مگر قتل ہونے سے پہلے اس کے ساتھ زیادتی کی گئی تھی کیا تم نے۔۔۔) آفیسر کے سوال کے درمیان ہی وہ پیشہ ہوئے نفی میں سر ہلا نے لگا۔۔۔

"..no... no.. I didn't do that.... I did not"

آفیسر نے خاموشی سے اسے دیکھا۔ وہ رو تارہا۔ اور پھر اچانک وہ کیسرہ میں دیکھنے لگا۔

S are you there? I am guilty I thought she was with you, I thought you both have made "

"couple.. so I killed her.. and it wan't you

(ایں کیا تم وہاں ہو؟ مجھے احساس جرم ہے میں نے سوچا وہ تمہارے ساتھ تھی، میں نے سوچا تم دونوں کل بن گئے ہو۔ اس لیے میں نے اسے مار دیا اور وہ تم نہیں تھے۔۔۔)

where did you found her..? when you killed her was she consious? did she told you "

"?..anything..? how can you say it wasn't S

(وہ تمہیں کہاں ملی؟ جب تم نے اسے مارا کیا وہ ہوش میں تھی؟ کیا اس نے تمہیں کچھ بتایا۔۔۔ تم کیسے کہہ سکتے ہو وہ ایں نہیں تھا۔)

آفیسر سوال کر رہا تھا مارک نے اپنے موبائل پر ملنے والا میج پڑھا اور مار سیل کو پکارا۔

"get ready for raid... youngs night club's hidden room is founded by someone...hurry up"

(چھاپ مارنے کی تیاری کرو گز نائیٹ کلب کا چھپا ہوا کمرہ کسی نے ڈھونڈا ہے۔ جلدی...) وہ لوگ تیزی میں وہاں سے نکلے۔

"..they chased me so I had to ran"

(انہوں نے میرا پچھا کیا اسلیے مجھے بھاگنا پڑا)۔

انھوں کی روتے ہوئے انویسٹی گیشن آفیسر کو بتا رہا تھا۔۔۔



"تم گھر خیریت سے پہنچ گئی تھیں؟" تائی جان نے پوچھا تو دیا کاخون کھولنے لگا۔

"جی بھی شکر خدا کا۔۔۔ دنیا میں اب بھی غیرت مند لوگ موجود ہیں ٹیکسی والا پر ایسا تھا پر شرف تھا خیریت سے پہنچا دیا۔۔۔" ہالہ آنکھیں دکھاتی رہ گئی، پر وہ نار کی۔ اس کی بات پر غزال نے قہقهہ لگایا اور تائی نے اس بدقسم بدان کی بات پر دانت کچکچائے۔

"زرار ک جاتیں فارس اور غزال کے ساتھ آ جاتی۔ انہوں نے بھی آنا تھا گھر، رات کو میرے پاس تو اکرام رکا تھا۔۔۔"

تائی جان نے ہالہ کی طرف دیکھا وہ بس سر ہلا کر رہ گئی۔

"بابا نے ضروری کام پر جانا تھا وہ وہیں ہا سپٹل سے چلے گئی۔۔۔ انہیں بھی یہی لگا فارس بھائی کے ساتھ آجائے گی مگر شام ہو رہی تھی اور میں بھی تو گھر اکیلی تھی یہ لوگ ہل کر نہیں دے رہے تھے بچاری کو اکیلے آنا پڑا۔۔۔ بابا سے بھی ڈانٹ کھائی۔" جواب اس بار بھی دیا نے ہی دیا تھا۔ ہالہ اس کی بے لگام زبان کے آگے بے بس تھی اور بے بس تو تائی جان بھی تھیں تبھی صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گئیں۔ غزالہ ہنسی روکنے میں ناکامی پر اٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔۔۔

"تم نہیں آئی مجھے پوچھنے، کیا ضروری کام تھے گھر پر۔۔۔" تائی نے بات کا رخ پھیر کر اسکی گردن پکڑنا چاہی۔۔۔

"مجھے اکیلے آنے جانے سے ڈر لگتا ہے بھی۔۔۔" وہ بات پھر وہیں لے آئی اور اس سے پہلے کہ تائی کا بی پی شوٹ کرتا ہالہ نے ان کی طبیعت پوچھ کر بات بدلتی۔۔۔ وہ اپنا حال بتا رہی تھیں کہ فارس آگیا۔

”اب کیسی طبیعت ہے امی؟ اور تم کب آئیں۔؟“ وہ شاید یونی سے اب آرہا تھا ایک طرف صوف پر نیم دراز ہو کر بولا۔ تائی جان اسکی بلاعین لینے لگیں۔

”بس ابھی۔۔۔“ ہالہ نے دو لفظی جواب دیا اور اسے گھور کر دیکھتی دیا کو اچانک ہالہ کی اس روز کی بتائی بات یاد آئی۔ وہ بہنیں ہربات ایک دوسرے سے شنیر توکرتی تھیں۔

”فارس بھائی آپ کے کوئی دوست اس روز ہا سپیٹل آئے تھے نا۔۔۔ ہالہ بتا رہی تھی ہا سپیٹل کے باہر اسے ملا اور آپ کے بارے میں الٹا سیدھا بولنے لگا کہ فارس بڑا بے غیرت ہے گھر کی لڑکی کو اکیلا بھیج دیا، یونی میں بھی لڑکیوں سے دوستی کرنے کو تزیپتا پھرتا ہے اور یہ کہ۔۔۔“ ہالہ اسکا ہاتھ پکڑے دباتی رہی مگر وہ آنکھوں میں شیطانی چمک لیے بولتی چلی گئی۔ تائی ی جان نے اسے ٹوک کر روا کا۔

”کیا بکے جا رہی ہو۔۔۔“ ان کے آنکھیں دکھانے پر وہ رکی، فارس ہکا بکارہ گیا۔

”ان کے دوست نے کہا ہالہ کو بھی برالگا اس نے بھی اسے غصے سے ڈانٹا۔۔۔ میں نے تو کہا غلط کیا بتائی جان سمجھاتی ہیں نا۔۔۔ کسی کو جواب نادیا کرو۔۔۔“ دیا آنکھیں پیپٹا قی سارے حساب برابر کر کے سکون سے چینر کی ٹیک سے کمر ٹکا گئی۔۔۔ تائی جان کے طنز، فارس کی بے حسی اور اس کے لوفر دوست کا ہر جگہ ہالہ کو روکنا، وہ سب کا کام کر گئی۔۔۔ اور فارس کو یاد آیا جب اگلے روز یونی میں واقتی زیابی نے کہا تھا۔

”بے غیرت انسان جو بھی رشتہ تھا گھر کی لڑکی کو شام کے وقت اکیلا بھیج کر مزے سے کھڑے تھے۔ حد کردی گھٹیا پن کی۔۔۔“ تب تو فارس نے غلط ملاط و ضاحتیں دے کر اسے ٹھنڈا کیا مگر اب طیش آیا۔

(زلیل مجھ سے کہنا ہی تھا ہالہ سی کیوں بکوا سیں کر گیا۔)

وہ اس سے حساب لینے والا تھا۔۔۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

مار سیل اس وقت سالک کے گھر کے ڈرائی نگ رومن میں بیٹھا تھا اور گھر کیا تھا پورا شیشے کا محل تھا۔۔۔ ہر طرف سالک کی ان لارج تصاویر گلی تھیں بچپن کی، سکول یونیفارم میں، یونکر ایچ کی، عمر کے ہر حصہ کی۔۔۔ ہر ادا کی۔۔۔

سامنے صوف پر بیٹھے سالک نے اسکی جائزہ لیتی گھومتی آنکھوں سے سخت الجھن محسوس کی۔۔۔

”پرموشن کی بہت مبارک ہو۔۔۔“ سالک نے بات کا آغاز کیا تو مارس سیدھا ہوا۔

”تمہارے بغیر ممکن نہیں تھا۔۔۔ کیس سالو آؤٹ ہو چکا ہے۔۔۔“ سالک نے لاپرواٹی سے سر جھٹکا۔

”بیسمٹ میں باقاعدہ بزنس چلتا تھا لڑکیوں کی نازیباویڈ یوز بنا کر بیچ جاتی تھیں اور انہیں ڈرگز کا عادی کیا جاتا تھا زیادہ تر لڑکیاں وہیں کلب سے ہی چن لی جاتی تھیں۔۔۔ چیلیس بھی تمہاری وجہ سے بہت بار کلب گئی تھی۔۔۔“ مارسل نے تفصیل بتائی۔۔۔

”وہ لیگل ایڈلٹ نہیں تھی اسے کلب میں داخلہ کیسے ملتا رہا؟“ سالک ناگواری سے بولا اور ایک نظر کھانے کی اشیاء سے بھر پور انصاف کرتے مارسل کو دیکھا۔۔۔

”اوہ اسے تمہارا فرینڈ تھامس اندر آنے میں مدد دیتا تھا تھامس اس ٹیم کا باقاعدہ پارٹ نہیں تھا پر اس مرتبہ چیلیس کے بدالے اس نے ایک بڑی رقم حاصل کی۔۔۔ اور تم حیران رہ جاؤ گے کہ تم نے جس لڑکی لیزا کو تمہاری پریمیشن کے بغیر پچھر ز لینے پر روپرٹ کیا تھا وہ بھی اسی گینگ کا حصہ تھی۔۔۔“ مارسل نے اسے سر پر اتنے کرنا چاہا۔۔۔ سالک مسکرا یا۔۔۔

”میں کانج کا پرنس ہوں وہاں سب لڑکیاں میری پچھر ز مجھے بناتائے لے لیتی ہیں، میں نے ”لیزا“ کو اسی لیے روپرٹ کیا کیونکہ وہی چیلیس کو کانج لائی تھی اور میں کری ایٹ کیا اور میں سمجھ گیا وہ اس سب میں شامل ہے۔۔۔“ سالک کے جواب نے مارسل کو لاجواب کیا۔ نجانے اس لڑکے کی سوچ کی کوئی حد بھی تھی یا نہیں؟

”انہوں نے چیلیس کو یوز کیا مگر انھوں نے انکا کام بگاڑ دیا تو ان لوگوں کو تمہیں پولیس کے سامنے پیش کرنا پڑا۔۔۔ یہ بہت آسان تھا۔۔۔ پھر انہوں نے کچھ لوگوں کو پیسہ دے کر تمہارے حق میں گواہی دلوائی تاکہ پولیس کا شک تم پر مضبوط ہو جائے۔۔۔“ سالک نے نفرت سے سر جھٹکا وہ لوگ سالک کو جانتے نہیں تھے ورنہ یہ سب ناکرتے۔۔۔

”تم فیوچر میں ہمارا ڈیپارٹمنٹ جوائن کرنا۔۔۔ ڈیلیکٹو مارک کا بھی یہی خیال ہے۔۔۔“ مارس کی بات نے سالک کو ہنسنے پر مجبور کر دیا۔

”میں اپناد ماغ اپنے لیے یوز کرتا ہوں بس۔۔۔“ سالک اپنی کنپٹی پر انگلی رکھ کر سر تر چھا کیے مسکرا یا تھا۔۔۔

"مجھے یقین نہیں آتا اتنی جھوٹی لڑکی؟" زیان کا حیرت و بے یقین سے براحال تھا۔

"ڈرامے باز۔ پوری کہانی لکھ کر سنادی فارس کو اور ایک بات بھی سچ نہیں تھی۔"

جب سے فارس نے اسے گلہ دیا تھا وہ اتنا تپا بیٹھا تھا کہ حد نہیں۔ ریان نے حیرت سے اسے دیکھا جو سب کمزوز اور بڑے بھائیوں کے درمیان بولتا بیٹھا تھا۔

"کون لڑکی۔ کس نے جھوٹ بول دیا؟" راسم نے اشتیاق سے پوچھا۔

"ہے ایک جنگلی بلی۔" وہ خفگی سے بولا، دل چاہ رہا تھا ابھی جا کر اس کا دماغ ٹھکانے لگائے۔

"تمہیں بچپن سے ہی بلیاں بہت پسند ہیں گرین جیسا شیڈ دیتی گرے آنکھوں والی۔" ریان نے شرارت سے مسکراہٹ دبائی۔

"اب بڑا ہو چکا ہوں اور آج کے بعد سے تو بالکل نہیں پسند۔" وہ سختی سے بولا۔ وہ سب ایک دوسرے کو اشارے کرتے ہنے لگے۔

"اچھی بات ہے کیونکہ اب ویسے بھی بڑے ہو گئے ہو۔ رشتہ ہو چکا ہے تمہارا اور شادی جلد ہونے والی ہے۔" صیام بھائی کی سنبھیگی سے کہی بات میں جو اشارہ تھا وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا۔

"بس ٹھیک ہے شادی ہو جائے۔ بھاڑ میں گیا میر اعتراف۔" زیان ایک ہی دن میں جیسے پوری دنیا سے ناراض ہو گیا تھا۔ سب کو اس پر ترس آیا تھا۔

Yaman Eva Writes

"???salik... what the hell is this"

احرام صاحب نے اس کے سامنے تصاویر پھینک کر بمشکل ضبط کرتے پوچھا۔ وہ ابھی آفس سے واپس آرہے تھے اور سالک کو دیکھتے ہی آرام سکون بھول کر اس کی طرف بڑھے۔

سامنے ہی اپنی ماں کے ساتھ بیٹھے سالک نے ایک نظر انہیں پھر سامنے پڑی تصاویر کو دیکھا۔

"میری پچر ز۔۔ بائک ریس کے لیے گیا تھا آج۔۔" سالک نے بڑے مزے سے جواب دیا۔۔ ماریہ بیگم شاکٹ سی تصاویر دیکھ رہی تھیں۔۔

"الیگل بائک ریس۔۔ دو دن۔۔ بس دو دن ہوئے ہیں سالک تمہیں مرڈر کیس سے آزادی ملی ہے اور تم نے آج یہ کار نامہ سرانجام دے دیا۔۔ وہ تھک کر صوفہ پر گرنے جیسا بیٹھے۔۔ ماریہ بیگم کی بھی خاموش افسردہ نظریں اس پر نکل گئیں۔۔ وہ سالک کو بالکل ڈالنا یا سوال جواب کرنے والا کام نہیں کرتی تھیں۔۔ وہ کرنے ہی کے دیتا ہا باپ بھی بس خود کا ہی بی پی ہائے کرتا تھا۔۔ سو ماریہ بیگم خاموشی سے اس کا انداز دیکھتی تھیں۔۔

"مجھے گرین پانے جانے سے پہلے کہا تھا اب میں آزاد ہوں۔۔ آپ کے بندے اب بھی مجھے فالو کر رہے ہیں۔۔؟ میں اب بڑا ہو چکا ہوں۔۔" وہ الثان سے ناراض ہونے لگا مگر پھر رک کر ان دونوں کو دیکھا۔۔

"...But by the way it was last time... because I lost the race so they snatched my bike"

(لیکن بہر حال یہ آخری مرتبہ تھی۔۔ کیونکہ میں مقابلہ ہار گیا تو ان لوگوں نے میری بائک چھین لی۔۔) اس کی بات پر احرام صاحب نے لب بھینچے۔۔ اس نے پچھلے سال ہی تو لیگل ایڈٹ ہوتے ہی بائک کی فرماں ش کی تھی اور یہ بائک اسے بہت پیاری تھی مگر آج جس لاپرواں سے اس نے بتایا دونوں کو گڑ بڑھوس ہوئی۔۔

I'll call grand ---Buy me sports car.. I'll soon get the licence ... and if you refuse to buy"

"..father, he owe me a birthday gift anyway

(مجھے سپورٹس کار خرید دیں۔۔ میں جلد لائسنس حاصل کرلوں گا۔۔ اور اگر آپ نے خریدنے سے انکار کیا تو میں دادا جان کو کال کروں گا ان پر خیر میرا بر تھڈے گفت ادھار ہے۔۔)

اس نے فرماں ش کرنے کے ساتھ ساتھ انکار کا حق بھی قید کیا اور کندھے اچکاتا اٹھ کر گنگنا تا ہوا کمرے کی طرف چل پڑا۔۔

"..what to do... I am dying to control him"

احرام نے بے بسی سے کہا ماریہ بیگم اس کی پشت دیکھتی بڑ بڑائیں۔۔

"..He is growing like a lord... He is not baby salik anymore"

(کسی حاکم کی طرح بڑا ہو رہا ہے۔۔ وہ اب مزید چھوٹا سا لک نہیں رہا۔۔)

وہ ماں باپ کو ناکوں پہنچنے چبوارہ تھا۔۔

   Yaman Eva Writes  

"ہیلو نیویارک آئم ہیر ٹوبی آسکسیس فل گرل۔۔ سو ویکم می۔۔"

(ہیلو نیویارک۔۔ میں یہاں کامیاب لڑکی بننے کے لیے آئی ہوں۔۔ تو میرا استقبال کرو۔۔)

دیانے امیر کہ نیویارک ائر پورٹ سے باہر قدم رکھتے ہی گہر اس انس بھر کر بازو پھیلانے۔۔ اور زور سے چلائی لوگوں نے مڑ کر عجیب لڑکی کو دیکھا۔ کچھ مسکرا دیئے کچھ نے سر جھٹک دیا۔۔

"نہایت فضول لگی ہو پاگلوں کی طرح چچ کر۔۔"

مرودہ نے اسے ہنس کر دیکھا۔۔

وہ دس سٹوڈنٹس جن میں سات لڑکیاں تھیں اور تین لڑکیاں تھیں اور ایک مرودہ جو خود آئی تھی، کالج کی طرف روانہ ہوئے، کیونکہ ان کا ڈورم بھی اسی بلڈنگ میں ہی تھا۔۔

اگلے روز سے کالج کا باقاعدہ آغاز تھا۔۔

"دیا نقاب مت کرو۔۔ یہاں کون کرتا ہے۔۔ سٹالر لپیٹ لو، یہ بھی بہت ہے، عجبہ بن کر مت جاؤ۔۔" مرودہ نے اسے پہلے روز منع کیا اور کچھ سوچ کر اس نے حامی بھر لی۔۔

اس نے اپنا پردہ اتار دیا، اس نے اپنی شناخت چھپائی اور اس نے اپنا اصل بھلا دیا۔۔

اور "یہ" امریکہ پہنچنے کے بعد دیا کی "پہلی" غلطی تھی مگر آخری ہرگز نہیں تھی۔۔



سالک سیل کان سے لگائے کسی سے بات کرتا گزر رہا تھا۔ آج دھوپ نکلی ہوئی تھی اس لیے سب سٹوڈنٹس باہر بخیز اور گراسی پلاس پر بیٹھے تھے۔ وہ بیگ کندھے پر لٹکائے چل رہا تھا۔

A pakistani migrated student???... ok but its not enough dear... at least tell me her "

"..name.. her style her features so I could recognize her easily

(پاکستان سے آئی سٹوڈنٹ؟۔۔۔ ٹھیک ہے مگر یہ بہت نہیں پیاری۔۔۔ کم از کم مجھے اسکا نام بتاؤ اس کا انداز۔۔۔ اس کے نقوش۔۔۔ تاکہ میں اسے آسمانی سے پہچان سکوں۔۔۔)

سالک نے ارد گرد نظر دوڑائی لڑکیوں کا پاگل پن عروج پر تھا۔ بلیک جینز پرواٹ شرٹ اور بلیک جیکٹ پہنے وہ آج کافی سے زیادہ فریش لگ رہا تھا۔ اس کے گولڈن براؤن بال ماٹھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ آگے سے کچھ بتا پا چاہا تھا۔ وہ چونکا۔

veil.. rebozo.. who the heck is --??what kind of name is this... di.ya...la??? grey eyed"

"...she ??? how queer

(یہ کس قسم کا نام ہے، دی۔۔۔ یا۔۔۔ لہ؟؟) سالک نے اٹک اٹک کر نام لیا۔۔۔ (گرے آنکھیں۔۔۔؟؟ نقاب۔۔۔ چادر۔۔۔ کون ہے وہ؟۔۔۔ کتنی عجیب ہے۔۔۔)

ساک نے حیرت اور مایوسی سے کہا۔ اسے تو لا تھا کمال لڑکی ہو گی مگر حلپے ایسا عجیب بتا پا گیا تھا کہ وہ سن کر ہی بری طرح اکتا یا۔۔۔

..ok I'll do whatever it takes

اس نے کال کاٹ کر سر جھٹکا۔

”مرودہ میں نے نقاب اتار کر غلط کیا۔ میر اسرا کا فنید س لوز ہو گیا ہے، مجھے تواب صرف لوگوں کے دیکھنے سے بھی ڈر لگ رہا ہے۔“ اردو میں کہا جملہ، پریشان سی نازک آواز پر سالک نے ارد گرد نظر دوڑائی اور کچھ ہی فاصلے پر دوسری دلکشیوں کے ساتھ دھوپ میں بیٹھی دلکشیوں پر نظر پڑی جو باقی سب سے الگ تھیں۔

"دیا پاگل مت بنو، مطلب ساری بہادری پر دے میں تھی۔۔۔ یہ پاکستان نہیں ہے کہ بڑی سی چادر میں چہرہ چھپائے پھرتی تھیں، یہاں نمونہ بننے کی ضرورت نہیں، دیکھو سب کا کیا حالیہ ہے اور اپنی حالت دیکھو اتنا بڑا و پڑھ جیسا سالار لپیٹے بیٹھی ہو اور کیا چاہئے، اور تمہارے بابا نہیں ہیں یہاں۔۔۔ سو ایزی۔۔۔" مرودہ نے چڑ کر اسے کہا جو آج تیرا دن تھاہر تھوڑی دیر بعد اس طرح کی بات کر کے اسے بے زار کر رہی تھی۔ دیا کہنا چاہتی تھی، پر دہ شرمندگی نہیں ہے۔۔۔ پر دہ اللہ کے لیے کیا جاتا ہے گھروالوں کے لیے نہیں اور یہ کہ پر دہ صرف پاکستانی مردوں سے نہیں، دنیا کے ہر نامحرم سے کیا جاتا ہے مگر اسے ڈر تھا وہ ناراض ہو جائے گی۔۔۔ اسے اللہ کے ناراض ہو جانے کا خوف بھول گیا اسے باپ کی ناراضگی بھی بھول گئی۔۔۔ شاید اس لیے والدین چاہتے ہیں دوست اچھے بنانے چاہئیں۔ وہ دوست جو برائی سے روکیں، برائی پر نا اکسائیں۔۔۔ اس نے بھی غلط دوست چن لی تھی۔۔۔

"ہاں خیر بہت لوگوں سے اچھی ہوں یہاں والوں سے تو اچھی ہی ہوں۔۔۔ وہ خود کو تسلی دینے لگی، سالک تمسخر سے ہستا نہیں سن رہا تھا۔ وہ دونوں تقریباً اٹھا رہا سال کی عمر تک کی لڑکیاں تھیں۔۔۔ ایک نے اور نجاشرٹ اور جیزپہن رکھی تھی سیاہ بال براؤن آنکھیں اور گندمی رنگت پر اعتماد اور مسکراہٹ چہرے پر سجائے بیٹھی یہ مرودہ تھی۔۔۔ براؤن کرتا جیزپہن، سر پر اچھے سے لپٹا سالار اتنا بڑا تھا کہ اسکا آدھا جسم ڈھکا ہوا تھا، لباس مکمل تھا۔ گلابی سفید رنگ پر چھوٹی سی ناک اور بڑی بڑی گرے آنکھیں اور تھوڑی نروس سی یہاں وہاں دیکھتی، یہ تھی دیوالہ۔۔۔

سالک سمجھ گیا یہی وہ پاکستانی سٹوڈنٹس ہیں اور گرے آنکھوں والی کو دیکھا۔۔۔

(شی مسٹ بی ڈیانہ؟ بٹ یہ دیکھی نہیں جیسا بتایا گیا ہے) اس نے دل میں سوچتے خالص امیر کن انداز میں دیوالہ کہا۔۔۔ اور الجھا۔۔۔

anyway..you are going to change your arrogant attitude soon.. I'll make it possible "

".diana

(خیر۔۔۔ تم جلد اپنا مغروف رویہ بد لئے والی ہو۔۔۔ میں یہ ممکن بناؤں گا ڈیانہ۔۔۔)

اس نے رخ پلٹنے سوچا تھا۔۔۔

Yaman Eva Writes

زايان اور فارس یونی سے گھر جانے کے لیے گاڑی میں بیٹھے ہی تھے کہ فارس نے اسے روکا۔۔۔

”زايان يارويت، میں لا بسیری میں اپنی کتاب بھول آیا ہوں۔۔۔“ وہ کہتے ہی اتراء۔۔۔

”جلدی نا آئے تو چلا جاؤں گا۔“ زایان نے پیچھے سے ہانک لگا کر وارنگ دی۔ فارس کا موبائل بجھن لگا۔

”سیل فون تو پاس رکھتا نہیں کبھی۔۔۔“ وہ انور کیسے بڑھایا مگر مسلسل بھتی بیل پر چڑھ کر کال اٹینڈ کی۔۔۔

”فارس بھائی۔۔۔ میری روں نمبر سلپ آج یاد سے لیتے آئیے گا پلیز۔۔۔“ کال اٹینڈ ہوتے ہی بنا سلام دعا کے التجاہیہ جملے سے سینڈ میں اسے پہچانا تھا کہ وہ وہی لڑکی ہے۔۔۔

”فارس یہاں نہیں ہے۔۔۔“ اس نے بہت سوچا تھا، ملنے پر اس جھوٹی لڑکی کو سہی سابق سکھائے گا اور سختی سے پیش آئے گا مگر اب بھی بلا ارادہ نرمی سے ہی جواب دیا۔۔۔

”آپ کون؟ فارس بھائی سے بات کروادیں، ضروری بات ہے۔“ صاف لگ رہا تھا وہ دانت کچکچا کر بولی تھی، زایان مسکرا یا۔۔۔

”وہ آرہا ہے کہ لینا بات اور میں فارس کا وہی دوست ہوں جس پر آپ نے کہانیاں بنائے کہ فارس کو سنائیں۔۔۔“

وہ خاصہ جتنا کہ بولتا اسے شر مندہ کرنا چاہ رہا تھا۔۔۔ وہ خاموش ہو گئی۔۔۔ زایان کو دل میں خوشی ہوئی چلو کچھ شرم باقی ہے لڑکی میں۔۔۔ اور وہ مجبور بیٹھی ضبط کر رہی تھی پسپر سر پر تھے اور بابا، اکرام دونوں دفتر کی مصروفیات کی وجہ سے رو لنمبر سلپ بھول جاتے تھے۔ فارس آخری امید تھا اور بڑی مشکلوں سے ہی کال اٹھا تھا۔۔۔

”یہ جھوٹ بولنا اور مکاری ورش میں ملی ہے یا کوئی با قاعدہ کلاسزی ہیں۔۔۔“ زایان نے اچانک خاموشی توڑ کر ہالہ کی نظر میں نہایت بے ہودہ سوال کیا۔۔۔

”یہ لڑکیوں کو گلی سڑکوں پر روک کر تنگ کرنا اور اشتی مرض ہے یا یونیورسٹی میں اس کے لیکچر لیے ہیں؟“ اس نے جواباً بھگو کر مارا۔۔۔

”نہیں لڑکی نے خود اکسایا تھا۔۔۔“ وہ بھی مزے سے بول گیا۔۔۔ وہ دانت پیستی دل میں ہزار لعنتوں سے نوازنے لگی۔۔۔

”دل میں گالیاں دینے سے اچھا ہے اوپھی آواز میں دو مجھے بھی تمہاری زبان مبارک کے مزید جوہر دیکھنے کو ملیں۔۔۔“ وہ مزید بولتا اسکا پارہ ہائی کر گیا۔۔۔

”تربيت نہیں ہے میری گالم گلوچ کرنے کی۔۔“ وہ سپاٹ لجھ میں بولتی شریف بن گئی۔۔

”ویسے تو ہذا تربیت کامان رکھا ہوا ہے۔ برادر کے جواب دیتی ہو اور الزام لگانا بھی خوب آتا ہے۔۔“ وہ مسکراہٹ دبا کر پولا۔۔

”تو آپ نے بھی کوئی ماں باپ کا سر اونچا نہیں کیا ہوا لڑکیاں چھیڑ کر۔۔ دوستوں کے گھر سے آئی کالزمن کران کی ماں بہنوں کو تنگ کرنا کہاں کی شرافت ہے مگر آپ کی بے ہودگی کا الگ ہی ریکارڈ ہے۔۔ ناشرم ہے نالحاظ۔۔“ وہ ساری شرافت بھلانے تڑتڑ چلتی گولیوں کی طرح شروع ہو گئی۔۔ زایان صدمے میں آگیا۔۔ لڑکیاں چھیڑنا؟ ماں بہنوں کو تنگ کرنا؟ اسے اپنا آپ سہی موالی لگا۔۔

”اوکی لڑکی نہیں چھیڑی میری ماں۔۔ میری زندگی کی پہلی اور آخری لڑکی ہوتی جس سے یوں بات کی اور تم نے لڑکیوں کی معصومیت پر دھبہ بننے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور تم فارس کی ماں ہو یا بہن؟ ماں سے میں مل چکا اور بھائی کو کبھی بہن گھٹیا نہیں بولتی جیسے تم نے کہا تھا وہ تو میری شرافت ہے اسے بتایا نہیں ورنہ اب جیسے شیریں لجھ میں ”فارس بھائی ی“ کو کام بتا رہی تھیں اس کی نوبت ن آنے دیتا فارس۔۔ اور تمہیں بھی کب چھیڑا ہے؟“ وہ جذباتی ہوتا گاڑی سے نکل کر ٹھلنے لگا۔۔ اسکی تقریر پر ہالہ کا خون کھولنے لگا۔۔ بد دماغ انسان ہربات یاد رکھ پھر رہا ہے۔۔

”یہ بازار میں بازو کپڑنا اور روڈ، بازاروں میں راستے روکنا۔۔ چھیڑنا نہیں تو کیا اعزاز کی بات ہے۔۔ اب فارس بھائی سے بات کرواؤ ورنہ میں بد صورت بیوی ملنے کی بد دعا دوں گی اور میری بد دعاوں میں بڑا اثر ہے۔۔“ اس کی انوکھی دھمکی پر زایان کا جی چاہا سب لحاظ بھلا کر اس کا دماغ ٹھکانے لگائے مگر وہ کر نہیں پایا۔۔

”غلطی سے بھی یہ بد دعامت دینا کیونکہ میری نظر میں دنیا کی سب سے بد صورت لڑکی تھی ہو۔۔“
اس کی بات پر ہالہ کو جھٹکا لگا۔۔

”اور یہ جو اتنی بد تمیزی کی ہے نا فارس آجائے، آج اور ابھی اس کے ساتھ جا کر تمہاری رو لنمبر سلپ لے کر اپنے ہاتھوں سے پھاڑوں گا۔۔ پھر دینا ایکزام۔۔“ زایان نے بھی دھمکی دی ایسے تو ایسے سہی۔۔

”پھاڑ دینا، جان چھوٹ جائے گی مجھے کو نسا پڑھ کر پرائم منستر بن جانا تھا۔۔“ وہ سکون سے بول کر کال کاٹ گئی اور زایان جیران رہ گیا۔۔

دوسری جانب ہالہ نے غصے سے ہاتھ کھول کر موبائل کو لعنت دی جیسے یہیں سے زایان تک پہنچ جائے گی۔ اور زایان نے کہہ کے مطابق اسی وقت فارس کو لے جا کر اس کی رو لنمبر سلپ اٹھائی مگر چھڑ نہیں سکا۔ کہہ ہی نہیں سکتا تھا ایسا۔۔

████████ Yaman Eva Writes ██████████

آج انہیں آئے پانچواں دن تھا اور مرودہ کا بج بنک کیے گھونمنے نکل گئی تھی۔ دیا سے بھی کہا مگر اس نے انکار کر دیا صرف اس لیے کیونکہ اس نے بہت براخواب دیکھا تھا۔ سیاہ رات اور سیاہ سانپوں میں گھری وہ اکیلی سب کو مد کیلیے پکار رہی تھی اور ہمیشہ کی طرح یہ خواب اس کے اعصاب پر برابری طرح سوار تھا۔ اس وقت بریک تھی وہ اپنے لا کر میں سامان رکھنے کے لیے جا رہی تھی۔ پریشان اور اپنے خیالوں میں گم کہ سامنے سے بھاگ کر آتے لڑکے سے ٹکرائی جس سے لڑکے کے ہاتھ سے اس کا ٹیبلٹ گرا اور اس کی سکرین ٹوٹ گئی۔۔۔ چھنا کے کی آواز گو نجی۔

Hey you.. are you bline or what.. see what have you done... you bloody shit.. you "

"..fool

(او تم۔۔۔ تم اندھی ہو کیا۔۔۔ دیکھو تم نے کیا کر دیا۔۔۔ * گالی۔۔۔) وہ اپنی غلطی نظر انداز کیے چلایا۔۔۔ وہ اس وقت ایک بہت بڑی اور کھلی راہداری میں ٹھہرے تھے۔ اس لڑکے کی آواز گو نجی اور سب متوجہ ہوئے۔۔۔ کچھ چل دیئے کچھ رک کر دیکھنے لگے۔۔۔ دیا کو اس لڑکے پر شدید غصہ آیا۔۔۔

"...See I am sorry but it wasn't my fault actually.. you ran to me blindly"

(دیکھو مجھے افسوس ہے، مگر یہ میری غلطی نہیں تھی۔۔۔ تم اندھوں کی طرح میری طرف بھاگتے ہوئے آئے۔۔۔) دیا نے سنجیدگی سے اس کی غلطی کا احساس دلانا چاہا۔۔۔ مگر لڑکے نے اس کے بولنے پر اسے دھکا دیا وہ لڑکھڑائی اور گرنے سے بمشکل پچی۔۔۔ جیرت سے اس جاہل انسان کو دیکھا۔

So.. you are asking for fight??.... you bitch broke my tablet and you got nerve to stand "

"?before me.... you must be insane.. nah

(تو۔ تم لڑنا چاہتی ہو۔۔؟ تم* گالی نے میر اٹیلیٹ توڑا اور میرے سامنے کھڑنے کا حوصلہ ہے۔۔ تم ضرور پاگل ہو۔۔ نہیں؟)

وہاب دیا کو مسلسل دھک دیتا جا رہا تھا، اس کے کے ہاتھ سے بکس، نوٹس، ڈائی ری اوبیز وغیرہ گر کر فرش پر بکھر گئے اور وہ اس سے بچنے کے لیے پیچھے ٹھیک بری طرح گھبر گئی، اتنا بد لحاظ لڑکا۔۔؟ پاکستان میں تو ایسا نہیں ہوتا تھا۔۔

"دیا وہاں بے وقت بہاری مت دکھانا کو شش کرنا سن بھل کر رہنا۔۔ یہ انگریز قوم زیادہ تر بد لحاظ، خود کو اعلیٰ سمجھنے والے اور مفرور ہوتے ہیں۔۔" دیا کو بابا کی بات اب سمجھ آ رہی تھی۔۔ ارد گرد سب سٹوڈنٹس جمع ہونے لگے مگر صرف شوڈ یکھنے کے لیے شاید یہ ان لوگوں کا مشغله ہے۔۔ وہ لڑکا بد تمیزی کیے جا رہا تھا وہ رو دینے والی ہو گئی۔۔ اسے اندازہ نہیں تھا مریکہ کے کانج میں پڑھنا اتنا عذاب ہو گا کاش وہ اپنے باپ کی بات مان کر پاکستان سے ان انگریزوں میں نآتی۔۔ اچانک ہجوم میں کھلبی مچی۔۔

"..Prince is coming.. hey S is coming.. S is coming... oh God he is so hot"

ان عجیب چیزوں پر وہ جھک کر اپنا سامان سمینٹنے لگی کہ اچانک کسی نے اس کا بازو تھام کر اسے کھڑا کیا گرفت میں نرمی تھی وہ اونچا مبارکہ سفید برف جیسی رنگت والا لڑکا تھا جو اس کو اپنے سامنے کیے مسکرا رہا تھا اور وہ اپنا بازو چھڑانے کی ناکام کو شش کرنے لگی۔۔

"?My my.. little cute princess why are you in hell"

(پیاری چھوٹی شہزادی۔۔ تم اس عذاب میں کیوں ہو؟)

وہ جھک کر اس کا چہرہ غور سے دیکھنے لگا تو وہ خوف سے کپکاپاتی پیچھے کو سر کی۔۔ مگر اس نے دیا کا بازو پکڑے اسے اپنے پیچھے چھپا لیا۔۔ اس کی لمبی قد کی وجہ سے وہ بالکل چھپ گئی تھی۔۔

...And you"

وہاب لڑکے کی جانب دیکھ رہا تھا جبکہ ہاتھ میں دیا کا نمٹا بازو بدستور قید تھا۔۔

why dont you spread my words that this ----in fact--Dont you dare to touch her again"

".girl is mine and nobody can touch her

(ہمت بھی مت کرنا اس لڑکی کو دوبارہ چھونے کی۔۔ دراصل۔۔ تم میرا پیغام کیوں نہیں پھیلادیتے کہ یہ لڑکی میری ہے اور اسے کوئی ہاتھ نہیں لگاسکتا۔۔)

اب وہ پیچے مڑ کر اسے دیکھتا مسکرا رہا تھا اور اس کی آنکھوں کی عجیب سی چمک پر وہ بے ہوش ہونے والی ہو گئی تھی۔ اچانک ہی رات والا خواب آنکھوں میں لہرایا۔۔ سیاہ رات۔۔ سیاہ سانپ اور اکیلی وہ۔۔

"ب۔۔ بازو۔۔ چھوڑو گھٹیا انسان۔۔" اس کی سر گوشی جیسی کلپناتی آواز پر وہ چونکا اور مزید قریب جھک کر اس کا چہرہ دیکھا جہاں اس کے لیے نفرت تھی وہ مسکرا یا اور کان کے قریب چہرہ لے گیا۔۔

I want to hold you in my arms for whole life... so this is what people call love? Or love "

"?at first sight

(میں ساری عمر تمہیں اپنی بانہوں میں تھامے رکھنا چاہتا ہوں۔۔ تو اسی کو لوگ محبت کہتے ہیں یا پہلی نظر کی محبت؟)

اس نے سوال کیا اور اس کے غم و غصے سے دہنے گال کو لبوں سے چھوا۔ اس کی اس حرکت پر اس کی آنکھوں میں خوف سے آنسو بھر آئے۔ سماں کے کان کے قریب بولتے نامحسوس سا چھوا تھا مگر باقی دیکھنے والوں کو کچھ اور نظر آیا تھا۔ کیا واقعی ایس کی گرل فرینڈ ہے یہ؟ سر گوشیاں بلند ہوئیں۔۔ یہ امریکہ تھا وہ لوگ غیر مسلم تھے ان کے لیے یہ کچھ بھی ناخا مگر وہ پاکستان سے تھی مسلم تھی زلت سے گڑھ گئی۔۔

"..Now get lost

سماں پوری شدت سے چلایا۔ ہجوم چھٹنے لگا تھا۔ اللہ نے پردہ اتارنے کی سزا دی ہے؟ وہ دکھ سے بڑھا رہی تھی۔۔ سماں نے کچھ سوچ کر اپنے کندھے سے لٹکتے بیگ سے ایک ماسک نکالا اور اسکو پہنادیا۔۔ وہ شاکلہ سی اسے دیکھنے لگی۔۔

"??Are you confident now"

نرمی سے پوچھا وہ بھیگی آنکھوں سے ہاں میں سر ہلا گئی۔۔ وہ آگے بڑھ گیا، دیا کھڑی رہ گئی۔۔



"..It's S.... you must be stew"

سالک نے سٹیونامی اس لمبے چوڑے سیاہ فام سے ہاتھ ملایا۔۔۔

"?..Oh my bad.. young boy.. you are S"

سیاہ فام نے حیرت سے سر تر چھا کر کے اس کم عمر لڑکے کا سر سے پیر تک جائزہ لیا۔ سالک نے ارد گرد نظر گھما کر اس گیر ان کو دیکھا جہاں پر انی گاڑیاں اور بانکس بھری پڑی تھیں جگہ بہت پرانی اور گرد و غبار والی تھی۔۔۔ سالک نے ماسک لگا کر کھا تھا۔

"تم اس جگہ کی وجہ سے ماسک لگائے ہوئے ہو یا بیچان چھپا رہے ہو۔۔۔ ہمیں دھو کہ دیا تو پچھتاوے گے ایس۔۔۔ میں نے سنائے پولیس آفیسرز کے ساتھ دوستی ہے تمہاری۔۔۔"

سٹیون نے زراسائیڈ پر لے جا کر اسے چینیز پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک پرانی چینیز پر بیٹھ گیا یہ جگہ پچھ صاف تھی سالک نے ماسک اتنا را۔۔۔

"مجھے میرا کام صحیح کرنے والے پسند ہیں پھر چاہے وہ پولیس ہو یا گینگستر۔۔۔ میں غداری پسند نہیں کرتا۔۔۔"

سٹیون نے اس لڑکے کی بلا کی پر اعتماد اور سیاہ چمکتی آنکھوں کو دیکھا اور قہقهہ لگایا۔۔۔

"تم ضرور بہادر ہو۔۔۔ تم جوزف سے پنگالے رہے ہو۔۔۔ میرا کچھ نہیں بگڑے گا میرا گینگ اس کا مقابلہ کر سکتا ہے۔۔۔ لیکن اسے تمہارا نام پتہ چلا تو وہ تمہیں معذور کر دے گا۔۔۔ کیا تمہارا گینگ ہے کوئی۔۔۔" سٹیون نے اسے واضح سمجھایا۔۔۔

"وہ بعد میں دیکھیں گے۔۔۔ انہوں نے مجھے بے ایمانی سے ریس میں ہر ایامیری بانک لینے کے لیے۔۔۔ کیونکہ وہ دنیا کی مہنگی ترین بانکس میں سے ایک ہے۔۔۔ انہوں نے غلط کیا، تم بس اس بانک کو اتنا توڑنا کہ جڑنے کے قابل نا رہے۔۔۔"

سالک کو اس بات کی پرواہ نہیں تھی اسے بس بدله لینا تھا۔۔۔

"تمہارا کام ہو جائے گا، اور اگر تم چاہو تو میں یہ کام بنانی کے کروں گا بدلتے میں تم میری گینگ جوانئ کرو۔۔۔ تم پولیس آفیسرز کے قریب ہو ہمیں فائدہ ہو گا۔۔۔"

سٹیو نے فوری آفردی۔۔

”میں اچھا ناکثر نہیں نا میں سار جنٹ مار سیل کا دوست ہوں۔۔ تم میرا کام کرو، رقم مل جائے گی۔۔“ سالک اٹھ کھڑا ہوا، سٹیو نے کندھے اچکائے۔۔

”اوہ ہاں سٹیو۔۔“ سالک جاتے جاتے رک کر مڑا۔۔

”میں کبھی تم پر احسان کروں گا اور اس احسان کے بد لے تمہیں تمہاری گینگ کے ساتھ خرید سکتا ہوں، سناء ہے جرام کی دنیا میں بھی اپنے محسن کی وفاداری مرتبے دم تک نبھائی جاتی ہے۔۔“ سالک رخ موڑ کر مسکرا یا تھا اور اس کی سیاہ چمکتی آنکھوں نے سٹیو کو حیران کیا، وہ ہر گز انیس سال کا لڑکا نہیں لگا تھا۔۔

”...Oh you are devil S..you are dangerous“

سٹیو اس دراز قد کم عمر لڑکے کی پر اعتماد چال دیکھنا سوچ رہا تھا۔۔



زايان نے ببلی (ملازمہ) کی کال اٹیئڈ کی اور ٹیرس میں رکھی ایزی چینر پر بیٹھا۔۔

”ہاں بولو کچھ خاص ملا؟“ اس نے بے تابی سے پوچھا۔۔

”جی صاب۔۔“ ببلی پر جوش سی بولی وہ متوجہ ہوا۔۔

”صاب عزہ بی بی (زايان کی منگیتیر) کا تعلیمی ریکارڈ بہت شاندار ہے اب تک کی ہر کلاس میں پوزیشن لیتی رہیں۔۔ گھر کے کاموں میں ماہر ہیں جی۔۔ ہاتھ میں اتنا ذائقہ ہے کہ کھاتے جاؤ دل نا بھرے۔۔ سکھڑ اور صفائی پسند بھی بہت ہیں۔۔ پیاری اتنی ہیں جی کہ جورنگ پہنیں چلتا ہے۔۔ اتنا دھیما اور میٹھا بولتی ہیں کہ سرور آ جاتا ہے اور با تین اتنی اچھی کرتی ہیں جی، بے حد نرم مزانج اور شر میلی سی۔۔“

ببلی کی زورو شور تقریر نے زایان کا دماغ گھما دیا۔۔

”یہ اصلی لڑکی ہے نا؟ یا کسی ڈرامے کی ہیر و تین کی بات کر رہی ہو۔۔۔ بڑی پر فیکٹ ہے بھئی کہ ببلی میڈم اپنا مشن بھلائے تعریفون کے پل باندھ رہی ہیں۔۔۔“ زایان نے لفظ چباچبا کر کہا۔۔۔ اسے سچ میں دنیا گھومتی محسوس ہو رہی تھی اس کے پاس تو انکار کی وجہ ہی نہیں بچ رہی تھی۔

”زایان صاب جی خدا کا واسطہ مُنگنی نا توڑیں۔۔۔ بڑی ہیر لڑکی ہے صاب۔۔۔“

ببلی کے التجاہیے لمحے پر وہ طیش میں آیا۔۔۔

”ہیرے کامیں نے اچار نہیں ڈالنا۔۔۔ میں زایان ہوں جیولر نہیں۔۔۔ کوئی خامی ہے تو بتاؤ۔۔۔“ وہ دبادبا سا چلایا۔۔۔ ببلی چپ ہو گئی۔۔۔

”صاب خامی نہیں مل رہی۔۔۔ کڑی محنت کر رہی ہوں، برائی نہیں مل رہی کوئی۔۔۔ وہ تو ملازموں سے بھی اچھے سے بات کرتی ہیں۔۔۔“ ببلی نے بے چارگی سے کہا۔۔۔

”تم ہو ہی ناکارہ بندہ۔۔۔ مجھے تمیز دار لڑکیاں نہیں پسند۔۔۔ مجھے بد تمیز، بد اخلاق، زبان دراز اور بالکل ناشرمانے والی لڑکی چاہیئے۔۔۔“ وہ بے اختیار ساہالہ کی خوبیاں (جو اس کے سامنے آئی تھیں) بیان کرتا چلا گیا۔۔۔ ببلی کو یقین ہو گیا زایان صاب کے دماغ کا کوئی پر زہ ڈھیلا ہو چکا ہے جو یقیناً داجان سیٹ کر لیں گے۔۔۔

زایان کا لب بند کرتا اچانک جیسے ہوش میں آیا۔۔۔ یہ کیا کہہ گیا میں؟ یہ کیسی لڑکی کہہ رہا ہوں؟ افف زایان پاگل ہو گیا ہے کیا؟ یہ کیا کبوس کی ببلی سے؟ وہ خوکو لعن طعن کرنے لگا۔۔۔



”...S forgive me please.. Do whatever you want to forgive me.. but please

(ایس مجھے معاف کرو پیز۔۔۔ مجھے معاف کرنے کے لیے جو چاہو کرو۔۔۔ لیکن پیز۔۔۔)

جور ڈلن شرمندگی سے سر جھکائے اس کے سامنے آیا اور سالک کو ان دوستوں کی وجہ سے اپنے وہ سب دن ضائع ہونے کا دکھ یاد آیا جب وہ پولیس اور اپنے باپ کی نگرانی میں ناکارہ سا ہو گیا تھا۔۔۔ سالک نے گراونڈ میں پھیلے سٹوڈنٹس کو دیکھا اور پھر جے کو۔۔۔ اور ایک زوردار پنچ اس کے منہ پر دے مارا جے بری طرح لڑکھڑا یا۔۔۔ لڑکیوں کی چیختی بلند ہوئیں اور سب جمع ہونے لگے۔۔۔

You just want your forgivness?... dont you feel sorry towards me...? I trusted you both " pieces of trashes and here I am... a loser who suffer a whole month for murder and rape
"...case

(تمہیں بس اپنی معافی چاہئے؟ تم میرے افسوس محسوس نہیں کرتے؟ میں نے تم دونوں * گالی پر اعتبار کیا اور یہ ہوں میں۔۔۔ ایک لوزر جس نے پورا مہینہ قتل اور زیادتی کے کیس کی وجہ سے تکلیف اٹھائی۔۔)

سالک سپاٹ لجھ میں بول رہا تھا اس کے الفاظ میں غصہ تھا اندراز سرد تھا۔۔ جو روٹن اب بھی سر جھکائے رہا سے پتہ تھا سالک سے معافی ملتا آسان نہیں وہ اتنا حمدل ہرگز نہیں تھا۔۔ ارڈ گرددائرے میں کھڑے سٹوڈنٹس میں سر گوشیاں بلند ہونے لگیں۔۔ مردہ اور دیانے حیرت سے اس گورے لڑکے کا نیاروپ دیکھا۔۔ سالک نے جھک کر اس کا گریبان پکڑا اور دوسرا پیچھے مارا پھر کھڑے ہو کر بال سنوارتے بڑھایا۔۔

"آئی شُدِّ کل یوبو تھر فار گلڈ۔۔۔"

"..Ohh you ruined my day"

(اوہ تم نے میرا دن خراب کر دیا۔۔)

وہ سر جھٹک کر زور سے چلایا اور پیتا، نظر سامنے سب کے درمیان اسی کا دیا ہوا ماسک لگائے دیالہ پر جا ٹھہری، وہ اس کی طرف بڑھا۔۔

"..Hey D... say hi when we see eachother... don't try to ignore me"

(ڈی۔۔۔ جب ہم ایک دوسرے سے ملیں ہائے کہا کرو۔۔۔ مجھے نظر انداز کرنے کی کوشش مت کرنا۔۔۔)

اعتماد سے کھڑی دیا کو دیکھ کر بولا تو لڑکیاں حسد و جلن سے دیا کو گھورنے لگیں۔۔

"..I don't wanna ruin my everyday"

(میں اپنا ہر دن خراب نہیں کرنا چاہتی۔۔)

وہ لاپرواںی سے کندھے اچکا کر بولی اور ہجوم سے نکتی چلی گئی۔ سالک جیران رہ گیا یہ وہی لڑکی ہے جو کچھ روز پہلے ڈری سہی سب کے درمیان کھڑی تھی؟ وہ ہنسا اور نفی میں سر ہلا�ا۔

)you'll regret D.. am not good boy(

(تم پچھتاوگی ڈی۔ میں اچھا لڑکا نہیں ہوں۔)



”تم نے کس کی اجازت سے جاب شروع کی؟“

بابانے خفگی و پریشانی سے دیا کوڈ پڑتا۔

”یہ ضروری ہے بابا اپنے اخراجات پورے کروں گی۔“ دیانے سنجدگی سے کہا۔ وہ واقعی اپنے باپ کا بوجھ ہلاکا کرنا چاہتی تھی۔ ”دیا تم بس پڑھائی کرو اور واپس آؤ۔“ تمہیں یہاں سے اسی شرط پر بھیجا تھا ان؟ کانچ اور پھر اپنے ڈورم میں۔ اور تم کہیں بھی نہیں جاؤ گی۔“ خادم صاحب نے بے چینی سے کہا نہیں اس کی نوکری کا سن کر فکر ہوتی۔ اب وہ باہر جایا کرے گی؟

”بابا پلیز۔ سب جاب کرتے ہیں اور میں تو بس ایک فلاورشاپ پر کام کروں گی۔“ وہاں کی عورت بہت اچھی ہے، ماحول اچھا ہے۔ کانچ کے پاس ایک شاپ ہے وہاں سے بس پر بیٹھ کر دوشاپ کے بعد ہی اتر کر کچھ داکنگ ڈسٹریشن پر میری شاپ ہے۔ ”دیانے پوری تفصیل سے بتایا اور انہیں ریلیکس کرنا چاہا۔

”دیا تم بہت ضدی ہو۔ مجھے فکر ستائی رہے گی۔ اپنا بہت سارا خیال رکھنا اور کسی سے بد تیزی مت کرنا۔“ وہ لاچاری سے بولتے اسے سمجھانے لگے۔

(ہالہ کی پچھی نے بابا کو بتایا ہی کیوں۔) دیا بابا کی فکر پر دانت پیستی سوچ رہی تھی۔

”آپ اللہ پر اور اپنی بیٹی پر یقین رکھیں کچھ نہیں ہو گا، میں بہت سنبھل کر رہتی ہوں۔“

دیانے انہیں یقین دلایا وہ فکر مند تھے مگر بے بس تھے، خاموش ہو گئے۔



وہ ایک ہاتھ جیز کی پاکٹ میں اور دوسرے میں موبائل کی سکرین پر نظر رکھے ارڈ گرد سے بے نیاز چلتا کلب کی بیک سٹریٹ میں آگیا تھا جب ایک ویڈیو ملی۔ وہ رکاویڈیو اپن کی اور پر شوق نظروں سے دیکھنے لگا۔

اس کا پیچھا کرتا بندہ رک کر اسکی پشت کو کینہ تو ز نظروں سے دیکھنے لگا۔ سالک نے آنکھیں بند کر کے گھر اسنس بھرا اور جوزف کی حالت تصور کر کے ہنسا۔

..his bike is not ordinary.. his speed is unbelievable.. he is unbeatable.. wtf)

اسکی بائک عام نہیں ہے۔۔ اسکی رفتار قیمین سے باہر ہے۔۔ اسکو ہر انداز میں مشکل ہے۔۔ "جوزف کا بندہ بولا تھا۔

Ask him to sell us his bike when race is done.. I'll give him blank check.. convince "

"..him

"جب ریس ختم ہوا سے کہو بائک ہمیں بیچ دے۔۔ میں اسے بلینک چیک دونگا، اسے قائل کرو۔۔" جوزف نے شان بے نیازی سے کہا اور اس کے بندے نے نفی میں سر ہلا�ا۔۔

This isn't easy.. he'd never gave his things to other .. he is very tough to convince.. he "

..just do what he wants

یہ آسان نہیں ہے۔۔ وہ کبھی اپنی چیز دوسروں کو نہیں دیتا۔۔ اسے کسی بات پر قائل کرنا بہت مشکل ہے۔۔ وہ وہی کرتا ہے جو چاہتا ہے۔۔

جوزف کے بندے نے اس کی ساری معلومات لے رکھی تھی۔۔ "اور جوزف کو جو پسند آجائے وہ چھین بھی سکتا ہے۔۔" جوزف نے کہہ کر اپنے اس بندے کو کچھ سمجھایا وہ سر ہلا کر چل پڑا، آخری راؤنڈ تھا جو زوف نے اپنے بندے کو اور اس بندے نے اپنے سکھائے ہوئے باگکر کو اشارہ دیا۔۔

اس باگکرنے آخری راؤنڈ میں روڈ کے درمیان پہنچ کر ایک شارت کٹ لے لیا اور سالک سے پانچ منٹ پہلے پہنچ گیا۔

Am not blind Mr.Joseph.. He did take the short cut.. Am sure he wasn't behind me nor

"--forth

(میں اندرھا نہیں ہوں مسٹر جوزف۔۔ اس نے شارٹ کٹ لیا تھا۔۔ مجھے یقین ہے یہ نامیرے پچھے تھانا آگے۔۔)

سالک چلایا رہا مگر وہ سب مکر گئے، سالک نے بے بسی سے سب کو دیکھا تھا۔۔

You may go now and leave your bike here.. loser have to lose his bike...hey dont worry..

..I'll use this bike for good

(تم اب جاسکتے ہو اور اپنی بائک یہاں چھوڑ جاتا۔۔ ہارنے والے کو بائک دینا پڑتی ہے۔۔ اوپریشان مت ہو میں اس کا اچھا استعمال کروں گا۔۔)

جوزف نے قہقهہ لگا کر کہا تھا اور سالک بائک کی چابی پھینک کر نکل آیا تھا مگر بدله لئے کی قسم کھا کر آیا تھا
اور پھر اس نے جوزف کے مخالف سٹیو کو کانٹیکٹ کیا تھا جس نے آج ہی صبح کی بنائی ویڈیو، سالک کے پیسے بھجنے پر اسے ثبوت کے طور
پر سینڈ کی تھی)

سالک نے ایک نظر پھر سے پرزوں میں ٹوٹی بائیک کی ویڈیو دیکھی اور اس بارزرا افسردگی سے مسکرا یا۔۔

وہ اس کی فیورٹ بائک تھی، موبائل پاکٹ میں رکھا۔۔ واپس جانے کے لیے پہلا کہ سامنے ایک سفید فارم جس کے کندھے پر ایگل کا
ٹیٹھونا تھا، کھڑا تھا۔۔ سالک رکا۔۔

".. You dare to challenge joseph and he'll let you go? are you mad man"

(تم نے جوزف کو چیلنج کرنے کی جرأت کی اور وہ تمہیں جانے دے گا۔۔؟ تم پاگل ہو۔۔)

وہ گورا آگے بڑھا۔۔ سالک نے یہاں وہاں دیکھا کوئی بھی ناتھا اور بیک سٹریٹ ہونے کی وجہ سے سی سی ٹی وی کیسرہ بھی نہیں لگا تھا۔۔

..There is no one to interfere.. just you and me"

سالک کو بہاں وہاں دیکھتا پا کر وہ ہنس کر بولا اور سالک نے ایک نظر اسے اور ایک نظر ہاتھ پر بند ہی گھڑی پر ٹائی دیکھا۔ گورا اس کی طرف بڑھ کر ایک پنچ سکے منہ پر مارنے لگا مگر اس کا پنچ سالک کے چہرے سے صرف دو انگلی دور ٹھہر گیا اس نے آنکھیں پنچی کر کے اپنی گردن پر دیکھا جہاں سالک نے بالکل سید ہی انگلیاں کر کے انگلی پوریں اسکی گردن پر نکار کھی تھیں۔ اس نے سالک کو دیکھا تو وہ مسکرا یا اور ہاتھ پیچھے کر کے ایک جھٹکے سے اس کی گردن پر چوٹ ماری۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا۔

یہ سب چند لمحوں میں ہوا تھا وہ گورا بھی تک بے یقین تھا اسے بتایا گیا تھا لڑکا بالکل فائٹ نہیں جانتا اور وہ اکیلا کافی ہو گا۔ سالک ایک بار پھر اسکے سنبھلنے سے پہلے تیزی سے آگے بڑھا اور ایک ٹانگ اسکی ناک پر ماری، اس نے دونوں ہاتھ خون اگلتی ناک پر رکھ کر درد سے برداشت کیا کہ سالک کی دوسرا ٹانگ اسکی بغل پر زور کی ضرب لگائی۔ وہ درد سے نڈھاں ہو کر زمین پر گرا۔ اور بجلی کی رفتار سے اسے زیر کیے سالک زرا آگے بڑھا اور اسکی بازو ایک ہاتھ سے سید ہی کر کے دوسرا ہاتھ کو بالکل سیدھا کر کے اتنے زور سے مارا کہ اسکا بازو ٹوٹ گیا وہ درد سے چیخا۔ سالک نے زرا پیچھے ہٹ کر ہاتھ پر بند ہی گھڑی ہینڈو اچ پر ٹائی م دیکھا

..I can beat a person in 2 minuets.. good job salik

وہ خود کو داد دیتا سر ہاں میں ہلانے لگا۔ اسکے نانا کی دی ٹریننگ کام آگئی تھی۔

”تمہیں بتایا گیا ہو گا میں فائٹ نہیں جانتا۔ یہ سچ ہے مگر میں کسی ایک انسان کو ہرانے کے بیسک سکلز تو جانتا ہی ہوں۔“ تمہاری ہر اس نازک جگہ پر وار کیا جس کے درد سے تم اب کچھ دیر ہلنے کے قابل نہیں رہو گے۔ دو منٹ اور تم زمین پر۔ اس ٹوٹی بازو کا علاج جوزف ناکروائے تو میرے پاس آ جاتا۔“ وہ اپنی بات مکمل کرتا مسکرا کر آگے چل پڑا۔ سلکی گولڈن براؤن بال ماٹھے پر بکھر گئے

تھے۔

وہ روڈ پر آ کر ٹیکسی کی تلاش میں نظر گھما تا چہرے پر ”شرافت اور معصومیت“ سجائے نو عمر کا لج بجائے لگ رہا تھا۔



وہ پیپر دے کر فارغ ہوتی کالج میں آؤ ہے گھنٹے سے بابا کا انتظار کرتی تھک گئی مگر وہ نا آئے۔ گرمی اور صبح سے خالی پیٹ ہونے کی وجہ سے اس کی طبیعت عجیب سی ہونے لگی۔ وہاں خادم صاحب دفتر میں کام زیادہ ہونے کی وجہ سے فارس کو کال کر کے ہالہ کو لانے کا بول چکے تھے جسے وہ ہمیشہ کی طرح ان کے سامنے ”جی، جی“ کر کے بعد میں بھول چکا تھا۔

وہ تھک کر کانج سے باہر نکلی آہنگ سے قدم اٹھاتی ٹیکسی یا آٹو کے لیے ساتھ ساتھ نظر گھما رہی تھی۔۔۔

سامنے سے ایک آٹو خالی نظر آگیا وہ بھی ہالہ کے پاس آ کر رکا وہ ایڈر میں سمجھا کر پیٹھ گئی۔ چکراتے سر کے ساتھ آنکھیں بند کیے بیٹھی رہی جب کچھ ہوش آیا تو آنکھیں کھول کر سیدھی ہوئی۔ آٹو ڈرائیور کے سامنے لگے مر پر نظر گئی تو اس کا پورا وجود سن ہوا۔

وہ آٹو والا عجیب سی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا ہالہ نے بے اختیار نظر گھما کر باہر دیکھا تو ٹھنکی راستہ بھی انجان تھا وہ لب کلختی پریشانی سے باہر دیکھتی تیزی سے کچھ سوچنے لگی۔ آٹو کے قریب چلتی گاڑی پر نظر پڑی تو اس نے اپنا ایک بین اس گاڑی کے سیاہ شیشے پر زور سے دے مارا آٹو والا چونکا گاڑی کے بھی ٹائر چرچراۓ اور سپیڈ ہلکی ہوئی۔۔۔

”میرا بھائی آگیا ہے بس مجھے اتار دیں۔۔۔“ ہالہ نے اعتماد سے آٹو والے سے جھوٹ بولا اور وہ مشکوک نظروں سے اسے دیکھتا مجبوراً رکا تھا۔۔۔ ہالہ تیزی سے اتری گاڑی روک کر غصے سے بھرا زایان باہر نکل کر سامنے آیا تو ہالہ کو دیکھ کر چونکا۔۔۔

”اب تم راستوں پر میری گاڑی کو پتھر مارنے کا مطلب بتا دو۔۔۔ میں خود سے کچھ کہوں گا تو تمہیں پھر سے چھپڑ چھاڑ لے گی۔۔۔“ زایان اسے دیکھتے ہی شروع ہوا۔۔۔

ہالہ گھرے گھرے سانس بھرتی روڈ پر بیٹھ گئی۔ اگر وہ کچھ ناکرپاتی اور اگر آج کچھ ہو جاتا؟ اس سوچ سے ہی ٹانگیں بے جان ہونے لگی تھیں۔۔۔ پہلے ہی طبیعت خراب تھی، پھر یہ حادثہ جو ہوتے ہوتے رکا تھا۔۔۔ زایان پریشانی سے آگے بڑھا۔۔۔

”کیا ہو اتم ٹھیک ہو؟ اور۔۔۔ آٹو سے کیوں اتریں؟ میری گاڑی کیوں رکوئی؟ کچھ ہوا ہے؟“ اس کی حالت پر زایان کا زہن بیدار ہوا اور گڑبرٹ محسوس کرتا اس کے سامنے آیا۔۔۔ ہالہ نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تو آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں،۔۔۔ زایان کا دل رک گیا تھا جیسے۔۔۔

”کبھی زندگی میں کوئی نیکی کی ہے؟“ بھرائی آنکھوں اور نم لبھے میں کیا سوال۔۔۔ زایان نے اسے دیکھا جو اسی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

”ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہا۔۔۔ پتہ نہیں۔۔۔ کیوں؟“ زایان اس سوال پر ہڑبڑایا اور الجھ کر اسے دیکھا۔۔۔

”آپکی شکل بتا رہی ہے کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا۔۔۔ آج میری وجہ سے موقع مل رہا ہے پلیز مجھے گھر پہنچا دیں۔۔۔“

آنکھیں رگڑتی رواہنسی آواز میں بولتی زایان کو زہر سے بھی ذیادہ بری لگی۔۔۔

”میری زندگی پر احسان کیا ہے تم نے۔ لیکن مانو میں تو بس آج ہی اللہ کو منہ دکھانے کے قابل ہو پاؤں گا۔ آدمیری گاڑی کو خدمت کا موقع دو۔۔۔“ زایان لفظ چباتاطزیزی لمحے میں بولتے ہوئے گاڑی کا ڈور کھول کر اسے گھورنے لگا۔

وہ ان سنا کرتی جھجک کر اسکی گاڑی میں بیٹھی۔ زایان نے کچھ آگے سپر سٹور سے ٹھنڈے پانی کی بوتلیں لیں۔ ایک بوتل جھپٹ کر لیتی ہالہ اگلے لمحے رکی وہ پردہ کے ساتھ پانی نہیں پی سکتی تھی۔ رونی صورت سے بوتل کو دیکھا پھر زایان کو جو مزے سے بوتل منہ سے لگائے پانی پی رہا تھا۔۔۔

”میں جانتا ہوں کوئی تو ایشو ہوا ہے، تم نے آخر آٹو کیسے روایا۔؟“ زایان نے بوتل کا ڈھنکن بند کرتے گاڑی سٹارٹ کی اور پانی کی بوتل کو تکمیل ہالہ سے مسلسل زہن میں چھتنا سوال کیا۔۔۔

”میں نے کہا میرا بھائی آگیا ہے۔ اب مجھے اتار دے۔۔۔“

ہالہ کے جواب پر اسے جھٹکا لگا۔۔۔

”بھائی۔۔۔“ دانت پیس کر بولا۔۔۔

”تو کیا باپ کہتی؟۔۔۔ اچھا مجھے پانی پینا ہے، گاڑی روکو اور باہر جاؤ تھوڑی دیر کیلیے۔۔۔“ وہ اسے گھورتی اچانک نرم پڑی۔۔۔

”میں فارغ نہیں ہوں تمہارے نخترے اٹھاؤں۔۔۔ گھر جا کر پی لینا۔۔۔ اب ایک لفظ بھی مت بولنا۔۔۔“ وہ بھائی کا لفظ سنتے ہی رُوڈ ہوا اور گاڑی کی سپیڈ بڑھائی۔۔۔

”کوئی بات نہیں ہالہ۔۔۔ کسی کسی بد نصیب کو اللہ ایک دن میں دونیکیوں کی توفیق نہیں دیتا۔۔۔“ وہ سر ہلاتی بڑی بڑی اور اس کی آواز اتنی ہلکی بھی نا تھی کہ زایان ناسن سکتا۔ وہ ضبط کر گیا۔۔۔ موڈ آف تھابری طرح۔۔۔ اس کے گھر کے پاس والے روڈ پر گاڑی جھٹکے سے روکی۔۔۔

”تم نا اپنی بہادری یا اپنے گھر تک محدود رکھو یا مجھ پر جھاڑ کر ثواب کمالیا کرو مگر آئندہ اکیلے سفر مت کرنا۔۔۔“ اس کے اترنے سے پہلے زایان نے سنجیدگی سے کہا۔ وہ خاموشی سے گاڑی سے اتر کر ”ٹھینکس۔۔۔“ بولی مگر وہ بنا کچھ کہے گاڑی ایک جھٹکے سے چلا تا سپیڈ بڑھا گیا۔ اور وہ گلی میں گھس گئی۔۔۔

”دیاٹھیک کہتی ہے بابا سے چھپانا فضول ہے۔۔“

آج وہ بابا کو فارس کا کار نامہ ضرور بتانے والی تھی۔۔



مرودہ کچھ دن سے اس کو اگنور کر رہی تھی کہ سالک اور اسکے درمیان جو بھی ہے دیاں سے چھپا رہی ہے دیا کی لاکھ و صاحتوں پر بھی وہ منہ پھلانے پھر رہی تھی۔ اب بھی لا کر میں سامان رکھتے اس کی نظر مرودہ کے لا کر پر پڑی اسے کنفرم تو نا تھا مگر یہیں مرودہ کا لا کر تھا ایک لا کر پر وہ رک گئی۔۔

”یہی ہو گا۔۔“ اور (sticky notes) پر مرودہ کو یک لفظی میسج لکھتی جا رہی تھی۔۔

”unreliable... disloyal... rude.. hate u“

بہت سارے نوٹ لکھ کر اس نے مرودہ کا لا کر دیکھا جس پر ”mary“ لکھا تھا اور وہاں چپکا دیئے کیونکہ مرودہ یہاں آکر خود کو میری کھلوا تی تھی۔ وہ شریر ہنسی دباتی مڑی۔ سامنے چار لڑکیاں کھڑی تھیں۔ جو اس کی سینئر تھیں۔

”?what did you write on my locker“

ان میں ایک براون بالوں والی بولی۔ دیانے چونک کر انہیں دیکھا۔

”مطلوب یہ مرودہ کا لا کر نہیں؟ اوہ شست۔۔“ پریشانی سے مڑی مگر اس سے پہلے کے نوٹ ہٹاتی انہوں نے ہاتھ کپڑ لیا۔

ایک لڑکی وہ نوٹ پڑھ کر اتارتی گئی اور براون بالوں والی میری کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔

”..How dare you bitch“

وہ پوری قوت سے چلائی اور اس چلانے کی آدمی وجہ اس کا پرنس کی گرل فرینڈ ہونا تھا۔۔

”..oh mary.. am sorry I just“

دیا نے وضاحت دینا چاہی پر اس نے دھکا دے کر اسے لا کر سے لگایا۔ دیا نے خود کو بچانے کے لیے ذہن لڑانا شروع کر دیا تھا۔۔
میری نے اسے مارنے کے لیے ہاتھ اٹھایا کہ دیا بول اٹھی۔

S told me to do this.. I dunno why but he wanted your attention.. I mean its seems like "

"..he has crush on you

(ایس نے مجھے ایسا کرنے کو کہا تھا۔۔ میں نہیں جانتی کیوں پروہ تمہاری توجہ چاہتا تھا۔۔ میرا مطلب ایسا لگتا ہے اس کا تم پر کرش ہے۔۔)

دیا نے عادت کے مطابق الزام لگاتے کہانی بنائی اور ایس کا نام اس لیے لیا کیونکہ وہ واحد تھا جس کا اسے یقین تھا میری برائیں منائے گی۔ میری اور اس کی دوستوں کے علاوہ اردو گرد تمام سٹوڈنٹس ٹھنڈک گئے۔۔
دیا کا سانس بحال ہوا تھا کہ پیچھے سے آواز آئی۔۔

(کب سے؟)"since when"

ساک سامنے آیا، مانچے پر بال بکھرے تھے آنکھوں میں غصہ تھا۔۔ میری کی نظر میں اس پر لگی تھیں۔۔ سب نے اس کے غصہ پر تدم پیچھے کر لیے۔۔ ڈی اب گئی۔۔

Since when I gave you these kind of tasks.. since when I have crush on xyz and you are "

"?my massenger

(کب میں نے تمہیں اس قسم کے کام دیئے۔۔ کب سے میرا ایکس والی زی پر کرش ہے اور تم میری پیغام رسال ہو۔۔؟)

وہ پوری شدت سے چلایا۔۔ دیا کا جھوٹ اسے شدید غصہ دلا گیا تھا۔۔ سب حیرت سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔۔ ایس اپنی "گرل فرینڈ" پر اتنا غصہ کر رہا ہے؟

"...since you told everyone I am your girl.. you were very sure then why bother now"

(تم نے سب کو بتایا تھا میں تمہاری ہوں اس کے بعد سے۔۔ تم کافی پر یقین تھے۔۔ اب کیا تنگی ہے۔۔)

دیا نے ہمت کر کے جواب دیا بلکہ صاف جتایا تھا سے۔۔ پتی آنکھوں سے اسے گھورتا سالک آگے بڑھ کر عین اسکے سامنے آیا۔۔ اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اونچا کیا سب کو دکھانے کے لیے۔۔

"This girl... is no longer belongs to me"

(یہ لڑکی۔۔۔ اب میری نہیں ہے۔۔)

سالک نے کہہ کر جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا۔۔

"..And from now on you'll pay for your words"

(اور اب سے تم اپنے الفاظ کی سزا جھیلو گی۔۔)

وہ اس کے انداز پر زراسا گھبرائی کی اور وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔ اب کوئی اسے اس کی گرل فرینڈ کے طور پر ٹریٹ نہیں کرنے والا تھا۔۔



"بابا آپ آئندہ بزی ہوں یا کوئی بھی مسئلہ ہو مجھے ہی انفارم کیا کریں۔۔ فارس بھائی ہر بار اسی طرح کرتے ہیں۔۔ غیر ذمہ داری دکھاتے ہیں اور مجھے ذلیل ہونا پڑتا ہے۔۔" ہالہ کچن میں کھانا بناتی اوپھی آواز میں بولے جا رہی تھی۔۔ اور باہر ٹوی لاؤخ میں بیٹھے خادم صاحب پیشانی مسلنے تکرے اسے سن رہے تھے۔۔

"ہاسپٹل میں بھی اس روز میں ان کا ویٹ کرتی رہی وہ لیٹ کرتے کرتے شام کر گئے اور مجھے اکیلے آنا پڑا۔۔ کل پیپر سے والپی پر بھی اسی طرح خود آنا پڑا اتنی گرمی تھی اور۔۔۔" ڈوپٹہ کندھے پر رکھے پونی جھلاتی، گرمی سے گلابی پڑتے چہرے سے پسینہ صاف کرتی باہر نکلی تو سامنے ہی ٹوی لاؤخ کے دروازے پر اکرام کو کھڑے پایا۔۔

"ا۔ السلام عليکم۔۔" بری طرح ہٹ بڑا کر اس نے ڈوپٹہ اچھے سے لیتے سلام کیا اور تیزی سے کچن میں دوبارہ گھس گئی۔۔ تائی نے ہر وقت اکرام کے حساب سے اسے اٹھنا بیٹھنا سکھایا تھا اب تو وہ اس کے سامنے آتے بھی گھبراتی تھی۔۔ ادھر اس کے سلام پر خادم صاحب چونکے اور مرکز کر دیکھا۔۔

”السلام علیکم چچا جان۔۔“ اکرام آگے بڑھ کر ان سے ملا۔۔

ہالہ چائے پانی کا انتظام کر رہی تھی اور ان کی باتوں کی آواز بھی سن رہی تھی جب اچانک اکرام بولا۔۔

”چچا جان آئندہ کوئی مسئلہ ہو مجھے بتائیے گافارس کی بجائے۔۔ مجھے پتہ ہے آپ امی کی وجہ سے ایواند کرتے ہیں مگر میں سنجھاں لوں گا امی کو۔۔ فارس لا پرواہ ہے اور آج کل زمانہ اتنا خراب ہے لڑکی کا اکیلے آنا جانا بالکل سہی نہیں۔۔“ اکرام کی سنجیدہ فکر بھری آواز پر ہالہ کا دل دھڑکا۔ اسے ایسے ہی سنجیدہ اور خیال رکھنے والے مرد پسند تھے۔۔

”پتہ نہیں دیا کو اکرام کیوں نہیں پسند۔۔ خیرنا ہی وہ دیا کے نہیں میرے ملکیت ہیں تو مجھے پسند ہیں اتنا بہت ہے۔۔“ ٹرے سیٹ کرتی ہالہ نے سوچا اس کے چہرے پر اکرام کے نام کی دلکش سی مسکان آئی تھی۔۔



وہ اکیلی بیٹھی بک پڑھ رہی تھی۔۔ شاپ اونر روٹین چیک اپ کے لیے ڈاکٹر پاس گئی تھی۔۔ اس نے بک بند کی اور داڑھ سپرے کی بو تل اٹھا کر پھولوں پر پانی کا سپرے کرنے لگی جب دروازہ کھول کر کوئی داخل ہوا اس نے جلدی سے بوتل رکھی اور کاؤنٹر کی طرف بڑھی۔۔

”..Yess any service sir“

(جی کوئی خدمت جناب۔۔)

اس نے مسکر اکر پوچھتے سر اٹھایا تو ساکت ہوئی۔۔ سامنے اپنے گلاس زاتار تا ایس کھڑا تھا۔۔ وہ اطراف میں پھولوں کو دیکھ رہا تھا۔۔

”...I would like to have a garland“

(garland) ..خاص موقع پر دیا جانے والا گلڈستہ

وہ سنجیدگی سے بولتا اسے صاف سیز گرل کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا۔۔ وہ بھی سن بھل کر مسکرائی۔۔

”شیور سر۔۔“ وہ مڑ کر پھول چنتی گلڈستہ بنانے لگی۔۔

Umm I think leave garland, a simple bouquet will go... and please don't add white "

"..lily

(اُم۔۔ میرے خیال سے یہ گلدستہ چھوڑو سادہ بوکے چلے گا۔۔ اور پلیز وائٹ لی مٹ ڈالنا۔۔)

جب وہ اس کا کہا پہلا گلدستہ تقریباً تیار کر چکی تو وہ اچانک بولا۔ اندراز اس بار بھی اجنبی اور سنجیدہ تھا اس نے گہری سانس بھری۔

"اوکے سر، وائے نات۔۔" ایک بار پھر مسکرا کر گلدستہ کھولنے لگی۔۔ (ہونہہ کانج میں ایک ہفتہ میں سامنے نہیں آئی تو یہاں آگیا واہ۔۔)

بوکے تیار کرتی وہ اردو میں بڑبڑا نے لگی اور مڑ کر اسے دیکھا جو موبائل پر مصروف کھڑا تھا۔ وہ سر جھٹک کر کام کرنے لگی۔۔ بوکے تیار کر کے کاؤنٹر پر لائی تو وہ بوکے کو دیکھتا کچھ متذبذب سالگا۔ دیا اچھے سے ریپر چڑھاتی چور نظر وں اسے بھی دیکھ رہی تھی جب وہ پھر سے بول اٹھا۔۔

"..Ohh no its too much.. One rose is enough"

(اوہ نہیں یہ بہت زیادہ ہو گیا۔۔ ایک گلاب بہت ہے)

دیا اسکی بات پر جل بھن گئی، وہ اسے یہاں ایز کسٹرٹریٹ کرنے پر مجبور تھی سو ضبط کر گئی۔۔
(ٹرکیاں پٹانی ہیں پر پیسہ لگاتے موت پڑ رہی ہے، انا آڑے آرہی ہے نواب کے۔۔) وہ بوکے کھولتی اسی طرح اردو میں اسے کوئے لگی اور وہ سب بخوبی سن اور سمجھ رہا تھا مگر انجان بنارہا۔۔ ایک گلاب کی کلی لا کر اس کے سامنے کاؤنٹر پر چھٹی۔۔

"اینی تھنگ ایلیس سر۔۔"

بمشکل مسکرا کر پوچھتے ہوئے اسے دیکھا جو تمام وقت موبائل پر مصروف رہا تھا۔ اس کے سوال پر چونکا اور کاؤنٹر کی طرف دیکھا۔۔

"Its nice..wrap it in crystel sheet properly and Do hurry..am gettin late"

(یہ اچھا ہے۔۔ اسے شیٹ میں اچھے سے کور کرو اور جلدی کرو مجھے دیر ہو رہی ہے۔۔)

وہ بے زار نظر دیا پر ڈالتا سنجیدگی سے بولا تو وہ سر ہلا کر صبر کے گھونٹ بھرتی سفید شیٹ چڑھا کر بن باندھنے لگی۔۔

"ہاؤچ۔۔" سالک نے والٹ نکالتے پوچھا دیا نے ربن باندھتے قیمت بتائی۔۔

"..I'll pay with card"

قیمت پوچھ کر وہ کارڈ نکال کر اسے کپڑا گیا۔ دیا کو سخت کوفت ہوئی اس کے اس طرح کرنے پر۔۔ کارڈ سے ہی پے کرنا تھا تو قیمت کیوں

پوچھی۔۔

"?..Do you have cards"

وہ اچھا خاصہ جلدی میں لگ رہا تھا مگر تیاری تھی کہ پوری نہیں ہو رہی تھی گلاب پیک کرو اکرا سے کارڈ چاہیے تھا۔ دیا نے کچھ کارڈز اسکے سامنے رکھے جن میں سے ایک اس نے سلیکٹ کیا۔ اور اس کے کہنے سے پہلے ہی دیا نے ایک پین بھی اس کے سامنے رکھا وہ کاؤنٹر پر جھک کر کچھ لکھنے لگا۔ دیا پچھے چیز پر بیٹھ گئی۔۔ وہ اچانک کال آنے پر سیل کان سے لگاتا تیزی سے سیدھا ہوا۔۔

"..So???..ok Am coming"

وہ سب چھوڑتا باہر بھاگا۔ دیا حریت سے اسے دیکھتی اٹھی۔۔ گلاب اور کارڈ اٹھا کر پیچھے بھاگی مگر وہ گاڑی میں بیٹھتا یہ جاوہ جا۔۔

دیا سلوٹ ٹو سیٹر سپورٹس کار کو آندھی طوفان کی طرح غائب ہوتا دیکھ کر رہ گئی۔۔

"شوخا۔۔"

آج ہی تو وہ کالج میں اپنی نیو سپورٹس کار میں آیا تھا اور اچھی خاصی دھوم مچادی تھی جو دیا کی نظر میں شو آف سے بڑھ کر کچھ نہ تھی۔۔

وہ آہ بھرتی شاپ میں گئی اس کا سامان کاؤنٹر پر رکھا اور پھر تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر کارڈ کھولا سامنے صاف نہایت خوبصورت

رائٹنگ میں تحریر درج تھی۔۔

I feel peace when I see you love

دیا نے کندھے اچکا کر پیکٹ میں دونوں چیزیں رکھیں اور کتاب کھول لی۔۔



اس کے اداس اداس پھرنے پر داجان نے اس کی اور اس کی مگنیٹر (جسے وہ دیکھنے کے لیے پاگل ہوا پھر تارہ تھا) کی ملاقات طے کروائی اور اس وقت وہ آئسکریم پارلر میں اپنی "ہونے" والی بیوی عزہ کے سامنے بیٹھا سپاٹ نظر وں سے اسے دیکھ رہا تھا اور وہ نرس سی انگلیاں چینچا رہی تھی۔

"آپ آج کے دن کوئی بات کرنا بھی چاہیں گی یا اسی طرح بیٹھے بیٹھے رات کرنی ہے۔۔۔ وہ اچانک بولا تو وہ ہر بڑا گئی۔۔۔

"آ۔۔۔ آپ کچھ بولیں ناں۔۔۔ دادو نے کہا ہے آپ کو۔۔۔ کوئی بات کرنا ہے۔۔۔ وہ جھپک کر بولی تو زایان نے گھر انس بھرا۔۔۔

"اور مجھے میرے داجان نے کہا ہے تمہیں مجھ سے بات کرنی ہے اور میں نے تو یہ بھی سنائے تم مجھ سے شادی پر راضی نہیں ہو۔۔۔" زایان نے دو ٹوک بات کرنے کی ٹھان لی۔

"ج۔۔۔ ج۔۔۔ وہ تو۔۔۔ آپ کے بارے میں بھی یہی سننے کو ملا ہے کہ آپ راضی نہیں۔۔۔" وہ اپنے پربات آنے پر زر اس اگھر ایسی پھر سنبھل کر بات اس پر ڈالی۔۔۔

(گھنی، میسنی۔۔۔ ایسی کوئی ہلکی بھی نہیں لگ رہی۔۔۔)

زایان اسے دیکھ کر تملما یا۔۔۔

"میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔۔۔" وہ صفائی سے انکار کر گیا۔

"میں تو بس تمہیں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔ ویسے جس طرح جھوٹے بہانوں سے تمہاری دادی اور میرے داجان نے ہمیں ملنے کے لیے بھیجا ہے ناں مجھے لگتا ہے ان کا کوئی پرانا تجربہ ہے ایسا کرنے کا اور یہ بھی ہو سکتا ہے وہ لورز ہوں جنہیں ظالم سماج نے الگ کر دیا ہو اور اب اپنی نسلوں پر یہ محبت پھر سے بیدار ہو گئی ہوا اور۔۔۔" زایان عادت کے مطابق بنار کے بولتا چلا گیا وہ منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"ج۔۔۔" اسکی حیرت ذہلبی جی پر رک کر اسے دیکھا (اور خدا کرے ہمارا بھی وہی انجام ہو تمہاری کہیں اور شادی ہو۔۔۔ میری کہیں اور۔۔۔)

وہ دل میں دعا مانگتا مسکرا یا۔۔۔

”جی؟ کیا آپ کوارڈوز بان سمجھ نہیں آتی؟ یا میرا ایکسینٹ خراب ہے؟ یا آپ کو برالگا؟“ زایان نے اس کی حیرت بھری جی کا مطلب اخذ کرنا چاہا۔۔۔

”جی مجھے برالگا۔۔ آپ اپنے بزرگوں کے بارے میں ایسی باتیں کیسے کر سکتے ہیں۔۔“ وہ اس بار سنجیدگی سے بولی تو زایان نے سامنے پڑی کب سے پگھلتی آئسکریم کا بڑا ساچچ بھر کر منہ میں ڈالا اور اسے گھونے لگا۔۔

”میں نے اپنے ”بزرگوں“ کے لیے ڈیٹ پلان نہیں کر دی جو اس طرح آپ کو صدمہ پہنچ رہا ہے۔۔“ اور وہ زایان کی اس بات پر مزید صدمہ میں چلی گئی۔۔

”کیا آپ اسی طرح کی باتیں کرتے ہیں۔۔“ وہ تاسف سے پوچھ رہی تھی زایان ٹیبل پر ہاتھ رکھ کر آگے کو جھکا۔۔

”نہیں میں اچھا خاصہ رو مینٹک بندہ ہوں مگر میرے داجان نے مجھے سختی سے سمجھا کر بھیجا ہے کہ ”بچی“ کے ساتھ تمیز سے بات کرنا لو فروں والی حرکتیں مت کرنا۔۔“ اسکی بات پر عزہ شرمندگی اور خفت سے یہاں وہاں دیکھنے لگی۔۔

”اور تمیز سے بات کرنا مجھے آتا نہیں تو اب آپ ہی کر لیں کوئی بات کرنی ہے تو۔۔“ وہ پیچھے ہو کر ریلیکس ساچئر سے ٹیک لگا کر اسے دیکھنے لگا۔۔ وہ متذبذب سی لب کچلنے لگی زایان خاموشی سے اس کا جائی زہ لے رہا تھا اور جتنا دیکھتا جا رہا تھا اتنا بے زار ہو تا جا رہا تھا۔۔

”مجھے کچھ نہیں پوچھنا۔۔ بس میں اپنی سٹڈیز کمپلیٹ کرنا چاہتی ہوں۔۔ کیا آپ مجھے شادی کے بعد پڑھنے دیں گے۔۔“ وہ آہستگی سے بولتی امید بھری نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

”نہیں۔۔ معاف کرنا مگر میں ہرگز پڑھنے نہیں دوں گا۔۔ میں ابھی ابھی سٹڈیز سے فری ہوا ہوں میں پھر سے بکس دیکھ کر ٹرامائیز ز نہیں ہونا چاہتا۔۔“ وہ سنجیدگی سے بولا تو اس کا چہرہ مر جھاگیا زایان کو اپنی بد اخلاقی ناگوار گزری تو فوری سنبھلا۔۔

”کیا سبجیکٹ ہے؟ کونسالیوں ہے؟“ اس بار اس نے زرازی سے پوچھا۔۔

”ماستر زان سائیکالوجی۔۔ فرست سسیٹر۔۔“ وہ بجھی بجھی سی بولی۔۔

”واو گریٹ۔۔ پھر تو مجھے بتائیے کیسا انسان ہوں؟ کیا سائیکلی سمجھ آئی میری اب تک بات کر کے۔۔“ زایان نے دلچسپی سے پوچھا۔۔

”آپ خود پسند انسان ہیں اپنے علاوہ کسی کی پرواہ نا کرنے والے۔۔“ وہ پٹ سے بولی اور زایان کا منہ کھلا رہ گیا۔۔

(آج کل لڑکیوں میں تمیز کا زرہ بھی نہیں بچا۔)

وہ دانت پکچا تاپکھلی ہوئی آنسکریم سے اپنا دام غم ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

”مطلوب میں اچھا نہیں۔ اور یہ کہ آپ کو پسند نہیں آیا۔“ تھوڑی دیر بعد وہ مسکرا کر بولا۔

”نہیں بات یہ ہے کہ میں آپ کو ہینڈل کر لوں گی کیونکہ آپ ٹھنڈے مزاج کے ہیں اپنا غصہ خود پر حاوی نہیں ہونے دیتے۔“ وہ زرا شرم کر بولی اور زایان اس کے چہرے پر چھکلتی گلابیاں دیکھتا رہا نساہو گیا۔

(زايان یہ کیا ہو رہا ہے تیرے ساتھ)۔

”ایکچھہ کلی میں اپنوں پر غصہ ہوتا ہوں مطلب جس سے فریکنیس ہو۔ آپ سے ایسا کوئی تعلق نہیں ابھی۔“

زايان نے فوری وضاحت دی وہ خاموش رہی۔

”خیر میں اتنا کر سکتا ہوں شادی سے پہلے ٹائم دوں مطلب شادی ڈیلے کروالیں گے۔ آپ کی ڈگری کمپلیٹ ہو جائے پھر شادی کر لیں گے۔ میں داجان سے بات کرتا ہوں اور آپ اپنی فیملی سے بات کریں۔“ وہ سنجدگی سے اپنا ارادہ ظاہر کر گیا۔

”جی یہ ٹھیک ہے۔“ وہ بھی پر سکون ہوئی۔

”اور اس دوران ہم ایک دوسرے کو بھی سمجھ لیں گے ہو سکتا ہے ہمیں اگلی چند ملاقاتوں میں ایک دوسرے کی بہت سی عادات ناپسند ہوں۔“ زایان نے نرمی سے سمجھایا اور نہ جی چاہ رہا تھا اسے جھنجھوڑ کر کہہ دے مجھے تمہارے جیسی لڑکیاں نہیں پسند جان چھوڑو میری۔ مگر وہ بے مرودت ہر گز نہیں تھا۔



”مرودہ پر نس ایس کی ایک بات بتاؤ۔“ لیپ ٹاپ پر جھکی دیانے اچانک سر اٹھا کر مرودہ کو مخاطب کیا، تو موبائل پر چینگ میں بزی مرودہ جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔

”کیا بات جلدی بتاؤ۔“ وہ تیزی سے اٹھ کر قریب ہوئی۔ وہ دونوں اس وقت ڈورم میں تھیں رات کا وقت تھا۔ مرودہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے قریب بیٹھی۔

”تقریباً دو ہفتے پہلے ایس میری شاپ پر آیا تھا۔“ دیانے اس روز کا سارا واقعہ پوری تفصیل کے ساتھ بتایا۔ مروہ حیرت سے اچھلی۔

”اس کا مطلب وہ سیکریٹلی کسی لڑکی کو ڈیٹ کر رہا ہے؟“ مروہ نے اندازہ لگایا تو دیانے نفی میں سر ہلا�ا۔
”ڈیٹ نہیں کر رہا، مگر کرنا چاہ رہا ہے، یا پھر اسے کوئی لڑکی پسند آگئی ہے اور اسے خود بھی کنفرم نہیں وہ اسے بتائے یا نہیں۔“ دیانے اپنا خیال ظاہر کیا۔

”اس کا کیا مطلب ہوا؟“ مروہ نے ناک چڑھائی۔

”کیونکہ آگے سنو۔ اور اس نے ویسا صرف ایک بار نہیں کیا وہ چار سے پانچ مرتبہ ایسا کر چکا ہے۔“ ہماری شاپ پر آتا ہے مختلف گلdestے تیار کرواتا ہے کبھی اسے ففٹی روزز کا بوکے چاہیے ہوتا ہے کبھی ڈفرنٹ فلاورز کا۔ وہ اسی طرح پھر کارڈ لکھ کر پے کر کے اور وہ وہیں چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔“ مروہ اس انکشاف پر حیرت سے چھینی۔

”کیا؟ مطلب وہ پاگل ہو چکا ہے۔“ مروہ کو اس عجیب لڑکے پر شدید حیرت ہوتی تھی جس کا ہر کام دنیا سے انوکھا تھا۔

”اور سب سے خاص بات یہ ہے کہ ہر بار کارڈ پر وہی ایک لائن لکھی ہوتی ہے

”..I feel peace when I see you love“

اس کے علاوہ ایک بھی لفظ نازیادہ ناکم۔“ دیا بجھی ابھی سی بول رہی تھی۔

”تو پاگل تم نے اس سے بات کیوں نہیں کی۔ اس سے پوچھو کیا وجہ ہے جو وہ یوں کر رہا ہے۔“ مروہ نے اس کی اب تک خاموشی پر ماتم کیا۔ وہ ہوتی تو پہلی فرصت میں ایس کے پاس پہنچ جاتی۔

”میں نے بھی سوچا اس سے کہوں مگر میری شاپ اونر نے منع کر دیا کہ اکثر ایسا ہو جاتا ہے کسٹمر بوکے ریڈی کرو اکر بھول جاتے ہیں یا پے منٹ کر کے بھی نہیں لیتے پر و گرام کینسل ہو جانے پر۔ اس نے کہا جب تک وہ پے کر رہا ہے اس سے فرق نہیں پڑتا چاہے وہ ڈیلی ہزار بوکے ریڈی کروائے اور پھر لیے بن چلا جائے۔ تو میں بھی بس اسے ایز آکر یزی کسٹمر ڈیل کرتی ہوں۔“ دیانے وضاحت

دی۔ مرودہ نے منہ بسوار اسے یہ سب فضول لگ رہا تھا۔ اس کا خیال تھا اگر ایس وہاں جا کر ایسا کر رہا تھا تو دیا کو اس سے پوچھنا چاہیے تھا۔

”اور دوسرا بات جب سے اس نے کانج میں اناؤنس کیا ہے اس کا اور میرا کوئی تعلق نہیں۔ میں کافی ایزی ہو گئی ہوں اب پہلے کی طرح لڑکیوں کا کوئی گروپ مجھ سے آکر خواخواہ نہیں الجھتا۔ میں پہلے بھی کیمیر کرتی تھی سنجل کر رہتی تھی مگر کوئی ناکوئی مجھ سے زرازرا اسی بات پر الجھ جاتا تھا۔ اب میں ایک سائیڈ پر رہتی ہوں تو باقی سب بھی مجھے اگور کرتے ہیں۔ پہلے ایس کی وجہ سے مجھے پیش ٹریٹ کیا جاتا تھا زیل کیا جاتا تھا۔ اب سب مجھے عام لڑکی سمجھتے ہیں اب لڑکیاں ”یو آرنٹھنگ پور گرل“ کہہ کر جان چھوڑ دیتی ہیں تو میں اُس سے دوبارہ بات کر کے سب کی نظروں میں نہیں آنا چاہتی۔“

دیانے سنجدگی اور سکون سے مرودہ کو جواب دیا۔

”اوہ تو تم اس لیے ایس کو ایو ائند کرتی ہو۔“

مرودہ کو دیا کا ایس سے چھپ کر رہنا ب سمجھ آیا تھا۔

کمرے میں ان کی تیسری روم میٹ جو کہ انڈین لڑکی تھی داخل ہوئی شاید وہ اپنی پارٹ ٹائم جاپ سے اب آرہی تھی۔ مرودہ اور دیا خاموش ہو گئیں۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ لڑکی بالکل اجبی تھی اس کی بھی کافی اچھی دوستی ہو چکی تھی مگر ایس کی بات کرنا سک تھا سو وہ دونوں اس کے آنے پر اپنی اپنی جگہ بیٹھ کر پڑھنے میں مصروف ہو گئیں۔



سالک نے مسلسل پیچھا کرتی گاڑی سے تنگ آکر قریب کسی کلب کی طرف گاڑی بڑھا دی۔ اور جو رُن کو میج کر کے بلایا۔ جو رُن اتنے وقت بعد سالک کا میج ملنے پر تیزی سے کلب کی طرف بھاگا۔ سالک نے ایک نظر پیچھے دیکھا اور کلب میں گھس کر لوگوں میں گم ہوا۔

(سالک آج کل تم ایک فلاور شاپ پر اکثر نظر آتے ہو جہاں ایک مسلم گرل کام کرتی ہے۔۔ کیا بات ہے، کیوں جاتے ہو؟ کیا تم اس لڑکی کو چاہتے ہو۔۔ تم کبھی وہاں سے کچھ لے کر نہیں گئے۔۔ کیا تم اس لڑکی کو ڈیٹ کر رہے ہو۔۔)

آج ہی صبح جوش سے بھری آواز میں اس کے باپ نے اسکا بھانڈا پھوڑا تھا اور وہ شاکٹ سا ان کی انفرمیشن پر انہیں دیکھے گیا۔۔

(واٹ۔۔ سالک کون ہے وہ لڑکی؟ کیسی لگتی ہے؟ کیا وہ بہت کیوٹ ہے؟ کیا وہ تمہارے ساتھ پڑھتی ہے؟ ہمیں بھی ملواہ اس سے۔۔ اسے گھر انوائٹ کرو۔۔)

اس کی ماں کا خوشی سے براحال ہو گیا تھا اور بات یہاں نہیں رکی تھی اس کے نانا، دادا، دادی اور کزن زن چند وقفے کے حساب سے سب کی کال آئی تھی اور اسے خواخواہ کی مبارکباد دی جا رہی تھی۔۔ اس کے دادا اور دادی نے تو اسے شادی تک کا کہہ دیا۔

"سالک تم جلد میں کے ہو جاؤ گے۔۔ شادی کر لو یہ نا ہو یہ موقع ہاتھ سے نکل جائے۔۔" اس کے دادا نے اسے مشورہ دیا تھا۔

"سالک فور اشادی مت کرنا پہلے لولا کف کو انجوائے کرو۔۔" یہ اس کے نانا کا کہنا تھا اور ساتھ ہی انہوں نے ایک سو ایک طریقہ بتائے تھے ڈیٹ کرنے کے۔۔ سالک کے انکار اور وضاحتوں کو ناکوئی سن رہا تھا ناہی مان رہا تھا۔

ایسا لگتا تھا سالک کے پیدا ہوتے ہی اس لمحے کا انتظار کیا تھا سب نے۔۔ اور اس سب کی وجہ صرف اس کا باپ تھا اور اس کا پیچھا کرتا یہ بندہ۔۔ سالک نے اس بندے کو گھورا اور وہاں لفت کرواتی لڑکیوں کو اگور کرنے کی بجائے وہ رسپانس دیتا باپ کی حالت تصور کر کے ہی خوش ہوا جا رہا تھا جب جور ڈن نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔

"sorry am late S.. this club is so far from my home you know"

(دیر سے آنے کے لیے افسوس ہے ایس۔۔ تم جانتے ہو یہ کلب میرے گھر سے بہت دور ہے)

وہ سالک سے بات کرتا تھا سے زیادہ خوش لگ رہا تھا۔

see jo.. the blue hoodie man behind me.. if you distract him and lemme go out from "

"..club .. then we are even.. you have last chance

(دیکھو جو۔۔ میرے پیچے بلوہڈی والے بندے کی اگر تم مجھ سے توجہ ہٹا دو اور مجھے باہر جانے دو تو ہمارا معاملہ برابر ہو جائے گا۔۔
تمہارے پاس آخری موقع ہے۔۔)

اور جو رُن اس کی ہدایت پر سر ہلا گیا وہ یہ موقع ہر گز گنو انے والا نہیں تھا۔۔ سالک کی دوستی اسے ہر حال میں چاہیے تھی۔۔ وہ وائے
اٹھاتا اس بندے کے قریب گیا اور گلاس اس پر گرا تھا خون خواہ لڑنے لگا۔۔ ہاتھ پایی میں ایک دو اور بندوں کو ہاتھ لگا اور ہنگامہ سا برپا ہو گیا
تھا۔۔ سالک اس موقع سے فائدہ اٹھاتا تیری سے نکلا مگر گاڑی کے پاس پہنچنے تک اسے تین لمبے چوڑے سیاہ فام بندوں نے روک لیا۔۔
وہ پیچھے ہٹا تو پیچھے بھی چارویسے ہی بندے تھے۔۔ سالک ان میں گھر گیا۔۔

"?..Who are you guys"

سالک نے پریشانی سے پوچھا وہ اپنے باپ کے بندے کو بھی ڈاچ دے آیا تھا اور اب کسی مدد کی بھی امید نہیں تھی۔۔

"joseph sent you hi, boy"

(جو زف نے تمہیں ہائے بھیجا ہے لڑکے۔۔)

وہ مسکراتے اور اسے کھینچتے دور تاریکی میں لے گئے۔۔ سالک کو اندازہ ہو چکا تھا وہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔۔ تمہی چلایا۔۔

"..Tell joseph when you see him.. he is done"

وہ اس کی بات پر رکے اور پھر زور سے ہنسنے، انہیں اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر سالک بری طرح پریشان ہوا۔۔

آج کا دن اس کے لیے عذاب ثابت ہو رہا تھا وہ کافی دیر ان سے خود کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا مگر شاید انہیں یہی حکم تھا بنا کے بنا
بولے وہ اندر حادھن سالک کو مارتے جا رہے تھے۔۔ اور سالک اپنا بس اتنا ہی بچاؤ کر پار رہا تھا کہ کوئی پڑی ناٹوٹ پائے مگر پھر بھی جانے
سے پہلے انہوں نے اپنے بندے کے بد لے سالک کا بازو توڑا اور اسے ایک چھوٹی سی گلی میں پھینک کر چل پڑے۔۔



دیا شاپ سے نکلی ہاتھ میں کچرے کا بڑا سا سیاہ شاپر تھا اس نے شاپ کے ساتھ والی گلی میں پڑے ڈسٹ بن میں وہ شاپ پھینکا اور رہا تھا
جھاڑے۔۔

(وادیا تم نے ہمیشہ ہالہ سے کچرا اٹھوایا اور یہاں شاپ اونر تم سے وہی کام نکلواتی ہے، یہ ہوتی ہے قسمت۔)

وہ ٹھنڈی سانس خارج کرتی بولی جب اسے کچھ محسوس ہوا۔ درد سے کراہنے کی آواز۔ بھاری سانسوں کی آواز۔

اس نے رخ موڑ کر گلی کے تاریک حصے کی طرف آنکھیں گاڑھ کر دیکھا اور آواز کی سمت قدم بڑھائے۔۔۔ وہاں کوئی لڑکا بمشکل دیوار سے ٹیک لگائے تقریباً لینے جیسا بیٹھا تھا۔ وہ اسکے قریب جا کر جھکی۔۔۔

"?Hello.. can you move sir"

وہ اس لہو لہان لڑکے کا کندھا چھو کر بولی مگر وہ اسی حالت میں سر جھکائے۔۔۔ دیوار سے کمرٹکا نے بیٹھا رہا۔۔۔

"?--can you please answer me tell me please if I can help you"

(کیا آپ پلیز مجھے جواب دے سکتے بتائیے کیا میں آپ کی مدد کر سکتی ہوں؟)

وہ اس کی حالت پر رہا نسی سی ہو گئی۔

"کہیں یہ بندہ مر تو نہیں گیا۔۔۔ اف کہیں نیکی گلے ناپڑ جائے اگر مجھے پولیس نے پکڑ لیا تو۔۔۔ مجھے تو کوئی چھڑوانے بھی نا آئے۔۔۔

وہ منہ میں بڑھاتی اس لڑکے کو جگانے کی کوشش کرنے لگی اور وہ جو اس کی آواز سے اسے پہچان چکا تھا۔ سر جھکائے رہا کیونکہ اگر وہ پہچان لیتی کہ وہ "ایس" ہے تو فوراً بھاگ جاتی اور کبھی مدد نا کرتی۔۔۔

"افف۔۔۔ بس چھوڑ دیتی ہوں اسے۔۔۔ رات ہونے والی ہے مجھے ہائل جانا ہے جلدی۔۔۔ دیر ہو گئی تو۔۔۔"

ابھی یہی سوچتے وہ اٹھنے والی تھی کہ اس نے بازو پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا۔۔۔

"..Stay with me I am feeling better when you're close to me"

(میرے پاس رہو۔۔۔ تم میرے قریب ہو تو میں بہتر محسوس کر رہا ہوں۔۔۔)

اس لڑکے کی لڑکھراتی بھاری آواز پر اس کا دماغ بھک سے اڑا۔ تو کیا وہ چاہتا ہے کہ اس کی آخری سانسوں تک وہ ساتھ رہے اور زندگی میں پہلی مرتبہ بندہ مر تا دیکھے۔ وہ خوفزدہ سی بازو چھڑوانے لگی۔۔۔

Call for help.. those son of bitches broke my cell and I can't move.. hurry up please or "

"I'll die with lost of blood

(مد کے لیے (کسی کو) بلاو۔ ان* گالی نے میرا موبائل توڑ دیا ہے اور میں ہل نہیں سکتا۔ جلدی کرو ورنہ میں خون کے ضائع ہونے سے مر جاؤں گا۔)

وہ اسی طرح لڑکھراتے ہوئے بکشکل یہ بول پایا تھا اور اس نے تیزی سے اپنا موبائل نکلا اور جیسا وہ کہتا گیا کرتی گئی ایک زندگی بچانے کا جوش ہی الگ تھا اور وہ بعد میں اپنے باپ کو یہ بتا کر ڈھیروں داد و صول کرنے والی تھی اور ان کا ہر وقت کا امر یہ بھینے کا پچھتا و اختم کرنے والی تھی۔۔۔

اسے زر اندازہ ناہو اک الج میں اسی سے چھپ چھپ کر رہے والی اس وقت اس کے کتنے قریب تھی۔ اور اس بات پر وہ بھی جیسے تکلیف بھلا چکا تھا وہ پاس تھی جس سے اسے سکون ملتا تھا۔

"if you hug me tightly I can die peacefully"

اس کی دھیمی سر گوشی پر اس کے کان کھڑے ہوئے۔۔۔

یہ انداز اور اس کی نظر میں ایسے گھٹیا الفاظ تو ایک ہی انسان کے ہو سکتے تھے تو کیا وہ۔۔۔ اس سے پہلے کہ وہ مزید غور کرتی پولیس اور ایمبولینس کی گاڑیاں پہنچ گئیں اور وہ ایک طرف ہو کر پولیس کو جو دیکھا وہ بتانے لگی۔۔۔

سالک نے سڑپر لیٹے بند ہوتی آنکھوں سے پولیس کے ساتھ کھڑی دیا کو دیکھا جو اسی کا دیا ماسک اب تک لگائے ہاتھوں سے اشارے کر کر کے بول رہی تھی اور اس نے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔



”وہ لڑکی پر فیکٹ نہیں وہ بس تعریف سننے کی عادی لگی مجھے۔۔۔ اس کی ہربات دوسروں کے لیے تھی۔۔۔ بڑوں کے بارے میں ایسا نہیں بولتے۔۔۔ یہ وہ۔۔۔ میری باتوں پر بہت بار اس نے یہ جتنا چاہا مجھے بولنے کا سینس نہیں۔۔۔ جب میں نے اسے کمپلینٹ

(تعریف) نہیں کیا تو اس نے مجھے خود پسند کہہ دیا اور آپ جانتے ہیں اس نے کیا کہا؟ وہ مجھے بینڈل کر لے گی۔ کیا میں کوئی بچہ ہوں یا وہ مجھے اون کرنے آرہی ہے۔۔۔

اچھی لڑکی ہوتی تو کہتی میں ایڈ جسٹ کرلوں گی مگر اس نے کہا وہ بینڈل کر لے گی۔۔۔

اس نے مجھے کہا میں غصہ خود پر حاوی نہیں ہونے دیتا وہ کہنا چاہتی تھی مجھے یہی کرتے رہنا چاہیئے۔۔۔ وہ ایسی معلوم یا بلکی نہیں جیسا شو کر رہی ہے وہ میری زندگی عذاب کر دے گی۔۔۔ ”زايان تیزی سے بولتا بس رو دینے والا ہو گیا۔ اسے بندوں کی پہچان تھی وہ ہمیشہ ہی بندے کو جیسے اندر تک پہچان لیتا تھا اور اسی وجہ سے وہ عزہ کی پرسنالٹی سمجھ چکا تھا۔ اور وہ یہ سب کسے بتا رہا تھا؟ اپنے داجان کو۔۔۔ جو ایسے بیٹھے سر ہلا رہے تھے جیسے وہ تقریر کر رہا ہو۔۔۔ اور جب وہ تحک کر چپ ہو گیا تو گلا کھنکار کر بولے۔۔۔

”ابھی جوان ہو۔۔۔ جذباتی ہو رہے ہو۔۔۔ ہر چیز تم منقی زہنیت سے دیکھ رہے ہو۔۔۔ سب اٹا نظر آرہا ہے کیونکہ وجہ صرف اتنی ہے فیصلہ تم نے خود نہیں لیا۔۔۔ مگر بچے یقین رکھو بعد کی زندگی میں اپنے داجان کا شکریہ ادا کرو گے۔۔۔“

انہوں نے سمجھایا۔ زایان انہیں دیکھ کر رہ گیا۔

”اچھا زایان تم ابھی فری رہنا چاہتے ہو بزرنس جوانہن نہیں کرنا ابھی تو میرا ایک کام کرو، میں جن اداروں میں سٹوڈنٹس کے لیے ڈونیشن دیتا ہوں وہاں اکثر رزلٹ ڈیز پر اور دوسرا موقوں پر مجھے بہت مان سے بلا یا جاتا ہے اور میں انکار کر کر کے شرمندہ ہوتا ہوں۔۔۔ تم میری جگہ چلے جایا کرو۔۔۔ کبھی کبھی کہیں کہیں۔۔۔“ داجان نے اسے کہا تو وہ اچھل پڑا۔۔۔

”میں یہ سب کرتا اچھا لگوں گا؟ داجان مجھ سے کیا دشمنی ہے آپ کی؟“ زایان نے رونی صورت بنائی۔۔۔ ہر بار اپنی ہی وجہ سے پھنس جاتا تھا۔

”اوہ شمنی کیوں؟ ان فیکٹ سب سے ذیادہ سمجھدار ہو تم اس لیے تم سے کہا۔۔۔ کچھ سکولز ڈونیشن لینے کے باوجود رزلٹ صحیح نہیں دیتے۔۔۔ ان کا سٹاف چیک کرو، چیخ کرو کچھ اپنی تعلیم کو کام میں لاو۔ میرا بچہ داجان کی مدد کرے گانا؟“ ان کی محبت بھری آواز پر اسے ہاں کرنا پڑی۔۔۔ وہ مسکرا کر اس کا گال تھپتھپاتے چلے گئے۔۔۔

”دی جان کبھی آواز اٹھائیں میرے لیے۔۔۔ آپ کو سب راز دینے کا فائدہ تو ہو مجھے۔۔۔ حد کرتی ہیں۔۔۔“ زایان خاموش بیٹھی دی جان سے لڑ پڑا۔۔۔

”زايان کیوں پاگل بن کے دورے لگ رہے ہیں تمہیں۔۔۔ ہر ایک سے لڑ رہے ہو۔۔۔“ قریب بیٹھے اس کے باپ نے اسے ٹوکا تو وہ منہ بناتا دادی کے بلانے پر ان کے پاس جا بیٹھا۔۔۔

”زايان اللہ پر اپنا فیصلہ چھوڑ دو، اگر وہ ناچاہے تو گھر آئی بارا تین لوٹ جاتی ہیں۔۔۔ نکاح ٹوٹ جاتے ہیں۔۔۔ اگر وہ تمہارے نصیب میں ہے تو تم کچھ کرنے نہیں سکتے اگر نہیں ہے تو تمہارے داجان کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔ میری زندگی اللہ سے مانگوں۔۔۔ وہ رب چاہے تو ایسے نواز دیتا ہے جیسے ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں ہوتا۔۔۔“ انہوں نے نرمی سے سمجھایا تو زایان بے چارگی سے خاموش ہو گیا۔۔۔

”اچھا شادی ڈیلے کروادیں یار پلیز۔۔۔“ اس کی منت پر دی جان نے سر ہلا�ا۔

”ٹھیک ہے میں کہتی ہوں شادی ابھی ناکی جائے۔۔۔“ انہوں نے تسلی دی، زایان گاڑی کی چابی اٹھاتا باہر نکل گیا۔۔۔

”اب تم بالکل ناکارہ ہو چکے ہو زایان۔۔۔ بالکل بے فائدہ۔۔۔“

اس نے خود پر تاسف کیا۔۔۔



ہالہ کا پریشانی سے براحال تھا۔۔۔ اس کا وہ گولڈن لاکٹ جو اسے اس کی ماں نے خود پہنایا تھا اس سے کھو گیا تھا اسے پہلے لگا تھا لا کر میں رکھا ہو گا اس نے مگر نہیں وہ اسی روز سے غائب تھا جب وہ پیپر دے کر آئی تھی اور اب ہر جگہ ڈھونڈ لیا پر مل کر نہیں دیا۔۔۔ وہ بے بسی سے بال کھینچنے لگی۔۔۔

”کیا کرے۔۔۔ کہاں تلاش کرے۔۔۔“ اسکا سوچ سوچ کر براحال تھا تین چار مرتبہ چھپ چھپ کرو نے کا سیشن بھی چلا چکی تھی۔۔۔ اب وہ روڈز پر نہیں ڈھونڈ سکتی تھی۔۔۔ آٹو والے سے بھی جا کر نہیں پوچھ سکتی تھی۔۔۔ اب آخری آپشن تھا زایان۔۔۔ اس کا نمبر وہ فارس کے موبائل سے لینے کے لیے ان کے گھر گئی۔۔۔ زندگی میں پہلی مرتبہ ایسی حرکت کرنے پر مجبور ہو رہی تھی وہ فارس سے بھی نہیں لے سکتی تھی وہ کیا سوچتا؟ اور نمبر تو ہر گز نادیتا۔۔۔ اور تائی جان نے تو اس کا منہ توڑ دینا تھا۔۔۔

اس کے دوست کا نام تو غزالہ آپی سے سن ہی چکی تھی اب بہانے سے فارس کے کمرے کے گرد منڈلانے لگی کہ غزالہ چائے کا کپ لیے فارس کے کمرے کی طرف جانے لگی ہالہ نے جلدی سے روک لیا۔

”آپی میں دے آتی ہوں فارس بھائی کو چاۓ۔۔ سلام دعا بھی ہو جائے گی۔۔“ اس نے ڈوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے کہا۔ ”ہاں تم ہی جاؤ۔۔ آج کل پڑھائی سے فری ہے تو دماغ ہر وقت خراب رہتا ہے اس کا۔۔“ غزالہ نے اکتا کر کہا اور کچن کی طرف چلی گئی اور ہالہ کے ہاتھ کا نینہ لگے اگر فارس کا آج کل مزاج خراب تھا مطلب وہ بات بے بات بری طرح جھپڑ دے گا۔۔ وہ ہمت کرتی کمرے میں گئی تو فارس کمرے میں نہیں تھا اور باتھر و میں پانی گرنے کی آواز آرہی تھی۔۔

”اف لگتا ہے اللہ بھی میر اساتھ دے رہا ہے۔۔“ وہ کپ ٹیبل پر رکھتی اس کا موبائل ڈھونڈنے لگی جو اس کے بیڈ پر تیکے کے بھی نیچے پڑا۔۔

”اللہ اتنا تو عورتیں اپنا زیور بھی چھپا کر نہیں رکھتی ہوں گی جتنا انہوں نے موبائل چھپا کھا ہے۔۔“ ہالہ نے بڑا کر اس کا موبائل بالکل سیدھا کر کے سائیڈ سے دیکھا آف سکرین پر پیٹرن کے حساب سے انگلی کے نشان تھے جس پر وہ انگلی پھیرتی تھی اور موبائل انلاک ہو گیا۔۔

اس نے جلدی جلدی کا نینہ ہاتھوں سے زایان کا نمبر نکالا اچھے سے یاد کیا اور موبائل بند کر کے اسی طرح تکیہ کے نیچے رکھ رہی تھی کہ باتھر و میں پانی رکنے کی آواز آئی۔۔ وہ تیزی سے باہر نکلتی سیدھی درمیانے دروازے سے اپنے گھر پہنچی۔۔ زایان کا نمبر سیو کیا اور گھرے گھرے سانس بھرتی اپنی حالت درست کرنے لگی۔۔ اللہ اس چوری کے لیے معاف کر دے، آئندہ کبھی یہ حرکت نہیں کروں گی۔۔“

وہ چھرے پر ہاتھ پھیرتی خفت سے بولی تھی۔۔



”ڈی۔۔ تمہیں پتہ ہے ایس کو کچھ سٹریٹ فیٹر نے اتنا مارا کل اور وہ ہا سپٹل میں ایڈ مٹ، بہت کریٹیکل کنڈیشن میں ہے۔۔“ مردہ پھولی سانسوں سے اس کے پاس بھاگتی ہوئی آئی اور بتایا۔۔ وہ سب کی دیکھاد کیمھی اب اکثر اسے ڈی کہنے لگی تھی۔۔ دیانے ناک پڑھائی۔۔

”شکل سے ہی پنگے باز لگتا تھا پھر کر بیٹھا ہو گا غلط اور۔۔۔“ وہ لاپروائی سے بولتی ایک دم چوکنی۔۔

”کب ہوا یہ ایک سینٹ؟“ اس نے مرودہ سے دوبارہ پوچھا۔

”کل رات ہو اور کتنی بے حس ہو تم۔ کیا انسانیت بھی ختم ہو گئی تم میں؟ ایک انسان مر نے پڑھے اور تم اب بھی اس کو برآ کہہ رہی ہو۔“ مرودہ نے اسے شرم دلانا چاہی۔ اتنی بے حسی؟ یہاں پورے کالج کی لڑکیاں جیسے سوگ میں چلی گئی تھیں ہر جگہ پر نس کی فکر، اس کی انجری، اس کی صحت یا بی کا زکر تھا اور دیا اف۔ مرودہ نے سر جھکتا۔ سنگدل لڑکی۔

اور اس وقت اندر کھیں دیا کو بھی افسوس ہوا کیونکہ وہ سمجھ کئی تھی اسے رات ایسی ملا تھا اور کس حالت میں تھا یہ تو وہ بھی دیکھ چکی تھی کتنا خون پانی کی طرح بہہ رہا تھا اور کتنی بے بی کی کیفیت میں تھا وہ۔ سارا دن دل میں اٹھتی فکر کو وہ ”خیر مجھے کیا“ کہہ کر جھٹکنے کی کوشش کرتی رہی مگر آنکھوں کے سامنے اس کی وہی زخمی حالت آ جاتی۔ اور آخر شام کو جاب سے جلدی آف لے کر وہ انسانیت کے ناطے ایس کو پوچھنے کے لیے روانہ ہوئی۔

ہاسپٹل اور روم نمبر کا توکالج میں ہر طرف ہی زکر تھا سو اسے بھی یاد تھا تھے میں ایک بوکے لیے اب وہ روم کے سامنے متذبذب سی کھڑی لب کاٹنے لگی۔

اسے تو پہتہ تھا وہ انسانیت کے ناطے آگئی مگر ایس نے غلط مطلب لیا تو؟ اسے برالگا اور وہ غصہ ہو گیا تو؟ اسکی فیملی اندر ہوئی تو؟
--- کیا کرے گی وہ؟

(اوہ کہہ دوں گی کالج فیلو ہیں، نہیں مجھے نہیں آنا چاہیے تھا مگر یہ تو بری بات ہے اس بندے نے بہر حال مجھ پر تین احسان کیے ہیں۔ پہلی بار اس بد تمیز لڑکے سے پروٹیکٹ کیا۔ مجھے ماسک دے کر میرا اعتماد، حمال کرنے میں مدد دی اور پھر آخری بار مجھے اپنی گرل فرینڈ ناہونے کا اعلان کر کے مجھ پر اتنا بڑا احسان کیا۔ اس کا جو بھی مقصد ہو میرا تو فائدہ ہی ہوانا۔)

وہ دروازے پر ہاتھ رکھے یہاں آنے کے جواز تلاش کرنے لگی۔

(اور سب سے پہلے وہ ایک انسان ہے جو اتنا زخمی ہوا اور میں اس کی بری حالت دیکھ بھی چکی ہوں۔)

آخر میں وہ سر ہلا کر تھوڑی نروسی کمرے میں داخل ہوئی۔



وہ رات تک باہر یہاں وہاں گاڑی دوڑاتا اپنی فرستہ یشن نکالتا رہا اور پھر تھک کر گھر آیا اور سیدھا اپنے کمرے میں جا کر بیٹھ پر گرا۔

”اب میں سکولز اور کالج میں انسپکشن کروں گا۔ اور پھر اس سامنگو کی ڈگری کمپلیٹ ہونے پر اس سے شادی کر کے اب تاریخ میں لائف گزاروں گا اور ایک دن اسی ٹینشن میں آدھا بوڑھا ہو کر مر جاؤں گا۔“ وہ اٹھ بیٹھا۔

”واو کیا آئندہ میں لائف ہو گی زایان۔“ وہ خود ترسی کا شکار ہونے لگا۔

وارڈروب سے کپڑے لے کر فریش ہونے کا ارادہ کیے ابھی باتھ روم کی طرف بڑھا کہ کال آئی۔ اس نے نمبر دیکھا کوئی انجان نمبر تھا۔

”اب بس رانگ نمبرز کی ہی کمی رہ گئی تھی زندگی میں۔“ اس نے کوفت سے سیل بیڈ پر پھینکا اور شاور لینے چلا گیا۔ کال اب بھی آرہی تھی۔



وہ کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے ہی وہ مغربہ شہزادہ پیشنس بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹا تھا رنگت میں زردی گھلی تھی اور ماتھے پر پٹی بندھی تھی۔ اور ایک اوچا مبارد، جس کی شکل ایس سے ہی ملتی تھی رنگت سفید، سیاہ بال کنپیوں سے گرے تھے، افسردا اور بکھری بکھری سی حالت میں ایس کا دیاں ہاتھ تھامے سر جھکائے قریب چیز پر بیٹھا تھا اور دوسرا طرف کچھ فاصلے پر ونڈو کے پاس ایک بڑی عمر کا مرد جس کے بال بالکل دودھ کی طرح سفید تھے قد لمبا تھا رنگت سنہری تھی چہرے پر فکر کے ساتھ دبادبا ساغصہ تھا اور کال پر کسی کو ضروری ہدایات دے رہا تھا جو کہ یقیناً ایس کے مجرموں کو ڈھونڈنے کا ہی کہا جا رہا ہو گا۔

دیا اندر تو آگئی مگر اب نرس سی وپس کھڑی دیکھنے لگی۔

”ہائے خدا یا یہ ایس کم تھا یہ دو اور۔۔۔ کیسے، کیا بولوں گی۔۔۔“

ان دو بار عب شخصیات کو دیکھ کر دیا گھبر اکر مڑی ارادہ چپ چاپ نکل جانے کا تھا۔

”فلادر شاپ گرل۔۔۔؟“ پیچھے سے حیرت بھری آواز آئی، وہ جھٹکے سے رکی۔۔۔ انہوں نے یا تو ماسک، ٹالر سے اندازہ لگایا تھا یا باتھ میں دبے پھولوں کے بوکے سے گردیا کے لیے حیرت کا مقام تھا، وہ اسے کیسے جانتے تھے؟

اب کال پر بات کرتا مرد بھی کال بند کر کے اس کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے خاموش کھڑے رہنے پر وہ دونوں ہلکا سامسکائے۔

"..See I knew she'll come.. here she is"

(دیکھو میں جانتا تھا یہ آئے گی اور یہ آگئی۔۔)

بڑی عمر کا مرد دوسرے مرد سے بولا اور دیا کو ایک اور جھٹکا لگا۔۔

"..Come dear.. why are you standing there.. good to see you"

(آؤ پیاری۔۔ وہاں کیوں کھڑی ہو۔۔ تمہیں دیکھ کر اچھا لگا۔۔) ایس کے پاس بیٹھا مرد نزیق سے بولا۔

Ohh.. I.. I am dia.. I am his college fellow.. am B.com 1st smester student.. I just came "

..I Just--to see him.. I mean

(م۔۔ میں دیا ہوں۔۔ میں اس کی کانج فلیو ہوں بی کام فرست سمسٹر کی سٹوڈنٹ ہوں۔۔ میں بس اسے دیکھنے آئی تھی۔۔ میرا مطلب میں صرف۔۔)

دیا نے اپنا تعارف دینتے ہوئے سالک کی طرف اشارہ کر کے کچھ کہنا چاہا۔۔ وہ ان دونوں کو اس طرح خود کو دیکھتا پا کر بری طرح گھبرائی۔۔

(مجھے نہیں آنا چاہیے تھا۔۔ میں نے غلط کیا یہاں آ کر۔۔)

وہ دل میں ایک ہی گردان کیے جا رہی تھی۔۔

Its ok sia.. you can come anytime to see him, you don't need any reason.. in fact am "

sure he'd love to see you here.. am his grand pa and he is his father.. well um.. I think we

"..should leave.. nah

(کوئی بات نہیں سیا (دیا) تم کسی بھی وقت اسے ملنے آسکتی ہو تمہیں وجہ کی ضرورت نہیں۔۔ دراصل۔۔ اسے تمہارا بیہاں آنا پسند آئے گا۔۔ میں اس کا نانا ہوں اور یہ اس کا باپ۔۔ بہت اچھے۔۔ میرے خیال میں ہمیں چلنا چاہیے۔۔ نہیں؟)

اس کے ننانے دیا کے پاس آ کر دیا کا سر تھپٹھپا کر بتایا اور پھر آخری جملہ اس کے باپ کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ بھی سر ہلا کر اٹھے۔

"..N..No am ok I just.. actually am already late.. he looks fine.. I've to go"

دیا گھبر اکر تیزی سے بولی۔۔ وہ لوگ اسے اس طرح پر ایسوی کیوں پروادنڈ کر رہے تھے دیا کے ہاتھ پیر پھول گئے آخر سمجھ کیا رہے تھے وہ۔۔ یہ انگریز لوگ بھی ناں۔۔

It will be a big help if you stay here for a while.. I have to discuss his condition with " doc and his grandpa wanted to see his mother as she had delirious since last night as she ..heard about him... we can't leave him alone.. dont worry we'll drop you to your home

(اگر تم کچھ دیر یہاں ٹھہر جاؤ تو بہت بڑی مدد ہو جائے گی مجھے ڈاکٹر سے اس کی کنڈیشن ڈسکس کرنی ہے اور اس کے نانا کو اس کی ماں سے ملتا تھا وہ رات سے بے ہوش ہے جیسے اس نے اس کا سنا۔۔ فکر مت کرو ہم تمہیں تمہارے گھر پہنچاویں گے۔۔)

ایس کے باپ نے نرمی سے کہا اور وہ دونوں اس کا سر تھپٹھپا کر چلے گئے اور دیا اب تک ان کی بات سمجھنے کی کوشش کرتی رہ گئی۔۔ پھر سامنے پڑے مغوروڑ کے کو دیکھا جو اس وقت اس طرح لیٹا بہت بے بس لگ رہا تھا وہ گھر انسان بھرتی آگے بڑھی اور بوکے ایک سائیڈ پر ٹیبل پر رکھا اور ایک بار پھر بغور اسکا جائزہ لیا۔۔

”زیادہ مسئلہ لگ تو نہیں رہا۔۔ لگتا ہے ہڈیاں فج گئیں۔۔ اوہ۔۔“ اسکا مکمل جائزہ یعنی بولتے بولتے رکی اور بایاں بازو دیکھا جہاں پلستر پڑھا تھا۔۔

"ایک بازو شہید۔ اودو لگتا ہے لڑکی کو چھیر نے کا انعام ملا ہے۔۔" اس کی آواز میں افسوس سے زیادہ دباد باجوش محسوس کرتے سالک نے آنکھیں کھولیں تو وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی اور بمشکل گرتے گرتے پیچی۔۔ وہ سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا اسکے سفید پڑتے خشک ہونٹ سختی سے بھینچتے۔۔

"H..hi.. am..am...D"

وہ چوروں کی طرح نظریں چراتی اٹک کر بولی۔۔ وہ خاموش رہا اور اس کی خاموشی سے وہ پریشان ہوئی۔ اپنا مزید ٹھہرنا عجیب لگا۔۔

Why are you here??? you dont need to come here for me.. we aren't close enough to "

"..visit eachother

(تم یہاں کیوں ہو؟۔۔ تمہیں یہاں میرے لیے آنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔ ہم اتنے قریبی نہیں کی ایک دوسرے کے پاس ملنے جائیں۔۔)

وہ مدھم آواز میں بولا۔۔ دیا کو سخت شرمندگی ہوئی۔۔

(تو احسان فراموش لوگوں کی ایسی شکل ہوتی ہے۔۔۔ رات کیسے چپ چپک جا رہا تھا۔۔ مطلب پرست۔۔)

اسے گھور کر دیکھتی دیا نے اردو میں اپنا غصہ اس پر نکالتے دانت پیسے اور دروازے کی طرف بڑھی۔۔

you don't have to go now.. my grampa will cause a big trouble.. if you'lnt go without his "

"...permission

(اب تم مت جاؤ۔۔۔ اگر تم بنا اجازت کے گئیں تو میرے ننانا بڑی مشکل پیدا کر دیں گے۔۔)

سالک کی سنجیدہ آواز پر دروازے کی ناب پر رکھا اسکا ہاتھ جھٹکے سے پیچھے ہٹا۔۔



ہالہ مسلسل کال کرتی اسے گالیوں سے نوازنے لگی۔۔ یا خدا نمبر تو صحیح ہے نا۔۔ وہ ایک بار پھر سے کال ملاتی بد دلی سے بڑھائی۔۔

”کیا مصیبت ہے۔۔ اگر کوئی کال ناٹھائے تو اس کا کیا مطلب ہوا مود نہیں ڈھنائی سے کال کیسے جا رہے ہو۔۔“ کال اٹینڈ کرتے ہی وہ پھاڑ کھانے کو دوڑا۔۔ ایک پل کے لیے تو وہ بھی گڑبڑا گئی۔۔

کتنا بد لحاظ بندہ ہے یہ۔۔ اس نے سوچتے ہوئے گلا کھن کارا۔۔“

سوری مگر مجھے شوق نہیں اس طرح لوگوں کو کالز کرنے کا۔۔ ایر جنسی ہے، ضروری بات ہے۔۔ اس لیے گھنٹے سے ذلیل ہو رہی ہوں۔۔“ وہ کاٹ دار لبجے میں بولی تو زایان نے موبائل کان سے ہٹا کر گھورا، آواز اور انداز جانے پہچانے سے لگ رہے تھے۔۔

”دیکھو اس دن مجھے لگتا ہے میر الائکٹ تمہاری گاڑی میں کہیں گر گیا مجھے اپنا وہ لاکٹ ہر حال میں چاہیئے اور۔۔“ وہ تیزی سے بولتی چلی گئی۔۔

”اوہ تم۔۔ میں وہی سوچ رہا تھا ابھی کہ ناسلام نادعا، سیدھا پوائنٹ پر آنے والی دنیا کی بد تمیز ترین لڑکی تو ایک ہی ہے مگر یقین نہیں آیا کہ تم۔۔ اور مجھے کال۔۔ نا بھئی۔۔ مگر کام ہو تو یہ بھی کر سکتی ہو تم۔۔ اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔۔“ بال سنوار تابید کر اون سے ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے اس نے مسکرا کر کہا سارے دن کی کوفت، بے زاری اور ادا سی کہیں دور جاسوئی تھی۔۔ ہالہ اس کی باقتوں پر صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گئی۔۔

”ایک بار۔۔ بس ایک بار ہالہ لاکٹ مل جائے منہ تو ڈینا اس بندے کا۔۔“ وہ دل میں ارادہ باندھتی خود کو صبر کی تلقین کرنے لگی۔۔

”معاف کرنا۔۔ میں بہت پریشان ہوں وہ لاکٹ میری امی نے اپنے ہاتھوں سے پہنایا تھا مجھے۔۔“ وہ زرا سنبھل کر سنجیدگی سے بولی۔۔

”تو۔۔؟ بھئی اور لے لو۔۔ اور ان سے کہہ دو بارہ پہنادیں۔۔“

اس کا مود آف ہو ایہ لڑکی صرف اپنے مطلب کی ہی بات کرتی ہے۔۔ اور میں جیسے ملازم ہوں اس کا، کال کرتے ہی کام بتا دیا۔۔

”ان کی ٹیکھ ہو چکی ہے۔۔“ وہ سپاٹ لبجے میں بولی تو زایان نے نچالاب دانتوں تلے دبا کر خود کو فضول گوئی پر ملامت کی۔۔

”ایم سوری۔۔ میں دیکھتا ہوں او۔۔ کے۔۔ میری گاڑی کرن لے گیا تھا۔۔ میں چیک کرتا ہوں وہ واپس آیا نہیں۔۔“ اسکی گاڑی گھر پر تھی مگر اس نے سوچا اگر لاکٹ ناملا تو۔۔ فوری انکار نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

”تم مجھے اس لاکٹ کی کوئی تصویر ہے تو بھیجو۔۔ پھر ہی آسانی سے ڈھونڈ پاؤں گانا۔۔“ اس نے نیاشوش اچھوڑا توہالہ کا دل کیا ہیں سے پنچ دے مارے۔۔ اور ناک توڑ دے۔۔

”پچھر کیوں؟ ہو گا تو نظر آجائے گانا۔۔“ وہ اس کی کم عقلی پر افسوس کرتی بولی۔۔

”او میڈم میری گاڑی میں میری فملی، میری میگنیٹ اور بہت لوگ سفر کرچکے اب اگر ان کا لاکٹ مجھے ملے اور میں اٹھا کر تمہارے حوالے کر دوں۔۔ کیوں بھی خوا نخوا۔۔“ وہ شرارت سے بولتا سے آگ لگ گیا۔۔

”تو میں واپس کر دوں گی۔۔ مجھے کسی کی چیز رکھنے کا شوق نہیں۔۔ میں بھیجتی ہوں پچھر۔۔ جلدی انفارم کر دینا۔۔“ وہ ضبط سے بولی، اپنا کام نانکلوانا ہوتا تو ٹکا کر جواب دیتی کہ نانی یاد آ جاتی اس انسان کو۔۔

”کیسے انفارم کروں مطلب فارس کو بتاؤ۔۔؟“ وہ جان بوجھ کرا سے زیچ کرتا بولا۔۔

”آئنھیں ہیں ناں؟ تو یہ نمبر جس سے کال آئی ہے اس پر بتا دینا۔۔ اور فارس بھائی سے کچھ مت کہنا ورنہ میں مکر جاؤں گی۔۔“ وہ تیزی سے بولی۔۔ اس کا آخری جملہ جیسے اسکی عادت تھی زایان بے ساختہ ہنس پڑا۔۔

”مکر نے کی عادت تو چلوا چھی ہے مگر میرے پاس کالز ریکارڈ ہوتی ہیں تو۔۔“ وہ شرارت سے بولا تو اس کا جملہ ہالہ کو صاف دھمکی لگی تھی۔۔ وہ خوفزدہ سی کال کاٹ گئی۔۔ زایان نے موبائل دیکھا اور اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔۔

”یہ کیا بکواس کی زایان۔۔ یہ کیا لو فر گردی دکھادی۔۔“ وہ جلدی سے دوبارہ کال ملاتا اس کا خوف تصور کر کے خود کو ملامت کرنے لگا۔۔

ہالہ ہاتھ میں موبائل لیے خوفزدہ سی بیٹھی تھی۔۔ اگر تائی جان، فارس بھائی، بابا، اکرام سب کو پتہ چلا کہ اس نے غیر لڑکے کو کال کی ہے۔۔ تو وہ ہالہ کو کیسی لڑکی سمجھیں گے؟ اور ریکارڈ نگ ظاہر کر دے گی وہ پہلے سے جانتی بھی ہے۔۔

"یہ کیا ہو گیا مجھ سے۔۔۔ یہ کیا کر بیٹھی ہوں۔۔۔ اگر وہ برا انسان ہوا تو؟۔۔۔ اگر اس نے مجھے بلیک میل کیا تو کیا کرو گئی؟" موبائل پر مسلسل اسی نمبر سے آتی کال پر ہالہ کا دل بری طرح سہا۔۔۔ وہ کیوں بھول گئی وہ لڑکی ہے۔۔۔ اور اس کا گھرانہ ایسا آزاد نہیں کہ اس بات پر اسے معاف کر دیا جائے گا۔۔۔ وہ چہرے سے پسینہ صاف کرتی اللہ سے معافیاں مانگے جا رہی تھی کہ مسیح ملا اس نے ڈرتے ڈرتے کھولا۔۔۔

"ایم سوری میں نے بہت غلط مذاق کر دیا۔۔۔ تم پریشان مت ہو۔۔۔ لاکٹ ملا تو مسیح کر دوں گا۔۔۔ کوئی ریکارڈنگ نہیں۔۔۔ اللہ کی قسم۔۔۔" ہالہ کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑے اور دل کو زرا سا طمیناں ہوا۔۔۔ مگر جواب دینے کی غلطی نہیں کی تھی۔۔۔



وہ قریب چیز پر بیٹھی بس پریشانی سے دروازے کو دیکھے جا رہی تھی کب ایس کے نانا آئیں اور وہ اجازت لے کر جائے اور وہ ساری زندگی یہ غلطی نہیں دھرائے گی۔۔۔

"کیا لگتا تھا میرا جو بھاگتی چلی آئی۔۔۔ پاکستان میں ہوتی تو کیا بابا کرنے دیتے ایسا۔۔۔ اور ایسے بھی کوئی احسان نہیں کیے اس بندے نے۔۔۔ پہلے اتنے لوگوں کے درمیاں مجھے گرل فرینڈ بنادیا پھر سب کے سامنے اعلان کر دیا گرل فرینڈ نہیں ہے۔۔۔ مطلب مذاق بنا دیا سب میں میرا۔۔۔" وہ لنگی میں سر ہلاتی سالک کے وہ کام جو آنے سے پہلے احسان لگ رہے تھے اب زلالت میں گنے لگی اور پریشانی سے ٹانگ ہلاتی دھیمی آواز میں بولتی جا رہی تھی۔۔۔ سالک آنکھیں بند کیے اسکی حرکتوں کو برداشت کرنے کی کوشش میں نڈھاں ہونے لگا۔۔۔

"..Thank you fo hoh savin ma life"

وہ اچانک آنکھ کھوں کر اسے دیکھتا بولا اور وہ جیسے خواب سے جا گی۔۔۔ سنبھل کر بیٹھی۔۔۔

"??saving your life?.. I did this"

وہ نخرہ دکھانے کو تیار ہوئی اور گرے آنکھیں چمکنے لگیں۔۔۔ اب وہ اسے بتائے گا کیسے اس نے احسان کیا اور پھر اب تو وہ جھک کر رہے گا۔۔۔

"..Sorry I think I misunderstood"

اور وہ فوری مغدرت کرتا خود بھی مکر گیا۔ دیانے اس احسان فراموش، نخرے باز کو گھورا۔

Oh last night... was that you.. the poor person had begged me to save his life.. was that "

..you really

(اوہ رات۔۔۔ تم تھے۔۔۔ وہ بچار بندہ۔ جس نے مجھ سے اپنی زندگی بچانے کی منیں کی تھی۔۔۔ وہ واقعی تم تھے۔۔۔)

دیانے جلدی سے یاد آجائے جیسا انداز اپنایا، ایسے آسانی سے بخشنے والی نہیں تھی وہ۔۔۔ اس احسان کو اچھا خاصہ استعمال کرنا تھا بھی تو اس نے۔۔۔ زندگی بچانے کی بڑی قیمت لینی تھی۔۔۔

سالک نے اس کی آواز میں اس بار بھی جوش محسوس کرتے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔۔ اور آنکھیں بند کر کے گہر انس بھر اور پھر سے اسے دیکھا، جو سر جھکائے یقیناً اپنی خوشی کو دبارہ تھی۔۔۔

"..In return... I'll buy you more masks"

(بدلے میں۔۔۔ میں تمہیں اور ماسک لے دوں گا۔۔۔)

سالک نے اسے احساس دلانا چاہا کہ ماسک کی جان چھوڑی، ہی پڑتی ہے ایک دن۔۔۔ دیانے بے ساختہ ماسک پر ہاتھ رکھا اب اسے کیا بتاتی اسکی کلاس فیلو نینسی نے اسے بتایا تھا کہ یہ ماسک بہت مہنگا ملتا ہے اور وہ اس کی قیمت پوری کیے بغیر تو اتارنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔۔

لب کا ٹھی اسے دیکھنے لگی۔۔۔

"تمہیں ایک بات بتاؤ۔۔۔ تم نہایت گھنے۔۔۔ چالاک، خود کو سب سے اعلیٰ سمجھنے والے اور دنیا کے سب سے بد دماغ اور مغرور انسان ہو، ٹھیک ہے بہت پیارے ہو پر مجھے زہر سے بھی زیادہ برے لگتے ہو۔۔۔" دیانے اردو میں اسے دیکھ کر مزے سے کہتے دل کی بھڑ اس نکالی کہ وہ سمجھ کہاں سکتا ہے اس کی زبان اور اس کی باتیں۔۔۔

"?.Diana...did you say.. you love me"

سالک نے اسے جواباً سنجیدگی سے پوچھا۔ تو اس کی نام بھی پر دیا کوئی نہیں آئی۔۔

... You can't hold in.. when am in pain.. so you came to see me"

..I wrote address in the note for very first day when I bought flower

(تم برداشت نہیں کر پاتی۔۔ جب میں تکلیف میں ہوں۔۔ تو تم مجھے ملنے آگئیں۔۔ میں نے بالکل پہلی بار جب پھول خریدا، پرچی پر ایک ایڈریس لکھا تھا۔۔)

سالک کی پہلی بات پر ابھی وہ وضاحت دینے والی تھی کہ اس نے اچانک پھول کا زکر کیا، دیا اس کی بات پر چونکی۔۔ ایڈریس؟ کہاں؟ اس نے کیوں نہیں نوٹس کیا۔۔؟

.I wrote you to send flower there but you kept it for you.. same goes for every time

(میں نے تمہیں لکھا کہ پھول اس پتہ پر بھیجو مگر تم نے اپنے لیے رکھ لیا۔۔ اور ہر بار بھی کیا۔۔)

سالک کی باتوں پر دیا کا شرمندگی سے براحال ہو گیا وہ کیسے اتنی لاپرواہ ہو سکتی ہے۔۔ اس نے وہ پرچی کیوں نہیں دیکھی۔۔

"?..Do you love me Diana"

وہ آخر میں رک کر پھر سے اسے دیکھ کر پوچھنے لگا۔۔ دیا بڑی طرح خفت محسوس کرنے لگی تھی، وہ کیا کرتی رہی؟ کیا سوچتا ہو گا۔۔

..No...no.. I really don't... I was fool.. proly I lost that note.. I..dont

(نہیں۔۔ نہیں۔۔ میں سچ میں لو نہیں کرتی۔۔ میں بیو قوف تھی۔۔ شاید میں نے پرچی گنوادی۔۔ میں۔۔ نہیں..)

دیا نے گھبرا کر تیزی سے وضاحت دی۔۔

اور تیزی سے اٹھی۔۔ اب وہ ایک لمحہ بھی نہیں رک سکتی تھی۔۔ سالک اسے سوالیہ نظر وہ سے دیکھ رہا تھا پھر اپنے بائیں طرف کھڑی دیا کا تھا تھر زمی سے تھاما وہ ہٹ بڑا کر اسے دیکھنے لگی۔۔

"..I'll pay back for your favour... you saved my life D"

(میں تمہاری مدد کا جواب دوں گا۔ تم نے میری زندگی بچائی ہے ڈینا نہ۔)

سالک نرمی سے مسکرا یا اور اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ وہ تیزی سے باہر نکلی تو ایک ڈرائیور گاڑی لیے اس کا ٹھہرا تھا۔



"سب نے ٹرانے کیا کہ کسی طرح ایس سے مل سکیں، مگر جب تک وہ سپیشل رہاسیکورٹی ٹائٹ ٹھی۔ گھر جانے کی تو کبھی اس نے پر میشن نہیں دی نا۔" مروہ مسلسل بولتی جا رہی تھی دیا سر جھکائے سنتی لب بھج گئی۔

اگر سیکورٹی اتنی ٹائٹ ٹھی تو اسے کیوں نہیں روکا گیا؟

اس سے تو کسی نے کچھ پوچھا تک نہیں تھا۔ وہ تو ڈائریکٹ کمرے میں چل گئی تھی پر کسی نے کوئی سوال نہیں کیا۔

"افف اللہ میرے لیے یہ سپیشل ٹریننگ کیوں؟" وہ اپنا سر پکڑ بیسٹھی۔

اس روز کی الجھن مزید بڑھتی جا رہی تھی۔

"ہفتہ ہو گیا ہے ایس نہیں آرہا اور قسم سے زرادل نہیں لگ رہا ڈی۔ وہ رونق ہے یہاں کی۔ چلتا پھر تا نظر کے سامنے رہتا تھا تو اچھا لگتا تھا۔" مروہ کی بے تکنی اور بے ہودہ باتوں پر اس کا سر کا درد بڑھنے لگا۔

"تم اس کے گھر شفت ہو جاؤ مروہ۔ کیونکہ ساری زندگی نظر کے سامنے رہنا ویسے تو ممکن نہیں۔ اور اب اس کا تولاست سمسٹر چل رہا ہے وہ تو یہاں سے موسو کر کے یونی چلا جائے گا۔" دیانے مخلصانہ مشورہ دیا۔ مروہ اسے دیکھنے لگی اور پھر چونک گئی۔

"آئندیا اچھا ہے۔ پر وہ ہاتھ آئے تب نا۔ اتنا کھڑا مزاج اور مرضی کرنے والا ہے، دل چاہے تو ہنس کے جواب دیتا ہے ورنہ کاٹ دار نظر وں سے دیکھ کر ہی چپ کروادیتا ہے۔ یاد نہیں تمہارا کیا حال کیا پہلے کہہ دیا مائی گرل۔ پھر کہا نولو گنربی لا گنزو ٹو می۔" مروہ نے آہ بھری اور دیا اس کی بات پر جیسے ہوش میں آئی۔

(ہاں یہی تو میرے ساتھ بھی کرتا ہے اور پھر میں نے ظاہر ہے احسان کیا اس کی زندگی بچائی تو میرا کردار ظاہر ہے باقی سب سے تو الگ ہو گا ب۔)

وہ دل میں سوچتی پر سکون ہوئی۔ الجھن کا سر املا گیا اور اس غائب دماغ لڑکی کو یہ خیال ہی نا رہا کہ اس کی فیملی نے کیسے دیکھتے ہی پہچانا اور سیکیورٹی والوں کو کیا پتہ کے وہ زندگی بچانے والی محسنة ہے۔۔۔؟

اسی وقت شور سامچا اور وہ دونوں متوجہ ہوئیں۔۔۔

”ایس از ہیر۔۔۔؟“ ایس آگیا تھا مردہ تو تیزی سے اٹھ کر بھاگی اور دیا پھر سے چھپنے کی جگہ ڈھونڈنے لگی۔

وہ سب کی فکر بھری آوازوں پر ہلاکا سما مسکرا تا آگے بڑھا بازو پر پلسترا بھی بھی موجود تھا متنے پر پٹی بھی بدستور بند ہی تھی چہرے پر کہیں کہیں ہلکے نیلے چٹوں کے نشان تھے۔۔۔ رنگت میں زردی بھی بلکی سی گھلی تھی۔۔۔ جو رُون اسکے ساتھ ساتھ سایہ بننا پھر رہا تھا۔۔۔

نوٹس بورڈ پر اس کی صحت یابی کے شکلی نوٹس کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا ہر دن، روزانہ، بلانافہ اسے یاد کیا جاتا تھا۔۔۔ بس اتنا فرق تھا ان میں کہیں بھی ڈی کے نام کا نوٹ نہیں تھا۔

”..So you're trying to ignore me“

وہ ڈھیرے سے ہنسا اور نوٹس بورڈ پر چھپا کر ایک شکلی نوٹ لگادیا۔۔۔

”I feel peace when I see you love“

اب اطمینان سے سر ہلاتا آگے بڑھا کیونکہ سمسٹر ایکزام سر پر تھے سودہ لا بسیری میں جا بیٹھا تھا۔۔۔



زیان نے گاڑی پوری طرح چھان ماری مگر وہ لاکٹ نہیں ملا۔۔۔ وہ پریشانی سے نچلا بدبانتوں تلے دبائے موبائل پر بھیجی لاکٹ کی پکھر دیکھنے لگا اور پھر کچھ سوچ کر مطمئن ہو اور جیولر شاپ پر گیا نہیں لاکٹ کا ڈیزائن دکھا کر سیم ویسابنا کا کہا۔۔۔

”یہ کل تک آپ کو تیار ملے گا سر۔۔۔ کام ڈیزائن ہے آسانی سے بن جائے گا۔۔۔“ اسکی بے تابی دیکھتے ہوئے جیولرنے اسے اطمینان دلایا تو زیان کا سانس بحال ہوا۔۔۔

”تمہارا لاکٹ مل گیا پسخیر سیٹ کے نیچے پڑا تھا۔۔۔ بتا دینا کیسے اور کب دینا ہے۔۔۔“

اس نے جلدی سے ہالہ کو میچ کیا کیونکہ اسے اچھے سے اندازہ تھا وہ بھی فکر کے مارے جان اٹکائے بیٹھی ہو گی اور وہی ہوا وہ جیسے موبائل ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی۔

"تھینک یو سوچ۔۔ میں نے ایک دو دن تک بکس لینے جانا ہے۔۔ آپ کو بک شاپ کا نیم اور ٹائم بتا دوں گی۔۔" اس کا فوری رپلائی آیا۔۔

"آپ۔۔ آپ۔۔؟" وہ آپ پر اٹکا اور حیرت سے دھرانے لگا۔۔

"ہائے یہ مطلبی لڑکی کی عزت۔۔ کڑوے کریلے کی طرح لگتی ہے قسم سے۔۔" وہ ہستا ہوا شاپ سے نکلا گناہتا ہوا گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔



اس نے کلاسز آف ہونے پر لا کر جا کر کھولا تاکہ صرف کالج میں یوز ہونے والا سامان بکس وغیرہ رکھ کر جا سکے مگر سامنے اسے ایک پیکٹ ملا۔ اس نے حیرت سے کھولا اندر مختلف گرلش کلرز میں ماسک تھے۔ اس بار فلیکسیبل کپڑے جیسا نرم سامنیری میں تھا اور ایک نوٹ۔۔

"?..Feel free to use'em.. the first one must be itchy.. nah"

(انہیں آزادی سے استعمال کرو۔۔ پہلے والا تنگ کرتا ہو گا

-- نہیں؟) ایس کی پینڈر انٹنگ تھی۔۔

وہ گھور کر دیکھتی رہی پھر پٹخ کر پیکٹ پھیکا اور لا کر بند کیا۔۔ مڑ کر دو قدم چلی اور پھر رک کر پڑی۔۔ لا کر کھولا پیکٹ نکالا۔۔ ایک لائٹ گرے کلر کا ماسک نکالا اور پچھلا اتار کر پہن لیا۔۔

"میں نے اس پر احسان کیا ہے۔۔ اس کی زندگی بچائی ہے اگر وہ اس طرح کی چھوٹی موٹی چیزوں سے خود کو میری نیکی کے بوجھ سے آزاد کرنا ہی چاہ رہا ہے تو مجھے دل بڑا کر لینا چاہیئے نا۔۔" وہ ماسک لگائے ڈھٹائی سے جواز پیش کرتی خوب ر حق بناتی اطمینان سے چل پڑی۔۔ اور وہ صرف احسان ہی تو کر رہی تھی اس کے دینے ماسک لے کر۔۔ نقاب کی نسبت کافی ایزی فیل ہوتا تھا اور اس کے دل

میں امریکہ آنے کے بعد سے جو ایک خوف تھا کہ یہاں کے لوگ اس کے پر دہ کو لیکر اسے نٹ کریں گے اس سے بھی بچی ہوئی تھی۔۔۔ اگر کسی الگ اور آسان طریقہ سے اللہ کا حکم بھی مانا جائے اور خود کو اطمینان بھی رہے تو برائی کیا تھی۔۔۔



وہ ہالہ کی بتائی شاپ میں کھڑا خوا مخوا کبھی ایک کتاب اٹھا کر دیکھتا کبھی دوسرا۔۔۔ جب پیچھے سے آواز آئی۔۔۔

”کہاں ہے میر الاکٹ۔۔۔؟“ وہ ہمیشہ کی طرح ڈائریکٹ پوائنٹ پر آئی۔۔۔ زایان چونک کر پلٹا۔

”مجھے کہنے کا حق تو نہیں مگر۔۔۔ تمہیں بتا ہونا چاہیے کہ تمیز نامی چیز زرہ بھی نہیں تم میں۔۔۔“ وہ لاکٹ سے لاکٹ نکال کر اس کے سامنے کرتا ہوا بولا۔۔۔ وہ جھپٹ کر لاکٹ لیتی بغور جائزہ لینے لگی۔۔۔

زایان کا دل خوف سے سکڑا۔۔۔ اپنی طرف سے تو اس نے اچھا خاصہ لاکٹ کو دیواروں سے رگڑ کر کبھی زمین پر رگڑ کر زراپر انا اور اس کے لاکٹ جیسا رنگ دینا چاہا تھا مگر ہو بھی سکتا ہے وہ پیچان لے۔۔۔

”ٹھیک ہے شکریہ۔۔۔ اور تم تمیز دار ہو اس کا ایوارڈ ضرور حکومت کی طرف سے ایک دن ملے گا۔۔۔ ہمت مت ہارنا۔۔۔“ وہ لاکٹ سے جیسے ہی مطمئن ہوئی۔۔۔ زایان کو دیکھ کر طنزیہ جواب دیا اور وہ جو اسے ریلیکس ہو کر لاکٹ اپنے ہینڈ بیگ میں رکھتا دیکھ رہا تھا اس کے جواب پر بھنا گیا۔۔۔

”یہ مجھے سامنے کھڑے کر ارے کر ارے جواب دیتی ہو اس رات کیا ہوا تھا جب زراسی دھمکی پر سانس رک گیا تھا؟“ وہ جتنا کربولا اور جان بوجھ کر اسی بات کا زکر کیا۔۔۔ ہالہ نے اسکی ”بد لحاظی“ پر اسے گھورا۔۔۔

”میں بھی بہر حال لڑکی ہی ہوں ناں۔۔۔ تم جیسے سکیم سے میرا کیا مقابلہ۔۔۔ تو ڈر گئی تھی۔۔۔ کوئی بھی شریف لڑکی ہوتی۔۔۔ ڈر جاتی۔۔۔“ وہ وضاحت دیتی پلٹ کر جانے لگی۔۔۔

”میں نے اتنی بڑی مدد کی تم مجھے سکیم کہہ رہی ہو؟“ زایان صدمے سے بولا۔۔۔ وہ رکی۔۔۔

”نہایت بد لحاظ اور بد زبان لڑکی ہو۔۔۔ دوبارہ سامنا بھی ہوانا تو میں کوئی مدد نہیں کروں گا تمہاری۔۔۔“ زایان دھمکی دینے لگا اور جیسے ہالہ کو فکر ستائے گی اس بات پر۔۔۔

”شکر یہ۔ انشاء اللہ دوبارہ سامنا نہیں ہو گا۔ ہوا بھی تو ہم ایسا ظاہر کریں گے جیسے پہلے کبھی نہیں ملے۔۔۔“

ہالہ نے بناؤچے سمجھے اتنا بڑا دعویٰ کیا۔ زایان تو ناراض سا پیر پٹختا وہاں سے چلا گیا۔

”گدھا لہ۔ اچھی لڑکیاں۔ غیر لڑکوں سے نرمی سے بات نہیں کرتیں۔ اور ان سے کوئی بھی تعلقات نہیں بڑھاتیں۔۔۔“ وہ خود کو شباباں دینے لگی۔ اسے نہیں پتہ تھا آنے والے وقت میں وہ زایان سے کئی دعوے سے بہت جلد خود ہی مکرنے والی ہے۔۔۔



وہ شاپ پر بیٹھی تھی کہ گلاس وال سے سامنے روڈ پر نظر پڑی۔ بڑی سی گاڑی آکر کی اور شوفرنے پچھلا ڈور کھولا۔ اندر سے سالک کو نکلتا دیکھ کر وہ ٹھکنی وہ اپنی انجریز کی وجہ سے خاص طور پر بازو کے ریکورنا ہونے پر خود ڈرائیور نہیں کر پا رہا تھا۔
دیافوراً اٹھ کر پھولوں پر پانی سپرے کرنے لگی اور شاپ اوونر سامنے کا ونڈ پر آٹھہ ری۔

I was here to talk with your shop worker cuz she didn't follow my order to send flowers ”

”..somewhere but... it seems like i have to talk with you

(میں یہاں آپ کی شاپ درکر سے بات کرنے آیا تھا کیونکہ اس نے میرا کہیں پھول سمجھنے کا آرڈر پورا نہیں کیا تھا۔۔۔ ایسا لگتا ہے آپ سے بات کرنا پڑے گی۔۔۔)

سالک اندر آتے ہی دیا کو ایک نظر دیکھے بنا شاپ اوونر سے مخاطب ہوا تو دیا کے کان کھڑے ہوئے اور اپنی یہ باعزت پارٹ ٹائم جاب ہاتھ سے جاتی نظر آئی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی اور سوالیہ نظروں سے سالک کو دیکھتی اپنی ماں کو اپنی طرف متوجہ کیا۔۔۔

”..I know him... he is my... my college fellow.. I'll talk to him”

(میں اسے جانتی ہوں۔۔۔ یہ میرا۔۔۔ میرا کان فلیو ہے۔۔۔ میں اس سے بات کروں گی۔۔۔)

دیا کی گھبر اہٹ پر سالک جیز کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے اسی جگہ کھڑے ہوئے پیروں کو موڑ کر رخ اس کی طرف موڑا اور سر زر اسما تر چھا کیے اس کو مسکرا کر جاتی نظر سے دیکھا۔۔۔

”..Hi D.. should we talk here... or”

(ہیلوڈی۔۔ ہمیں یہیں بات کرنا چاہیے۔۔ یا۔۔)

اس سے بولتا وہ جان بوجھ کر جملہ ادھورا چھوڑ گیا۔۔ شاپ اونر وہاں سے ہٹ کر پھول سیٹ کرنے لگی تھی۔۔

"I really didn't notice the address note.. my bad.. please don't tell her"

(میں نے واقعی ایڈریس والی پرچی پر غور نہیں کیا۔۔ میری غلطی ہے۔۔ پلیز اسے مت بتانا۔۔)

دیانے دانت پیں کر اس احسان فراموش کو دیکھ کر کہا جو اسے یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔۔

Meet me at cafe after you done... with one bouquet and i'll show you the person I "

"...mentioned

(مجھے کیفے میں ملوجب یہاں سے فارغ ہو جاؤ۔۔ ایک بوکے کے ساتھ اور میں تمہیں اس سے ملاؤں گا جس کا زکر کیا تھا۔۔)

سالک نے سنجیدگی سے اس انسان کا حوالہ دیا جس کے لیے وہ فلاور خریدتا تھا۔۔ اس سے کہتے ہوئے کیفے کا نام پرچی پر لکھ کر اس کے سامنے رکھا اور بوکے کی قیمت پہلے سے ادا کر کے پلٹا۔۔ دیا اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔ نا وہ ہاں کر پائی ناہی انکار۔۔

اور وہ جیسے آیا تھا ویسے پلٹ کر چلا گیا۔۔



زايان بال سنوار تافريش ساڈنر کی ٹيل پر آيا اور داجان کے پاس چئير کھسکا کر بیٹھا۔۔

"تو پھر کیسا جا رہا ہے وہ کام جو میں نے تمہیں سونپا تھا۔۔" داجان نے گلا کھنکار کر اس سے پوچھا تو سلااد اٹھا تازیا میں ہٹ بڑایا۔

"اُس گذ۔۔ آپ بس فکر چھوڑ دیں۔۔" وہ سنبھل کر بولا اور مسکرا کر سلااد کا پتامنہ میں رکھا۔

"بیٹا فکر تو میری تم نے یوں ختم کی کہ فخر سے سر بلند ہو گیا ہے۔۔ پہلے صرف انویشن کا لز آتی تھی اب انوی ٹیشن کے بعد گلمہ بھی کیا جاتا ہے کہ انتظار کرتے رہے کوئی آیا نہیں۔۔" داجان نے طنزیہ کہا تو سلااد کا پتا حلق میں پھنس گیا باقی سب بھی اس کی حالت پر ہنس پڑے تھے۔۔

”اتنی لاپروائی کی کیا وجہ ہے زایان؟ تم اگر ”بیرے“ کام کو وقت نہیں دے رہے تو بزی کہاں ہو آج کل۔۔۔؟“ داجان نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔۔۔

”میں جانتا ہوں اس کی مصروفیات۔۔۔“ راسم نے مزے سے کہتے ہوئے سب کے ساتھ ساتھ زایان کو بھی چونکا یا۔۔۔ راسم نے زایان کو مسکرا کر دیکھا اور مسکراہٹ سے ہی زایان کو گڑبڑ کا احساس ہوا۔۔۔ وہ سب ایک دوسرے پر جان دیتے بھی تھے اور کبھی کبھی جان نکالنے کا سامان بھی خوب کرتے تھے۔۔۔ اور زایان تو چھوٹا ہونے کی وجہ سے اکثر سب بڑے کر زن کا شکار بنارہتا تھا۔۔۔

”کافی دن پہلے کی بات ہے کہ زایان بڑا غصے میں گھر آیا اور اتنا غائب دماغ تھا کہ گاڑی کا ڈور بند کیے بنا اندر چلا آیا، میں گاڑی کا ڈور بند کرنے آگے ہوا تو کیا دیکھتا ہوں۔۔۔“

راسم سسپنس بڑھاتا کہانی کی طرح سنارہتا تھا۔۔۔

”بکواس کر بھی چکو بے غیرت انسان کیا فلمیں بنارہے ہو۔۔۔“ داجان نے بے چینی سے اسے ٹوکا۔۔۔

”وہیں آرہا تھا داجان۔۔۔ کام کی بات پر ہی آرہا ہوں۔۔۔“ راسم نے انہیں مزید بولنے سے منع کیا وہ لب بھنج کر راسم کو دیکھنے لگے اور زایان کے ساتھ باقی لڑکے لڑکیوں کے کان خرگوشوں کی طرح کھڑے تھے، راسم چاہے ڈرامہ باز ہو مگر بات کام کی ہی کرتا تھا۔۔۔

”مجھے پسخہ سیٹ کے نیچے چمکتی چیز نظر آئی۔۔۔ غور سے دیکھا تو نفسیں سا گولڈن لاکٹ پڑا تھا۔۔۔“ راسم نے دھماکہ کیا، زایان کے پر نیچے اڑ گئے اور سب کے منہ کھل گئے۔۔۔

”کہاں ہے وہ لاکٹ۔۔۔ آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا راسم بھائی۔۔۔“ زایان نے بے چینی سے پوچھا اور راسم کو دیکھ کر دانت پسیے۔۔۔

”بے چینی دیکھو بے شرم انسان کی۔۔۔ کس کا لاکٹ ہے یہ؟“ اس کے بابا ارمان صاحب نے اسے گھورا۔۔۔

”یہ عزہ کا۔۔۔“ اس نے بولنا چاہا۔۔۔

”عزہ کا ہر گز نہیں ہے۔۔۔ وہ اس روز کے بعد نہیں ملی تم سے۔۔۔ جھوٹ مت بولنا۔۔۔“ اس سے پہلے کے وہ اپنی میگنیٹر عزہ کے نام تھوپتا داجان نے فوری ٹوکا۔۔۔

”وہی کہہ رہا ہوں عزہ کا نہیں ہے۔۔۔“ وہ بھی بات بدل کر منہ بسور گیا۔

”تو پھر کس کا ہے۔۔۔؟ زایان کسے لیے پھرتے ہو۔۔۔؟ اود تو شادی سے انکار کی وجہ ایک اور لڑکی تھی۔۔۔؟ کب سے چل رہا ہے چکر۔۔۔؟“ سب کے لامداد سوالوں پر زایان نے لب بھنج کر راسم کو دیکھا۔

”کیا۔۔۔ میں نے تو تمہیں پہلے اس لیے نہیں بتایا کہ انتظار تھا آخر کب تم خود مجھ سے پوچھنے آتے ہو مگر کیا پتہ چلتا ہے کہ زایان نے ایک جیولر شاپ پر ایک نیس سالاکٹ بنانے کا آرڈر دیا اور آج جس طرح فریش لگ رہے ہو گلتا ہے دے بھی آئے لاکٹ۔۔۔“ راسم نے ہنسی دبا کر مزید بھانڈا پھوڑا اور اس بار تو سب حیرت کے مارے سن ہو گئے۔۔۔

”دوسرالاکٹ۔۔۔؟ وہ بھی آرڈر پر بنوا کر۔۔۔؟ مطلب جو بھی لڑکی تھی خاص تھی۔۔۔

”راسم تمہیں یہ سب کیسے پتا۔۔۔؟“ صیام بھائی نے راسم کو گھورا۔۔۔

”بس اتفاق ہوتے چلے گے۔۔۔ یہ جب جیولر کے پاس آرڈر دینے گیا تو میرا ایک دوست وہاں موجود تھا اس نے کل یونہی ذکر کیا کہ زایان نے اس طرح لاکٹ آرڈر پر بنوایا ہے۔۔۔“ زایان کا جی چاہا میں پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔ یا کچھ بھی ہو وہ سب کی نظر وہ سے ابھی اور اسی وقت او جھل ہو جائے۔ داجان اور بڑے سب اس کی طرف متوجہ تھے۔

”ہمیں پہلے بتاتے اگر ایسا کچھ تھا۔۔۔ جب میں نے عزہ سے رشتے کی بات کی تو تب کیوں نہیں بتایا زایان۔۔۔ کمٹنٹ کے بعد یہ حرکتیں کیوں۔۔۔؟“ داجان کے تیور کافی خطرناک تھے۔ ان سب کو صرف اس بات پر اعتراض تھا کہ زایان نے پہلے کیوں چھپایا اور اب عزہ سے شادی کی بات چل رہی تھی تو چھپ کر ایسی حرکتیں کرتا پھر رہا تھا۔۔۔

”پہلے ایسا کوئی سین جو نہیں تھا۔۔۔ اب بھی ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔ وہ بس میری جانے والی ہے۔۔۔ وہ تو مجھے کسی لگنٹی میں ہی نہیں لاتی۔۔۔ کیا بتاتا کسی کو۔۔۔ ریان کو پتا ہے اور دی جان کو بھی پتا ہے سب۔۔۔“ زایان تیزی سے وضا حتیں دیتا سمجھ نہیں پا رہا تھا کیا بتائے اور کیا چھپائے۔۔۔ ریان اپنانام آنے پر اٹھ کر تیزی سے چلا گیا۔ دی جان اپنے کمرے میں تھیں وہ ڈنر جلدی کرتی تھیں۔

”فری ہو کر میرے پاس آنا اور اپنا خزانہ لے لینا۔۔۔“ راسم نے اٹھ کر اس کے کندھے پر تھکی دی اور چلا گیا۔

اسی طرح ایک ایک کر کے سب اٹھ گئے اب بس باپ، چھاتھے۔۔۔ داجان تھے اور زایان۔۔۔

باقی سب زیان کی حالت پر باہر کھڑے ہنس رہے تھے۔۔ ان کا پیار زیان کے لیے ایسا ہی تھا۔۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva writes ♥ ♥ ♥

وہ ناچاہتے ہوئے بھی کام سے فری ہوتی اس کیفیت کی طرف چل پڑی جو کہ سالک نے اس کی شاپ کے قریب کاہی بتایا تھا۔۔ اسے خوف تھا ناگئی تو کہیں وہ بے حس انسان واقعی اس کی شکایت لگا کر نوکری سے ناگلوادے۔۔

اس نے کیفیت میں قدم رکھتے ہی ارد گرد نظر گھمائی تو ایک سائیڈ پر کارنر میں بالکل شیشے کے ساتھ والی ٹیبل پر سفید ہڈی میں وہ سر جھکائے منہ میں سڑراڈا لے کافی پینا نظر آیا۔۔

اور اس کے عین سامنے گولڈن بالوں والی کوئی بیٹھی تھی جس کی بس کمرہ ہی دیا کو نظر آئی۔۔

”ہائے یہ بر ابندہ پھر پتہ نہیں کہاں زلیل کروانے بلائے بیٹھا ہے۔۔“ وہ دانت کچکچائی اسے دیکھ رہی تھی۔۔ دل کر رہا تھا تھے میں کپڑا بوکے اس کے منہ پر دے مارے اور بھاگ کر کہیں چھپ جائے۔۔

وہ بھی انہی سوچوں میں گم تھی کہ سالک کی نظر اس پر پڑی وہ مسکرا یا اور اپنی عادت کے مطابق سر زر اساتر چھا کر کے اسے دیکھنے لگا۔۔

وہ بمشکل اپنے برہم مزاج کونار مل رکھتی آگے بڑھی اور ان کی ٹیبل کے قریب رکی۔۔

”..Meet her mum.. she is Diana“

سالک نے دیا کو دیکھتے ہوئے کہا تو اس کے سامنے بیٹھی یہاں سی عورت جسکی رنگت سنہری تھی اور سالک جیسی سیاہ آنکھیں اور برااؤش گولڈن بال تھے۔۔ متوجہ ہوئیں۔۔

”..Hi , I am Dia... not diana sorry“

دیانے اس عورت جسے اس نے مام کہا تھا، کے ساتھ والی چیزیں سنبھالتے ہوئے ایک ایک لفظ پر زور دیا۔۔ اور اپنانام دھرا ایا۔۔

”..Oh hi sia I was very excited foh this meeting“

(اوہ ہیلو سیا میں اس ملاقات کے لیے بہت پر جوش تھی۔۔) اس کی ماں نے مسکرا کر دیا کا ہاتھ تھاما، دیا خود کو سیا کہنے پر منہ ب سورنے لگی۔۔ لگتا ہے پورے گھر کو نام بگاڑنے کا مرض ہے۔۔

"Give this bouquet to my mum D"

(یہ بوکے میری ماں کو دوڑی۔۔)

ساک کے کہنے پر وہ چونکی اور بوکے جلدی سے اس کی ماں کو دیا جو نہال ہوتی نظر وہ سے دیا کو دیکھے جا رہی تھیں۔۔
”اوہ تھینکس ہنی۔۔“ انہوں نے نرم مسکان لبوں پر سجائے شکریہ ادا کیا۔۔

"..Ohh so she is the one.. you feel peace to see her.. your love"

(اوہ تو یہ ہیں وہ۔ تم انہیں دیکھ کر سکون محسوس کرتے ہو۔۔ تمہاری محبت۔۔)

دیا نے اپنی الجھن سلجنگھائی تو ساک کی ماں ہنس پڑی۔۔

"..No you're the one i feel peace to see you... love"

ساک نے آگے کی طرف جھک کر اپنے الفاظ دہرائے اور اس کی ماں کے سامنے ایسی ”بے شرمی“ پر دیا کا چہرہ سرخ ہوا۔۔
”یا اللہ یہ بندہ کیا چیز ہے۔۔ کس مٹی سے بنایا تھا اسے۔۔ ناشرم۔۔ نالحاظ۔۔“ دیاختت سے انگلیاں چھٹھائی بڑ بڑائی جو ساک کی ماں نے اچھے سے سنی۔۔ وہ ایک دم قہقهہ لگا کر ہنسیں۔۔

”یہ نارمل نہیں ہے۔۔ ہے نا؟ اس کے بابا بھی اس کو جن کہتے ہیں۔۔“ اس کی ماں کے اردو میں جواب دینے پر دیا کا دماغ بھک سے اڑا۔۔

”آ۔۔ آپ اردو جانتی ہیں۔۔؟“ دیا نے لڑکھڑاتی آواز میں پوچھا۔۔ ساک نے مسکراہٹ چھپانے کے لیے کوئی کافی کاسپ لیا۔۔
”جی ہاں۔۔ ہم سب جانتے ہیں۔۔ ساک کیا تم نے اسے نہیں بتایا؟“ اور دیا نے اسکا اصل نام بھی پہلی مرتبہ سنا تھا۔۔

"میں نے کسی سے ایسی پرائیویٹ باتیں نہیں کی کبھی۔۔۔" ایس کو اتنی صاف اردو بولتاد کیچ کر دیا کے کانوں میں اُس کے سامنے کہے اپنے اردو جملے گو بنخے لے گے۔۔۔ اسے سینے چھوٹ گئے۔۔۔

"کتنی بذریعہ ہو دیا۔۔۔ کتنا برابولتی ہو۔۔۔ بابا نے سمجھایا بھی تھا تمیز سے بولا کرو پر۔۔۔ وہ خود کو لعن طعن کر رہی تھی۔۔۔ سالک کی ماں نے سوف ڈرنک کا گلاس اس کے سامنے رکھا۔۔۔

اور دیا اپنی سوچوں اور شرمندگی میں گم وہ گلاس اٹھا کر ماسک منہ سے نیچے کرتی پینے لگی اسے خیال ہی نہیں رہا وہ ماسک اتار رہی ہے سالک کے سامنے۔۔۔؟

سالک کی ماں نے باقاعدہ رخ موڑ کر اس گلابی گڑیا کا چہرہ دیکھا اور سالک اسے دیکھتا نگی میں سر ہلاتا ہنس دیا۔۔۔

Mum wanted to meet ya.. so I arranged meeting.. don't get the wrong idea.. I don't love "

"her

(مام تم سے ملنا چاہتی تھیں تو میں نے یہ ملاقات طے کی۔۔۔ غلط مت سمجھیں۔۔۔ میں اس سے محبت نہیں کرتا۔۔۔)

سالک نے دیا کو کیفے بلانے کی وضاحت دی اور آخری جملہ اپنی ماں سے کہا۔۔۔ دیا اس کے بولنے پر خیال سے جاگی اور اپنی ماسک ہٹانے کی حرکت پر دل کھول کر شرمندہ ہوئی۔۔۔ اس سے پہلے کہ مزید غلطیاں کرتی، گلاس ٹیبل پر رکھ کر جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔۔۔ ماسک سیٹ کیا۔۔۔

"م۔۔۔ مجھے اب جانا چاہیے۔۔۔ دیر۔۔۔ دیر ہو گئی۔۔۔" وہ ہکلا کر بولتی چینیر پیچھے کرنے لگی۔۔۔

"?..Sia what happened"

سالک کی ماں نے فکر مندی سے پوچھا جبکہ سالک خاموشی سے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔۔۔

"آ۔۔۔ آپ سے مل کر اچھا لگا۔۔۔" دیا نے جلدی سے کہا اور ان کے پکارنے پر بھی نہیں رکی۔۔۔

"سالک اسے کیا ہوا۔۔۔ کچھ برالگا؟" ماریہ بیگم نے سالک کو پریشانی سے بیٹھ کر دیکھا۔۔۔

"اے آپ پسند نہیں آئیں۔۔ وہ کندھے اچکاتا شرارت سے بولا تھا۔۔



ساک اُس پرانے فلیٹ کے سامنے پہنچا۔ ڈور ہاکا سنا کر کے پینٹ کی پاکش میں ہاتھ ڈالے سر جھکائے کھڑا تھا۔ بلیک ہڈی نے سرماتھے تک ڈھانپ رکھا تھا اور چہرے پر سیاہ ما سک کی وجہ سے اسکو پہچانا مشکل تھا۔ اسے کی ہول سے دیکھ کر دروازہ کھول دیا گیا تھا۔۔

".Hi hels... after long time"

دروازہ کھلنے پر وہ مسکرا یا اور سامنے گولڈن بالوں والی لڑکی نے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔۔ وہ اندر بڑھا۔۔ فلیٹ پر انا تھا مگر اندر گندگی اس سے کہیں زیادہ تھی میلے کپڑے، کھانے کے روپیز اور شراب کی بو تلیں پرانے صوفے اور فرش پر پھیلے ہوئے تھے۔۔

"..Sorry its... you suddenly rollup.. so"

(معاف کرنا۔۔ تم اچانک آدمکے۔۔ تو۔۔)

وہ تیزی سے اس کے بیٹھنے کی جگہ بنانے لگی۔۔ ساک نے ناک چڑھایا۔ طائرانہ جائی زہ لیتے ہوئے ارد گرد دیکھا اور سامنے ہی زرا اوپری ٹیبل پر پڑے گلدان کو غور سے دیکھ کر رکا، اس کے ڈیزائن میں ایک سوراخ تھا جو اس ڈیزائن سے مقچ نہیں کر رہا تھا۔ وہ اس طرف بڑھا۔۔

"..Hey.. why dont you sit here"

وہ گھبر اکر اس کے سامنے آتی اسے پیچھے پڑے صوفے کی طرف بیٹھنے کا اشارہ کرنے لگی۔۔ ساک نے اس کا گھبرایا ہوا چہرہ دیکھا اور اس کو کندھوں سے پکڑ کر ایک طرف ہٹاتے گلدان اٹھالیا۔۔ وہ اب کھلنے لگی۔۔

.....So helsi.. this is your behaviour to your benefactor"

(تو، میلسی۔۔ تمہارا اپنے محسن سے یہ رو یہ ہے۔۔)

ساک نے اس گلدان میں سے چھپا ہوا چھوٹا سا کیسرہ نکالا۔۔ اور اسے گھورا۔۔

"میں نے خود پر لگائے تمہاری بہن (چیلی) کے مرڈ کے جھوٹے الزام کو معاف کیا اور تم پر ہوا مجھے مارنے کی کوشش کا کیس واپس لیا۔ اور یہاں تم میری ملاقات ریکارڈ کرنے والی تھیں۔ کیوں۔؟"

سالک نے درشتی سے وہ چھوٹا سا لینز اپنے ہاتھ کی مٹھی میں دبا کر اس سے پوچھا۔

"میرے بوائے فرینڈ نے یہ لگایا ہے۔ اسے خوف تھا تم مجھ سے زاتی طور پر بدله لینا چاہو گے۔ اسے لگاتم نے اس لیے پولیس سے مجھے چھڑا دیا۔ دیکھو ایں۔ وہ سب میں نے غلطی سے کیا۔ وہ تیزی سے سالک کووضاحت دیتی بہت خوفزدہ لگ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر نہیں لگتا تھا یہ وہی، ہیلیسی ہے جو اتنا بڑا اگر وہ لے کر سالک کو مارنے کے لیے پہنچی تھی۔"

"سیر نیسلی۔ کیا سمجھتے ہو تم لوگ مجھے۔ مرڈ کر دوں گا تمہارا یا کیا۔ میں تو فائز بھی نہیں۔ کیوں ڈرتے ہو تم لوگ مجھ سے۔" سالک منہ بگاڑتا جا کر اس کی بنائی جگہ پر بیٹھ گیا۔ ہیلیسی خاموشی سے کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

"پھر کیوں آئے ہو تم؟" اس نے فلور کشن پر بیٹھتے ہوئے سالک کے اس طرح اچانک آنے کی وجہ پوچھی۔

"مجھے وہ سب بندے چاہئیں۔ جو تم لائی تھیں مجھے مارنے کے لیے۔" وہ سکون سے بولتا ہیلیس کو بے سکون کر گیا۔

"وہ بس میرے کہنے پر اکٹھے ہوئے۔ کسی نے کوئی نقصان نہیں کیا۔ وہ کوئی گینگ نہیں۔ وہ سب عام سے سڑیٹ فائز تھے۔" ہیلیس نے اس کی طرف سے صفائی دی۔

"ہیلیس میں جانتا ہوں وہ گینگ نہیں۔ بدله نہیں لینا۔ مجھے ان سے کام ہے۔ انہیں کیسے اکٹھا کرنا ہے یہ بتاؤ۔" سالک نے اسے نرمی سے تسلی دے کر اپنی وجہ بتائی تو وہ چوکنی۔

"کیا کام۔۔۔ یہاں بے حساب گینگ ہیں۔۔۔ وہ تو بس عام سے۔" وہ الجھن زدہ سی بول رہی تھی جب سالک نے ٹیبل پر ہاتھ مار کر اسے مزید بولنے سے روکا۔ وہ چپ ہوئی۔

"یہ جو عام سڑیٹ فائز ہوتے ہیں۔۔۔ یہ کسی گینگ سے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔۔۔ یہ ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں تو کئی قتل کر جائیں پرواد نہیں ہوتی کیونکہ انہیں کوئی اون نہیں کر رہا ہوتا یہ آزاد ہوتے ہیں۔۔۔ یہ اپنا کام کرتے ہی الگ ہو جاتے ہیں اور ایک ساتھ سب کو پکڑنا بھی پولیس کے بس کا کام نہیں۔۔۔ تو۔۔۔؟ اب بنا کوئی سوال کیسے مجھے جواب دو۔" سالک نے سنجیدگی سے وضاحتی جواب دیا

تو وہ اسے دیکھنے لگی جو خود کو معصوم ظاہر کرتا تھا اور اس کی اتنی گہری انفرمیشن پر، ہمیں نے گہر انس بھرا۔ مطلب اس کا بوابے فرینڈ ایس کے بارے میں ٹھیک کہتا تھا وہ جو دھکتا ہے ویسا نہیں۔ اور کافی خطرناک انسان ثابت ہو سکتا ہے۔۔۔

”انہیں میر ابوائے فرینڈ جمع کر سکتا ہے۔۔۔ اور وہ ابھی آنے والا ہو گا کیونکہ تم نے کیمرہ بند کر دیا ہے۔۔۔“ ہمیں کے جواب پر وہ اطمینان سے صوفے کی بیک سے پشت ٹکا کر بیٹھا اور ٹھیک دس منٹ بعد، ہمیں کا بوابے فرینڈ حواس باختہ سافلیٹ میں داخل ہوا تھا۔۔۔

♥ ♥ ♥ ♥ EvaWrites ♥ ♥ ♥

زايان سنجيدہ سا آکر ایک چینر پر بیٹھا اور سامنے ٹیبل پر رزل لس کے ریکارڈ اور ٹیچر ز کا با یو ڈیٹا تھا۔۔۔

ہالہ کے پسینے چھوٹ گئے۔۔۔ یہ؟ یہاں؟ اب اس کے ساتھ کیا کرے گا وہ؟ اب تو سارے بد لے لے گا، اسے کیا پتہ تھا اسی بندے کی اسے سخت ضرورت پڑنے والی تھی اور وہ آخری بار لا کٹ لیکر اتنی بد تمیزی کر کے آئی تھی۔۔۔ وہ بابا کے منع کرنے پر ہی رک جاتی اور اس سکول کو جوائن ناکرتی۔۔۔ تو آج زلیل ہونے سے فتح جاتی کیونکہ یہاں سب سے کم عمر اور کم تعلیم اسی کی تھی۔۔۔ وہ ابھی سٹوڈنٹ تھی اور یہ جاب کر رہی تھی۔۔۔ اسے اندازہ ہو گیا سب سے زیادہ اسی کی کلاس لی جائے گی۔۔۔

وہ پتہ نہیں کیا بول رہا تھا اسے سنائی نہیں دیا۔۔۔ اب وہ اس کا نام لے رہا تھا وہ غائب دماغی سے اسے تک رہی تھی۔۔۔

”مس ہالہ خادم۔۔۔“ زايان نے جواب نامنے پر کچھ سختی سے کہتے سب کی طرف نظر گھمائی۔۔۔ اور پھر اس کی نظر اس پر پڑی۔۔۔

سیاہ چادر اور نقاب میں گرین شیڈ دیتی گرے آنکھیں جو اسی پر جھی تھیں۔۔۔ وہ بری طرح چونکا۔۔۔ فارس کی کزن؟ یہاں؟

اس کا نام جاننے کا تو کبھی موقع ہی نہیں ملا تھا تو کیا وہی تھی ہالہ خادم؟

ساتھی ٹیچر نے اس کی غائب دماغی پر اسے ٹھوکا مارا۔۔۔ مانا کہ لڑکا بلا کا ہینڈ سم ہے پر ایسی بھی کیا بے اختیاری مس ہالہ۔۔۔ وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔۔۔ زايان بھی اب سنبھل چکا تھا۔۔۔

”سرم۔۔۔ مجھے یہ جاب قابلیت پر ملی ہے۔۔۔ بہتر ہو گا آپ میری ایجو کیش کی بجائے میر ارز لٹ دیکھیں۔۔۔“ وہ سنجیدہ باعتماد لجھے میں بوی۔۔۔ زايان کو اس کی آنکھوں میں التجاصاف نظر آئی تھی مگر اس نے ہالہ کے کیے دعوے پر عمل کرتے ہوئے اسے اجنبیت سے دیکھا۔۔۔

”تو مس ہالہ آپ کے اس اعتماد کی وجہ سے آپ کو کیا لگتا ہے آپ اس جاب کے لیے صحیح ہیں۔۔؟ اگر آپ اپنی کلاس میں ٹاپ کرنے والی سٹوڈنٹ ہیں اور آپ کہیں کہ آپ کو اپنی ہی کلاس کی ٹیچر بنادیا جائے کیونکہ آپ انہیں پڑھا سکتی ہیں تو کیا آپ کو یہ جاب دے دی جائے گی؟۔۔ نہیں اگر تعلیم کو چھوڑ کر صرف قابلیت پر جاب دی جانے لگے تو پڑھ لیا پھوٹ نے۔۔“ وہ طنزیہ لمحے میں بولا۔
ہالہ نے بولنا چاہا پر میم کے چپ رہنے کے اشارے پر بے چارگی سے سر جھکا گئی۔

”سر آپ ٹرائل پر ان ٹیچر ز کو رہنے دیں۔۔ اور اگر رزلٹ آپ کے مطابق نآئے تو ہم۔۔“ ہیڈ نے اپنی رائے پیش کرنا چاہی۔۔
”بچوں کا آدھا سال آپ لوگ ٹیچر ز کے ٹرائل پر ضائع کر دیتے ہیں تو پھر یہی رزلٹ آئے گانا۔۔“ زایان اس بارہالہ سے زاتی دشمنی نکالتا سب پر غصہ کرنے لگا۔۔

ہالہ بے بسی سے لب کھلنے لگی۔۔

”اب تو دکھائے گا نخرے۔۔ موقع جو مل گیا بدله لینے کا۔۔“ ہالہ بڑ بڑائی۔۔ وہ سب کو چھوڑ کر بس اسی کو پکڑ بیٹھا تھا۔۔

”مجھے کم تعلیم والی ٹیچر ز سے ایک ہی جواب پوچھنا ہے کہ یہاں جاب کرنے کی کیا وجہ ہے وہ بھی تعلیم مکمل کیسے بنائی؟“ زایان نے سنجیدہ نظر ہالہ پر ڈالتے سب ٹیچر ز کو دیکھا۔

کچھ نے شوق بتایا کچھ نے مجبوری۔۔ ایک ہالہ تھی جو لمبے سر ڈالے بیٹھی تھی۔۔

یہ نا اس کا شوق تھا ناجبوري۔۔ وہ بس فارغ رہ کر تھک چکی تھی تو یہاں آگئی مگر اس سامنے بیٹھے سر پھرے سے کیا کہے۔۔؟

زایان نے خاموش بیٹھی صدری لڑکی کو ایک نظر دیکھا اور پھر آس بھری نظروں سے خود کو تکتی باقی ٹیچر ز کو۔۔

”میں ایک ہفتہ کے بعد آپ کی کلاسز کا ٹیسٹ لے کر رزلٹ دیکھوں گا۔۔ اب تک جتنا بھی پڑھایا ہے وہ سب ٹیسٹ میں شامل ہو گا جس ٹیچر کا رزلٹ صحیح نا ہوا وہ بنابخت کیسے یہاں سے چلی جائے گی۔۔“ زایان نے اپنا فیصلہ سنایا اور اٹھ کھڑا ایک کٹیلی نظر بدستور سر جھکائے بیٹھی ہالہ پر ڈالی اور باہر نکل گیا۔

ہالہ نے اس کے جاتے ہی پر سکون سانس لیا، کچھ ہی وقت کے بعد جب وہ کلاس میں داخل ہو رہی تھی اس کے موبائل پر میخ ملا۔۔

"تم خود کو اس جا ب سے فارغ ہی سمجھو۔۔۔ بچوں کے لیے ویل میزرڈ اور ویل ایجو کیٹھ پر ضروری ہوتی ہے اور تم میں دونوں کی کمی ہے۔۔۔" تین پڑھ کر ہالہ نے دانت پسیے۔

"نکال کر تو دکھائے زرا۔۔۔ بڑا آیا نواب زادہ ہونہہ۔۔۔" وہ دانت پیشی بڑ بڑائی۔۔۔ کچھ دیر پہلے زایان کا غصیل اروپ دیکھ کر جو ہوش اڑے تھے، اب بحال کیسے اکٹھ کر بولی۔۔۔ اور موبائل ٹیبل پر پڑھ کر کلاس کی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥ ♥

"?..are you ok dia... you look pale... what happened little girl"

(کیا تم۔۔۔ بھیک ہو دیا۔۔۔ تم زرد لگ رہی ہو۔۔۔ کیا ہوا چھوٹی لڑکی۔۔۔)

شاپ اوفر مسز جیمز نے دیا کو کب سے سر کا دنٹر پر کھے دیکھ کر اسکے پاس آ کر پوچھا۔۔۔ اس نے جلتی آنکھیں کھول کر انہیں دیکھا اس کی آنکھوں کا گلابی پن مسز جیمز کو ٹھہکا گیا۔۔۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اس کا ماتھا چھو جو بخار کی حدت سے جل رہا تھا۔۔۔

?....am fine mrs james.... its just... am tired.. I think"

دیانے کمزور کپکپاتی آواز میں بتایا اور چکراتا سر تھام کر سیدھی ہو بیٹھی۔۔۔

you're kidding me.. you are burning like fire.. come on.... let's go for check up before "

"you go back like this

(تم مذاق کر رہی ہو۔۔۔ تم آگ کی طرح جل رہی ہو۔۔۔ چلو بھی۔۔۔ اس سے پہلے کہ تم اسی حالت میں واپس جاؤ۔۔۔ چیک اپ کے لیے چلتے ہیں۔۔۔)

مسز جیمز نے پریشانی سے اسے دیکھا جوان کی بات پر نفی میں سر ہلاتی ایک ہی ضد کیے جا رہی تھی کہ وہ بھیک ہے جبکہ اس کا حال خراب ہوتا جا رہا تھا آنکھوں کے آگے اندھیرا چھارہاتھا اور سر بری طرح گھوم رہا تھا۔۔۔

وہ خود پر بیشان ہو گئی۔۔۔ جب وہ آئی تھی تب تو اتنا مسئلہ نہیں تھا اور وقت گزرنے پر وہاں شام ہو رہی تھی۔۔۔ اسے واپس بھی جانا تھا اور حالت بھی خراب ہو رہی تھی۔۔۔

"..am ok i'll take medicine from phormacy in next street.. I've to go"

(میں ٹھیک ہوں۔ میں اگلی گلی میں فارمیسی سے دوالے لوں گی۔ اب مجھے جانا ہے۔)

وہ ان سے معذرت کرتی اٹھ کر شاپ سے نکلی۔ مسز جیمز نے اس کی ضد پر کندھے اچکائے۔

وہ بڑی طرح گھومتا سر لیے ابھی گلی کے کارنٹک پہنچی کہ دن والے لڑکے نے اس کا راستہ روکا۔ دیا نے بکشک آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا۔

"ہمیلو بہادر لڑکی۔۔۔ اکیلی کہاں جا رہی ہو۔۔۔

مجھے جو ان کرو۔۔۔ ویسے بھی تمہاری ایک جھلک دیکھنے کے لیے میں تمہاری شاپ پر نجانے کتنی مرتبہ جا چکا ہوں مگر تم ماسک ہی نہیں اتار تیں۔۔۔ کیا اتنی بری شکل ہے۔۔۔؟" وہ دیا کے قریب آتا بول رہا تھا وہ پیچھے ہوئی۔۔۔ اپنی حالت کی وجہ سے اس سے بولنا مشکل ہو رہا تھا اور دل چاہ رہا تھا اس کامنہ توڑ دے پر اپنی بے بسی پر اس کی آنکھیں بھر آئیں۔۔۔

"آج تم نے اس طرح روڈ ہو کر مجھے شاپ سے نکال کر اچھا نہیں کیا۔۔۔" وہ لڑکا گہری نظریں اس پر گاڑھے مزید قریب ہونے لگا۔۔۔

"..Ahan.. she is not the one you can take easily... not yet"

(آہا۔۔۔ یہ وہ لڑکی نہیں جسے تم آسانی سے لے سکو۔۔۔ فی الحال نہیں۔۔۔)

مسکراتی آواز پر لڑکے نے چونک کر پیچھے دیکھا۔۔۔ سیاہ ہڈی میں نظر آتا سفید برف جیسا چہرہ اور سیاہ رات جیسی چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھتا، سیاہ جیبڑ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے وہ لڑکا مسکرا کر آگے بڑھا۔۔۔

دیساںک کی آواز پہچانتی وہیں دیوار کا سہارا لیتی نیچے بیٹھتی چلی گئی۔۔۔

وہ لڑکا تمسخر بھری نظریں سالک پر ٹکائے اس کی طرف بڑھنے لگا۔۔۔

whoa... a tall young boy came to help.. what? you're her guardian or boyfriend... you're "

"?too young enough to a father boy....right

(ایک لمبائی عمر لڑکا مدد کو آیا ہے۔۔۔ کیا؟۔۔۔ تم اس کے وارث ہو یا بوابے فرینڈ۔۔۔ باپ ہونے کے لیے تو بہت چھوٹ ہو لڑکے۔۔۔
ٹھیک۔۔۔?)

وہ مذاق اڑاتا سالک کے قریب آیا اور ہاتھ بڑھا کر سالک کی ہڈی اتارنی چاہی مگر سالک نے اس کا بڑھا ہوا ہاتھ پکڑا اور مردود کر اس کی کمر سے یوں لگایا کہ اس کا بے اختیار رخ مڑا اور سالک کی طرف پشت ہو گئی۔۔۔ وہ درد سے چینا۔۔۔ سالک نے اسکا ہاتھ چھوڑ کر اسکی پشت پر زور دار کیک ماری اور وہ منہ کے بل زمین پر جا گرا۔۔۔

"Oooh I always wanted to show my fight to ma girlfriend.. thank you bro"

(اوہ میں ہمیشہ اپنی گرفرینڈ کو اپنی فائٹ دکھانا چاہتا تھا۔۔۔ شکر یہ بھائی۔۔۔)

سالک شرارت سے ہنس کر بولا۔۔۔ اس کے اوپر سے گزر تادیا کے سامنے جا کر گھٹنوں کے بل بیٹھا۔۔۔

"تم ٹھیک ہو؟ میں بس تم سے اس دن یوں کیفی بلانے کے لیے سوری کرنے آیا تھا، شاپ لیڈی نے تمہارا بتایا تو۔۔۔" وہ رک گیا کہہ نہیں پایا کہ اس کے یہ بتانے پر کہ دیا کی طبیعت خراب ہے اور وہ دائیں طرف گلی میں فارمیسی کی طرف گئی ہے۔۔۔ سالک اپنی گاڑی کا ہوش بھلائے اس طرف بجا گا آیا تھا۔۔۔

دیا اسی طرح سر ڈالے بیٹھی رہی اور ہاتھ بڑھا کر کسی خوفزدہ بچ کی طرح اس کی جیکٹ مٹھی میں دبا کر پکڑی۔۔۔

"مجھے ڈورم تک لے جاؤ پلیز۔۔۔"

وہ سکسی۔۔۔ سالک نے لب بھنج کر اس کا جھکا ہوا سر دیکھا اور پھر اپنے سینے پر اس کے مٹھی کی شکل میں رکھے ہاتھ کو دیکھا۔

وہ نیم غنوجی میں جا چکی تھی۔۔۔ اس نے آگے بڑھ کر نرمی سے اسے کندھوں سے تھامنے سہارا دے کر کھڑا کیا اور اوپر اٹھا لیا۔۔۔

کچھ دور فلاور شاپ کے آگے کھڑی اپنی گاڑی کے پاس جا کر اسے احتیاط سے گاڑی میں بٹھایا اور گاڑی ہا سپٹل کی طرف بڑھا دی۔۔۔

YamanEvaWrites

”فارس تم جانتے ہو داجان کی وجہ سے یہ کام کر رہا ہوں اور وہا سپٹل والی لڑکی تمہاری بہن ہے یا جو بھی۔۔ اس کی ایجو کیشن اس جا ب کے لیے سوٹ ابیل نہیں اور پھر سٹڈی کے درمیان یہ جا ب کیوں کر رہی ہے وہ۔۔؟“ زایان نے سب بتا کر فارس سے سوال کیا۔۔

”یار چچا کی بیٹی ہے۔۔ ابھی کچھ وقت ہوا ہے جا ب سٹارٹ کی اس نے۔۔“ فارس نے اکتا ہوئے انداز میں بتایا تو زایان کی ابھی
بڑھی۔۔

”کیا یہ جا ب اس کی ضرورت ہے؟ مطلب تمہارے چچا فائی نیشنلی ویک ہیں کیا۔۔؟“ زایان کے لمحے میں صاف محسوس کی جانے والی
فکر پر فارس تھوڑا کا پھر سر جھٹک کر بولا۔۔

”بالکل ایشو نہیں ایسا کوئی۔۔ بس بات اتنی ہے میرے چچا کی دو بیٹیاں ہیں اور دونوں حد درجہ ضدی۔۔ یہ تو ابھی خیر کافی سلیمانی
اور معصوم ہے بس میری سسٹر ایم۔۔ اے کر رہی ہے اور ٹیچنگ بھی اس کی دیکھادیکھی شوق چڑھ گیا ہے محترمہ کو۔۔“ فارس کے لب
و لمحہ پر زایان کے ماتھے پر بل پڑے۔۔ اور اس نے الوداعی کلمات کہہ کر کال کاٹ دی۔۔

”معصوم۔۔؟ سلیمانی۔۔؟“ توباقی لوگوں کی نظر میں جھوٹی لڑکی یہ بن کر رہتی ہے۔۔ گذ۔۔

”ہالہ۔۔“ وہ اسکا نام لمبوں پر لاتے ہی مسکرا اٹھا۔۔



ہیلیس کی کال آرہی تھی۔۔ وہ دیا کو چھوڑ کر ان کی طرف چلا گیا۔۔ اس کے بوائے فرینڈ نے وعدے کے عین مطابق ان سٹریٹ
فائز زکا ایک بہت بڑا گروپ جمع کر رکھا تھا۔۔ سالک نے ایک نظر ان ٹیوڑ کے بھرے جسم اور چین پہنے عجیب عجیب حلیوں والے
بلیکس اور وائٹس (سیاہ فام اور سفید فام) کے مکس گروپ کو دیکھا اور مطمئن ہو کر سر ہلا کیا۔۔

..Josh'll send ya the information and pictures of'em.. you've to beat"

(جاش (ہیلیس کا بوائے فرینڈ) تم لوگ کو ان لوگ کی تصاویر اور معلومات بھیجے گا جنہیں تمہیں مارنا ہو گا۔۔)

سالک نے جاں کو اپنے موبائل سے سب سینڈ کرتے ہوئے ان سب کو کہا۔ اور جن کا کہا جا رہا تھا ان میں سات نیگروز کے علاوہ جوزف بھی شامل تھا۔

beat'em to pulp... let'em feel the pain.. i felt alone in dark street.... But just don let'em "

"...die

(ان کو مار کر کچو مر نکال دو۔ انہیں اس درد کو محسوس کرنے دو جو میں نے اس اندر ہیری گلی میں اکیلے محسوس کیا تھا۔ لیکن۔۔۔ بس انہیں مرنے مت دینا۔)

سالک کے چہرے کے تاثرات اس وقت پتھر کی طرح سخت اور برف جیسے سرد ہو رہے تھے۔ سیاہ آنکھوں میں سرخ ڈورے خون ابھرے ہوئے تھے۔ وہ سب اس چھوٹے لڑکے کی سردا آواز پر مسکرائے۔۔۔

"..wooa man I thought you're the innocent guy.. you are givin uz dangrous vibes"

(وہ یار۔۔۔ میں نے سوچا تھا تم ایک معصوم بندے ہو۔۔۔ تم ہمیں خطرناک محسوس کروار ہے ہو۔۔۔)

ایک بندے نے کہا۔ سب سالک کو اس طرح دیکھ کر انہوں نے کر رہے تھے۔ یقیناً یہ لڑکا چھپی ہوئی موت جیسا ہے۔۔۔ اس کا بدلہ لینا انہیں پسند آ رہا تھا وہ خنطروں کے کھلاڑی تھے انہیں یہی چیز مبتا شکر تی تھی۔۔۔

سالک نے سر جھکا اور گھر اسنس بھر کر خود کو نارمل کیا اور لبوں پر وہی نرم مسکان کھلانے الگ سا بندہ بن گیا جیسے۔۔۔

"..Josh lemme know their condition"

(جاں مجھے ان کی حالت بتانا۔۔۔)

تصاویر بھیجنے کا کہتا سالک وہاں سے نکل پڑا۔۔۔

████████████████ YamanEvaWrites ██████████

زاں سو ٹنڈ بولڈ تیار ہو کر بالوں کو جیل سے سیٹ کیے خود پر کلوں کی بارش کر چکا تھا۔۔۔

مگر پھر بھی لگتا تھا تیاری ادھوری رہ گئی ہے۔۔ وہ جب سکول پہنچا تو کھلیا مچی تھی۔۔

ہر کلاس ٹیچر بچوں کو رٹے لگوانے پر سر کھپا رہی تھی اور سچے اس افرا تفری پر بڑی طرح پریشان صورت لیے کتابوں کو باٹھ میں لیے گھبر اہٹ میں کبھی پڑھتے کبھی دھراتے تھے۔۔ انہیں تو یہ اندازہ نہیں ہوا رہا تھا میں اچھانا ہونے پر ان کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔۔ انہیں لگایہ ان کے لیے بھی نقصان ہی ہو گا۔۔

ہالہ بھی تھوڑی بہت اندر سے ڈری ہوئی تھی مگر ظاہری طور پر وہ خود کونار مل رکھے کھڑی تھی۔۔ میں لیا جا رہا تھا۔۔ زایان ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے مغرور سا بیٹھا تھا۔۔

اور پھر وہی ہوا جس کا اسے اندازہ تھا سالوں کا خراب رزلٹ ایک ہفتہ میں کیسے بہتر ہو سکتا تھا۔۔ کچھ سب پڑھا ہوا تیار کرنے کا ثانی کم تھا۔۔ کچھ ٹیچر زکی دھمکیوں نے بچوں پر پریشرا تناد الا کہ جو آتا تھا وہ بھی خراب کر گئے۔۔

البتہ کچھ ٹیچر ز کا رزلٹ بہترین تھا مگر ان میں ہالہ شامل نا تھی۔۔

زایان نے پوائنٹس چیک کرتے ہوئے جب ہالہ کی کلاس کا چیک کیا تو اس کا بجی چاہا زور زور سے قیچھے لگائے۔۔ ہالہ نے سرجھ کار کھا اور زایان کے سامنے پہلی مرتبہ وہ اس طرح جھکے سر اور خاموشی سے ٹھہری تھی۔۔

”جن کا رزلٹ خراب ہے وہ جاب سے فارغ ہیں ان کی جتنی پے بنتی ہے انہیں دیں اور کچھ پڑھی لکھی ٹیچر ز کو ان کی جگہ ہائز کریں۔۔“ زایان کی سنجیدہ بار عرب آواز ہاں میں گو نجی۔۔

”سراس طرح اچانک سے ٹیچر ز کا ملنا مشکل ہو گا ابھی اس منٹھ کے لاست تک یہ ٹیچر ز اگر۔۔“ ہیڈنے اسے سمجھانا چاہا مگر نہیں۔۔

”اگر آپ کہیں تو میں ڈھونڈ لاؤں؟۔۔ اتنی پڑھی لکھی لڑکیاں جاب لیں گھوم رہی ہیں اور آپ لوگ صرف جان پہچان پر کم تعلیم والی ٹیچر ہائز کر لیتے ہیں۔۔ دیکھئے اس مرتبہ اگر اس سکول کے کسی بچے نے پوزیشن نالی تو اپنا سکول آپ خود سنپھالیئے گا۔۔“ وہ بے مردی اور سختی سے بولتا ان کو چپ کرو گیا۔۔

”میں نے اسی منٹھ کے سارٹ میں جوائیں کیا تھا۔ تو پچوں کا یہ رزلٹ میری وجہ سے نہیں ہے۔۔۔“ ہالہ کے لیے زایان کی اکڑ برداشت کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ پورا دن عجیب ٹینشن بھر اٹیسٹ اور پھر رزلٹ بنانے میں گزر گیا تھا اور اب عین چھٹی کے وقت وہ آرڈر جاری کر رہا تھا جب مزید بحث کا وقت بھی نہیں پچھرا تھا کیونکہ سکول آف ہونے کے بعد رکنا مشکل تھا۔

”مس ہالہ آپ نے یہ بات اس روز کیوں نہیں کہی جب ٹیسٹ کی بات ہوئی تھی۔۔۔“

زایان نے سینے پر ہاتھ باندھ کر سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔

”آپ نے اس روز میری بات سنی کب تھی؟۔۔۔ اور پھر میں نے اس ہفتہ میں پوری کوشش کی کہ شاید کچھ بہتری آس کے اور آئی بھی ہے۔۔۔“ وہ دانت کچھاتی بمشکل اپنا لہجہ ”تمیز“ کے دائرے میں رکھ پائی تھی۔۔۔ زایان اس کی بے بسی پر دل میں خوب قہقہے لگا رہا تھا۔۔۔

”میں نے سب کی بات سنی۔۔۔ میں نے سوال بھی کیا، جاب کرنے کی وجہ تک پوچھی، تب شاید آپ کو جواب دینا گوارا نہیں تھا۔۔۔“
زایان نے اسے جتایا۔۔۔

باقی سٹاف حیرت سے ہالہ کی جرأت ملاحظہ کر رہا تھا جو اتنے سخت گیر انسان سے اس طرح بحث کر رہی تھی اور عام حالات میں کوئی دوسرا الیکٹری جرأت زایان کے سامنے کر بھی نہیں سکتا تھا مگر ہالہ کو باقی جگہوں پر اس کی اجازت چاہیئے نہیں تھی اور یہاں زایان نے خود ہی اجازت دے دی تھی۔۔۔ سب آہستہ آہستہ وہاں سے جانے لگے۔۔۔ ہالہ گھوڑتی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

”دیکھیں جناب ذاتی دشمنی پیچ میں مت لائیں تو اچھا ہو گا۔۔۔ میں یہ جاب نہیں چھوڑ سکتی پلیز۔۔۔“ ہالہ دھیمے لبھے میں زایان سے کہتے ہوئے آخری جملہ پر ناچاہتے ہوئے بھی التجاہیہ انداز میں بولی تھی۔۔۔ زایان نے ایک نظر بغور اسے دیکھا اور پھر قدم بڑھاتا اس کے عین سامنے آنٹھہ را۔۔۔ سینے پر بازو باندھے اور جھک کر اسکی نقاب میں چھپی آنکھوں میں جھانکا۔۔۔

”مس ہالہ آپ اس جاب سے فارغ ہیں۔۔۔“ وہ مکمل سنجیدگی سے جملہ مکمل کر کے مسکرا یا۔۔۔

جب فارس نے اسے بتایا تھا کہ وہ شوقيہ یہ جاب کر رہی ہے وہ خود چاہتا تھا کہ ہالہ جاب ناکرے اور اپنی سٹڈیز پر فوکس کرے۔۔۔ سکولز کی جاب کوئی آسان کام نہیں تھا۔۔۔

ہالہ نے بے بُسی اور غصے سے اس زہر سے بھی زیادہ زہر لیلے بندے کو گھورا۔

”دنیا کے سب سے ذیادہ گھٹیا، بے حس، بد تیز اور بے ہودہ انسان ہوتا۔ تم سے اچھے کی امید تھی بھی نہیں مجھے۔ اللہ کرے ظالم ترین بیوی ملے جو تمہارا جینا حرام کر دے اور یہ جو آج استانیوں کے لیے چمک کر آئے ہوناں ساری بے ہودگیاں نکال دے تمہاری بیوی۔ آمین۔“ وہ اس کے سامنے اپنا پچھلے ہفتے سے ضبط کیا سارا غصہ تفصیل سے اتارتی پلٹ کر چلی گئی۔ زایان حیرت کے مارے اتنا شاکڑ ہوا کہ جواب تک نادے پایا اور ناہی ہالہ نے اتنا موقع دیا تھا۔ صد شکر ارد گرد کوئی موجود نہ تھا۔ وہ گنگ سماں الہ کو جاتا دیکھ رہا تھا۔

♥ ♥ ♥ ♥ EvaWrites ♥ ♥ ♥ ♥

ساںک اس کے منع کرنے کے باوجود اسے ہاسپٹل سے اچھے سے چیک اپ کروارہا تھا۔ فوری ٹریجنٹ اور میڈیسنسز سے وہ کچھ گھنٹوں میں کافی بہتر ہو گئی۔

اس کے سنبھلنے پر ہی ساںک اسے ڈورم تک چھوڑنے لگیا۔ اس کے ہاتھ سے موبائل لے کر اپنے پاس رکھا۔ وہ دواؤں کی وجہ سے نہم غنودگی میں تھی تو آرام سے موبائل دے دیا۔

وہ اسے سہارا دینا اندر گیا آگے مردہ اور وہ انڈیں لڑکی دونوں موجود تھیں، دیا کو ساںک کے ساتھ آتا دیکھ کر ہر کوئی متوجہ ہونے لگا تھا۔ مردہ خود بھی ہونق سی ساںک کو دیکھ رہی تھی۔ پرس؟ دیا کے ساتھ؟

I saw her, sitting on street and she wasn't in good condition so... I had to rescue her... "

"..and am done here

(میں نے اسے گلی میں بیٹھے دیکھا تھا۔ اس کی حالت اچھی نا تھی تو مجھے اسے اس حالت سے بچانا پڑا۔ اور میرا کام یہاں ختم ہوا۔) وہ سنجیدگی سے بولا۔ مردہ نے جلدی سے آگے بڑھ کر دیا کو تھاما اور کمرے میں لے گئی۔ ہاں مگر وہ انڈیں لڑکی کچھ دیر بعد آئی تھی۔

♥ ♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥ ♥

زایان سب کے درمیان صوف پر نیم دراز تھا۔ باقاعدہ سب نے ہر قسم کی لائچ دے کر سوری کی تھی اور اسے منایا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ اس کی مرضی کی شادی کرنے میں اس کی مدد کریں گے۔ اب یہ نہیں پتہ تھا اس بات میں کتنی حقیقت تھی وہ سب ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔ کب کو ناسا کام کر جائیں یا کب اپنے کہے سے پھر جائیں کچھ پتہ نہیں چلتا تھا اور یہ تو معمول کی بات تھی سوزایان بھی اب سب کچھ بھلائے ان کے درمیان بیٹھا تھا مگر سوچ کا زاویہ اسی چھوٹی سی لڑکی کے گرد گھوم رہا تھا جس کی زبان اس کے سائز سے بھی بڑی تھی۔

”میں نے تو اسی کافائدہ کرنا چاہا تھا۔ مجھے بھی اندازہ ہے یہ جائز کتنی ٹف ہوتی ہیں۔۔۔

اپنی ٹڈیز پر فوکس کیسے کر پائے گی اگر یہ جاب کی تو۔۔۔ اتنی تیز چھری جیسی زبان ہے اس لڑکی کی توبہ۔۔۔ بات کرتی ہے تو بندے کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔۔۔ اور بد دعا دے ڈالی۔۔۔؟

اللہ اسکی دعا سن لے کیونکہ پوری دنیا میں اگر کوئی ایسی ظالم بیوی ہو سکتی ہے تو وہ خود ہے۔۔۔ ”وہ دل ہی دل میں سوچتا اس بات پر ہنسا۔۔۔ اور بکھرے بالوں میں انگلیاں چلاتا سنوارنے لگا۔۔۔

وہ اس کے سامنے ہونے پر اس کی بالتوں پر بہت چڑھاتا تھا مگر بعد میں وہی سب باقیں انجوائے کرتا تھا۔۔۔

ریان اور راسم اس کے خیالوں میں گم ہونے کا فائدہ اٹھائے اسکا موبائل چھان رہے تھے۔۔۔ مگر کسی لڑکی کی تصویر نامی وہ میسجز پر گئے اور ایک کنور سیشن پر دونوں ٹھنکے۔۔۔ میسجز سے زیادہ نام نے ٹھنکا یا تھا۔۔۔

”Fast & furious“ (تیز اور غصیلی)

وہ انچا اونچا پڑھ کر سب کو بتانے لگے کا نیکٹ نیم بھی میسج بھی۔۔۔ جن سے اندازہ ہو چکا تھا یہ وہی لاکٹ گرل ہے۔۔۔ زایان بھی ان کی حرکت پر چونکا اور جھنک سے اٹھ بیٹھا۔۔۔ سب زایان کے یک طرف میسج زانجوائے کر رہے تھے اور وہ خفت زدہ ہورہا تھا۔۔۔

”راسم بھائی۔۔۔ ریان میرا سیل دے دیں ورنہ بہت برا ہو گا۔۔۔“

وہ ہمکیاں دینے لگا مگر پرواہ کے تھی۔۔۔ اس نے اٹھ کر موبائل چھینا۔۔۔

"کیا بات ہے زایان لڑ کی جواب نہیں دیتی یا تم نے اس کے میسجز ڈلیٹ کیے ہوئے ہیں؟

دیکھ کر ہی پتہ چل رہا ہے لڑکی کا سہی رعب ہے زایان پر اور یہ ننھی منھی کوششیں کرتا ہے رعب جھاؤنے کی۔۔

داجان بچارے اس مجنوں کے دماغ سے اس حسینہ کا خیال نکالنے کے چکر میں لیلی مجنوں کو سکول میں ملوایٹھے۔"

سب کے جملوں پر زایان بنا جواب دیئے سیٹھ بجا تا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا اور ڈور لاک کرتے ہی ہالہ کو متوج کیا۔

"..say sorry to me haala.. it was too much.. I'll never let it go"

(مجھے سوری کہو ہالہ۔۔ یہ بہت زیادہ ہو گیا تھا میں یہ بات جانے نہیں دوں گا۔۔)

ہالہ نے رات کے برتن دھو کر کچن صاف کیا اور دروازہ بند کر کے ایک نظر بابا کے کمرے میں جھانکا پھر اپنے اور دیاوالے مشترک کمرے میں آگئی۔۔ دیا کو متوج کرنے کے لیے موبائل اٹھایا تو میسجز آئے ہوئے تھے۔۔

"..say sorry to me haala.. it was too much.. I'll never let it go"

"..ok sorry I was rude today"

"..do not burden yourself hala for this tough job"

..sorry.. ok sorry na.... okayyy sorry

بہت سارے متوج تھے ہالہ بری طرح تپ گئی۔۔

یہ میر انام کیسے لے رہا ہے۔۔ میں جاب کروں یا نہیں اسے کیا تکلیف ہے۔۔ آج جب میں یہ سیٹ نہیں چھوڑنا چاہتی تھی تب تو کیسے فرعون بن گیا ہو نہ ہے۔۔

وہ طیش میں بڑھاتی جا رہی تھی مگر متوج کے جواب نہیں دیئے۔۔

اور وہ جو آج بری طرح ڈس ہارت ہوئی تھی۔۔ بابا سے بھی کہہ چکی تھی کہ اب جاب نہیں کرے گی اس کے میسجز نے زخم تازہ کر دیا۔۔

نجانے کو نہی منہوس گھری تھی جب اس بندے سے میرا لکر اؤ ہوا اور تب سے بد بختی میرے ماتھے پر ہی بسیرا کر گئی۔ کوئی جو کام
میرا سیدھا ہوا ہو۔۔۔

وہ ناک چڑھائے گلے میں پہنے لاکٹ پر عادت کے مطابق انگلی پھرتی بولتی جا رہی تھی۔۔۔

EvaWrites

ساک ل گاڑی گیر اج میں کھڑی کرتا دیا کا موبائل اٹھائے گھر میں داخل ہوا۔۔۔

..Salik dinner is ready"

اس کی ماں نے اسے دیکھ کر بتایا تاکہ دوبارہ نکلنے کا نہیں سوچے۔۔۔

..I don't have appetite"

(مجھے کھانے کی حاجت نہیں۔۔۔)

وہ ہاتھ کھڑے کیسے بولا اور دوسری طرف ڈنر ٹیبل پر لگاتی میڈ کو دیکھا۔۔۔

"..Meini one cold coffe.. in ma room"

(مینی ایک کولڈ کافی۔۔۔ میرے کمرے میں۔۔۔)

وہ حکم دیتا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

نائٹ ڈریس نکال کر فریش ہونے چلا گیا اور جب واپس آیا تو کولڈ کافی کا بڑا مگ اس کی سائنس ٹیبل پر رکھا تھا۔۔۔ وہ بیڈ پر نیم دراز ہوتا دیا
کا موبائل اٹھا کر ان لاک کرنے لگا۔۔۔

اس نے لاک آج ہی اس انڈین لڑکی سے پوچھ لیا تھا جو دیا کی رو میٹ اور فرینڈ بھی تھی۔۔۔

"اب یہ تمہارا قصور ہے کہ تم نے اپنا لاک سب کے سامنے لاپرواٹی سے کھولا۔۔۔" وہ دل میں اس سے مخاطب ہوتا پورا موبائل مزے
سے چھان رہا تھا۔۔۔

پھر گلیری کھولی۔۔ سیاہ آنکھوں میں ستارے سے چمکنے لگے۔۔

وہ بڑے جوش اور سکون سے یہ غیر اخلاقی حرکت کر رہا تھا جس کا اندازہ اس وقت دواوں کے زیر اثر سکون کی نیند لیتی دیا کو ہو جاتا تو سارے نشے اور سکون اڑ جاتے۔۔ اور بخار ساری زندگی نا اترتا۔۔

کوڑ کافی کے سب لیتا کسی تھیڑ میں مووی دیکھنے جیسا انجوائے کر رہا تھا۔۔ سامنے ہی دیالہ کی تصاویر تھیں۔۔ براون شہر نگ لمبے سیدھے بال۔۔ کہیں جوڑے کی شکل میں تو کہیں کچھر میں اس طرح قید تھے کہ سلکی لشیں نکل کر چہرے کے گرد پھیلی تھیں۔۔ گلابی معصوم سا پچھرہ اور نازک سے نقش۔۔ اور ایک بھی تصویر میں وہ صاف سترھی یا سمجھی دھجی نہیں تھی۔۔ سب تصاویر میں رفح لیہ تھا اور بکھر ابکھر امیلہ کچھلا کسی کام کرنے والی ماہی جیسا حلیہ، مگر کوئی بھی نازیا تصویر یا کہیں بھی بے لباسی کی جھلک تک نا تھی۔۔

سالک متاثر ہوا۔۔

"..Diana the good pretty girl.. why are you in hell damnil"

(اچھی پیاری لڑکی دیالہ۔۔۔ تم اس جہنم میں کیوں ہو۔۔)

اس کا امریکہ جیسے آزاد ملک میں آجانا سالک کو اکثر ہی برآلتا تھا۔۔

اور پھر ایک ویڈیو سامنے آئی۔۔ سالک رک گیا۔۔

اس نے وہ اوپن کی تو سامنے وہ پائیں فوڈ کی وجہ سے گلابی آنکھیں اور گلابی ناک لیے ندیدے بچوں کی طرح کھار ہی تھی اور سوں سوں کرتی ڈوپٹے سے ناک رگڑتی جا رہی تھی۔۔

"..Eww yuk ugly princess"

سالک نے اسکا حلیہ اور حرکتیں دیکھ کر ناک چڑھا کر کھا اور نچالاب دانتوں میں دبائے ہنسی دباتا ایک ایک کر کے اس کی ہر تصویر اور یہ ویڈیو اپنے موبائل میں شنیر کرتا چلا گیا اور سب ریکارڈ مٹا تا مزے سے لیٹ گیا۔۔

اگر کسی کو لگتا تھا سالک شریف اور اچھا بچہ ہے تو یہ ان کی غلطی ہے سالک کی نہیں۔۔

♥ ♥ ♥ EvaWrites ♥ ♥ ♥

”کہاں جا رہے ہیں داجان۔۔“ زایان داجان کو تیار ہو کر گاڑی میں بیٹھتا دیکھ کر فوراً آگے ہوا اور ان کا پاتھ تھا۔۔

”انویشن آیا ہے کہیں سے۔۔ وہاں جا رہا ہوں۔۔“ وہ رک کر اسے دیکھنے لگے۔۔ چہرے پر سنجیدگی تھی۔۔

”سکول سے آیا ہے یا کانج سے؟ میں جاتا ہوں ناں داجان۔۔ باقی سب بھی تو سنچال رہا ہوں۔۔“ زایان نے روئی صورت بنانکر انہیں دیکھا جو ابھی تک ناراض تھے۔۔

”اویمیرا بچہ میں کسی دوست کے پوتے کی شادی میں جا رہا ہوں۔۔ اگر تمہارا انٹر سٹ ہے تو نیکسٹ ویک ایک سکول میں رزلٹ پروگرام ہے۔۔ اس سکول کا رزلٹ بہت شاندار ہے بورڈ کی تین پوزیشنز لی ہیں بچوں نے۔۔ وہاں مجھے چیف گیسٹ کے طور پر انویں ٹیشن ملا ہے۔۔ وہاں چلے جانا اور ان بچوں کی مزید ابجو کیشن کے لیے سکالر شپ یادوسری کوئی ضرورت ہو سب سنچال لینا۔۔“ اس کا گال تھپٹھپا کر اس کی غلط فہمی دور کرتے ہوئے لگے ہاتھوں کام بھی سونپ دیا اور وہ بس پھیکا ساہنس پڑا۔۔

داجان چلے گئے وہ اپنے بال نوچنے لگا۔۔

”زایان خبیث کیا ضرورت تھی داجان سے پوچھنے کی۔۔ اف اب اس بورڈ پروگرام میں جانا پڑے گا اور وقت بر باد ہو گا۔۔“ وہ بال بگارتادوبارہ سے گاڑی میں بیٹھ کر خود بھی گھر سے نکل گیا۔۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

دیا صحیح اٹھی تو کافی بہتر تھی۔۔ موبائل کی تلاش میں ہاتھ مارا مگر کہیں نا تھا۔۔ وہ جلدی سے اٹھ بیٹھی۔۔ مرودہ سے پوچھا تو اس نے بھی نفی میں سر ہلا کیا۔۔

پھر اس نے اور مرودہ نے پورا کمرہ چھان مارا پر کہیں ناملا۔۔ ان کی روم میٹ صحیح کی ہی جا چکی تھی۔۔

”شاپ سے جب نکلی تھی میرے ہاتھ میں تھا مگر اس کے بعد کا کچھ نہیں اندازہ۔۔“ دیا نے مرودہ کے پوچھنے پر بتایا۔۔

تھک کر مرودہ کا لج چلی گئی اور وہ ڈورم سے نکلتی قریبی پارک تک گئی۔۔ ایک سائیڈ کے بخ پر سر ڈال کر بیٹھ گئی۔۔ اب گلی جا کر موبائل ڈھونڈنے کی ہمت نا تھی۔۔

اور رات جو ہوا اس کی شرمندگی الگ تھی۔۔۔

مسز جوں کے بار بار کہنے پر بھی وہ خدمتی سی نکل تو پڑی تھی اور اگر سالک نا آتا؟

وہ ناجھاتا تو اس اکیلی گلی میں کون آتا اس کی مدد کے لیے؟

اس کے بابا نے کتنا سمجھایا تھا بے وقت بلا وجہ بہادری مت دکھانا۔۔۔ اسے کیوں زعم تھا وہ بہادر ہے۔۔۔ وہ باعتماد اور بہادر بے شک ہوتی مگر اچھی لڑکیاں اگر اپنی حفاظت کے لیے احتیاط کریں تو اسے بزدلی نہیں کھا جاتا بلکہ یہی ان کی بہادری ہے۔۔۔ اور یہ بات خادم صاحب کے ہار بار سمجھانے کے باوجود ان کی دونوں بیٹیوں کی سمجھ میں نہیں بیٹھتی تھی۔۔۔

فرق اتنا تھا حالہ کے کارنا مے چھپے ہوئے تھے دیا کے سامنے تھے مگر دونوں نے قسم کھار کھی تھی ان کی بات پر عمل نہیں کرنا۔۔۔

دیا کا زہن بھٹک کر سالک کی طرف گیا۔۔۔ وہ کیسے سالک سے ہیلپ مانگ گئی۔۔۔ کیسے اس پر اعتبار کر گئی۔۔۔ اگر رات اسے کچھ ہو جاتا تو اس کے پاس یہاں کوئی اپنا نہیں تھا جو اس کی مدد کو بڑھتا۔۔۔ مگر رات سالک نے کسی اپنے کی طرح اسکو محفوظ کیا تھا اور اس کی بیماری میں بھی اس کا خیال رکھا تھا۔۔۔

سالک جو دیا کو موبائل واپس کرنے آیا تھا۔۔۔ اس کے ڈورم سے نکل کر پار ک آنے تک خاموشی سے اس کے پیچھے سر ڈالے ایک ہاتھ جیز کی پاکٹ میں اور ایک ہاتھ میں اپنا موبائل پکڑے چل رہا تھا۔۔۔ اس کا یوں نیچ پر بیٹھ کر سوچوں میں گم رہنا نوٹس کیا اور آگے بڑھ کر نیچ پر اس سے فاصلہ رکھ کر بیٹھ گیا۔۔۔

دیا نے چونک کر اسے دیکھا اور سر جھکا لیا۔۔۔

”کیا تم اب ٹھیک ہو۔۔۔ رات تم کسی بچے کی طرح روکر مجھ سے مدد مانگ رہی تھیں۔۔۔“ سامنے دیکھتا وہ بلوں پر مسکان دبائے سنجیدگی سے بولا اور دیا خفت زدہ ہوئی۔۔۔

”ہاں اب بہتر ہوں۔۔۔ تھیں نکس۔۔۔ معاملہ بر ابر ہوا۔۔۔ کچھ وقت پہلے تم بھی اسی طرح مجھ سے مدد مانگتے رونے والے تھے بس۔۔۔“ دیا نے اسے جتایا تو وہ ہنس پڑا۔۔۔

”برابر کہاں۔۔ تم مجھے وہاں چھوڑ آئی تھیں اور میں تمہارے سنبھلنے تک تمہارے ساتھ رہا۔۔“ وہ بھی کہاں چونکے والا تھا احسان جتا کر بولا۔

”تم لڑکے ہو تمہارے پاس گاڑی تھی۔۔ میں لڑکی ہوں میں کیسے ہا سپٹل لے جاتی۔۔ مگر مدد آجائے تک میں بھی تمہارے ساتھ رہی تھی۔۔“ وہ دونوں ایک دوسرے کو شکریہ کہنے کی بجائے احسان جتنا میں لگے تھے۔۔

”میں نے وقت پر پہنچ کر تمہیں اس لڑکے سے بچایا اور تم اتنی لیٹ آئی تھیں کہ وہ مجھے تقریباً اپنے چکے تھے۔۔“ سالک نے ایک اور فرق بتایا۔۔

”تم نے ایک لڑکے کو ہر اکر مجھے بچایا، کوئی اتنا بڑا کار نامہ نہیں تھا۔۔ اور میں لڑکی ہوں سپر ہیر و تھوڑی ہوں جو اتنی بری طرح مارتے لوگوں سے بچا پاتی۔۔“ وہ منہ ب سورتی رخ دوسری طرف پھیر گئی۔۔ سالک نے چہرہ موڑ کر اسے گھورا۔۔

”میں نے تمہارے موبائل کی حفاظت کی تم نے تو بس مجھے دوسرے لوگوں کے حوالے کر دیا تھا اور کچھ بھی نہیں۔۔“ سالک نے جیکٹ کی پاکٹ سے موبائل نکالتے ہوئے سکون سے اس کے سامنے کیا۔۔ دیا کی آنکھیں پوری سے زیادہ پھیل گئیں۔۔ جلدی سے اپنا موبائل لیا۔۔

”ماش مجھے تمہارے موبائل کا پاسورڈ معلوم ہوتا تو کوئی پرائیویٹی نارہنے دیتا۔۔“ سالک نے معصوم صورت بنائی تو دیا نے دھڑکتے دل سے دل میں شکر ادا کیا۔۔

”مگر ہر بار ایسا نہیں ہو گا پھر کبھی تمہارا سیل میرے ہاتھ لگا تو سب ڈیٹا نکالوں گا اور میں ”کسی“ سے بھی پوچھ سکتا ہوں تو بہتر ہے اپنا پاسورڈ بدل دو اور کبھی کسی کو مت بتانا۔۔“ سالک نے سنبھل گئی سے کہتے اسے وارنگ دی اور اس خیال پر دیا بھی ڈر گئی۔۔

میرے اگیز امز ہیں مجھے چلنا چاہیئے اور۔۔“ وہ اٹھا اور رک کر دیا کو دیکھا جو موبائل ہاتھ میں دبائے پہلے کی نسبت کافی ریلیکس لگ رہی تھی۔۔

”وہ کہتے ہیں نائیکی کر دیا میں ڈال۔۔ مجھے ایسا کرنا نہیں آتا۔۔ میں جو نیکی کروں اسے سنبھال کر رکھتا ہوں اور بہت اچھے سے یوز کرتا ہوں۔۔“ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری جو دیا کو بھی چونکا گئی۔۔

”میں نے جورات ننکی کی ہے نال ڈی۔۔ میں اس کا بدلہ بھی لوں گا۔۔“ وہ مڑ کر چلا گیا۔۔

”میں ”اس“ انسان کو اچھا سمجھ بیٹھی؟ لعنت ہے مجھ پر۔۔“ دیاغصے سے اس کی پشت دیکھتی بڑھتا آئی۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

وہ گاڑی مار کیٹ کے سامنے روک کر خود آگے بڑھا۔۔ راسم کی بر تھڈے آنے والی تھی اور زایان اس کی یونی یول کی کلاس فیلور انہم کی طرف سے گفت بھینجنے والا تھا۔۔ رائمنہ کا راسم پر بربی طرح کرش تھا۔۔ وہ کچھ وقت راسم کو گفت کے طور پر پرفیومز بھیجتی رہی تھی اور اس بات پر ایک بار راسم کی داجان سے اچھی خاصی کلاس لگ چکی تھی اور یہ بات راسم کی واٹف بھی اچھے سے جانتی تھی۔

اب زایان وہی پرفیوم رائمنہ کے نام سے راسم کو بھینجنے والا تھا۔۔ اسے یہ بھی پتہ تھا وہ پرفیوم کہاں سے مل سکتا تھا اس لیے اسی مار کیٹ آیا تھا۔۔ وہ پرفیوم سب کے درمیان جا کر راسم کو دینے والا تھا اور اس کے بعد راسم کا اس کی یادی اور داجان جو بھی حال کریں اس کی بلا سے۔۔

زایان کا کام بس وہیں تک تھا۔۔ وہ تصور میں راسم کی حالت سوچتا سامنے ہی ریک میں پڑی ایک اکلوتی پرفیوم کی شیشی کی طرف بڑھا یعنی وہ بس ختم ہی تھا اور آخری نج گیا تھا۔۔ زایان کے اسے اٹھانے کے لیے ہاتھ رکھتے ہی اسی لمحہ ایک اور ہاتھ بھی پرفیوم پر آن رکا تھا۔۔ زایان نے اسے دیکھا اور چونکا۔۔

”ہالہ۔۔۔؟“ اس کے نام لینے پر ہالہ نے دانت کچکپا کر اس کے ہاتھ سے پرفیوم چیننا چاہا مگر زایان نے بھی گرفت مضبوط کر لی۔

”دیکھو ہالہ آج کوئی بحث نہیں۔۔ مجھے ہر حال میں یہی پرفیوم چاہیے۔۔“ زایان نے نرمی سے اسے سمجھایا۔۔ باکس پر کچھ مضبوط رکھی۔۔

”خبردار جو میر انام لیا دو بارہ۔۔ اور اس پرفیوم پر پہلا حق میرا ہے اور مجھے بھی ہر حال میں چاہیے۔۔“ ہالہ نے اسے گھورا اور باکس دوسری جانب سے کپڑے رہی۔

”او۔۔ کے نہیں لیتا نام۔۔ دیکھو سب لوگ متوجہ ہو رہے ہیں۔۔ تم اس طرح مجھ سے بحث کرتی بہت آکر ڈلگ رہی ہو۔۔ سو ضد مت کرو۔۔ پلیز۔۔“ زایان نے ارد گرد دیکھ کر چالا کی سے کہا۔

”ہاں لوگ دیکھ رہے ہیں کہ لڑکا خواخواہ لڑکی سے الجھ رہا ہے۔۔ مجھے اپنے بابا کے بر تھڈے گھٹ کے طور پر یہ پرفیوم چاہیے اور میں یہ ہر گز نہیں جانے دوں گی۔۔“ ہالہ نے جھٹکے سے کھینچا تو زایان کی گرفت زراہلکی ہونے کی وجہ سے پرفیوم اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔۔

”میں تم جیسی بد تمیز لڑکی کو ہر گز مزید فیور ز نہیں دینے والا۔۔ ابھی اور اسی وقت پرفیوم دوور نہ آج یہاں تماشہ کھڑا ہو جائے گا۔۔“ زایان سختی سے بولا۔۔ وہ رسم سے بد لہ لینے کا پلان فل نہیں ہونے دے سکتا تھا۔۔

”اور مجھے تم جیسے بے ہودہ انسان کے منہ لگنا بھی نہیں ہے۔۔ اور تماشے کی خوب کہی، یہ اب کیا گار کھا ہے۔۔ میلہ۔۔؟“ ہالہ بھر گئی تھی اس کے بد تمیز کرنے پر۔۔

”تم نا انہٹا کی سر پھری اور بے شرم لڑکی ہو۔۔ جو ہر وقت ہر جگہ سامنا ہونے پر جان بوجھ کر مجھ سے الجھتی ہو۔۔“ زایان کی نظر اس کے ہاتھ میں دبے پرفیوم پر تھی اور لبھ میں گرمی بڑھنے لگی۔۔ اسے ہالہ کا ہر بار ضد کرنا بر الگ رہا تھا۔۔

”اور تم بھی کوئی ہر وقت نفل نہیں پڑھتے رہتے اور مجھے کوئی شوق نہیں جان بوجھ کر بات کرنے کا۔۔ میری تو اپنی قسمت خراب سے خراب تر ہوتی جا رہی ہے جب سے تم سے سامنا ہونے لگا ہے۔۔ اور مجھے بے شرم کہنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانک لیتے تو اچھا ہوتا۔۔“ ہالہ نے تپے تپے لبھ میں کہا اور آگے چل پڑی۔۔ زایان کو آج پہلی مرتبہ بچ میں بری لگ رہی تھی۔۔

وہ سختی سے لب بھنخے اسے جاتا دیکھ رہا تھا پھر جھٹکے سے اس شاپ سے نکلتا مار کیٹ سے بھی نکل گیا اور فارس کو کال کر کے اس پرفیوم کا نام بتا کر لانے کا کہا۔۔

فارس دوسری مار کیٹس کا بھی جانتا تھا۔۔ اس نے او۔ کے کہہ دیا۔۔ زایان غصے سے گھر کی طرف بڑھ گیا۔۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

سالک کو جوزف اور ان بندوں کی نہایت بری حالت کی پچھر زملی تھیں۔۔ انہیں وحشیانہ طریقے سے مارا گیا تھا اور بس انکتنی سانسیں رہنے دی تھی۔۔ سالک نے جاش کو ”ویل ڈن“ کا میچ بھیجا اور ان کی ڈیل سے بھی زیادہ رقم بھیجی۔۔ وہ ان کے کام سے مطمئن ہوا تھا۔۔

جاش اور وہ سب اتنی رقم ملنے پر سالک کے لیے جیسے خود کو قید کر گئے۔۔۔

whenever You need more favours ,We'll come.. each and any time...jus give us a call.. "

"..we'll be there.. fo ya... just gather uz

(جب کبھی تمہیں مزید مدد چاہیے۔۔۔ ہم آئیں گے۔۔۔ ہر دفعہ کسی بھی وقت۔۔۔ بس ہمیں بلانا۔۔۔ ہم وہاں ہوں گے تمہارے لیے۔۔۔
بس ہمیں اکٹھا کر لینا۔۔۔)

سالک نے تجھ پڑھ کر ڈیلیٹ کیا۔۔۔ وہ اپنے راستے خود بنانا جانتا تھا۔۔۔

اس بد لے سے فارغ ہو کر وہ اپنے ایگز امز میں بزی ہو گیا تھا اور جس روز اس کا لاست پیپر تھا۔۔۔ اسے سٹیو کی کال موصول ہوئی۔۔۔

S you've a problem...Its about the girl from flower shop... I'll tell you but first.. let's "

"..make a deal.. I'll help you and you'll work fo me.. hurry up you don't have much time

(ایس تھمارے لیے ایک مسئلہ ہے۔۔۔ یہ فلاور شاپ والی لڑکی کے بارے میں ہے۔۔۔ میں تمہیں بتاؤں گا مگر پہلے ڈیل کرتے ہیں۔۔۔
میں تمہاری مدد کروں گا اور تم میرے لیے کام کرو گے۔۔۔ جلدی کرو تمہارے پاس زیادہ وقت نہیں۔۔۔)

سالک کے سر پر خطرے کی گھنٹی بجتے لگی۔۔۔ وہ جس طرح شاپ پر بار بار جاتا تھا،۔۔۔ جیسے وہ دیا کو کیفے بلو اکرام سے ملوا چکا تھا۔۔۔ جیسے
ہا سپٹل میں اٹینڈنس الاؤنا ہونے پر بھی دیا کو اجازت دی تھی۔۔۔ اور جیسے اس روز شام کو لڑکے سے بچا کر ہا سپٹل لے گیا تھا۔۔۔

تو اس کے دشمنوں کی نظر دیا پر تو پڑنی ہی تھی۔۔۔ اس نے یہ بات کیوں نہیں سوچی تھی۔۔۔

So the deal is I'll tell ya about your daughter.. clara is drugs addicted since last three "

"..months and she is in relation with the boy who is the membr of jack's gang

(تو ڈیل یہ ہے میں تمہیں تمہاری بیٹی کے بارے میں بتاؤں گا۔۔۔ کلا را کو پچھلے تین ماہ سے ڈر گز کی عادت پڑھکی ہے اور وہ جس لڑکے
ساتھ ریلیشن میں ہے وہ جیک کی گینگ کا ہے۔۔۔)

سالک نے سرد بھج میں کہا۔ جیک کی گیگ لڑکیوں کو ڈر گز کا عادی کر کے آگے بیچ دینے کے لیے مشہور تھی۔ سٹیو کے روئے
کھڑے ہو گئے تھے اس اطلاع پر۔۔

"...S gimme detail... please lemme know the name of boy... S"

سٹیو پاگل ہونے لگا سے ڈیل بھی بھول گئی۔۔

Why sudden stew... i'll save ma girl first... and am not sure if I should tell you are "
"....not

(اچانک کیوں سٹیو۔۔ میں پہلے اپنی لڑکی کو بچاؤں گا۔۔ اور مجھے نہیں پتا کہ تمہیں بتاؤں گایا نہیں۔۔)

سالک کے کہنے پر سٹیو بے بس ہوا۔ اور جلدی سے بنائی شرط کے وہ انفرمیشن سالک کو بتادی جسے وہ سالک کو اپنا کرنے کے لیے
یوز کرنا چاہتا تھا۔ سالک نے سب سنتے ہی کال بند کی اور تیزی سے گاڑی میں بیٹھتا مار سیل کا نمبر ملا گیا۔۔

"...Marcell...wana know about illegal bike race..? meet me the same cafe"

(مار سیل۔۔ الیگل بائک ریس کے بارے میں جانا چاہتے ہو؟۔۔ مجھے اسی کیفے میں ملو۔۔)

سالک نے بولتے ہی کال بند کی اور گاڑی آگے بڑھا دی۔ اس کا پیپر تھا اور آخری سمسٹر کا آخری پیپر اگر وہ چھوڑ گیا تو پورے سمسٹر
پر اثر پڑتا مگر یہ بات اسے بھول چکی تھی۔۔

♥ ♥ ♥ Yaman Eva Writes ♥ ♥ ♥

رام سیم بر تھڈے کیک کاٹ کر ابھی داجان کے منہ میں پیس ڈال کر ہٹا تھا کہ ملازم نے ایک پار سل لا کر پکڑا یا۔۔

"رام صاب آپ کے لیے آیا ہے۔۔" رام نے مسکرا کر لیا اور جذباتی ہو کر اسی وقت پیکنگ کھولی جب اندر سے پر فیوم نکلا جہاں
داجان وہ پر فیوم دیکھ کر چونکے وہیں رام کا رنگ اڑا۔ ریان نے جلدی سے پیکنگ پر لگا کارڈ کھولا۔۔

”ہیپی بر تھڈے ڈیئر را سم۔۔ یور زر ائمہ۔۔“ صائم اور دوسرے سب کنوز را سم کی کلاس کے لیے پہلے سے تیار ہو بیٹھے اور داجان کی تو غصے سے بری حالت ہو گئی۔۔

”بے غیرت ڈھیٹ تم نے رابطہ ابھی ختم نہیں کیا۔۔ انہتا درجے کے بے شرم ہو تم۔۔“ را سم کی شکل پر بارہ بننے لگے اس نے توکب کا اس لڑکی کو منع کر دیا تھا ایسا کچھ بھی کرنے کا۔۔ پھر اچانک کیسے۔۔ وہ خود بھی کفیوز تھا۔۔

”اب ان کو پر ایسویں دے رکھی ہے ان کا سیل فون چیک نہیں کیا جاتا، ان کا کہاں کہاں آنا جانا ہے ان سے کوئی پوچھنا نہیں اس لیے۔۔“ اس کی بیوی نے گھور کر داجان کو وہ سب آزادیاں ختم کرنے کا اشارہ دیا۔۔ سب ہی را سم کو شرم دلار ہے تھے۔۔ زایان ایک طرف بیٹھا سنجیدگی سے دیکھ رہا تھا۔۔ اس نے سوچا تھا را سم کی یہ درگت انجوائے کرے گا مگر اسے کوئی دلچسپی ہی محسوس نہیں ہوئی۔۔

اس کا دماغ پر فیوم شاپ پر ہونے والی لڑائی پر ہی انکا تھا۔

”ٹھیک ہے میں اور ہو گیا مگر اس کی بھی غلطی ہے ہر وقت جھگڑا اور بد تمیزی کر کے چل پڑتی ہے۔۔ میں نے اتنی بد تمیزی تو کبھی کسی کی برداشت نہیں کی۔۔ جتنی اس کی برداشت کر چکا ہوں وہ بھی کھلے دل سے مگر کوئی حد ہوتی ہے۔۔“ وہ مسلسل دل میں ہالہ پر ناراض ہوتا اپنی ضد اور اپنی جوابا کار وائی بھول چکا تھا۔۔

را سم نے بھی ایک نظر اسے شک سے دیکھا تھا کہ کہیں زایان نے بدلہ نالیا ہوا۔۔

مگر اس کا گم صم انداز دیکھ کر اپنی سوچ کی نفی کی اگر وہ ہوتا تو اس وقت انجوائے کر رہا ہوتا۔۔ وہ بے چار اسر پکڑ بیٹھا۔۔ بیوی الگ ناراض ہو چکی تھی۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrite ♥ ♥ ♥

سالک کا لج میں دیا کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر تھک گیا تو مردہ کو جالیا۔

"وہ ڈورم سے تو مجھ سے بھی پہلے نکل چکی تھی اور کالج بھی نہیں آئی۔۔۔ آج آنا تو تھا مگر۔۔۔ ہو سکتا ہے اس کی طبیعت ٹھیک ناہو۔۔۔"

وہ اسے بتاتے ہوئے حیرت سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس کا تو آج پیپر تھا اسے تو اس وقت ایگزام ہال میں ہونا چاہیے تھا اور وہ دیا کا پوچھتا پھر رہا ہے۔۔۔؟

ساکن وہاں سے نکلا اور ہر ممکن جگہ چھان ماری۔۔۔ مگر وہ کہیں نہیں تھی۔۔۔

اس کی شاپ پر گیا تو وہاں شاپ اونر اکیلی کھڑی تھی۔۔۔

yes I called her to come here early cuz I've to go somewhere but she isn't here yet.. its "

"..already late

(ہاں میں نے اسے بلا یا تھا کہ جلدی آجائے کیونکہ مجھے کہیں جانا ہے مگر وہ ابھی تک یہاں نہیں آئی۔۔۔ پہلے ہی دیر ہو چکی ہے۔۔۔)

مسز جولی نے ٹائم دیکھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔۔۔

ساکن وہیں تھم گیا۔۔۔ اسے سٹیو نے بتایا تھا کہ جوزف دیا کو کڈنیپ کرنے کی پلانگ کر رہا ہے اور یہ بات سٹیو کے ایک بندے نے بتائی تھی جو جوزف کی گینگ میں سٹیو کا سپائے تھا۔۔۔

اور جوزف لڑکیوں کو یوز کر کے جیک کی گینگ کو دے دیتا تھا۔۔۔ تو کیا وہ جوزف کے ہاتھ لگ چکی ہے؟

ساکن کو ایک دم اس لڑکی پر شدید غصہ آیا جو اس کے حواس سلب کر چکی تھی۔۔۔ وہ یہاں آئی ہی کیوں تھی۔۔۔ اتنی چھوٹی اتنی میں بغیر کسی فیملی کے وہ یہاں آنے کا سوچ بھی کیسے گئی۔۔۔ اس کا جی چاہا بھاڑ میں جھونکے اور چلا جائے۔۔۔

ابھی بھی کچھ وقت باقی تھا اس کے پیپر میں اگر ابھی سب چھوڑ کر چلا جائے تو آرام سے پہنچ جاتا مگر۔۔۔ دیا پھر کبھی ساری زندگی آزادی میں سانس نالے پاتی۔۔۔

اس نے لب بھینچ کر مار سیل کو کال ملائی اور جوزف کے خفیہ ٹھکانے کا پتہ دیا جہاں وہ الیگل بائک ریس کرواتا تھا اور آج رات بھی کروانے والا تھا۔۔۔ مار سیل کی ٹیم ان بائکرز کو موقع پر پکڑنے کے لیے ایک عرصہ سے کوشش کر رہی تھی مگر جوزف بہت تیز تھا کب بائک ریس کروالیتا پتہ ہی نہیں چلتا تھا۔۔۔

سالک کی طرف سے یہ پ (خبر) ملتے ہی اپنی ٹیم کو ریڈی کیا۔۔

سالک نے بے چارگی سے سٹیو کو کال ملائی۔۔

No any deal stew.. help me to save ma girl and I'll give ya detail of boy your daughter "

"..is dating

(کوئی ڈیل نہیں سٹیو۔۔ میری لڑکی ڈھونڈنے میں میری مدد کرو اور میں تمہیں اس لڑکے کی تفصیل دوں گا تمہاری بیٹی جسے ڈیٹ کر رہی ہے۔۔)

سالک نے سخیدگی سے کہا اور سٹیو نے فوراً حامی بھر لی۔۔

"...Am not sure where that damn kept her.. am tryin to contact my boy"

(مجھے اندازہ نہیں اسے کہاں رکھا ہے۔۔ میں اپنے لڑکے سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔)

سٹیو نے جلدی سے کہا۔۔ سالک نے کال کاٹ دی۔۔

josh i've a work foya.. if anyone know about the secret places of joseph.. give'em work "

"...call... I've to release a girl from joseph.. its urgent

(جاش میرے پاس تمہارے لیے کام ہے۔۔ اگر کوئی جوزف کے خفیہ ٹھکانے جانتا ہے۔۔ انہیں کام پر بلاو۔۔ مجھے ایک لڑکی کو جوزف سے آزاد کروانا ہے۔۔ یہ ضروری ہے۔۔)

سالک نے دیا کا حلیہ بھی بتادیا اور کال کاٹی۔۔

اس کے سیل پر احرام، ماریہ۔۔ کانج ہیڈ اور نانا کی کالز آرہی تھیں۔۔ وہ جانتا تھا وہ لوگ اس کے پیپر سے غیر حاضری سے پریشان ہیں۔۔

اس نے ماریہ بیگم کی کال اٹینڈ کی۔۔

"سالک تم ٹھیک ہونا۔۔۔ تم پیپر کے لیے کیوں نہیں گئے۔۔۔؟" وہ حد درج پریشان تھیں لگتا تھا و پڑیں گی۔۔۔

"ایم فائن مام۔۔۔ میں بیپر نہیں دے پاؤں گا۔۔۔" وہ پریشانی سے لب کا ثابتولا اور بنا کسی وضاحت کے کال کاٹی اور یہی عمل اس نے احرام اور کانج والوں کے ساتھ بھی کیا۔۔۔

"پیپر دوں یا اس مصیبت کو بچاؤں جو میرے لیے عذاب کی طرح نجانے کہاں سے نازل ہو چکی ہے۔۔۔" نانا کی کال اٹینڈ کرتے ہی وہ پنج پڑا وہ چونکے۔۔۔

"??Are you talking about sia?.. what happened to her"

نانا کے پریشانی سے پوچھنے پر اس نے سب بتایا۔۔۔ اور یہ بھی کہ دیر ہوئی تو پھر دیا کبھی نظر نہیں آئے گی۔۔۔

"Ohh paper isn't a big deal.. we'll freez the smester.. just go ahead.. am comin too"

(اوہ پیپر بڑی بات نہیں۔۔۔ ہم سمیٹر فریز کروالیں گے۔۔۔ تم بس جاؤ۔۔۔ میں بھی آ رہا ہوں۔۔۔)

نانا نے کہہ کر کال کاٹ دی اور سالک کو سمجھنا آئی کہ اب کیا کرے کہاں جائے۔۔۔

"..go to hell... just go to hell shitt"

سالک دیا پر غصے سے چلا رہا تھا۔۔۔ وہ چاہتا تھا اسے بھاڑ میں جھونکے اور گھر جا کر ریلیکس کرے پر اس کا دل اور دماغ اس بے حسی پر راضی نہیں ہو رہے تھے۔۔۔

وہ جانتا تھا اس کا یہاں کوئی نہیں جو اسے بچا پائے گا۔۔۔ اس نے پھر سے مار سیل کو کال ملا کر جلدی کرنے کو کہا اور بتایا کہ اسے اڑکی آزاد کروانی ہے اگر ملے تو مار سیل کسی کے سامنے نالائے بس سالک کو کال کرے۔۔۔ مار سیل نے او۔ کے کہہ کر کال کاٹی اور سالک گاڑی میں بیٹھتا جوزف کو گالیاں دینے لگا۔۔۔

پھر گاڑی سٹارٹ کر کے جوزف کی طرف چل پڑا۔۔۔

YamanEvaWrites

زایان اس رزلٹ ڈے پروگرام میں بے زار سا بیٹھا تھا۔ اسے سپتھ کا کہا تو اس نے معذرت کر لی وہ کونسائج میں ابجو کیشن آفیسر تھا جو سپتھ دیتا۔۔۔

سٹوڈنٹس کو پوزشن لینے پر ٹرانسی دینے کے لیے اس سے کہا تو اس پر بھی اسی طرح سیٹ پر جم کر بیٹھا معذرت کر گیا۔۔۔

سب نے حیرت سے اس روڈ بے زار بندے کو دیکھا اگر کچھ کرنا ہی نہیں تھا تو آیا کیوں۔۔۔ مگر وہ نوابوں کی طرح ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا رہا اور پھر پروگرام مزید لمبا ہوتا دیکھ کر ہیڈ سے بات کر کے آفس میں جا بیٹھا۔۔۔

”معذرت سر۔۔۔ اگر آپ کو کہیں جانا ہے تو میں پہلے آپ کی بات سن لیتی ہوں۔۔۔“ اس کے اس طرح اکیدے آفس میں جا کر بیٹھنے کا سن کر وہ پریشان ہوئی کہ کہیں اس بات کو بعد میں ایشو نابالیا جائے۔۔۔

”اٹس او۔ کے ٹیک یور ٹائم۔۔۔ بٹ ہو سکے تو زر اجلدی فری ہوں۔۔۔ آپ نے جو کہا کہ ان سٹوڈنٹس کے لیے منخلی الاؤنس چاہیے مجھے اس کی ڈیل دیں۔۔۔“ زایان نے اسے تسلی دی تو وہ باہر چل گئیں۔۔۔

”ویسے بھی داجان کی نظر میں نکماہی ہوں۔۔۔

یہ لاست ٹائم ہے بس زایان۔۔۔“ وہ آفس کے صوفے پر بیٹھا بڑا رہا تھا۔۔۔ جب اسے آفس کے دروازے پر ہی دونسوائی آوازیں سنائی دیں۔۔۔

”غزلہ آپی یہ جو فارس بھائی کے فرینڈ چیف گیٹ بن کے آئے ہیں نا۔۔۔ اسی نے مجھے نکالا پچھلی جاب سے بھی۔۔۔ اب یہاں بھی مجھے دیکھا تو میری جاب جو بھی کنفرم بھی نہیں ہوئی ختم ہو جانی ہے۔۔۔“ یہ ہالہ کی آواز تھی زایان نے اس کی بات پر لب سخنچے۔۔۔

”نہایت ضدی لڑکی ہے مہینہ بھی نہیں ہوا اور یہاں جاب کرنے آگئی۔۔۔“ وہ خود سے بولا۔۔۔

”اوہ یہ تو مسئلہ ہو جائے گا پھر۔۔۔ میم تو پہلے ہی بڑی مشکل سے اس ٹرائل کے لیے مانی ہیں وہ تو فوری عمل کریں گی۔۔۔“ غزالہ پریشانی سے بولی۔۔۔ اچھا وہ اس وقت سٹھ پر نظر نہیں آ رہا لگتا ہے چلا گیا شاید۔۔۔ تم بس آفس میں بیٹھو باہر مت آنا، ہم پھر فارس سے ہی بات کریں گے۔۔۔“ غزالہ نے اسے تسلی دی اور اس کے اندر آنے کا سن کر زایان صوفے سے کھڑا ہوتا سینے پر بازو لپیٹے عین دروازے کے سامنے ٹھہر گیا۔۔۔ چہرے پر سنجیدگی تھی۔۔۔

وہ اندر داخل ہوئی تو زایان کو سامنے دیکھ کر اس کا دماغ بھک سے اڑا۔ چہرے پر بھل کی سی تیزی سے نقاب کیا ایسے کہ زایان اس کی ایک جھلک بھی سہی سے نہیں دیکھ پایا تھا۔

”تو تم باز نہیں آؤ گی؟“ زایان کا سنجیدہ جملہ اسے پریشان کر گیا۔

”دیکھو۔ مجھے جاپ کی ضرورت ہے۔ آگے پڑھائی میں آسانی ہوتی ہے اور وقت بھی اچھا گزرتا ہے۔ میں گھر میں اکیلی بیٹھے بیٹھے پا گل ہو جاؤں گی۔“ اس نے شاید پہلی مرتبہ زایان سے اپنی ذاتی نوعیت کی بات کی تھی وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔

”میں نے اب تک جتنی بھی بار بد تیزی کی ہے نا اس سب کے لیے سوری۔ میں سب الزام اپنے سریقی ہوں تم۔ آ۔ آپ سے صرف میں ہی بد تیزی کرتی رہی اور میں ہی بری ہوں۔ اس جاپ کے لیے پچھلے کئی دن سے بہت محنت کر رہی ہوں پلیز۔“
ہالہ کا سارا غرور اور طنطنه کہیں بھاپ بن کر اڑ گیا۔

ضرورت کے وقت گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے والا حساب کیے وہ چاہے دل میں زایان کے ہر جگہ نازل ہو جانے کو خوب کوس رہی تھی مگر زبان پر مغدرت اور عاجزی کا رنگ چڑھا تھا۔

”دل سے تو ہر گز نہیں مان رہی ہو گی تم۔“ زایان نے بغور اسے دیکھتے جیسے اس کے انداز میں سچائی کو کھو جانا چاہا۔۔۔

”آپ نے میرے دل کا اچار ڈال کر اپنی محنت ضائع نہیں کرنی۔“ وہ شرات پر آمادہ ہوا۔
بھلائے ہنس پڑا۔۔۔

”مجھے اتنے کڑوے دل کا اچار ڈال کر اپنی محنت ضائع نہیں کرنی۔“ وہ شرات پر آمادہ ہوا۔

”اگر اپنے چسکے سائیڈ پر رکھیں تو یہ جملہ میں نے محاور تاکھا۔“ ہالہ نے غصہ دبایا نجانے اس انسان کو عزت راس کیوں نہیں تھی۔۔۔

دیکھو مجھے تمہارا یہ ٹیچنگ کرنا پسند نہیں۔ اور مجھے پتہ ہے تم اپنی عادت کے مطابق اس بار بھی بحث کرو گی اور میری بات تو بالکل نہیں مانو گی۔ پھر تمہیں کیوں لگ رہا ہے میں تمہاری بات مان جاؤں گا۔“ زایان کے استحقاق بھرے جملوں نے ہالہ کی ایک پل کے لیے بولتی بند کر دی۔

جی چاہا سب بھلائے اس کی خوب عزت افزائی کرے۔ آخر رشتہ کیا ہے جو یوں بول رہا ہے۔ جاب کرنا نہیں پسند؟

”میں آپ کی عزت کر رہی ہوں سوری بھی کر رہی ہوں تو کیوں مجھے بد تمیزی پر اکسار ہے ہیں۔“ ہالہ نے خطرناک تیوروں سے گھورا تو زایان جلدی سے چپ ہوا۔

”او۔ کے ایسا ہے کہ یہاں اپنی فیملی کا سب سے چھوٹا لڑکا ہوں جو یونی سے فری ہو کر انجوائے کرنا چاہتا تھا مگر نکما سمجھ کر اس بوگس کام پر لگا دیا۔ تو میں بس اب فیملی بزنس جوائن کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔“ ہالہ نے بے زاری سے اس کی بات سنی جس کا اس سے لینا دینا نہیں تھا۔

”تو میں دوبارہ آؤں گا نہیں۔ تمہاری جاب کہیں نہیں جائے گی مگر ایک شرط ہے۔“ زایان نے مطلب کی بات اب نکالی تھی۔ ہالہ نے مجبوراً شرط کی بات پر سوالیہ نظر وہ سے اسے دیکھا۔

”اب جب کبھی سامنا ہو آرام سے اور نرمی سے بات کیا کریں گے۔ لڑائی نہیں ہو گی۔“ زایان کی شرط پر اس نے ناک پر سے مکھی اڑائی اور احسان لگا کر ”ٹھیک ہے“ کہا۔

”اس طرح میری بات مانتی کتنی اچھی لگ رہی ہو۔ بتا نہیں سکتا۔“ زایان نے مسکرا کر اس سے دیکھا اور اس کی بات پر ہالہ کا پارہ ہائی ہونے لگا مگر وہ ضبط سے لب بھنج گئی اور تیزی سے وہاں سے نکلی۔

”یا اللہ اس بے ہودہ بے شرم بندے سے دوبارہ کبھی میر اسامنا نا کروانا۔“

وہ باہر نکل کر اللہ سے اتجاعیں کرتی غزالہ کی طرف بڑھ گئی تھی۔ اور زایان اتنے دن بعد پھر سے ہلاک چلا کا سا مسکراتا ہوا صوفے پر بیٹھا اب تو سب اچھا اچھا سالگ رہا تھا۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

دیا کا سن دماغ آہستہ آہستہ بیدار ہونے لگا اسے اچانک بس سٹاپ پر سپرے کر کے بے ہوش کیا گیا تھا اور اس کے بعد کیا ہوا وہ بے خبر تھی۔

نیم و آنکھوں کو پورا زور لگا کر کھولنے کی کوشش کرتے اس نے دھندا لایا ہوا منتظر دیکھ کر اپنی حالت کا اندازہ لگانا چاہا۔۔۔ کمرہ حد سے زیادہ چھوٹا تھا، نیم انداز ہیرا تھا۔۔۔ کھڑکیوں پر شیٹ چڑھا کر روشنی کا راستہ بند کیا ہوا تھا۔۔۔

اس کے حوالے کچھ بحال ہوئے تو وہ قید پر ندے کی طرح پھر پھرائی۔۔۔ ہاتھ پاؤں بند ہے تھے اور وہ ایک پرانے سے سنگل بیڈ پر پڑی تھی۔۔۔ منہ پر نہایت سختی سے بند ہی پڑی کی وجہ سے آواز نکالنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔ وہ بے بسی سے سک پڑی۔۔۔ کمرے میں عجیب سی بدبو تھی جو یقیناً شراب کی تھی اور ہر طرف بکھر انداز کا دل متلانے لگا۔۔۔

اس کی ضد اسے کہاں لے آئی تھی اور امریکہ آنے کے بعد سے ہی وہ باپ سے کیے وعدے بھی بھولتی جا رہی تھی۔۔۔ احتیاط کرنا۔۔۔ اپنا خیال رکھنا۔۔۔ کسی پر بھی اعتبار نا کرنا۔۔۔ غیر ضروری کاموں میں مت گھسننا۔۔۔ کسی سے مت لڑنا۔۔۔ اپنا پردہ پورا رکھنا۔۔۔ ان میں سے کچھ بھی سبھی سے نہیں کر پائی تھی۔۔۔

اسے اب سمجھ آرہی تھی پاکستان میں وہ بہادری دکھا سکتی تھی، اس کے پاس باپ کا ساتھ تھا۔۔۔ فارس اور اکرام جیسے بھی تھے ڈھال تھے۔۔۔ اسے پتہ تھا کسی مصیبت میں پھنسنے سے پہلے ہی اس کو بجا لیا جائے گا۔۔۔

یہاں اس کے پاس کوئی نہیں تھا۔۔۔ اب جب وہ صح سے اس عجیب کمرے میں پڑی تھی آدھا دن گزر گیا شاید کسی کو پتہ بھی ناہو دیا غائب ہے۔۔۔ شاید اسے کوئی ڈھونڈے بھی نا۔۔۔

شاید وہ یہاں پڑے پڑے مر جائے اور کسی کو پتہ بھی ناچلے۔۔۔ اس کی ضد اسکی سزا بن گئی تھی۔۔۔

ہالہ نے بتایا تھا اس کے جانے کے بعد سے بابا نا سوپاتے ہیں نبا تیں کرتے ہیں۔۔۔ کھل کر بہن بھی نہیں سکتے ہر وقت فکر میں رہتے ہیں۔۔۔ اسے اپنے باپ کی بے بسی اب محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

اس کا باپ دنیا کو جانتا تھا وہ نہیں جانتی تھی اب جان گئی تھی۔۔۔ وہ غلط تھی شروع سے اب تک وہی غلط تھی اور غلطیاں کرتی چلی گئی۔۔۔

”اللہ مجھے یہاں سے بچا لے۔۔۔“

وہ ہنگیوں سے روتی اللہ کو پکار رہی تھی۔۔۔

اب پتہ نہیں اسکا کیا انجمام ہونے والا تھا۔۔



سالک کی پریشان آواز پر احرام صاحب بری طرح ڈر گئے تھے۔۔

”سالک تم پھر کسی مصیبت میں ہو۔۔ یا اللہ شکر ہے تو نے بس ایک ہی بیٹا دیا ہے۔۔ ایسے دو یا تین ہوتے تو میری زندگی کا کوئی لمحہ سکون سے ناگزرتا۔۔“ انہوں نے اپنے چپا کو کال ملائی۔۔ انہیں یقین تھا سالک کا مسئلہ سالک کے نانا کو ضرور پتہ ہو گا دونوں پار ٹنر جو تھے۔۔

”ہاں احرام میں تمہیں ہی کال کرنے والا تھا۔۔ سالک کو بار بار پیپر کے لیے کالز مت کرنا وہ بہت اپ سیٹ ہے اس وقت۔۔ سیا کو کسی نے کلڈ نیپ کر لیا ہے اور وہ لوگ بہت خطرناک ہیں۔۔“ وہ تیزی سے بولے تو احرام بھی فکر مند ہو گئے۔۔

”اور ضرور وہ سالک کے ہی جانے والے ہوں گے۔۔ دیکھ لیں آپ۔۔ ایک بار خود بھی موت کے منہ سے بچا ہے اور اب اس معصوم لڑکی کو پھنسا دیا۔۔“ وہ بری طرح پریشانی سے بولے۔۔

”وہ کچھ کر لے گا۔۔ تم ابھی تک اپنے بیٹے کو سمجھ نہیں پائے۔۔ وہ دوسرے ریس زادوں کی طرح مازبوائے نہیں ہے۔۔ وہ مار کھا بھی لیتا ہے مارتا بھی ہے۔۔ اس کی پرسنالٹی میں سب پرفیکٹ ہے۔۔“ وہ اٹسالک کی سائیڈ لیتے کال کاٹ گئے۔۔

”مجھے پرفیکٹ بیٹا نہیں چاہیے مجھے بس میر ایٹا ہر مصیبت سے محفوظ چاہیے اور یہ بات نامیر ایٹا کبھی مانے گا نا اس کے گرین پا۔۔“
احرام صاحب بے بُسی سے سالک کو کالز کر رہے تھے۔۔ جو مسلسل انگور کر رہا تھا۔۔ اور پھر متوجہ بھیجا۔۔

”پاپس پیپر کا ٹائم اپ ہے یار ٹنگ نہیں کریں۔۔“ اور احرام کی سانس قدرے بحال ہوئی یعنی وہ ٹھیک ہے۔۔

”میرے جن کال اٹھاؤ۔۔ بھاٹ میں گیا پیپر۔۔ تمہیں کوئی ہیلپ چاہیے تو مجھے بتاؤ۔۔“ انہوں نے جو اباٹاپ کر کے بھیجا اور اس کا وہی ہمیشہ والا جواب تھا۔۔

”I'll handle on my own“

سالک اپنے معاملات میں کسی کو گھساتا کب تھا اپنے طریقے سے ہی چلنا تھا اسے۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

we have found the location of number S.. this is the opposite direction of bike race "

"location

(ہم نے نمبر کی لوکیشن ٹریس کر لی ہے ایس۔۔۔ یہ بائک ریس والی لوکیشن سے دوسری سمت ہے۔۔۔)
مارسیل کے میچ پر سالک جو گاڑی میں سٹیرنگ پر ماٹھار کئے آنکھیں بند کیے ایک جگہ ساکن بیٹھا تھا جلدی سے سیدھا ہوا۔۔۔

"..gimme marcell... send me location hurry up.. and you should've go to bike race"

ساکنے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے کہا۔۔۔ اور جا شکو کا ملا کر بندے سمجھنے کا کہا۔۔۔

لوکیشن جس طرف کی لمبی تھی اس طرف جو اڈا تھا وہ جا شکو ایک بندہ پہلے بتا چکا تھا۔۔۔ ساکنے گاڑی اسی طرف موڑ لی۔۔۔

ٹریس کی ہوئی لوکیشن حرکت میں تھی وہ چونکا۔۔۔ کیا دیا کو کہیں اور لے جایا جا رہا ہے۔۔۔؟

گاڑی ایک نہایت رش والی جگہ پر رکی۔۔۔ یہ کوئی مچھلی بازار تھا۔۔۔ بندہ اور تنگ گلیاں اور ہر طرف لوگوں کا شور۔۔۔ گوشت مچھلی کی بدبو فضائیں پہلی ہوئی تھیں۔۔۔

ساکنے ماسک نکال کر لگایا اور گاڑی سے اتر کر پیدل چل پڑا۔۔۔ مگر مسلسل موسو کرتی لوکیشن پر وہ ٹھٹک کر رکا۔۔۔ لوکیشن بالکل قریب کی تھی مگر اسے یہاں دیا کے حلیہ کی کوئی لڑکی دور دور تک نظر نہیں آ رہی تھی۔۔۔ شام ہونے لگی تھی۔۔۔

دیا کو کلڈ نیپ کر کے اس کا سیل اسکے پاس تو نہیں رہنے دیں گے۔۔۔ ساکنے ارد گرد نظر دوڑائی لوکیشن بالکل قریب کی ہو چکی تھی ساکنے ساتھ سے ہی بلیک ہڈی والا بندہ سر ڈالے گزر رہا تھا۔۔۔ ساکنے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے روکا۔۔۔ وہ جیرت سے ساکنے کا منہ دیکھنے لگا۔۔۔

"...Where is the girl"

وہ بندہ نغمی میں سر ہلاتا رہا۔۔۔

"..what you taklin about boy.. who the hella you.. I dunno"

(کیا بات کر رہے ہو لڑکے۔۔ کون ہوتم۔۔ میں نہیں جانتا۔۔) سالک اس کا گریبان کپڑے منہ پر پر پنچ مرتا اس کی بات ہی نہیں سن رہا تھا۔۔ لوگ جمع ہونے لگے اور شور سانج گیا تھا۔۔

اس بندے کو سالک نے پیچھے دھکایا تو وہ زور سے زیں پر جا گرا اس کی ہڈی کی پاکٹ سے سیل نکل کر زمین پر گرا۔۔ سلو رہیک موبائل دیا کرنا۔۔

سالک نے جلدی سے موبائل اٹھایا۔۔

"...*hey you bastard..how dare ya to beat me you f"

وہ بندہ بری بربی گالیاں دیتا چخ رہا تھا۔۔ سالک موبائل لے چکا تھا۔۔ سمجھ گیا انہیں بھٹکانے کے لیے اس بندے کو یوز کیا گیا تھا۔۔ سالک نے دونوں ہاتھ اٹھا کر قدم پیچھے کیے اور جھنڈ کو چیر تاوہاں سے نکلا۔۔ بندہ ابھی بھی چخ رہا تھا۔۔

"S where are you... come here"

جاش کی کال تھی وہ کہیں بلارہا تھا سالک اسی بازار میں سے تیزی سے بھاگتا چیزوں سے اور لوگوں سے نکراتا آگے بڑھ رہا تھا۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

زاں لیپ ٹاپ سامنے رکھے وہ سب فائزہ بے زاری سے چیک کر رہا تھا جو آفس جوانی کرنے کے اعلان پر صائم نے دی تھیں۔۔

"یہ سب اچھے سے سمجھو، پڑھو، کچھ سمجھنا آئے تو ہم میں سے کسی سے بھی پوچھ سکتے ہو۔۔ آفس جوانی میں سے پہلے یہ سب پتہ ہونا ضروری ہے۔۔" صائم کے اس طرح کہنے پر اس نے تب تو جلدی سے (یو ایس بی) لے لی تھی مگر اب جمایاں لیتا بے زار ہوا جارہا تھا۔۔

آج کل پھر سے رشتہ کے صدمے کی وجہ سے دی جان اور باتی سب سے بھی بائیکاٹ چل رہا تھا مگر اب کوئی توجہ نہیں دیتا تھا۔۔ جب سے اس کا رشتہ ہوا تھا یہ دورہ اکثر لگ جایا کرتا تھا۔۔

اس کے سیل پر پورے ایک مہینہ بعد خود سے بُلی کی کال آرہی تھی وہ چونکا۔۔

”ہمیلو بُلی سناؤ کوئی خوشخبری ہے کیا؟“ زایان بے صبری سے بولا۔۔

”زایان صاب جی آپ عزہ بی بی کے ساتھ اچھا نہیں کر رہے۔۔ نا ان کی کالز لیتے ہیں ناتیج کا جواب دیتے ہیں۔۔“ بُلی نے الگ راگ الپا تھا۔۔ زایان جل بھن گیا۔۔

”اور یہ بات تمہیں اس شریف اور دنیا کی بہترین بی بی نے بتائی ہے؟ اسے شرم نہیں آئی مگنیٹر کے بارے میں ایسا سب کوتانے پر۔۔؟“

زایان نے اٹھانا راضگی کا اٹھار کر کے بُلی کو بوکھلا دیا۔۔

”نہیں صاب وہ تو جی اپنی کزنوں کو پول رہی تھیں کیونکہ۔۔“ بُلی کچھ بولتے بولتے رکی زایان کے کان کھڑے ہوئے۔۔ ”کیونکہ کیا؟۔۔ دیکھو جو بھی ہے جلدی بتاؤ۔۔ اب ویسے بھی دی جان کہہ رہی تھیں تمہیں بلوائیں بہت بُلی چھٹی ہو گئی۔۔ اور اگر تم میرا کوئی بھی فائدہ کیے بنا آئیں تو حشر بگاڑ دوں گا۔۔“ زایان جوش سے بولتا بُلی کو دھمکی دے گیا۔۔

”صاب وہ آپ سے اب بے زار ہونے لگی ہیں۔۔ وہ بول رہی تھیں آپ کے جیسا بنہ ساری زندگی کسی کی پرواد نہیں کر سکتا آپ بس اپنی مرضی سے جینے والے بندے ہیں۔۔“ عزہ کے روشن خیالات سن کر زایان کے اندر تک ٹھنڈ پڑ گئی تھی۔۔

”مالائی ق ہے بھئی پھر تو۔۔ نفیسات پڑھ رہی ہے اور یہ نہیں سمجھ پائی اگر مجھے اس سے محبت ہوتی تو مجھ سے زیادہ کئی نگ بندہ کوئی نہیں۔۔“ زایان بالوں میں انگلیاں چلاتا مسکرا کر ایسا اور وہ کتنا سچا تھا یہ تو اسے جانے والے بھی جانتے تھے۔۔

”ان کی آج کل اپنے ایک کزن جو باہر سے آئے ہیں، ان سے کافی دوستی ہوئی ہے۔۔ وہ کہتے ہیں ناسلو میٹ۔۔ وہ بنے ہوئے ہیں۔۔“ بُلی نے منہ بگاڑ کر کھا تو زایان نے قہقہہ لگایا۔۔

”سوہلیٹ ہوتا ہے۔۔“

زایان نے ایکسینٹ کے ساتھ لفظ بیان کیا۔۔

"اب بس تم آنے کی تیاری پکڑو میرے لیے اتنا بہت ہے۔۔ باقی کام وہ لوگ خود کریں گے۔۔" زایان نے خوشی سے پاگل ہوتے کہا۔۔ بدلی نے کال کائی۔۔ اس کے زایان صاب تو پاگل تھے جو اتنی اچھی لڑکی کے دل بدلنے پر خوش تھے۔۔ وہ افسوس کر سکتی تھی۔۔

"ہالہ میری ہالہ۔۔ تم کب میری بنوگی۔۔" وہ ہالہ کو سوچ کر مسکرا ہاتھا۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

وہ سکڑی سمٹی سی نیم بے ہوش پڑی تھی۔۔ رو رو کر آنسو جیسے خشک ہو گئے۔۔ اسے لگ رہا تھا یہاں پڑے جیسے صدیاں گزر گئی ہیں۔۔

دروازے پر ہوتی کھٹپٹ سے اس کا پورا جسم خوف سے تھرا اٹھا۔۔ اندر کوئی جوان مرد آیا تھا۔۔ سفید چہرے پر سنہری ہلکی ہلکی داڑھی تھی اور آنکھیں سنہری براؤن مگر حد سے زیادہ سرخ تھیں۔۔ اس کے دیکھنے پر ہی دیا کا دل کانپا۔۔

اس کا ماسک تو چہرے پر تھا نہیں اس کا سٹالر بھی بس سر پر اٹکا ہوا تھا۔۔ وہ بے بسی سے سکسی۔۔ وہ بندہ آگے بڑھا۔۔

seems like your boyfriend is not that loyal.. nobody came to help'ya poor girl, its "

"..already evening

(ایسا لگتا ہے تمہارا بوائے فرینڈ اتنا وفادار نہیں۔۔ کوئی بھی تمہیں بچانے نہیں آیا بے چاری لڑکی۔۔ شام ہو چکی ہے۔۔)

وہ استہزا سیہے مسکرا یا تھا۔۔

"..I don...ve... boy..friend"

دیا خشک لبوں کو بمشکل حرکت دے پائی تھی۔۔

then who'se that basterd to you..? don tell me you were only one night stand girl.. are "

"??you

(پھر وہ * گالی کون ہے تمہارا۔۔ کہیں تم رات گزارنے والی لڑکی تو نہیں۔۔ کیا ہو؟)

اس نے آگے بڑھ کر دیا کے بال مٹھی میں دبا کر جھٹکے سے اس کا چہرہ اپنے سامنے کیا۔۔ اور اس کے منہ پر اتنی شدت سے تھپٹ مارا کہ اس کا نازک گال اندر سے پھٹ گیا اور منہ میں خون کا زائد گھل گیا۔۔ خوف اور زلت کے مارے اس کا رنگ بالکل سفید پڑ گیا تھا۔۔

..I dun..no..any..one"

"ple...ase...le...me...go..

دیانے روئے ہوئے انتباکی تھی اور وہ پاگلوں کی طرح اسے گھسیتا بیڈ سے زمین پر پھینک چکا تھا۔۔

اس کے بال کھل کر اس کے گرد بکھر گئے۔۔ وہ بے پرده ہو چکی تھی، وہ زلت سے گڑگئی۔۔

jus tell me Is that boy S is police spy?.. or he own a gang .. how could be he is too "

"..young.. how can he beat me that f* bastard abolished my gang

(مجھے بتاؤ وہ لڑکا ایس پولیس کا سپاٹے ہے؟۔۔ یا اس کی گینگ ہے۔۔ کیسے ہو سکتا ہے یہ۔۔ وہ بہت چھوٹا ہے۔۔ وہ کیسے مجھے ہر اسکتا ہے اس * گالی نے میرے گروپ کو توڑ دیا۔۔)

وہ پاگلوں کی طرح دیا سے سالک کے بارے میں کچھ بھی سننے کے لیے اسے مار رہا تھا۔۔ اس کا ہونٹ پھٹ گیا تھا۔۔ ناک سے خون بننے لگا تھا۔۔ منہ سے بھی وہ خون اگل رہی تھی اور لگتا تھا اس کے جسم کی جلد پھٹ رہی ہے۔۔

باہر اچانک شور سا پیدا ہوا تھا۔۔ اور قدموں کی دھمک، چینوں اور گالیوں کی آوازوں میں شامل ہوتی عجیب سی دہشت پھیلا گئی۔۔ وہ بھی زرار کا، دیا کے بال مٹھی میں جکڑے تھے اور وہ موم کی گڑیا کی طرح سرگراۓ جیسے سولی پر لٹکی تھی۔۔

”جوزف“ سالک اسے دیکھ کر دھڑا اتھا۔۔

جوزف نے دیا کے بالوں سے ہاتھ ہٹایا اور وہ کٹی ہوئی شاخ کی طرح زمیں پر گری۔۔

..How dare you to touch her"

"...I'll burn your filthy hand

(اسے چھونے کی ہمت کیسے ہوئی تمہاری۔۔۔ میں تمہارے گندے ہاتھ جلا دوں گا۔۔۔) وہ تیر کی طرح اس کے سر پر پہنچا اور اس کا گریبان پکڑتا گھونسوں کی بارش کر گیا۔۔۔ وہ جنونی سا ہورہا تھا چند لمحوں میں اس نے جوزف کو سنبلہنے کا موقع دیئے بنایا اس کے منہ کا حالیہ بگاڑ دیا تھا۔۔۔ اس کے ناک کی ہڈی توڑ دی۔۔۔ اس کی ایک آنکھ ضائع ہو چکی تھی۔۔۔ اس کے کچھ دانت تک گرا دیئے۔۔۔ سماں کے اپنے ہاتھ رخی ہو رہے تھے مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔۔۔ اس کے بال پسینے سے بھیگ کر ماتھے پر بکھر چکے تھے اور آنکھوں میں وحشت بھری تھی۔۔۔

"you dare to touch her.. i'll kill you

وہ مسلسل چیختا بالکل الگ روپ میں تھا۔۔۔ اس کی دونوں بازوؤں کی ہڈیاں توڑ دیں۔۔۔ اس سب میں اسے یہ بھی بھول گیا کہ اسے دیا کو سنبلہنا چاہئے۔۔۔

"..S police raid.. we've to go"

جاش نے اسے آکر اطلاع دی اور اپنے سب بندوں سمیت وہاں سے نکل گیا۔۔۔
سماں نے آگے بڑھ کر دیا کے بال سمیٹ کر اس کا خون سے بھرا چہرہ دیکھا۔۔۔
اس کی آنکھیں ضبط اور تکلیف سے سرخ ہوئی تھیں۔۔۔ اس کے ہاتھ پاؤں کھول کر اس نے بے اختیار دیا کو گلے سے لگالیا۔۔۔

"I'm sorry D... its my fault am sorry"

اسے خود میں بھنسپے وہ بار بار بھی دھراتا جا رہا تھا۔۔۔ دیا بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔

YamanEvaWrites

”سالک ہم اسے کسی اچھے ہاپیٹل لے جاسکتے ہیں۔۔ بچی کی حالت ٹھیک نہیں۔۔“ وہ دیا کو اپنے گھر لے آیا تھا اور احرام اسے سمجھا سمجھا کر رزق ہونے لگے۔۔ مگر وہ کچھ نہیں سن رہا تھا۔۔

”میں اسے کہیں بھی اکیلا چھوڑنے کا رسک نہیں لے سکتا۔۔ آپ کسی اچھے ڈاکٹر کو بھیں بلوائیں۔۔ اگر اس ظالم اسے اکیلا چھوڑا تو پوری زندگی کے لیے ٹراماٹائز ہو جائے گی۔۔“ سالک کی بے چینی اور پریشانی کی کوئی حد نہیں تھی۔۔

”ٹھیک ہے تم تو ریلیکس کرو۔۔ اتنے اپ سیٹ کیوں ہو۔۔ وہ اب سیف ہے۔۔“ ماریہ نے اس کے بال اتھے سے ہٹاتے ہوئے پیار سے اس کا گال چوما۔۔ انہیں سالک کا یہ میچور ساروپ بہت اچھا لگ رہا تھا۔۔

اس کے نانا اس کی حالت سے محظوظ ہو رہے تھے جو مسلسل پریشانی سے ما تھار گزر رہا تھا۔۔

”اس لڑکی کو نا شوق ہے اکیلے گھومنے کا۔۔ صح صبح اکیلی جاب پر نکل گئی۔۔“

وہ اب صوفی پر بیٹھا غصہ ضبط کر رہا تھا۔۔

”تم پر ہی چلی گئی ہے پھر تو۔۔“ احرام ڈاکٹر کو کال کرتے اسے جانے لگے۔۔

”میں اسے دیکھ آؤں مام؟ کیا اب وہ ہوش میں ہے؟“ سالک پھر سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

”جاؤ بھی رات سے سوار اسے دیکھ چکے ہو۔۔ اب پوچھنے کا تکلف مت کرو۔۔“ اس کے نانا اسے چھیرا وہ سر ہلاتا چل پڑا۔۔

”اوہ مائے گاؤ۔۔ سالک کتنی کئیر شو کر رہا ہے۔۔ پہلی بار اسے اتنا سینسٹو دیکھ رہی ہوں۔۔“ ماریہ خوشی سے پاگل ہونے کو تھیں۔۔

”سالک کل سے مجھے ڈینا نئے کر رہا ہے۔۔ وہ کہتا ہے اسے بس فکر ہے کیونکہ وہ چھوٹی اور کم عقل ہے۔۔ پاگل کو احساس ہی نہیں وہ کتنی سپیشل ہو چکی ہے اس کے لیے۔۔“ احرام کال سے فارغ ہو کر آئے تو مسکرا کر بولے۔۔

”وہ اتنا بچہ بھی نہیں۔۔ بس وہ مانے گا نہیں۔۔“ نانا نے مسکرا کر سرفی میں ہلایا۔۔

”...salik is growin so well“

ماریہ نہس کر بولیں۔۔ ان کا وہ ضد کرنے والا، اپنی منوانے والا اور کبھی کبھی لاڑاٹھوانے والا بیٹا کل سے کسی سمجھدار آدمی کی طرح بی ہیو کر رہا تھا۔۔

وہ دیا کے لیے کسی سامان کی طرح بن گیا تھا۔۔ پروہ اسے محبت کہنے کو تیار نہیں تھا۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

وہ اس پر تعیش بڑے سے کمرے میں مخلی پر سکون بستر پر آنکھیں بند کیے پڑی تھی۔۔

کمرہ بہت بڑا کھلا تھا دیواریں شیشے کی تھیں مگر ان پر پردے دیے ہوئے تھے۔۔ آف وائٹ اور سکائے بلو کلر کمبی نیشن کا یہ کمرہ بلکی سی خوشبوؤں سے بھرا تھا جس سے اعصاب پر بہت اچھا اثر پڑتا تھا مگر دیا بھی زہنی طور پر اسی گندگی بھرے چھوٹے کمرے میں تھی۔۔ جہاں اکیلی اور خوفزدہ وہ ایک پورا دن سانس اٹکائے پڑی رہی تھی۔۔۔

اسے بھی بھی خود پر ان غلیظ نظروں کا احساس ہوتا تھا۔۔ اور جسم میں ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔۔ وہ بے چین سی پڑی سکنے لگی۔۔

دروازہ کھلا تو اس نے بھی آنکھیں کھولیں اور دل عجیب سے خوف میں لپٹا تھا۔۔

کیا اب وہ ساری زندگی قدموں کی چاپ سے۔۔ دروازوں کی آواز سے ڈرتی رہے گی۔۔

سالک دھنے قدموں سے چلتا اس کے قریب آیا وہ حپت پر لکھتے مدھم روشنیاں پھیلاتے فانوس کو تک رہی تھی۔۔

"?D are you ok"

اس نے نرمی سے پوچھا۔۔ وہ اس پر غصہ کرنا چاہتا تھا پر اس کی حالت پر اسے مزید کھنے گھیر لیا۔۔ دیا نے اس کی آواز پر آنکھیں میچ لیں۔۔

کل نجانے وہ کس حال میں ملی ہو گی اسے۔۔ پر وہ تو اتر گیا تھا۔۔ وہ بے ہوش تھی اور اب جب آنکھ کھلی تھی تو اس کے وجود پر ریشمی ہلکا پھلا کا ڈھیلا سانائٹ ڈر لیں جیسا گاؤں تھا۔۔

اس کے اپنے کپڑے کہاں تھے۔۔ وہ کس حال میں سب کے سامنے آئی تھی؟ وہ نہیں جانتی تھی اور یہی بات اسے ٹڑپا رہی تھی۔۔

اس کے چہرے کے اتار چڑھاو میں تکلیف اور شرمندگی کے تاثرات پر سالک نے لب بھینچے۔

”تم سیف ہو۔ سوری میں تمہیں نہیں بچا سکا۔ مگر ایسا بھی نہیں کہ تم اس طرح نظریں بھی ناملا سکو۔ تمہیں پولیس نے بچالیا تھا تمہاری عزت محفوظ ہے۔ اور بحفاظت یہاں پہنچایا گیا۔“ سالک کے تیز دماغ نے اس کا جیسے خوف بجانپ لیا تھا۔ وہ اپناز کر گول کرتا سب پولیس کے نام کر گیا۔ اس کو بچا کر یہاں لانے تک۔ اس نے اپنا آپ چھپا لیا۔

دیا کے کچپے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ آنھیں گھما کر سالک کو دیکھنے لگی۔

”وہ۔ بہت۔ بے رحم۔ اس۔ نے مجھے۔ بہت۔ مارا۔“ وہ اپنی تکلیف نہیں بھول پا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر زخموں کے نشان تھے۔ سالک لب کچل کر رہ گیا۔

”مجھے بابا پاس۔ جانا۔ ہے۔ پلیز۔“

وہ رونے لگی سالک نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے کے گرد لپٹے ریشمی ٹالر کے ایک کونے سے اس کے آنسو جذب کیے۔

”ایم سوری ڈی۔“ وہ بس یہی کہہ پایا تھا۔

اسے یہ احساس بری طرح کھا رہا تھا کہ یہ سب سالک کی وجہ سے جھیلا تھا دیا نے۔

”یہاں سب برے۔۔۔ تم سب لوگ برے۔۔۔ ہو۔“ دیا کے چہرے پر تکلیف کے ساتھ غصہ ابھرا۔

look D.. nobody knows about'ya.. your friend dorm fellows or college.. and there is ”

nothing to talk about.. no need to tell anyone.. you're ok.. and stay here untill you

”..complete recover fom injuries.. dont think too much

(دیکھو ڈی کوئی تمہارے بارے میں نہیں جانتا۔۔۔ تمہاری دوست ڈورم یا کالج کے لوگ۔۔۔ اور کچھ ایسا ہے بھی نہیں کہ بات کی جائے۔۔۔ کسی کو بتانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ تم ٹھیک ہو اور اپنے زخموں سے مکمل ٹھیک ہونے تک یہیں رہو۔۔۔ زیادہ مت سوچو۔۔)

اس پر بلینکٹ سیٹ کر کے وہ خود کولا پرواہ ظاہر کرتا بولا اور اسی انداز میں ہی اٹھ کر وہاں سے چلا گیا۔

(بے حس، پھر انسان۔۔۔ اسے احساس ہی نہیں یہ سب میں نے اس کی وجہ سے جھیلایا ہے۔۔۔ اسے کیا لگتا ہے کچھ نہیں ہوا؟ یہ وہاں ہوتا تو اسے احساس ہوتا میں نے کتنی تکلیف جھیلی ہے۔۔۔ مجھے کتنی زہنی ازیت دی گئی۔۔۔ سنگدل انسان)

وہ دل میں سالک کی لاپرواٹی پر کڑھتی سکنے لگی۔۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

”زايان یار پلیز میری اس کزن کی جاب رہنے دینا میری بہن تو میر ادمغ کھائی ہے۔۔۔“ فارس اور زایان ایک ہو ٹل میں بیٹھے تھے۔ یونی کے بعد آج ملنے کا پروگرام بنایا تھا۔۔۔ جب باتوں کے دوران اچانک فارس نے کہا۔۔۔

”ہم۔۔۔ میں تو اب انوالو بھی نہیں ہوں ڈونٹ وری۔۔۔ ویسے تمہاری سسٹر کی سپورٹ پر ہی تمہاری کزن یہ جاب کر پار ہی ہے ورنہ اس سکول میں اس کی جاب پاسبل نہیں تھی۔۔۔“ زایان نے ابرو چڑھا کر فارس کو کہا۔۔۔

”یار چھوڑو۔۔۔ ہم نے بہت سمجھایا۔۔۔ اکرام بھائی کو تو جاب کرنا ہی نہیں پسند۔۔۔ پہلے بہن کی ضد کے آگے چپ ہوئے اب اس کے لیے۔۔۔ خیر جب ہمارے گھر آئے گی تو پھر بھول جائے گی جائز۔۔۔“ فارس بے خیال میں بولتا چلا گیا۔ زایان ٹھکا۔۔۔

”کیا مطلب؟ تمہارے گھر۔۔۔“ زایان کا سارا دھیان اس بات کی طرف ہوا۔۔۔

مطلوب یار شادی کے بعد۔۔۔ اکرام بھائی کی فیانسی ہے نا وہ۔۔۔“ فارس نے اپنی بات کیوضاحت کی اور زایان کو لگا پورے ہو ٹل کی بلڈنگ اس کے سر پر آگری ہے۔۔۔ شاک میں وہ منہ کھولے فارس کامنہ دیکھنے لگا جہاں مذاق کا کوئی شایبہ نہیں تھا۔۔۔

”کیا ہوا۔۔۔؟“ فارس کو اس کا یہ انداز حیران کر گیا۔

”نہیں۔۔۔ مطلب سیر نیسلی۔۔۔ تم نے کبھی پہلے زکر نہیں کیا۔۔۔ آئی مین۔۔۔ ٹوچ اتھ ڈفرنس۔۔۔“ زایان نے گڑ بڑا کر بے ترتیب جملے کہے۔۔۔ فارس ہنسا۔۔۔

”پہلے کبھی فیملی پر بات بھی تو نہیں ہوئی۔۔۔ اور اتح کا کیا ہے یار۔۔۔ ان کی مدران کے بچپن میں ہی فوت ہو گئیں۔۔۔ میری امی نے انہیں سنبھالا۔۔۔ ہمارے ماحول کو اچھے سے جانتی ہے۔۔۔ امی کی خواہش تھی۔۔۔ بلکہ امی تو چھوٹی بہن کا میرے لیے کہتی تھیں پر۔۔۔ خیر دیکھا جائے گا میری چھوٹی کزن توبات کرے بنہ اللہ سے پناہ مانگتا ہے۔۔۔“ فارس نے جھر جھری لے کر بتایا۔۔۔

(پناہ تو اس مفترمہ کی باتیں بھی مانگنے پر مجبور کرتی ہیں لیکن شاید یہ سپیشل علاج صرف میرے لیے ہی متقرر کر رکھا ہے گھنی نے۔۔)

زايان نے دل میں جل کر کہا۔۔ اسے فارس بھی زہر لگ رہا تھا اس وقت۔۔

جی چاہا ٹیبل الٹ دے اور اس کا گریبان پکڑے اور دو لگا کر کہے۔۔ تم سب ہی کڑوی زبان والے ہو جب بولتے ہو دل توڑ دیتے ہو۔۔
پر ضبط کرنا پڑا۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

ساک کی ساری فیملی اسے نازک پھول کی طرح ٹریٹ کر رہی تھی۔۔ اتنی کثیر اور پیار پر دیا بھی بہتر ہونے لگی تھی۔۔

مگر ساک اب اس کا سامنا بہت کم کرتا تھا۔۔ وہ بس اسکے سونے پر اسے جا کر دیکھتا ورنہ خود کو لاپرواہ ظاہر کرتا اسے انگور کر رہا تھا۔۔

اسے تو اس رات والی بے اختیاری پر بھی خود پر غصہ تھا۔۔ کیوں وہ اتنا پاگل ہو گیا۔۔

دیا کمرے میں اکیلی پڑی تھی پہلے سے کافی بہتر محسوس کر رہی تھی۔۔ ساک کی فیملی اس کی بیسویں سالگرہ کی تیاریوں میں بڑی تھی۔۔ وہ جھجک کر کمرے سے باہر نکلی۔۔

لاکھ سب نے توجہ دی ہو مگر پر ایا ہی گھر تھا۔۔ پرانے لوگ تھے۔۔ اس کی شرم اور جھجک ولیسی ہی تھی وہ فرینک نہیں ہو پائی۔۔

کمرے سے باہر قدم رکھتے ہی اس کی آنکھیں کھلیں۔۔ گھر تھا یا محل۔۔ اتنا بڑا اور شیشے کا۔۔ وہ جس روز سے آئی تھی اب نکل رہی تھی۔۔

دھیمے قدموں سے چلتی ایک کمرے کے آگے زرار کی۔۔ اندر سے ساک کے بولنے کی آوازیں آرہی تھیں۔۔ وہ اپنے نام پر بے ساختہ رک گئی۔۔

”میں نے یہ سب ”اس“ کے کہنے پر کیا۔۔ مجھے اس کا نام دیالہ بڑا عجیب لگا تھا۔۔ اس سے زیادہ اس کا حلیہ۔۔ میں نے شروع کے سب ایکسٹینڈ جان بوجھ کر کیے۔۔ مجھے اس کا ضرورت سے زیادہ اعتماد کا زعم اچھا نہیں لگا۔۔ اس کا غرور توڑنا تھا۔۔ اسے سب کے درمیاں گرل فرینڈ کہا مجھے پہنہ تھا اس کے بعد اس کا سکون بر باد ہو جائے گا۔۔

مگر وہ کچھ زیادہ ہی تیگ ہو رہی تھی۔۔ اتنی کہ وہ خود کو میرے ہی نام سے سب سے بچانے لگی تو مجھے بس فیل ہوا کہ میں سزا ختم کر دوں۔۔ میں نے اسی طرح سب کے درمیان کہہ دیا میرا اس سے کوئی لینا دینا نہیں۔۔۔

پھر تو اس کھیل کو میں انبوائے کرنے لگا۔۔ اسے فلاورز دیتا، اس کا زیچ ہونا اور گھبرانا میں انبوائے کر رہا تھا بس۔۔۔

دیا کے لیے کھڑا ہونا مشکل ہو گیا۔۔ وہ کھیل تھی اس انسان کے لیے؟ اس بے حس کو اندرازہ بھی تھا اس کے کھیل کی وجہ سے لوگوں کی نظر میں آئی اور اس نے کتنی بڑی تکلیف جھیلی۔۔۔

وہ کمرے میں آ کر بستر پر گری۔۔ پوری دنیا اپنا مذاق اڑاتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ وہ خود کو بہت سمجھدار سمجھتی تھی اور کتنی بے وقوف نکلی۔۔ وہ استعمال ہوئی اور اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔۔

یہاں کے لوگوں نے پرانی دیا کو مل کر مار دیا تھا۔۔ وہ کتنی دیر روتی رہی۔۔۔



سالک اپنے نانا کے سامنے سر جھکائے سب بول رہا تھا۔۔ اس کے نانا مسکرا دیئے۔۔۔

”مگر مجھے اس دن اس پر ایک الگ لڑکی کا گمان ہوا تھا گرین پا۔۔ جب اس رات وہ اس لڑکے کے خوف سے سر جھکائے کسی بچے کی طرح خوفزدہ بیٹھی تھی۔۔ وہ ولیکی توہر گز نہیں جیسا مجھے بتایا گیا تھا۔۔ وہ مغرور نہیں۔۔ بد تمیز بھی نہیں۔۔ وہ بڑی لڑکی تو بالکل نہیں۔۔۔

مجھے پہلی بار اس پر ترب بہت ترس آیا تھا۔۔ وہ معصوم ہے۔۔ وہ پر اعتماد ہے۔۔ اور۔۔۔ بس وہ کئی لیں ہے۔۔۔ ناسمجھ ہے۔۔۔ ”سالک نے لب کچلے اور گھر اسانس بھرا۔۔ دل میں ایک بوجھ تھا جو وہ آج گرین پا کے سامنے ہلاک کر رہا تھا۔۔ اس کی حالت بہت عجیب ہو رہی تھی۔۔۔

”پھر میں نے اس کا موبائل اٹھایا، اس کا ڈیٹا نکالا۔۔ اس کی پرائیویٹ چیز تھی۔۔ یار گرین پا۔۔ اس لڑکی نے مجھ سے وہ کام کرواۓ جو میں نے کبھی نہیں سوچے تھے۔۔ ایک لڑکی کا موبائل؟ سیر نیسلی آئی واژٹو ٹلی لاسٹڈ۔۔۔ میرا اغلط مقصد نہیں تھا۔۔۔ مجھے بس اسے کھل کر دیکھنا تھا۔۔ اور شاید وہی لمحے تھے جب میں اس کا اسیر ہوا۔۔۔

she is whitch.. she makes me to do what I never imagine... she is so fine .. what the hella

..she

(وہ ساحرہ ہے۔۔ اس نے مجھ سے وہ کام کروائے جن کا تصور بھی نہیں کیا تھا۔۔ وہ بہت خالص ہے۔۔ کیا ہے وہ لڑکی۔۔) "سالک
واقعی کسی سحر میں جکڑا ہوا لگ رہا تھا۔۔

its just you're damn honest with your emotions.. its ok boy.. its ok to fall in love.. don "

..let'er go

(ایسا ہے کہ تم اپنے ایکو شزر میں بہت برقی طرح ایماندار ہو۔۔ کوئی بات نہیں لڑکے۔۔ محبت ہو جانا ٹھیک ہے۔۔ اسے جانے مت
دینا)

اس کے ننانے ہنس کر اس کی پریشانی دور کی۔۔ وہ بس اپنے بال بگاڑتا رہ گیا۔۔

"میری یہ بر تھڈے بہت سپیشل ہونے والی ہے۔۔ ڈی بھی ہو گی ناں؟ میری لاکف کا یہ کمنگ ٹوئنی ایئر بہت سویٹ ہے۔۔" وہ اس
بات پر کھل کر مسکرا یا اور بیٹپر بازو پھیلائے گر گیا۔۔

وہ سب کو پاگل کرتا تھا۔۔ وہ سب کا دماغ گھما کر رکھ دیتا تھا، اس نے سب سے پیار لیا تھا مگر اب۔۔؟ اب کیا ہو گیا تھا۔۔؟

سب کو پاگل کرنے والا خود پاگل ہو رہا تھا۔۔ اس نے پہلی بار کسی سے محبت کی تھی اور اس شدت سے کی تھی کہ خود بھی چونک گیا
تھا۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

دیا نے ایک پورا دن ایک پوری رات کا نیک نہیں کیا اور جب کیا تو اس کی کمزور آواز اس کے بابا کا دل دھڑکا گئی۔۔

"دیا میری جان تم ٹھیک ہو؟" وہ برقی طرح ڈر گئے تھے۔۔

"میں ٹھیک ہوں بابا۔۔ بس ٹھپر بپر تھا۔۔" وہ جانتی تھی بالکل ٹھیک ہونے کا جھوٹ بولا تو وہ زیادہ پریشان ہون گے۔۔

”دیابار بار کیوں ٹپر پچھر ہو رہا ہے۔۔“ وہ فکر مندی سے بولے، دیا کو آج ان کے لمحے میں بے بُی شدت سے محسوس ہوئی تھی، وہ بیٹی کی طبیعت کا سن رہے تھے مگر کچھ کرنہ نہیں سکتے تھے۔۔ اس نے بمشکل سسکی روکی۔۔

”تمہاری فرینڈ کو ہالہ نے کال کی، اس لڑکی کو تمہارا کچھ پتہ نہیں ہوتا۔۔ کیسی دوست ہے اتنی لاپرواہ۔۔“ وہ ناراضگی سے بولے۔۔ اور دیانے پہلی بار مرودہ کی لاپرواہی پر شکر ادا کیا تھا۔۔

دیانے اسے کہا وہ ڈورم نہیں آئے گی اس نے کہا او۔۔ کے وہ خود کسی ریلیٹو کے ہاں جا رہی تھی۔۔

ان دونوں سمسٹر ایگزام بریک تھا۔۔ اکثر لوگ گھروں کو گئے ہوئے تھے اور یہاں کسی کو کیا پرواہ کوئی کیا کر رہا ہے۔۔ کہاں جا رہا ہے؟۔۔

”بابا آپ مجھ سے ناراض تو نہیں ہیں ناں۔۔ میں نے بالکل آپ کی پرواہ نہیں کی، میں بہت برسی بیٹھی ہوں۔۔“ وہ بولی۔۔ اس لیے اللہ نے مجھے سزادی بابا۔۔ میں نے بہت تکلیف اٹھائی۔۔ وہ دل میں ان سے مخاطب ہوئی۔۔

”نہیں دیا۔۔ میں ناراض نہیں ہوں بالکل نہیں۔۔ اپنا نیمال رکھو۔۔ دل لگا کر پڑھو اور۔۔ احتیاط کیا کرو دیا۔۔ تم بہت لاپرواہ ہو۔۔“ وہ عادت کے مطابق اسے سمجھا رہے تھے۔۔ دیا سر جھکا کر سنتی رہی اور اس بار وہ ان لفظوں کی اہمیت بھی جانتی تھی۔۔

♥ ♥ YamanEvaWrite ♥ ♥

ہالہ تائی جان کو پلاو دینے آئی تھی جب فارس بھائی نے اچانک پوچھا۔۔

”ہالہ تم زایان کو جانتی ہو۔۔ مطلب کبھی ملی ہو۔۔؟“ فارس کے دماغ پر زایان کا شاکڈری ایکشن ابھی تک جما ہوا تھا۔۔ اس کے سوال پر ہالہ چونکی سب بیٹھے تھے۔۔ اکرام بھی موجود تھا۔۔

”جی ہاں جانتی ہوں۔۔ آپ کے فرینڈ ہیں۔۔ اور تائی جان جب ہا سپٹل میں تھیں۔۔ تب ملے بھی تھے۔۔“ ہالہ نے بنا جھکھلے اعتماد سے ”آدھا“ جواب دیا۔۔ فارس اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔

”نہیں مطلب اور کہیں۔۔“ فارس کا سوال اکرام کے گھورنے پر ادھورا رہ گیا۔۔

”ان سوالات کا کیا مطلب ہے فارس؟ تمہارا دماغ خراب تو نہیں۔۔۔“ اکرام کے سخت لمحہ پر فارس گڑ بڑایا۔۔۔

”نہیں وہ۔۔۔ مجھے ایسا لگا زایان اسے پر سنلی جانتا ہے۔۔۔“ فارس نے پر سوچ لمحہ میں جواب دیا۔۔۔ ہالہ کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

”تو یہ سوال تمہیں اپنے اس دوست کا گریبان کپڑ پوچھنا چاہیے تھا کہ یوں گھر آ کر ہالہ سے تفتیش کرو۔۔۔“ اکرام نے طیش بھرے لمحہ میں فارس کو غیرت دلائی تو وہ چپ ہو کر رہ گیا۔۔۔

”بے شرم انسان بہن کی باتیں دوست سے کرہی کیوں رہے ہو۔۔۔ تمہارا دماغ تو ہمیشہ سے فارغ ہی رہا ہے۔۔۔“ تائی جان بھی اسے اسے ڈانٹنے لگیں۔۔۔ ہالہ بہانے سے وہاں سے کھسکتی گھر آگئی۔۔۔

”یہ بندہ میرے ہاتھ چڑھے۔۔۔ قتل کر دوں گی اس کا۔۔۔“ ہالہ نے غصے سے کال لاگ سے اس کا نمبر ڈھونڈا اور کال ملائی۔۔۔ وہ جو اداس سائیرس میں ٹھہر رہا تھا ہالہ کی کال پر ٹھکا۔۔۔

”کیا بگڑا ہے تمہارا میں نے۔۔۔ کیوں منحوس سائے کی طرح سر پر منڈلار ہے ہو میرے۔۔۔ فارس بھائی سے کیا بکواس کی تم نے۔۔۔“ اس کے کال اٹینڈ کرتے ہی ہالہ بنالحاظ کے گولی کی طرح لگی تھی۔۔۔

”لڑکی تمیز کا کوئی قطرہ بھی نہیں چھوڑا خود میں تم نے۔۔۔ زمانے سے سنو تو تم سا شریف کوئی نہیں۔۔۔ سکون تو میرا برباد کیا ہوا ہے تم نے۔۔۔ اب تمہیں کیا تکلیف پہنچ گئی۔۔۔“ زایان بھی دوب دبو لا تھا۔۔۔

”سکون کبھی ساری زندگی ملا ہے؟ مجھ پر الزام ڈال رہے ہو۔۔۔ اور زمانہ تمہاری طرح میرا جینا حرام نہیں کرتا۔۔۔ دو دن نہیں چین کے گزرتے ہیں م کہ نازل ہو جاتے ہو۔۔۔ عذاب۔۔۔“

ہالہ دانت کچکچاتی جیسے اسے کچا چبانے کو تھی۔۔۔

”بس آگئیں نا اصلیت پر۔۔۔ کام تھا تو تم سے زیادہ میٹھا کوئی نہیں تھا۔۔۔ گھنی چالا کوما سی۔۔۔ تم دنیا کو پا گل بنائیں ہو مجھے نہیں۔۔۔ دل کر رہا ہے ابھی تمہارے گھر پہنچ کر سب کو تمہارے نیک فرمان سناؤں۔۔۔ اور فارس کی فیملی سے بھی کہہ دوں جان چھڑوا لیں اس شیطان سے۔۔۔“ زایان تو پہلے ہی اس کی مٹکنی کا سن کر بھڑکا ہوا تھا میرید اس کے الفاظ نے آگ لگادی تھی۔۔۔

”نہیں یہ آگ کیوں لگ رہی ہے خواخواہ۔۔۔ ابھی میرے گھر آنے کی حاجت بھی رہ گئی ہے، فارس بھائی کو میرے بارے میں کیا ارشادات سنائے کہ وہ مجھ سے پوچھ رہے تھے میرے دوست کو جانتی ہو۔۔۔ کوئی نہیں بتائے، جانے لائق کچھ ہے ہی نہیں ان کے دوست میں۔۔۔“ ہالہ کا پارہ ہائی ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

”اوی بی تم بھی کوئی مس ورلڈ کا ایوارڈ نہیں جیت چکیں۔۔۔ اور فارس کو کیا کہا میں نے۔۔۔ میرے آگے تو اتنی زبان چلتی ہے اس سے کیوں نہیں پوچھ لیا۔۔۔“ وہ تپ گیا اسے ہالہ پر بری طرح تاؤ آیا تھا اس وقت۔۔۔

”تمہیں تو اللہ پوچھئے گا ان شاء اللہ۔۔۔ یہ جو دوسروں کے گھروں میں آگ لگاتے ہوناں۔۔۔“ ہالہ کے جملے نے اسے سلاگا کر رکھ دیا۔۔۔

”میں ناں آں آل ریڈی اپھے موڑ میں نہیں ہوں۔۔۔ رہی سہی کسر تم جیسی زہریلی اڑکی نے پوری کر دی۔۔۔ اب کلیجے میں ٹھنڈ پڑ گئی ہو تو کال کا ٹوورنہ سن لوگی مجھ سے کچھ۔۔۔“ زایان نے برداشت کرتے ہوئے اسے وارنگ دی۔۔۔

”میرا بھی ساری رات کال کر کے دل جلانے کا ارادہ نہیں تھا۔۔۔ بس کہنا تھا اپنی لمب میں رہو۔۔۔ آئندہ فارس بھائی کے سامنے خبردار جو جان پہچان جتائے کی کوشش کی۔۔۔ مجھے جانتے نہیں ہو پھر۔۔۔“ ہالہ نے اسے سختی سے باز رکھنا چاہا۔۔۔

”بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہارا فارس بھائی۔۔۔ پورا خاندان پاگلوں کا ہے۔۔۔ تمہیں بھی اپھے سے جانتا ہوں۔۔۔ ڈبل فیسڈ۔۔۔“ زایان نے زہر اگلا اور دونوں نے ایک ساتھ کال کاٹی۔۔۔

”کوئی بچھوؤں کے خاندان سے تعلق ہے اس کا تو۔۔۔ موقع ملتے ہی ڈنک مارنے کو تیار ہوتی ہے۔۔۔“ وہ بڑ بڑا یا۔۔۔ سر میں درد الگ ہونے لگا تھا۔۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrite ♥ ♥ ♥

وہ سمپل سلکی گلابی گاؤں پہنے سر پر اپھے سے ہم رنگ سٹالر لپیٹ رہی تھی۔۔۔

نازک سے نقوش والے چہرے پر بھی گلابی پن تھا چہرے پر کہیں کہیں اب بھی نشان تھے مگر گرے آنکھوں میں شعلے لپک رہے تھے۔۔۔

"مجھے کمزور اور ڈرپوک سمجھنے کی بہت بڑی غلطی کر بیٹھے ہو مسٹر سالک۔ تم میرے ساتھ کھیلوگے اور میں عام لڑکیوں کی طرح اس بات پر منہ چھپائے یہاں سے چل جاؤں گی؟ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ تم نے جوازیت مجھے پہنچائی اس کا آدھا حصہ تو ضرور لوٹاؤ۔" وہ شیشے میں اپنانازک سراپا دیکھتی سالک سے دل میں مخاطب ہوئی اور باہر نکلی۔

باہر وہ شیشے کا محل رنگوں میں نہایا ہوا تھا کیونکہ تھیم پارٹی تھی اس لیے ارد گرد مختلف کریکٹرز اپناۓ لوگ گھوم رہے تھے۔

دیانے بس چھرے پر باربی ماسک چڑھا کر اپنا پردہ پورا کیا تھا۔ قدم بڑھاتی وہ نیچ روشنیوں بھرے ہاں میں پہنچی اور ایک سائیڈ پر سب سے الگ ہو کر ٹھہر گئی۔

سالک نے کیک کاٹا اور سب سے مبارک اور تختہ لیتا وہ بے چینی سے یہاں وہاں دیکھتا دیا کوڈھونڈ رہا تھا۔

کچھ دیر تک سب بڑے الگ ہو چکے تھے اور یہاں پارٹی ایک الگ جگہ پر جمع ہو کر انجوائے کرنے لگی تھی جب دیا سالک کی بے چینی ختم کرتی اس کے سامنے گئی۔

"..D tell me if you feel uneasy.. its ok to leave the party if you're tired"

(ذی مجھے بتاؤ تم تنگ ہو رہی ہو۔؟ اگر تم تھک گئی ہو تو پارٹی سے چل جاؤ۔ کوئی بات نہیں۔)

وہ نرمی سے بولا تھا۔۔۔

ڈارک بلوسیڈ میں اسکی دراز قد نوٹس میں آرہی تھی۔۔۔ بال جو پہلے تو جیل سے بنائی کرما تھے سے ہٹائے ہوئے تھے اب لہکے لہکے ماتھے پر بکھرے تھے اور بازو کھینیوں تک پیچھے کیے وہ خطرناک حد تک وجہت اور دلکشی کا مجسمہ لگ رہا تھا۔ آج جیسے ایک دم بڑا ہو گیا تھا۔۔۔ سب کی نظریں اس برف کے شہزادے پر ٹکی تھیں جو اس باربی کے سامنے کھڑا بول رہا تھا۔۔۔

"دیانے ارد گرد دیکھا۔۔۔ صرف ان کی سوسائٹی کے جوان لڑکے لڑکیاں موجود تھے اور چند ایک کالج سے سالک کے جانے والے۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں۔۔۔" اس پر اچانک گھبر اہٹ طاری ہونے لگی تھی۔۔۔ ہاتھوں کی مٹھیاں بھنجے وہ جیسے اپنے اندر پیدا ہوتی عجیب سی گھبر اہٹ پر قابو پانا چاہ رہی تھی۔۔۔ ماسک کے پیچھے اس کا چہرہ لپسی نے سے تر ہو رہا تھا۔۔۔

سالک نے اس کے ہاتھ تھام کر اس کی سختی سے بچنی مٹھیاں کھولیں اور اپنے ہاتھوں میں لیکر نرمی سے دبائے جیسے اسے اپنے ہونے کا احساس دلانا چاہا۔۔ دیا چونکی وہ اس کے اندر کا خوف کیسے بجانپ گیا تھا؟ سالک نے اسے دیکھا چہرے پر شفاف مسکان نہیں اور دونوں ہاتھوں میں دیا کے نازک سے گلابی ہاتھ تھے۔۔

دیا اس کے چہرے کی دلکشی کو دیکھتے وہ سب الفاظ ذہن میں دہرارہی تھی جو سالک نے اس کے لیے استعمال کیے تھے۔۔

اس نے اچانک اپنے ہاتھ جھٹکے سے چھڑوائے اور سالک کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے زور سے دھکا دیا۔۔ وہ پیچھے کی طرف ہلاکا سالک کھڑا رہا اور حیرت سے دیا کو دیکھا۔۔

سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔۔

ہر طرف خاموشی چھاگئی اور سب کی نظریں سالک اور اس کے سامنے کھڑی لڑکی پر ملک گئیں۔۔

دیا کے دل کا سارا غبار بہت غلط موقع پر دماغ پر چڑھا تھا اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مغلوب کر گیا۔۔

وہ ”بدلہ“ اسی وقت لینے والی تھی۔۔ سالک سب کے درمیاں تماثہ بننے والا تھا۔۔



وہ حیرت سے دیا کو دیکھ رہا تھا۔۔

”..Dont touch me“

وہ کاپنی آواز میں بولی۔۔ سب اس پاگل لڑکی کو دیکھنے لگے۔۔ سالک نے گھر انس بھر کر خود کو نارمل کیا اور اسے آہستہ سے پکارا۔۔
”ڈی“

..I'm sorry... you were nervous so I"

وہ اب بھی نرم لجھے میں بولا۔۔

I'm not weak girl.. dont you dare to touch me... I was just playing with you ... my shy "behave.. my smile.. good response... was all just a game.. i wanted to show everyone that you are not special.. you are ordinary flirt boy.. you are nothing but attention" ...seeker

(میں کمزور لڑکی نہیں ہوں۔۔ مجھے چھونے کی ہمت مت کرنا۔۔ میں صرف تمہارے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔ میرا شتر میلارویہ۔۔ میری مسکراہٹ، میرا اچھا برتاؤ سب ایک کھیل تھا میں سب کو دکھانا چاہتی تھی کہ تم کوئی خاص نہیں۔۔ تم ایک عام دل پھینک لڑکے ہو۔۔ تم توجہ کے بھوکے ہو اور کچھ نہیں۔۔)

وہ سالک سے بدلہ لینے میں اتنی نفرت میں لپٹی تھی کہ اس کے ساتھ خود کو بھی زلیل کر رہی تھی۔۔

سب ایک دوسرے کو دیکھتے سر گوشیاں کر رہے تھے۔۔ ان لوگ کو سالک کا یہ روپ متوجہ کر گیا۔۔

وہ لڑکی اسے برا کہہ رہی ہے اور وہ چپ ہے؟

سالک کا چہرہ اس کے الفاظ پر غصے اور خفت سے سرخ ہوا۔۔ اس نے آنکھیں سختی سے میچیں اور گہر انسانس لیتا خود پر ضبط کرنے کی کوشش کرنے لگا۔۔ دیا وہ سب فضول الفاظ کہہ کروہاں سے جانے لگی تھی کہ سالک نے اس کا بازو پکڑا اور جھٹکے سے اسے اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔

"میرا ہاتھ چھوڑو تم نے مجھے ذلیل کر دیا۔۔ میرا پڑھنے کا خواب تمہاری وجہ سے ادھورا رہ جائے گا۔۔ میں نے ان غیر مردوں کے ہاتھوں بے حجابی کی زلت اٹھائی۔۔ تمہارا کیا بگڑا تھا۔۔"

وہ اس سے بازو چھڑوانے کی کوشش کرتی تنفس سے بولتی چلی گئی۔۔ سالک نے لب بھینچے۔۔

..show me your face one more time and i'll never let this slid.. get out"

(ایک بار اور اپنا چہرہ دکھایا تو یہ بات ایسے نہیں جانے دوں گا۔۔ دفع ہو جاؤ۔۔)

سالک نے سرد لہجے میں کہہ کر اس کا بازو چھوڑا۔۔

اس کے لمح پر وہ کانپی اور تیزی سے چھپے ہوتی وہاں سے نکلتی چلی گئی۔۔۔

وہ جان ہی نہیں پائی وہ اس کے لیے اپنے فائل سمسٹر کا پیپر چھوڑے دیوانوں کی طرح اسے ڈھونڈتا رہا تھا۔۔۔

اسے پتہ ہی نہیں چلا وہ اس کو ڈھونڈ کر کیسے سب کی نظر وہ سے بچا کر اپنے سینے میں چھپا گیا تھا۔۔۔

وہ یہ بھی بھول گئی ایک بار اندھیری گلی میں اس کی عزت بچانے کا احسان کر چکا ہے۔۔۔

وہ اس کی محبت نہیں جان پائی اور اس کو سب کے درمیان زلیل کر کے چلی گئی۔۔۔

اسے لگا تھا اب سب سالک سے نفرت کریں گے۔۔۔ وہ غلط تھی۔۔۔ وہ اگر پلے بوائے تھا، فلرٹ تھا تو بھی یہاں کھڑے ہر ایک کو قبول تھا کیونکہ یہاں یہ سب چلتا تھا۔۔۔ وہ خود کو کسی کے سامنے ”اچھا“ بنانا کر پیش کرتا بھی نہیں تھا مگر آج وہ خو کو سب کے سامنے بری لڑکی بنانگئی تھی۔۔۔ وہ اپنی زات کا تماشہ بنانگئی تھی۔۔۔

سالک کتنی دیر اسی جگہ کھڑا رہا۔۔۔ اس کی زندگی کا یہ سال اسے ساری زندگی یاد رہنے والا تھا۔۔۔

وہ جتنا خوش تھا اتنا بکھر کر رہ گیا۔۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

”بابا مجھے واپس بلا لیں۔۔۔ مجھے آپ کی اور ہالہ کی یاد آتی ہے۔۔۔ اس لیے میری طبیعت بھی ٹھیک نہیں رہتی۔۔۔“

وہ اپنے باپ کو کال کر کے روپڑی تھی۔۔۔ وہ گھبر اگنے۔۔۔

”ٹھیک ہے دیا۔۔۔ پریشان کیوں ہو رہی ہو۔۔۔ کیا کسی نے کچھ کہا ہے۔۔۔؟“

انہیں عجیب عجیب وہم ستانے لگے تھے۔ اتنی ضد اور شوق سے گئی تھی اور اب بی کام بھی پورا نہیں کیا کہ واپسی کی رٹ لگالی۔۔۔ وہ بس روئی رہی۔۔۔

انہیں کسی طرح پیسہ برابر کر کے اسے بلوانا ہی پڑا تھا۔۔۔ دیا کے سب خواب ادھورے رہ گئے اور وہ کسی مجرم کی طرح چپ چاپ امریکہ سے واپس آگئی اور اس سب کا زمہ دار وہ اب بھی سالک کو ہی مانتی تھی۔۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

وہ شاور لیکر شیشے کے سامنے کھڑا بال خشک کر رہا تھا جب اچانک ہالہ کی رات والی بات یاد آئی۔ فارس اس سے کیوں پوچھ رہا تھا کہ وہ مجھے جانتی ہے یا نہیں۔۔۔؟

فارس بھی دنیا کا عیار ترین بندہ ہے۔۔۔ زرا سی بات ہی تو کی تھی وہ بھی حلق میں پھنس گئی گھنے کے۔۔۔ وہ منہ بناتے بڑ بڑایا۔۔۔ کہیں وہ میری وجہ سے مشکل میں ناپھنس جائے۔۔۔ فارس کی فیملی کہیں اس پر شک تو نہیں کر رہی؟ اسے فکر ہونے لگی۔۔۔ اچھا ہے شک کرے اور وہ اکرام شک میں ملنگی توڑ دے گا۔۔۔ اچانک شیطانی سوچ دماغ میں آتے ہی اس کی آنکھیں ہیر دل کی طرح چمکنے لگیں۔۔۔

لیکن۔۔۔ نہیں یار لڑکی ہے بچاری۔۔۔ کہیں زیادہ مشکل میں نا آگئی ہو۔۔۔ جس نے کبھی میسح کا جواب نہیں دیا۔۔۔ اس نے کال کر لی

مطلوب ضرور کوئی مسئلہ ہے۔۔۔

اس کی فکر مزید بڑھی تو اپنا موبائل اٹھا کر میسح تائپ کرنے لگا۔۔۔

”ہالہ زیادہ ایشو بنا یا فارس نے تو مجھے بتاؤ۔۔۔ میں کلیئر کر دوں گا۔۔۔ بائے گاڑا میں کوئی بات نہیں کی کہ وہ شک کرے۔۔۔ مجھے بتاؤ اگر کوئی مدد کر سکوں تو۔۔۔“

میسح سینڈ کرتے وہ بے چینی سے موبائل کی سکرین دیکھتا رہا۔۔۔ اسے پتہ تھا اگر زیادہ مسئلہ ہو اتب ہی جواب آئے گا ورنہ نہیں۔۔۔

موبائل ٹیبل پر رکھ کر اس نے بال برش کیے کہ میسح ٹون بجی اس نے جلدی سے اٹھا کر اوپن کیا۔۔۔

”ہاں بھاڑ میں چلے جاؤ اور واپس نا آنا۔۔۔“ اور یہ مدد تھی جو ہالہ نے اس سے مانگی تھی۔۔۔

زايان نے موبائل چٹخا۔۔۔

لعنت ہے مجھ پر جو اس لڑکی کے لیے فکر مند ہوا۔۔۔ میری بلاسے پورا گھر جینا حرام کر دے اس کا۔۔۔ وہ چڑ کر بڑ بڑایا۔۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

”وہ اتنی انسٹ کر گئی اور تم نے اسے جانے دیا؟ اتنی احسان فراموش لڑکی۔۔۔ اتنی سندھل کیسے ہو سکتی ہے وہ لڑکی؟“ احرام صاحب غصے سے بول رہے تھے۔۔۔

بات سالک کی فیملی تک بھی پہنچ ہی گئی تھی اور انہیں سالک سے بڑھ کر کوئی عزیز نہیں تھا۔۔۔ دیا بھی بری لگ رہی تھی۔۔۔
سالک خاموش سا صوفے پر نیم دراز غیر مرئی نقطے پر نظر جائے ہوئے تھا۔۔۔

”تم نے اسے یہ سب بولنے ہی کیوں دیا سالک۔۔۔“

ماریہ بیگم کو سالک کی اس وقت والی حالت کا سوچ سوچ کر ہی گھبر اہٹ ہو رہی تھی۔۔۔ کیسے فیس کیا ہو گا اس نے۔۔۔ اپنی ہی بر تھہ ڈے پر سب لوگوں کے درمیان ایسی بات سن کر اس پر کیا گزری ہو گی۔۔۔

”محبت کی ہے اتنا قورائٹ دے سکتا تھا سے کہ ایک بار کی غلطی معاف کر دوں۔۔۔ اس نے میری وجہ سے جو سب فیس کیا۔۔۔ اس کا بد لہ اتار چکی اب مجھے گلٹ نہیں رہے گا۔۔۔“ سالک سنجیدگی سے بولا اور لاپرواں سے ان سب کے پریشان چہرے دیکھے۔۔۔

”کیا تم ٹھیک ہو سالک؟“ نانا نے ٹکر مندی سے اس کا انداز نوٹ کیا۔۔۔ اتنا ٹھہر ادا اور اتنا سرد پن تو سالک میں کبھی نہیں تھا۔۔۔ اب وہ کیسے اتنی بڑی بات برداشت کر گیا۔۔۔

..yes.. i'm ok and lemme just forget about that girl and that night"

(جی میں ٹھیک ہوں اور مجھے بس اس لڑکی اور اس رات کے بارے میں بھولنے دیں۔۔۔)

سالک نے اپنی کار کی کیزاٹھائیں اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔ وہ لوگ اتنے پریشان تھے کہ اسے روک بھی نہیں پائے۔۔۔
سالک کار میں بیٹھنے لگا کہ اسے ایک میسح ملا جس میں اسے دیا کے واپس جانے کا بتایا جا رہا تھا۔۔۔ اس نے جواب بھیجا۔

"..Its ok.. let'er go... I dont need her"

(کوئی بات نہیں اسے جانے دو۔۔۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔۔۔)

وہ کار روڈ پر ڈالے سپیڈ بڑھاتا گاڑی میں میوزک آن کر لیا۔۔۔

..I do the same thing I told you

.that I never would

.I Told you I'd change Even

..when I knew I never could

..I know I cant find

..anyone else as good as you

..I need you to stay

)need you to stay hey (JB stay

(میں وہی سب کر رہا ہوں --

جو میں نے کہا تھا کبھی نہیں کر سکتا --

میں نے تمہیں بتایا میں بدل جاؤں گا

جب میں جانتا تھا میں کبھی نہیں بدل سکوں گا --

میں جانتا ہوں میں تمہارے جیسا

اچھا کوئی اور نہیں ڈھونڈ سکتا --

مجھے تمہارے ہونے کی ضرورت ہے --)

سالک کی آنکھ میں ہلکی سی نمی چمکی تھی --

Urdu Novels Ghar

”میں نے تمہارے علاوہ کسی کے لیے اپنی زات کو لیٹ ڈاؤن نہیں کیا تھا ڈی۔۔۔ تم نے سہی کیا مجھے بتا دیا کہ میں غلط تھا۔۔۔“ اس نے لب اتنی سختی بھینچے کہ سفید پڑ گئے اور آنکھوں کا گلابی پن سرخی میں ڈھلنے لگا تھا۔۔۔ سالک کی کمزوری یہی تھی کہ وہ جو کرتا تھا شدت سے کرتا چاہے وہ نفرت ہو یا محبت۔۔۔

اور اس بارے سے محبت کی شدت پاگل کر رہی تھی۔۔۔ بھول جانے میں وقت تو لگتا ہے۔۔۔



ہالہ سب سمیٹ کر کمرے میں آئی اور دیا کے سنگل بیڈ کے پاس جا کر رکی۔۔۔ وہ آج ہی صحیح پچھی تھی۔۔۔ باتب سے بہت خوش تھے مگر دیا انہیں بہت کمزور لگی تھی۔۔۔ اس کے چہرے پر جو چٹوں کے ہلکے شان تھے وہ ہالہ اور بابا دونوں کو ٹھکا کرنے تھے مگر دیا کچھ بھی بتانے کو تیار نہ تھی۔۔۔

پالہ نے اس کے پاس بیٹھ کر غور سے ان نشانات کو دیکھا اور لب بھینچے۔

”کیا ہوا تھا دیا تمہارے ساتھ۔۔۔ کچھ تو ہے جو تم نے اپنی زات پر جھیلایا ہے کچھ ایسا جو تمہارے خواب کی بھی راہ میں آگیا اور تم واپس لوٹ آئیں۔۔۔ تم کب بڑی ہو گئی دیا۔۔۔“

اس کے پالوں میں پیار سے انگلپاں چلاتی ہالہ نے تاسف سے اسے مخاطب کیا۔

وہ اچانک نیند میں بے چینی سے کسمانے لگی۔۔

”ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ ک۔۔۔ کچ۔۔۔ ہ۔۔ ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ جانتی میں۔۔۔ مجھ۔۔۔ سے۔۔۔ چھ۔۔۔ چھوڑو۔۔۔“ وہ سک رہی تھی۔۔۔ ہالہ آنکھیں حیرت سے پھیلائے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ مٹھیاں سختی سے بھیختی جا رہی تھی اور پسینے کی نیخی بوندیں اس کے چہرے پر چکنے لگی تھیں۔۔۔

ہالہ نے نہایت خوف سے دیا کا لرزتا جسم دیکھا۔ اور اس کے ہاتھ نرمی ست تھامے۔

اس کے ساتھ کیا ہوا تھا جو اس کی نیزد میں بھی سکون نہیں آنے دے رہا تھا۔؟

اور دیا اسی ٹریما میں جا چکی تھی جس کا اندازہ سالک کو یہلے سے تھا۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

"..S if you gimme the joseph's bike racer Aden's safely... I'll let her go safely"

(ایں اگر تم مجھے جوزف کا بائیک ریسر ایڈن خیریت سے دے دو۔۔ میں اسے خیریت سے جانے دوں گا۔۔)

سٹیو کی بیٹی جیک کے ہاتھ چڑھ چکی تھی۔۔

سالک نے اس کے لیے جیک سے بات کی تو اس نے ڈیل سامنے رکھی۔۔ جوزف کی گینگ ویسے بھی ٹوٹ چکی تھی۔۔ اس کا بائیک ریسر اس وقت امریکہ میں بائیک ریسنگ میں پہلے نمبر پر تھا۔۔ جیک کو بھی اسی کی ضرورت تھی۔۔ سالک نے کچھ سوچ کر ہاں کر دی۔۔۔

ویسے بھی سٹیو دیا کا پہلے سے بتا کر اس پر احسان کر چکا تھا۔۔ اور سالک کو لگا اس کا ہی قصور تھا جو دیا کی فکر میں سٹیو کی بیٹی کو بھول گیا اور سٹیو اس لڑکے کو ڈھونڈ نہیں پایا تھا جو اس کی بیٹی کو ورنگار ہاتھا۔۔

..Dont touch her untill I get the boy you want"

سالک نے اسے کہہ کر مار سیل کو کال ملائی۔۔

ایڈن پولیس کسٹڈی میں تھا۔۔ مار سیل کے مطابق کیس استابر انہیں تھا ایک اچھا کیل آرام سے اس کی ضمانت کرو اسکتا تھا۔۔

سالک نے اپنے لائر کو میسج کیا اور ایڈن کی ضمانت کروا کر اسے اسی روز جیک کے حوالے کر دیا۔۔ ایڈن اس کا شکر گزار تھا۔۔ جیک بھی کام کا بندہ مفت ملنے پر سالک کا احسان مند ہوا۔۔

سٹیو بھی بیٹی کے ٹھیک ٹھاک واپس ملنے پر سالک کا مقر وطن ہو چکا تھا۔۔

اور سالک یہی تو کرتا تھا احسان کرتا تھا اور خرید لیتا تھا۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

سکول میں بریک ٹائم چل رہا تھا، وہ سٹاف روم سے باہر ہو کر دیا سے فون پر بات کر رہی تھی۔۔ جب سے دیا آئی تھی ہالہ اس کی فکر میں لگی رہتی تھی۔۔ وہ بات کر کے ہٹی تو سامنے اینٹرنس سے آتے زیان پر نظر پڑی۔۔ اس کے وجیہہ دلکش چہرے پر سن گلاسز لگے تھے۔ وہ سیدھا ہیڈ مسٹر یس کے روم میں جا رہا تھا۔۔

”یا اللہ کہیں بد لہ لینے تو نہیں آگیا؟ میں نے بد تمیزی جو کی اتنی پھر سے۔۔“ وہ پریشان ہوئی۔۔

”اللہ پوچھے تمہیں ہالہ۔۔ کتنی لمبی زبان ہے۔۔ کبھی بڑا نقصان اٹھا بیٹھو گی اس زبان کی بدولت۔۔ یہ بندہ تو ویسے شکل سے بھی سات نسلوں تک دشمنی چلانے والا لگتا ہے۔۔ پتہ نہیں گھٹی میں کسی نے لسوڑا تو نہیں دے دیا تھا۔۔“ وہ فکر سے ٹھہری توہین آفس کے دروزے پر نظریں ٹکائے بولتی جا رہی تھی۔۔ ایک دن پہلے ہی تو اس کی جاب ڈن ہوئی تھی۔۔ اس کا ٹیچنگ سٹائل اور رزلٹ پسند کیا گیا تھا اور آج ہی وہ آدھم کا تھا پھر سے۔۔

آفس میں بیٹھے زیان کو گزر اگھی اندازہ ہوتا کہ آج ہالہ اسکی راہ دیکھتی اسی کو سوچ رہی ہے ساری زندگی آفس سے باہر ناٹکتا۔۔
بریک اور ہو گئی تھی وہ ناٹکلا تھا۔۔ ہالہ بے چینی سے آفس کا دروازہ تکنی کلاس میں چلی گئی۔۔



اتوار کا دن تھا، بابا کسی دوست کے ہاں گئے تھے اور وہ دونوں بہنیں تائی جان کے گھر آئی ہوئی تھیں۔۔ غزالہ ان کے لیے کھانا تیار کر رہی تھی۔۔

”چند دن نہیں ہوئے تمہیں آئے۔۔ تم نے باپ کا پھر سے جینا حرام کر دیا۔۔ اب تم نو کریاں کرو گی۔۔ اور پڑھائی کون پوری کرے گا۔۔؟“ تائی نے دیا کی بد دماغی پر اس سے سوال کیا۔۔

”پڑھ بھی لوں گی۔۔ جاب بھی ضروری ہے۔۔ میں نے بابا کے بہت پیسے ضائع کرواۓ۔۔ پہلے وہ پورے کروں گی پھر پڑھوں گی۔۔ ویسے بھی مجھے بریک چاہیے۔۔“ دیانے صاف گوئی سے جواب دیا۔۔

”اسے رہنے دیں تائی امی۔۔ مجھے لگا تھا ہاں سے کچھ میچور ہو کر آئی ہے پر اس کا بچپنا تو پڑھ گیا ہے۔۔ بابا اور میں تو سمجھا کرتھک چکے۔۔“ ہالہ نے بے دلی سے کہا۔۔

قریب ہی موبائل پر مصروف فارس نے سراٹھا کر دیکھا۔۔

”مجھے بھی لگا تھا شاید کوئی اچھا چینچ آیا ہو گا دیا میں۔۔“ اس کی شرارٹ بھری آواز پر دیانے اسے گھورا۔۔

”وہاں تو میں نے اچھے اچھوں کے منہ توڑ دیئے۔۔ بس یہ ٹریننگ بڑی اچھی دی ہے انگریزوں نے۔۔“ دیانے بنالحاظ کے جواب دیا۔۔ ہالہ دانت پیس کر رہ گئی۔۔ فارس نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔۔

”کوئی لحاظ بھی سیکھ لو بڑا ہے کتنا تم سے۔۔ ہالہ بھی تو ہے بڑوں سے کیسے ادب سے بات کرتی ہے۔۔“ تائی نے دیا کوٹو کا۔۔

”ہالہ دو غلی ہے۔۔“

دیا بڑ بڑا۔۔

ہالہ بھی پہلے تو اپنی تعریف پر گڑ بڑا مگر پھر مخصوصیت سے سرجھ کر مسکرا دی۔

”کمپنی بہت چھوٹی ہے بے نام سی۔۔ کہیں اچھی جگہ جاب نہیں ملی۔۔؟“ اکرام بھی ان کے ساتھ آبیٹھا اور دیا سے مخاطب ہوا۔۔

”میری ڈگری کمپلیٹ نہیں۔۔ بی کام کے دو سسٹر امیر کن کالج سے کیے ہیں اس لیے یہ جاب بھی مل گئی اور اچھی ہی ہے۔۔ فارس بھائی کو کہا تھا پرانی خود نہیں ملی جاب مجھے کیا بتاتے۔۔“ دیانے پھر تو پوس کارخ فارس کی طرف موڑا۔۔ وہ اسے گھور کر رہ گیا۔۔

اکرام اس کی بات پر چپ ہو گیا۔۔

”مجھے میرے فرینڈ نے آفر کی تو ہے۔۔ ابھی وہ کام سمجھ رہا ہے پھر نیوزنس سیٹ اپ سٹارٹ کرے گا۔۔ تم چاہو تو ہمیں جوائن کر سکتی ہو۔۔ ذیں ہو جلدی کام سمجھ جاؤ گی۔۔“ فارس موبائل ایک طرف رکھ کر پوری طرح متوجہ ہوا۔

دیا کی آنکھیں چمکیں اور ہالہ کی آنکھیں پوری سے زیادہ کھل گئیں۔۔ فارس کا دوست۔۔؟ مطلب زایان۔۔۔

”نہیں دیا ابھی اتنی بھی سمجھدار کہاں ہے۔۔ اچھا ہے چھوٹی موٹی ایزی جاب کرے۔۔ زیادہ برڈن والی جاب کر بھی نہیں پائے گی۔۔“ دیسے بھی بس بابا نے اس کی ماگر بیشن ہونے تک اور نیکست ائیری سٹارٹ کرنے تک ہی جاب کی پر میشن دی ہے۔۔

ہالہ نے دیا سے پہلے بول کر فارس کو جواب دیا اور دیا کا بھی ہاتھ دبا کر چپ رہنے کا کہا۔۔ فارس نے کندھے اچکائے۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

زايان سکول سے واپس آ رہا تھا کہ اسے میچ ملا۔ اس نے ہالہ کا نمبر دیکھا تو چونکا۔

”آپ نے مدد کا پوچھا تھا۔ دراصل بس اور کچھ بھی نہیں چاہیے۔ جا ب چلتی رہے بہت ہے۔“ زایان نے حیرت سے میچ پڑھا اور پھر جیسے سمجھ آئی۔

”گرگٹ کی طرح رنگ بدلتی ہے یہ لڑکی۔ ضرور دیکھ لیا ہو گا مجھے سکول میں۔ پڑگئی اپنی جا ب کی فکر۔“ اس نے سر جھٹکا۔ اپنا کام ختم کر کے گھر آیا تو اسے میچ کیا کہ ضروری بات کرنی ہے پر کوئی جواب نا آیا اور رات سے انتظار کرتے اگلا دن ہوا اور پھر شام جواب نہیں آیا۔

وہ دانت چکچا کر رہ گیا۔

”بڑی مطلب پرست ہے یہ لڑکی۔“ وہ زیچ ہوا۔ فکر الگ کھائے جا رہی تھی کہیں فارس سمجھنا گیا ہو زایان کی فیلنگز۔ کہیں اس کی فیملی مسئلہ ناکھڑا کر دے۔

اور خواخواہ زایان کی وجہ سے بنائی قصور کے وہ مشکلیں جھیلے یہ زایان کو منظور نہیں تھا بالکل۔ محبت میں مشکل تھوڑی پیدا کی جاتی ہے؟ محبت تو آسانیاں پیدا کرنے کا نام ہے۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

”.Thomas gona plan against you S... he is tryin to make you feel guilty fo him”

(تحامس تمہارے خلاف کوئی پلان کرنے والا ہے ایس۔ وہ تمہیں اس کے لیے (اس کے خلاف جانے پر) احساس جرم میں مبتلا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔)

جور ڈن نے ساک کو مل کر بتایا تو وہ بے نیازی سے مسکرا یا۔ اس نے تحامس کو دھوکہ دینے پر پولیس کے ہاتھوں اچھا خاصہ ز لیل کروایا تھا۔ اس نے ری ایکشن تو دینا ہی تھا۔

"..And what's he up to.. what can he even do.. will beat me... ok let him be"

(اور وہ کیا کرنے والا ہے.. آخر کر کیا سکتا ہے وہ۔ مجھے ہرائے گا۔ اسے کرنے دو۔)

سالک نے اسے سیر پیس ہی نہیں لیا۔ اور کانج کے بعد ایکسٹر اکلاسز کے بعد جب وہ گھر آنے لگا تو تھامس اس کے سامنے آیا۔

نفرت بھری آنکھوں سے دیکھتا وہ اس کا وہی دوست تھا جو اس پر کبھی جان دینے کا دعویٰ کرتا تھا۔ اب دولڑ کوں کے ساتھ اس کا راستہ روکے کھڑا تھا۔

سالک گاڑی روک کر اتر اور اس کے سامنے آیا۔

"..Hi T.. you used to be my loyal friend and here you are.. want to kill me"

(ہیلوئی۔ تم میرے وفادار دوست ہوتے تھے اور یہ ہو تم۔ مجھے مارنا چاہتے ہو۔)

سالک کے چہرے پر زخمی سی مسکراہٹ آٹھری اور آنکھوں میں سرد پن ابھرا۔ تھامس کے اشارے پر اس کے نئے دوست ایک ساتھ سالک کی طرف بڑھے اور اس کے دونوں بازو پکڑنے چاہے۔ سالک مسکرا یا اور ایک جھٹکے سے دونوں کے بال پکڑ کر سر ایک دوسرے سے ٹکرائے۔

وہ چکر اکر لڑ کھڑا تھا۔ سالک نے آگے بڑھ کر تھامس کے منہ پر زور دار پیچ مارا۔ تھامس اس کے لیے تیار نہیں تھا۔ پیچھے کو جا گرا۔ سالک جو کبھی اتنا خود کو لڑائی میں سر نہیں کھپاتا تھا آج سارا غبار ان تینوں پر اتارتا ان کو سنبھلنے کا موقع دیئے بنالہو لہان کر دیا۔ اس دوران تھوڑی بہت مار کھائی بھی تھی مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔

اس کے اندر کا غبار نکلا تھا کچھ۔ وہ ہلاکا چلا کا ہوتا پھٹے ہونٹ سے بہتا خون صاف کرتا خود اپنی حالت پر ہنس پڑا۔ اور انہیں اسی حالت میں چھوڑ کر گاڑی میں بیٹھا اور ہوا کی طرح سینٹڈوں میں غائب ہو گیا۔

گھر آیا تو اسے گھر سے باہر کھڑے باڑی گاڑنے بو کے دیا۔

"...for you sir.. sent by anonymous"

(آپ کے لیے آئے ہیں جناب۔۔ کسی نامعلوم نے بھیجے ہیں۔۔)

سالک کے ماتھے پر بل پڑے۔۔

..throw that shit away“

(اس گندگی کو دور پھینکو۔۔)

وہ ناگواری سے سرخ گلاب دیکھتا آگے بڑھنے لگا تھا کہ اس بوکے پر لگے کارڈ کو دیکھ کر چونکا۔۔

"..wait.... show me card"

سالک نے اس سے کارڈ لے کر کھولا تو اسے جھکا لگا تھا۔۔ اسکی ہینڈ رائٹنگ اور اسی کا کارڈ۔۔

"..I feel peace when I see you love"

سالک نے کارڈ مٹھی میں مر ڈا۔۔ اس کے جبڑے سختی سے بھیج گئے تھے۔۔۔

".....what the"

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

ہالہ پچن میں رات کا کھانا تیار کر رہی تھی۔ دیاتائی کے گھر سے آکر سو گئی تھی۔ اب اٹھ کر شاور لیا اور مغرب کی نماز پڑھ کر ہالہ کی جگہ پر آکر بیٹھی اور اس کا موبائل اٹھایا جس پر کالز آرہی تھیں۔۔ سکرین پر انجان نمبر دیکھ کر اس نے پہلے رکھنا چاہا مگر پھر کال دوبارہ آتی دیکھ کر اس نے خاموشی سے اٹینڈ کیا۔۔

” یہ تم اپنی چالا کیاں نا آئندہ مجھ پر کم جھاڑنا۔۔ ضرورت تھی تو میتھ کر دیا اب میسجز، کالز کر کر کے میری انگلیاں ٹیڑھی ہو گئیں اور تم غائب ہو۔۔ نہیں سمجھا کیا ہوا ہے مجھے تم نے مس ہالہ۔۔؟“ کوئی بڑے غصے سے نان سٹاپ بولتا چلا گیا۔۔ دیاچونکی، یہ اکرام تو ہر گز نہیں تھا تو ہالہ کس سے بات کرتی ہے۔۔؟

”تو کس نے کہا تھا اتنی ڈھٹائی کا مظاہرہ کرنے کو۔ انگلیاں ٹیڑھی ہو گئیں پر عقل نا آئی۔“ زیانے عادت کے مطابق اجنبی کو بھی گھر کا۔

اسے کسی اجنبی کا یوں ہالہ کا اتنے مزے سے نام لینا سخت بر الگ تھا۔

زیان زر اساقچونکا۔ آواز اور انداز تو وہی تھا۔ پر آج ہلاکا سابلاؤ تھا۔ لہجہ میں ہلکی سی نرمی اور نازکی تھی۔

”تمہاری آواز کو کیا ہوا آج۔؟“ وہ سب بھول کر حیرت سے بولا۔ دیا گڑ بڑا۔

”فلٹر یوز کر رہی ہوں کیوں پسند نہیں آئی میری آواز۔۔۔“

وہ پھر سے سنبھل کر بولی۔

”میں یہاں کل سے بات کرنے کی کوشش میں لگا ہوں اور تم فلٹر فلٹر کھیل رہی ہو۔۔۔ تم کوئی بچی ہو۔۔۔ جتنا بھی (baby) چڑھے دے لو آواز کو۔۔۔ ہو تو تم وہی لو مڑی کی خالہ، زمانے بھر کی چالاکیاں تم میں بھری ہیں۔۔۔ ایک نمبر کی دو غلی ہو۔۔۔“ دیا اس کی باقتوں پر چونکی۔۔۔ یہ جو کوئی بھی تھا اتنا تو کلوز تھا ہی کہ ہالہ کا ”اصلی“ روپ جانتا تھا۔

”کیا چالاکیاں دیکھ لیں تم نے۔۔۔ تمہارے گھر ڈاکا ڈالا ہے یا تمہیں بہلا کر میnar پاکستان کی اوپنچائی پر لے جا کر دھکا دے دیا۔۔۔ ارے خوش نصیب ہو ہالہ سے دور ہو۔۔۔ ورنہ تو منہ سے نوالہ چھین لے اور پتہ بھی ناچلے۔۔۔ تمہیں کیا کہا۔۔۔ کیسے کیسے لوگوں کو اللہ نے آزاد چھوڑ رکھا ہے ایک ہمیں ہی سارے گناہوں کی سزا دنیا میں دینے کے لیے تائی جان کو سر پر بٹھا دیا۔۔۔“ آج وہ جب تک بیٹھی رہی تھی تائی نا سمجھی اور بے وقوفی کا طعنہ دیتی رہی تھیں۔ اس لیے اس نے تائی کا غصہ بھی اتار دیا۔۔۔

زیان تائی والی بات پر ٹھنکا۔۔۔ وہ بھی اپنے گھر والوں کا گلہ نہیں کرتی تھی۔۔۔

”کیا تمہاری تائی نے کچھ کہا ہے؟ کیا ہوا ہالہ۔۔۔ مجھے بتاؤ میں کلئیر کر دوں گا سب۔۔۔“ وہ پریشانی سے بولا دیا نے پھر سے سیل کو گھورا۔۔۔

”تم کیا بلکیسر کرو گے مسٹر۔۔۔ میری تائی کی یادداشت بھی چھین لو ناں پھر بھی کوئی نئی بات ڈھونڈہ ہی لیں گی طنز کے لیے۔۔۔ اور تم بھی اب رکھو فون، بہت کر لیں با تیں۔۔۔ اتنا ہی فری ٹائم ہے تو اللہ اللہ کرو۔۔۔ آئے بڑے ہالہ کے فکروالے۔۔۔“ وہ تیزی سے بولتی زایان کا سر گھما گئی۔۔۔

”آج زبان مبارک کی تیزیاں کچھ زیادہ نہیں بڑھ گئیں؟ تمہیں گھٹی میں سبز مرچ تو نہیں کھلائی گئی تھی۔۔۔ تم پر تمیز سے بات کرنا حرام ہے کیا۔۔۔؟ تمہاری زبان تودن بدن زہر لیلی ہی ہوتی جا رہی ہے۔۔۔ فکر کرو بھی کانتے چھنتے ہیں۔۔۔“

زایان جو اتنی فکر میں کل سے گلا جا رہا تھا بری طرح دماغ انداختھا اس کا۔۔۔

”ہاں تو کس رشتے سے فکر ستار ہی ہے اتنی۔۔۔ اپنے گھر میں کوئی نہیں ہے؟ اگر اتنی ہی ہمدردی دل میں ابل رہی ہے تو گھر والوں کی فکر کرو۔۔۔ اب پھر بھی کبھی فکر تائے تو کال مت کرنا اپنے ماں باپ کو بھیجننا۔۔۔ شادی کر کے سامنے بٹھا کے، کر لینا جتنی باتیں کرنی ہوں پھر چاہے شادی کے فیصلے پر پچھتاوے میں روزانہ بی پی شوٹ ہو۔۔۔ میری بلاسے۔۔۔ بائے۔۔۔“ وہ کہہ کر کال کاٹ گئی۔۔۔ اور مسلسل بولنے سے پھولی سانس برابر کرنے لگی۔۔۔

”ہالہ مجھے تو سمجھاتی تھی غیر مردوں سے فری نا ہوا کرو۔۔۔ خود ایک غیر کو ہر بات بتار کھی ہے۔۔۔“ وہ موبائل اس کی جگہ پر پھیکنکی ناک چڑھا کر بڑ بڑا تی۔۔۔

اور وہاں زایان ہق دق رہ گیا۔۔۔ یہ آج ہالہ کو کیا ہو گیا تھا؟ بولتی تو چلواسی طرح تھی کاٹ کھانے جیسا مگر آج آواز اور لمحے میں ہلاکا سا فرق اب تو زایان کو اور بھی محسوس ہوا۔۔۔

اس نے رشتہ بھیجنے کی بات کی؟ کیا واقعی؟

فارس کی فیملی نے لگتا ہے اتنا ہرٹ کیا ہے کہ وہ زایان کو رشتہ بھیجنے تک کا کہہ گئی۔۔۔ وہ تو اپنے ہوش گنو ابیٹھا تھا اس بات پر۔۔۔

YamanEvaWrites

...Hello NY... Good evening Love's"

Cars are on the line.... Try your hard.. avoid the police... If police catche you... we'll not

"..responsible... Go my love.. Go ahead and win at any cost

(ہیلو نیو یار ک۔۔ شام بخیر پیارو۔۔ گاڑیاں لائے پر ہیں۔۔ اپنی پوری کوشش کریں۔۔ پولیس سے نجک کر رہیں۔۔ اگر پولیس نے کپڑا
ہم زمہ دار نا ہوں گے۔۔ جاؤ۔۔ اور ہر حال میں جیتو۔۔)

تین گاڑیاں لائے میں ٹھہری تھیں۔۔ سنہرے بالوں والی لڑکی جس کا لباس نا ہونے جیسا تھا۔۔ گاڑیوں کے سامنے ٹھہری ادا سے بول
رہی تھی۔۔ اردو گردلو گوں کا اور گاڑیوں کا ہجوم تھا جن کا شور دار آواز میں گلڈ ہو رہی تھیں۔۔

یہ ریس صرف الیکل نہیں تھی۔۔ بلکہ بہت خطرناک تھی اس میں سپید کی کوئی حد قائم نہیں تھی۔۔ اس میں اکثر گاڑیاں الٹ جاتی
تھیں اور آگ بھی لگ جاتی۔۔ جان بھی چلے جانا عام بات تھی۔۔ یہ اور بلو دو کارز کے درمیان سالک کی سلوگرے سپورٹس کار
تھی۔۔

"..you've go.....3...2....1"

وہ لڑکی کا ونٹ کرتے اچانک چھوٹا سا سرخ جھنڈا اٹھا کر چھیختی۔۔ گاڑیاں یک دم آگے بڑھیں اور اس لڑکی کے بالکل پاس سے ہوا کی
طرح گزریں۔۔ لوگوں کا شور کان پھاڑ دینے والا تھا۔۔ گاڑیوں میں لگا میوزک لا ڈھونچ کا تھا۔۔

یہ سالک کی پہلی خطرناک ریس تھی۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

زايان آفس میں بیٹھا تھا۔۔ لیب ٹاپ پر انگلیاں تیزی سے چل رہی تھیں اسے آج ہر حال میں یہ فائل تیار کرنا تھی۔۔ اسے جلد اپنا
بنس سٹارٹ کرنا تھا۔۔ انٹر کام پر اسے ان کے ایک بنس پارٹنر کے آنے کی اطلاع دی گئی تو وہ رکا۔۔

"او۔۔ کے بھیج دو۔۔"

زايان نے اجازت دی اور اگلے لمحے آفس میں صیام کا ہم عمر خوش شکل سالک کا اندر داخل ہوا۔۔ زايان سے مسکرا کر ہاتھ ملایا اور
سامنے چینی پر بیٹھا۔۔

”کیسے آنا ہوا واصف لغاری۔۔“ زایان نے اٹھ کام پر اس کے لیے ریفریشنٹ کا انتظام کرنے کا کہتے ہوئے پوچھا۔۔

”سناء ہے نیبورنس سٹارٹ کرنا چاہتے ہو۔۔ میں بھی پار ٹنر شپ کرنا چاہ رہا تھا۔۔ تمہارا سنا تو خود کو آنے سے روک نہیں پایا۔۔“ وہ خوش اخلاق تھا اس وقت ایسا بن رہا تھا زایان کے لیے فرق کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔

واصف لغاری کا بزنس کی دنیا میں عیاری اور موقع پرستی میں بڑا نام تھا۔۔ بزنس لائن میں وہ خان انڈسٹریز اور خان کمپنیز سے کافی پیچھے تھا مگر چالا کی اور ہوشیاری میں شاید اس کی برابری کبھی کوئی نہیں کر پایا۔۔

”کیوں نہیں۔۔ تمہارا ایکسپریس نیس بھی کام آئے گا میرے۔۔“ زایان نے مسکرا کر کہا تو وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔۔

”خوشی سے۔۔ تمہیں دیکھ کر لگتا ہے بزنس لائن کا ہر حرہ آزمائے کا شوق رکھتے ہو۔۔ میرے ساتھ ہاتھ ملانے میں ہم دونوں کا ہی فائدہ ہے۔۔“ واصف چالا کی سے بولا۔۔

اور دو گھنٹوں کی طویل گفتگو میں ان کی اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی۔۔

زایان نے اس کی پار ٹنر شپ قبول کر لی جسکی دشمنی موت سے بھی گندی ہوا کرتی تھی۔۔



دیا کمرے میں بیٹھی لیب ٹاپ پر اپنی جاب کا کچھ کام کر رہی تھی اسے ٹائپنگ کی سپیڈ ہائی کرنے کے لیے پریمیس بھی کرنا تھی۔۔

اچانک لاٹھ چل گئی اور کمرے میں اچھا خاصہ اندھیرا اچھا گیا تھا۔۔ شام کا ٹائم تھا۔۔

دیا کی حالت عجیب سی ہونے لگی۔۔

اندھیرا، خاموشی اور پھر تہائی کی وجہ سے اس کا دم گھٹنے لگا۔۔ وہ تیز تیز سانس لیتی خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کرتی مزید سے مزید تربد حواسی کا شکار ہوتی جا رہی تھی۔۔

ہالہ نے دیا کے خیال سے ٹارچ اٹھا کر کمرے کی طرف قدم بڑھائے۔۔

کمرے کے باہر دھینے قدموں کی آواز اور پھر دروازہ کھلنے کی آوازنے دیا کا دل بند کر دیا وہ اچانک زور سے پیچنے لگی۔۔

..dont come... dont come to me.. please spare me.. please”

(مت آؤ۔۔ میرے پاس مت آؤ۔۔ پلیز مجھے بخش دو۔۔ پلیز۔۔) وہ آنکھیں اور مٹھیاں سختی سے بھنج چھتی جا رہی تھی۔۔

ہالہ جلدی سے کمرے میں داخل ہو کر اس کی طرف بڑھی۔۔

”دیا۔۔ دیا کیا ہوا۔۔ یہ میں ہوں ہالہ۔۔ دیا۔۔ آنکھیں تو کھولو۔۔“ وہ اسے سینے سے لگائے مسلسل اسے پکارتی رہی۔۔ دیا اس کے گرد بازو پیش تھی اس کے گلے لگ کر پوری شدت سے رو دی تھی۔۔

”ہالہ مجھے بچا لو ان لوگوں سے۔۔ وہ مجھے مار ڈالیں گے۔۔ میں نے کچھ نہیں کیا۔۔ میں نہیں جانتی کچھ بھی۔۔ مجھے نہیں پتہ ایس گینگسر ہے۔۔ یا پو لیس کا بندہ۔۔ ہالہ۔۔“ وہ رو تی ہوئی ہالہ کے سینے میں منہ چھپا تی بولتی جا رہی تھی۔۔ ہالہ کو اس کی ایک بھی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔۔ وہ پریشانی سے اس کی پیٹھ تھپتھپا تی رہی۔۔

”ٹھیک ہے دیا۔۔ میں ہوں نا۔۔“ تمہیں کچھ نہیں ہونے دوں گی۔۔ رونا بند کرو دیا۔۔ تم اب اپنے گھر ہو۔۔ تم ہمارے پاس ہو تمہیں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔۔“ ہالہ اسے تسلیاں دیتی رہی اور دیا کا خوف و دہشت سے لرزتا وجود نجات کرنے کی دیر لے گیا تھا سن بھلنے میں۔۔

ہالہ کی فکر میں اضافہ ہو رہا تھا۔۔ وہ دن بھر ایک نارمل انسان جیسا بی ہیو کرتی تھی۔۔ وہ بس رات کو سوتے ہوئے یا اندر ہیرے اور تہائی میں اسی خوف کا شکار ہو جاتی تھی۔۔

ٹراما یہی تو ہوتا ہے۔۔ ایک بالکل ٹھیک اور نارمل انسان کے لا شعور کا ایک خوف ایک خاص وقت پر بالکل اچانک سے حملہ آور ہوتا ہے۔۔

اور وہ انسان اس لمحے میں اپنارمل ہو جاتا ہے۔۔ خوفزدہ ہو جاتا ہے اور اسی لمحے میں چلا جاتا ہے جس لمحے میں اس خوف نے پنج گاڑے ہوتے ہیں۔۔

دیا کی حالت بھی یہی ہو چکی تھی۔۔ وہ نارمل تھی مگر ٹراماٹائزڈ تھی اور اس کا ٹراما ختم ہونے کی بجائے بڑھ رہا تھا کیونکہ ہالہ اس کی حالت نہیں سمجھ پا رہی تھی اور اپنے باپ کو بتانے سے ڈر رہی تھی۔۔ وہ خود بھی نا سمجھ رہی تھی۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

”تم پاگل تو نہیں ہو گئے؟ واصف لغاری سے پار ٹنر شپ کیوں کی؟۔۔ اچھا خاصہ بدنام اور عیار بندہ ہے۔۔ وہی ملا تھا؟“ زایان کے فادر غصہ سے بول رہے تھے۔۔ چائے پیتا زایان انہیں یوں سن رہا تھا جیسے ابھی واصف کو جا کر انکار کر دے گا۔۔ داجان کا الگ بی پی ہائے تھا۔۔

”اس پاگل کو الگ بزنس کرنے کی اجازت ہی کیوں دی آپ لوگوں نے۔۔“ اسکا بڑا بھائی صائم اس کی ڈھنٹائی اور خاموشی پر دانت پیس کر بولا۔۔

”میں تو سمجھا سمجھا کر اپنا منہ دکھا بیٹھا ہوں۔۔ اب تو بولا بھی نہیں جا رہا۔۔“ صائم نے بے چارگی سے کہا۔۔ زایان اب بھی توجہ سے سب کو سنتا چائے پی رہا تھا۔۔

”رہنے بھی دیں۔۔ ایک بار عزت لے گا واصف سے تو ساری چالاکی نکل جائے گی۔۔ پھر داجان والا کام سنبھال لے گا ہمارا اچھا بچہ۔۔“ راسم نے مسکراہٹ دبا کر اسے چھیڑا۔۔ ریان خاموشی سے سامنے ٹیبل پر پڑے کتاب کھاتا جا رہا تھا۔۔

”تم نے کچھ بولنا ہے تو تم بھی بول لو۔۔ ویسے بھی سب حصہ ڈال رہے ہیں۔۔“ زایان نے اسے مخاطب کیا تو سب کو تپ چڑھی۔۔ ”بکواس کرنا ہی سیکھا ہے تم نے بس۔۔ میری اگر آج طبیعت خراب ہوئی ناں تم سب کی مسلسل چک چک سے تو لائن میں کھڑا کر دو دو لگاؤں گا۔۔“

داجان نے جبڑے بھنج کر سر کا درد برداشت کیا۔۔

”اسے دیکھئے بابا جان۔۔ سر ایسے ہلا رہا ہے جیسے قوالی کہہ رہے ہیں ہم۔۔ انتہائی ڈھیٹ اولاد ہے میری۔۔“ زایان کے بابا نے داجان سے کہتے ہوئے سر ہلاتے زایان کو گھورا تو وہ ہنسی دبا گیا۔۔

”مجھے کیوں ساتھ گن رہے ہیں آپ۔۔“ صائب م کو صدمہ لگا۔۔

”تم بھی زایان سے پیچھے نہیں ہو۔۔“ صائم نے اسے جواب دیا۔۔

”تم لوگ پانچ منٹ خاموش نہیں ہو سکتے۔۔“ بڑے چچا نے ان کو چپ کرو کر داجان کی طرف اشارہ کیا جو انہیں گھور رہے تھے۔۔

زایان نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھ کر داجان کو دیکھا۔۔۔

”مجھے عزہ سے شادی نہیں کرنی۔۔۔“ ایک اور کوشش کرنا چاہی۔۔۔

”اور یہ بات ہم سب کو زبانی یاد ہو گئی ہے وجہ سمیت۔۔۔“ ریان نے حصہ ڈالا۔۔۔

”تم واصف لغاری کے ساتھ بزنس کر لو۔۔۔“ داجان نے پھر سے رشتہ کی بات آتی دیکھی تو لاپرواٹی سے بول کر چلے گئے۔۔۔ بابا چاپا لوگ بھی اٹھ کر جا چکے تھے زایان تو سر کا درد بن چکا تھا۔۔۔

”میری کوئی نہیں سنتا۔۔۔“ زایان نے منہ بسوارا۔۔۔

”آپ سب کے روئے مجھے بس ایک احساس دلاتے ہیں کہ شاید میں اڑاپڑھوں۔۔۔“ زایان نے سب بڑے بھائیوں کو دیکھا۔۔۔

”ہم نے کچرے کے ڈھیر سے اٹھایا تھا تمہیں۔۔۔ تاکہ جوان کر کے عزہ سے شادی کر سکیں۔۔۔“ صائم نے دانت بوں تلے دبا کر کہا۔۔۔ سب نے قہقہہ لگایا۔ زایان نے دانت کچکچائے۔۔۔

”اس گھر سے تو اچھا ہے میں جیل میں رہ لوں۔۔۔ شاید کچھ قدر ہو وہاں میری۔۔۔“ زایان نے غصے سے اوپنجی آواز میں کہا۔۔۔

”تم ناں زایان اب نارمل ہو۔۔۔ تمہیں بس عزہ ہی سن بھالے گی آکر۔۔۔“ صائم نے اسے مسکرا کر کہا۔۔۔

”اور جو تم ہماری ہربات پر بد لے لیتے پھرتے ہوناں۔۔۔ یہ ان گناہوں کی سزا سمجھ لو۔۔۔“ راسم کو پرفیوم والے واقعہ کی سن گن مل چکی تھی۔۔۔

”میرے ساتھ جو کریں خیر ہے۔۔۔ پتہ نہیں کونسے گھر ہوتے ہیں جہاں چھوٹوں کی عزت ہوتی ہے۔۔۔ میری بے حس فیبل تو ایک ایک لفظ جوتے کی طرح مارتی ہے اور دن رات سناتی ہی رہتی ہے۔۔۔“ زایان نے جلن زدہ لبجے میں کہا۔۔۔

”اوہ جائی تم باتوں کے بھوت ہو بھی نہیں۔۔۔ اب واصف کی آفر لیتے ہوئے کسی سے پوچھاتک نہیں۔۔۔ سمجھا رہے ہیں تو الٹا عزہ نکل آئی۔۔۔ ہربات پر عزہ، عزہ کرتے ہو۔۔۔ محبت ہو گئی ہے تمہیں اس سے، بس کر دو بہانے رشتہ توڑنے کے۔۔۔“ صائم زایان کا بھائی تھا اسی کی طرح بولتا چلا گیا۔۔۔ زایان کامنہ کھل گیا۔۔۔

محبت اور عزہ۔؟ اس سے بہتر مرن جاؤں؟

”اور یہ جو تم نے بُلی کے ساتھ مل کر ماسٹر پلانگ کی ہے نا۔۔ وہ بھی ہم بُلی سے تفتیش کر کے اگلوا چکے۔۔ تم اسے پوں اچانک غائب کرواؤ گے اور ہمیں پتہ نہیں چلے گا۔۔۔؟

بیٹا! بھی ان چالاکیوں کے لیے بچے ہو تم۔۔“ راسم نے زایان کی دلکشی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ زایان کے سر پر دھماکے ہونے لگے۔۔ اس نے سب کے جتاتے اور مسکراتے چہرے دیکھے۔۔ وہ کیسے بھول گیا اس کے یہ بڑے بھائی ان چالاکیوں میں پی اتک ڈی کیے بیٹھے ہیں۔۔۔

”آپ لوگ سمجھ نہیں رہے۔۔ جس لڑکی کے لیے اتنے ٹائم سے پاگل ہوا جا رہا ہوں۔۔ وہ لڑکی مان گئی ہے۔۔“ زایان نے آخری حررب کے طور پر معصوم صورت بنا کر انہیں اپناراز تک اگل دیا۔۔ اگر وہ سب مل جائیں تب بھی زایان کا کام پا تھا۔۔

”ہاں بھی پتہ ہے سب۔۔ سمجھ تو تم نہیں رہے۔۔ اب اگر سب کی طرح تم نے بھی انکار کیا تو داجان ہم سب سے ناراض ہو جائیں گے۔۔ ہم تمہیں داجان کی ناراضگی پر قربان کرتے ہیں۔۔“ صیام نے سنجیدگی سے بتاتے ہوئے آخر میں شراری انداز اپنایا۔۔ زایان کا اس ”سنگدہ لی“ پر دل نکڑے ہو گیا تھا۔۔ وہ پیر پختا وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔

”بچہ ہے قسم سے۔۔ تھوڑا سا بھی صبر نہیں۔۔“

ٹائم پچھے سے مسکرا کر بولا تھا۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

ساک کی گاڑی دوسرے نمبر پر پہنچی تھی۔۔ وہ ریس ختم ہوتے ہی وہاں سے نکل گیا اسے نالڑکیوں سے ”ما نگر میں“ کروانا تھا، ہی وہ اتنا فری تھا کہ مزید وقت ضائع کرتا وہاں۔۔

گھر پر پھر سے اس کے نام لکے آیا ہوا تھا اور یہ چو تھا تھا جو اسے دودو دن کے وقٹے سے مل رہا تھا۔۔ اس پر بھی ویسا ہی کارڈ تھا۔۔ ساک کا لکھا ہوا کارڈ جو اس نے دیا کو دیئے تھے۔۔ اس نے تنفر سے یہ بھی ڈسٹ بن میں پھینکا۔۔

اندر نانا اس کے ماں باپ سے باتیں کر رہے تھے۔۔

”اتنی لیٹ کہاں سے آرہے ہو ساک۔۔ ڈنر بھی سہی سے نہیں کیا تھام نے۔۔“ احرام جانتے تھے وہ ان سنی کرے گا پھر بھی مجبور تھے پوچھ بیٹھے۔۔

”آج کچھ نیا کرنے گیا تھا۔۔“ وہ لاپرواں سے بولا۔۔۔۔۔

”اب کیا نیا ڈھونڈ لیا۔۔“ ماریہ پریشان ہو گئیں۔۔

”ساک تم نے اگر اس طرح پاگل ہونا تھا تو اسے روک لیتے۔۔ میں نے بتایا بھی تھا جب وہ جا رہی تھی۔۔“ نانا نے اس کا بگڑا ہوا حلیہ دیکھ کر کہا۔۔

”مجھے جو رُون نے بھی مجھ کیا تھا۔۔ مجھ سے یہ بات دوبارہ نہیں کیجئے گا۔۔ میں اس لڑکی کو بھول چکا ہوں۔۔ اس پر دوبارہ کوئی بات نہیں۔۔“ ساک نے ناراضگی سے نانا کو ٹوکا۔۔

”تمہاری حالت دیکھ کر تو نہیں لگتا اسے بھول گئے ہو۔۔“ ماریہ بے چینی سے بولیں۔۔

”مجھے اپنے ہاتھوں سے کچھ سپیشل سا بنا دیں مام بھوک لگ رہی ہے۔۔“ ساک نے انہیں بہلانے کے لیے کام بتایا وہ نہال ہوتی فوراً اٹھ کر کچن میں گئیں۔۔

احرام خاموشی سے سے دیکھ رہے تھے۔۔

”ماں ہی بس تمہاری اپنی ہے۔۔ مجھے ستاتے رہا کرو۔۔“ احرام ناراض ہوئے اس کے نانا بھی منے۔۔

”میں جب جوزف کو مار رہا تھا جانتے ہیں اس نے مجھے کیا کہا۔۔ اگر اس لڑکی کو تکلیف پہنچانے والوں کو مارنا چاہتے ہو تو خود کو شامل رکھنا یہ یہاں تمہاری وجہ سے پہنچی ہے۔۔“ ساک نے کچھ یاد کرتے ہوئے بتایا۔۔ وہ لوگ بری طرح ڈر گئے ساک کی بات پر۔۔

”اس نے بکواس کی ہے۔۔“ احرام غصے سے بولے۔۔

”اس نے سچ کہا تھا۔۔ مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔۔ میں کسی کے لیے اپنی جان کیوں لوں گا بھئی۔۔ اور یہ میں آپ کی ہی پرواہ میں کہہ رہا ہوں۔۔ الزام نالگایا کریں مجھ پر۔۔“ ساک نے آخری لفظوں پر زور دے کر کہا۔۔

”صرف جان نہیں سالک--- اپنے آپ کو بھی کسی کے لیے برباد ناکرو۔ آج بھی تم ایک کارریس کا پتہ کرتے پھر رہے تھے۔“
احرام سنجیدگی سے بولے۔

”آپ کا سپاٹ ٹھوڑا لیٹ ہے۔ میں کارریس کر کے ہی آرہا ہوں پاپس۔“ سالک نے دھماکہ کیا۔

”تم اور کیا کیا کارنا مے کرنے والے ہو آج ہی بتا دو مجھے۔ ہر وقت کے بی پی ہائی سے تنگ آگیا ہوں۔ آج ہی پھٹ جائے میرے دماغ کی رگ۔“ احرام بڑی مشکل سے ضبط کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

”اتنا ہاپر کیوں ہو رہے ہیں بچہ ٹھوڑی ہوں۔ ٹونگی ہو چکا ہوں“ سالک نے منہ پھلا لیا۔

”یار تم ناں اتنے ہی خطرناک کام کرنا چاہتے ہو تو شادی کرو۔ مجھے امید ہے تمہارا بیٹا تمہیں ہر خطرے کی تفصیلی تصویر دکھائے گا۔“ نانا جان کے کہنے پر وہ ایک پل کو چپ ہوا۔

”میرا بیٹا اپنے گرینڈ پاپ بھی جا سکتا ہے۔ اچھا بچہ۔“

سالک نے شرارت سے باپ کو سنوایا۔

”میرے باپ کو میرے پیچھے زیل نہیں ہونا پڑا تھا سالک۔“ احرام نے اسے جتایا۔

”میں بھی آپ کے والے شوق نہیں رکھوں گا۔“ اس نے احرام کو سالک کی پل پل کی خبر کھنے اور ہر بات پر ٹوکنے والی عادت کا اشارہ دیا۔

”تم باپ تو بنو پھر پتہ چلے گا۔ جس باپ کا بیٹا انسان کی بجائے جن جیسا ہوا س کی نیندیں اسی طرح حرام ہو جایا کرتی ہیں۔“

احرام صاحب تاسف سے بولے۔ سالک نے سر خم کر کے اس تعریف ”جن“ پر شکریہ ادا کیا۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

”ہالہ تم کسی لڑکے سے باتیں کرتی ہو؟ تمہاری کچھ دن پہلے ایک کال آئی تھی۔ وہ لڑکا ہر بات جانتا تھا تمہارے بارے میں۔۔۔ تائی جان کا بھی پتہ تھا اسے۔“ دونوں بہنیں رات کا کھانا کھا رہی تھیں جب اچانک دیا نے پوچھا۔ ہالہ کا نوالہ حلق میں اٹک گیا۔

”پہلے تو میں نے سوچا چپ رہوں مگر مجھے جاننا ہے۔“ دیا نے مزید کہا۔۔۔

”دیاتم نے دوسروں کی کالز سننا کب سے شروع کر دیا۔“ ہالہ نے دانت پیس کر کہا۔۔۔

”کیوں مجھے بتانے کا ارادہ نہیں ہے۔۔۔ کون ہے آخر وہ۔۔۔ اتنا فری ہو کر بول رہا تھا۔۔۔“ دیا کا تجسس مزید بڑھ گیا۔۔۔

”ہے ایک لوفر۔۔۔ اور وہ سب اس لیے جانتا ہے کیونکہ فارس بھائی کا وہی دوست ہے جس کا بتایا تھا ہا سپٹل میں ملا تھا۔۔۔ اور کچھ بھی غلط سوچنے کی ضرورت نہیں ایسا ویسا کچھ نہیں۔۔۔ میں خود تنگ ہوں اس بندے سے۔۔۔ ہر جگہ نازل ہو جاتا ہے۔۔۔“ ہالہ ناک چڑھا کر بولتی اچھی خاصی پی ہوئی لگ رہی تھی۔۔۔

دیا نے جلدی سے پانی کا گلاس منہ سے لگا کر اپنی گھبر اہٹ چھپائی۔۔۔

وہ تور شستہ بھینخے کا کہہ گئی تھی اور بات اور نکلی؟

”ویسے تم نے کیوں کی اٹینڈ کاں۔۔۔ کیا بات کی اس سے؟“ ہالہ کو بھی اچانک ہی فکر ہوئی کیونکہ دیا کا اسے پتہ تھا بنا سوچے سمجھے کچھ بھی بول دینے سے باز نہیں آتی۔۔۔

”ہالہ اب کیا ہو گا۔۔۔ میں نے تو غصے میں اسے کہہ دیا تھا رے لیے رشته بھیج دے۔۔۔“ دیا کی بات پر ہالہ کا کھانا حلق میں پھنسا اور کھانس کھانس کر اس کی سنبھالی رنگت میں سرخی بھر آئی۔۔۔

”دیکھو میراقصور نہیں۔۔۔ وہ بار بار فکر ظاہر کرتا مجھے فلرٹی لگا تو غصے میں کہہ دیا میں نے اور کسی فلرٹی لڑکے کی حد بھی بھی ہوتی ہے جہاں رشته بھینخے کی بات ہوئی وہ غائب۔۔۔ اب تم دیکھنا یہ بندہ بھی۔۔۔“ دیا اس کو پانی ڈال کر دیتی جلدی وضاحت دینے لگی۔۔۔ ہالہ کا جیسے ہی سانس بحال ہوا دیا کی کمر پر ٹکا کر ایک لگائی۔۔۔

”آئی آمی۔۔۔ ہالہ مار کیوں رہی ہو۔۔۔“ دیا اپنی کمر سہلا تی رومنی صورت بنانے کر بولی۔۔۔

”اگر وہ بے ہودہ بندہ واقعی رشته لے کر آجائے پھر؟ فارس بھائی کو پہلے اس کی حرکتوں سے مجھ پر شک ہوتا ہے۔۔۔ جو بندہ دوسری بار ملنے پر ہی بھرے بازار میں ہاتھ پکڑے اور کپڑوں کا رنگ پوچھئے، سوچو وہ کس قسم کا ہو گا۔۔۔

تم نے ایسے انسان کو رشتہ بھینے کا کہہ دیا وہ بھی تب جب میرارشہ طے ہے اور میں اس رشتے پر راضی بھی ہوں۔۔۔ کچھ عقل بچائی ہے یا سب ان انگریزوں میں بانٹ آئی ہو۔۔۔ جاہل کی جاہل رہنا ساری عمر بس۔۔۔ ”الله غصے سے اس کی کلاس لیتی جلدی سے اپنا موبائل ڈھونڈنے لگی۔۔۔

”مجھے تو ایسا جالاک نہیں لگتا جسے آواز تک کی پہچان نہیں ہوئی۔۔۔“ دیانے منہ بگاڑ کر کہا اور ہاتھ سے اب بھی جلتی کمر سہلار ہی تھی۔۔۔

”وہ میرا باب نہیں ہے آوازیں پہچانے۔۔۔ ہمارے خاندان والے جو ہمیں بچپن سے جانتے ہیں کال پروہ بھی اکثر نہیں پہچان پاتے۔۔۔ تمہاری اور میری آواز کا فرق اتنا سا ہے کہ کوئی ہر وقت بات کرنے والا ہی پہچان سکتا ہے اور میں اس بندے سے ہر قت گپیں نہیں لڑاتی۔۔۔“ وہ دیا کو گھورتی موبائل پر زایان کا نمبر ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔

”میں نے اس کا نمبر بلاک کر دیا تھا مجھے لگا تم غلط کام۔۔۔“ ”الله کی کھاجانے والی نظر وہ پر دیا سہم کر چپ ہوئی۔۔۔

”میری عزت کا جنازہ نکلواؤ گی۔۔۔ تائی جان نے زندہ گاڑ دینا ہے مجھے۔۔۔ اور بابا۔۔۔ ہائے وہ بندہ آگیا تو۔۔۔“ ”الله فکر مندی سے لب کلپتی پریشانی کے مارے کھانا بھی بھول چکی تھی۔۔۔ دیا سے چور نظر وہ سے دیکھتی اپنا کھانا مکمل کرنے لگی۔۔۔

”اتنا بھی کیا مسئلہ ہے۔۔۔ رشتہ آئے گا تو انکار ہو جائے گا بس۔۔۔“ دیانے کچھ دیر بعد آہستگی سے کہنا چاہا۔۔۔

”اور وہ ایسا بے چارہ نہیں کہ چپ کر جائے وہ ریکارڈنگ سنائے گا اور۔۔۔ ہاں یہ ہوئی نابات ریکارڈنگ میں آواز تمہاری ہے۔۔۔ تو تم ہی پھنسو گی۔۔۔“ ”الله نے اسے ڈرایا تھا اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔

”الله نہیں۔۔۔ ہائے نا۔۔۔“ وہ خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔۔



وہ زمین پر نیم مردہ پڑی تھی۔۔۔ بال بکھرے ہوئے تھے چہرہ زخمی تھا۔۔۔ وجود میں تکلیف ایسی کہ سانس لینا بھی درد دے رہا تھا۔۔۔ اس کے کانوں میں کسی کے درد سے چینے کی آوازیں گونج رہی تھی۔۔۔ کوئی بہت بے دردی سے کسی کو مار رہا تھا۔۔۔

”...you dare to touch her.. i'll kill you“

اس کے کانوں نے یہ جملہ سنा۔ مگر کچھ بھی سمجھ میں نہیں بیٹھا تھا۔ وہ کہاں ہے؟ اور یہ آوازیں کسی ہیں۔ زمین پر قدموں کی دھم دھم ہو رہی تھی۔ کوئی آگے بڑھ کر قدموں کے بل اس کے پاس بیٹھ کر اس پر جھکا۔

اس کے بالوں کو نرمی سے سمیطا، اس کے چہرے پر گلے

خون کو کوئی بے تابی سے صاف کرنا چاہ رہا تھا۔ وہ بے جان پڑی سب محسوس کر رہی تھی۔ اس لمس میں زمی تھی، تحفظ تھا۔ وہ یہ ہاتھ تھامنا چاہتی تھی۔ وہ کہنا چاہ رہی تھی کہ اسے یہاں سے بچا کر دور لے جایا جائے۔ پھر اس نے اس کے گرد بازو پھیلا کر اسے سینے سے لگایا اور خود میں سمیٹ لیا۔

اسے پکارا جا رہا تھا۔ اس کا لندھا ہلا کر جانے کا کہا گیا پر وہ اسے سینے میں بھنپ بیٹھا تھا۔

وہ مسلسل کچھ بڑا تباہ جا رہا تھا۔

دیا کی آنکھ جھٹکے سے کھلی اس کا پورا جسم سینے سے بھیگ چکا تھا۔

"یہ کیسا خواب تھا۔ سالک وہاں تھا؟" وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتی چیرت سے بڑا تھا۔

"..am sorry D.. Its my fault am sorry"

دیا کو یہ جملہ، جو اس نے ابھی خواب میں سنتا، بری طرح ہلا گیا تھا۔

ہاں ٹھیک ہے وہ اب اکثر خواب میں وہی لمحے دیکھتی تھی۔ بندھے ہوئے ہاتھ پاؤں اور اکیلے کمرے میں محسوس ہونے والی بے بی محسوس کرتی تھی مگر آج کا خواب تو بہت الگ تھا۔ وہ بے یقین سی بیٹھی تھی۔

"سالک مجھے بچانے گیا تھا؟۔ اس نے یہ سب کیا؟"

ہو ہی نہیں سکتا، بالکل نہیں۔ وہ لا پرواہ انسان بھلا کسی کی اتنی پرواہ کیوں کرے گا۔ بھلا اسے کیا وہ مرے یا جیے۔ اس کی بلاسے وہ ساری زندگی اس قید میں پڑی رہتی۔ نہیں یہ خواب جھوٹا ہے۔ ہالہ ٹھیک کہتی ہے خواب تو بس خواب ہوتا ہے۔ اس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ سالک اتنا حساس تھا، ہی نہیں۔ "وہ پانی کا گلاس بھر کر پیتی مسلسل اپنے خواب کی نفی کرتی رہی۔

وہ تب نیم بے ہوشی میں تھی مگر بالکل بے ہوش نہیں ہوئی تھی۔۔

یہ وہ لمحے تھے جو اس کے لا شعور میں کہیں چھپے تھے جن لمحوں کو اس نے محسوس کیا تھا مگر ذہنی حالت بہت خراب ہونے کی وجہ سے یاد نہیں رکھ پائی تھی۔۔

یہ سب اس نے سوچنا چاہا بھی نہیں تھا۔۔ مگر ہمارے دماغ کے لا شعور میں بہت سے ایسے لمحے جو ہماری یادوں سے (hide) ہو چکے ہوں خواب میں آجاتے ہیں۔۔ دیا کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا..

اب نیند آنا تو مشکل تھی۔۔ وہ اپنے بستر پر پڑی گھرے گھرے سانس بھرتی خود کو نارمل کرنے لگی۔۔ مگر وہ اس خواب کو سچ نہیں مان سکتی تھی۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

ساک کا بزنس یونیورسٹی میں ایڈ میشن ہو چکا تھا۔۔ وہ فی الحال اپنی سٹڈیز پر فوکسڈ تھا (ماں باپ کے سامنے)۔۔ تو گھر میں آج کل سکوں تھا۔۔ وہ اس سب کے دورانِ دو کار ریس میں حصہ لے چکا تھا اور وہ تب تک کار ریس میں پارٹیسپیٹ کرتا رہے گا جب تک جیت نہیں جاتا۔۔ اور جلد اس کا جیتنا کنفرم تھا۔۔

اس کو پورے سات بوکے مل چکے تھے اور کارڈ زاب ختم ہو چکے ہوں گے کیونکہ اس نے دیا کو سات بوکے دیئے تھے بس۔۔ اس کو انتظار تھا کہ اب بوکے آتا ہے یا نہیں اور اگر آتا ہے تو اس بار کارڈ پر کیا لکھا ہو گا۔۔ اور پھر اسی طرح دو دن بعد اسے بوکے ملا تو وہ ٹھٹکا بوکے پر موجود کارڈ پر ٹکلی نوٹ لگا تھا۔۔ وہی سُکنی نوٹ جو اس نے کانج کے نوٹس بورڈ پر لگایا تھا۔۔

"I feel peace when I see you love"

وہی جملہ اس کی کی رائٹنگ میں۔۔ ساک کے جڑے بھیخ گئے۔۔ وہ سمجھ چکا تھا کہ کون ہے اور اسے یہ بھی پتہ تھا یہ سب اس کے رسپانس کے لیے کیا گیا ہے۔۔۔

اب مزید یہ سلسلہ جاری نہیں رکھا جا سکتا تھا وہ یہ بھی سمجھ چکا تھا۔۔

اس کی توجہ چاہیے تھی اور وہ کبھی ایسا نہیں کرے گا۔۔ وہ انگور کر کے آگے بڑھ گیا۔۔

اس کا شک سہی تھا اس کے بعد بو کے نہیں ملے کبھی۔۔ سالک کو پرواہ بھی نہیں تھی۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

فارس زایان کے سامنے بیٹھا تھا۔۔

”میں ڈفرنٹ پروڈکٹس کا بزنس سٹارٹ کرنا چاہ رہا ہوں میں نے سب سٹڈی کر لیا ہے۔۔

یہ کام ہی میرے لیے ایزی ہے اور ان چیزوں کی ڈیمانڈ ہے۔۔ ہم خود پروڈکٹس تیار کروائیں گے۔۔

اور مارکیٹ میں سٹاک کے حساب سے دیا جائے گا۔۔ پروڈکٹس ایکسپرٹ ہائز کر لیں۔۔ جو کا سمیٹکس اور دوسرا یوز کی چیزیں تیار کریں۔۔ واصف ایکسپرٹس کی چھان بین کرے گا۔۔ اور میرا بھائی صائم اس کے ساتھ اس سب میں شامل ہو گا۔۔ بلڈنگ ریڈی ہے مٹیر میں کلیکٹ کر لینا۔۔ میں باقی سٹاف ہائز کروں گا اور دیکھو میر اٹار گٹ بس ایک ماہ ہے۔۔ تب تک سب سیٹلمنٹ ہو جانی چاہئے۔۔“ زایان نے تیزی سے لیب ٹاپ پر ایڈیٹ تیار کرتے ہوئے فارس کو تفصیل سے بتایا۔۔ واقعی اس کا ورک کمپلیٹ تھا۔۔

”او۔ کے میری طرف سے تو تم بے فکر ہو جاؤ میں یہ کر لوں گا۔۔ اور تمہارا بھائی بھی اس بزنس میں پارٹنر ہے۔۔؟“ فارس نے اس سے پوچھا۔۔

”پارٹنر؟ بالکل نہیں۔۔ اس کا اپنا بہت کام ہے مگر زبردستی گھس رہا ہے۔۔ وہ کیا صائم بھائی بھی ایک ایک تفصیل پوچھ رہے ہیں۔۔ ان دونوں کو لگتا ہے میں یہ اکیلے نہیں کر سکتا۔۔“ فارس نے حیرت سے زایان کو دیکھا جو خنکی سے بول رہا تھا۔۔

”یار سیر نیسلی۔۔ تمہاری فیلمی اتنی کئیر کرتی ہے تمہاری۔۔ نار ملی ایسی بڑی فیلمیز میں سب اپنے ہی کاموں کو توجہ دیتے ہیں۔۔ اور تمہارے بھائی اتنے بڑی شیڈوں سے تمہارے لیے ٹائم نکال کر تمہیں ہیلپ آؤٹ کر رہے ہیں۔۔ تمہیں ان کا پیار نظر نہیں آتا بس ہر وقت منہ پھلانے ان کا گلہ کرتے رہتے ہو۔۔“ فارس نے اچھی خاصی ایموشنل تقریر کر ڈالی تھی۔۔ زایان نے کھٹاک سے لیب ٹاپ بند کیا اور اسے گھورا۔۔

”ماتاکہ بھائی میرے لیے یہ سب کر رہے ہیں مگر اب ایسے بھی سیدھے نہیں جیسے لگتے ہیں۔۔ تم نے اپنے گھر بیٹھے میری فیملی کی کمیں دیکھ لی، تھینکس! تمہاری باتوں سے میری آنکھیں بھر آئیں۔۔۔ اب جا کر اپنا کام کرو۔۔۔“ زایان نے اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کہا۔۔۔

فارس منہ بگاڑتا اٹھ کر چلا گیا۔۔۔

”میرے گھر آ کر رہے تو پتہ چلے کتنا ”پیار“ لٹایا جاتا ہے مجھ پر۔۔۔“ زایان پھر سے کام میں مصروف ہوتا بڑا یا تھا۔۔۔

 YamanEvaWrite 

وہ بریک ٹائم ٹاف روم میں بیٹھی ٹیسٹ چیک کر رہی تھی۔۔۔ جب اس کے موبائل پر کال آنے لگی۔۔۔ وہ نرسوس سی موبائل کی سکرین پر اکرام کا نام دیکھ رہی تھی۔۔۔ آج کل غزالہ کی شادی کی تیاری چل رہی تھی اور تائی نے ہالہ کوشانگ کا کام سونپا تھا۔۔۔ شاید اس لیے اکرام کال کر رہا ہو۔۔۔ اس نے سوچ کر کال اٹینڈ کی۔۔۔

”ہالہ چاچو کا ایکسیڈ نٹ ہو گیا ہے۔۔۔“ اکرام کا جملہ تیر کی طرح اس کے کان میں لگا تھا۔۔۔

”دیکھو میں تمہیں لینے آ رہا ہوں۔۔۔ شاید دیا کوہا سپیٹل سے کال آئی تھی اس کی طبیعت خراب ہے، تم اسے سنبھالنا۔۔۔ چاچو کا زیادہ مسئلہ نہیں ہے۔۔۔“ وہ جلدی بول رہا تھا اور اس کی پریشان آواز سے ہالہ کوشانگ خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ ساکت وجود لیے اپنی جگہ بیٹھی رہ گئی۔۔۔

گھر میں دیا بے ہوش پڑی تھی۔۔۔ کیونکہ کال لاگ میں فست نمبر اس کا تھا تو کال بھی اسی کو آئی تھی۔۔۔

انہیں ہا سپیٹل لے جایا جا چکا تھا۔۔۔

ہالہ رورو کر پا گل ہوتی دیا کو بھی سنبھال رہی تھی تائی جان بھی بی پی ہائے کی وجہ سے سر لپیٹے بیٹھی تھی۔۔۔

فارس اور اکرام ہا سپیٹل میں تھے۔۔۔

ایکسیڈ نٹ اتنا شدید تھا کہ خادم صاحب کے سر کی ہڈی، کندھا، پسلیاں اور ایک ٹانگ بری طرح متاثر ہوئے تھے۔۔۔

دو میجر آپ یشنز کی ضرورت تھی اور چھوٹے موٹے دوسرے آپ یشنز بعد میں کرنے پڑتے مگر اس وقت ہا سپل کا خرچ لاکھوں کے حساب میں بن رہا تھا۔

فارس اور اکرام بہت بھاگ دوڑ کر کے بھی ڈیڑھ لاکھ تک جمع کر پائے تھے کیونکہ غزالہ کی شادی کے لیے دھوم دھام، زیورات اور میرج ہال کی بنگ کے چکر میں اچھا خاصہ قرض لے چکے تھے۔ اب مزید قرض لینا مشکل تھا۔

پہلے آپ یشن کی فی جمع کروائی جا چکی تھی۔ مزید رقم کے لیے فارس اور اکرام اچھے خاصے زیج ہو چکے تھے۔ دیا کی طبیعت کافی سنبھل گئی تھی ہالہ اسے ساتھ لگائے خاموشی سے جیولر شاپ پر گئی اور وہ کچھ زیور جو خادم صاحب نے اپنی بیٹیوں کے لیے بنار کھا تھا جیولر کے سامنے رکھے۔ دیا چپ سادھے ہالہ کا ساتھ دے رہی تھی۔ باپ سے بڑھ کر انہیں کچھ عزیز تھا بھی کہاں۔ یہ زیور یا جمع پونچی پھر بن جاتی مگر خادم صاحب کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔

”ہالہ امی کے دیئے لاکٹ بھی ملا لیں؟“ پیسے کم بن رہے تھے دیانے سر گوشی میں ہالہ سے کہا تو وہ چوکی۔

”ہاں مجھے ان کا خیال ہی نہیں رہا۔“ دونوں بہنوں نے اپنے اپنے لاکٹ اتنا کر کا وٹر پر رکھے۔ یہ پیسے بھی کم تھے۔ ہا سپل کا خرچ کہیں زیادہ تھا۔ ہالہ کی سوچ بار بار زایان پر جانے لگی۔ اگر وہ اس سے قرض لے۔۔۔ کیا وہ دے گا؟ اگر نہیں ایک بار ٹرائی تو کرنا چاہیے۔۔۔

”کیا مطلب ہے آپ کا۔۔۔ یہ دونوں بالکل ایک جیسے ہیں پھر ایک کی قیمت زیادہ اور ایک کی کم کیوں ہے۔۔۔“ ہالہ کی سوچوں کا تسلسل دیا کی آواز پر ٹوٹا۔۔۔ وہ بھی متوجہ ہوئی۔۔۔

جیولر ہالہ کے لاکٹ کی قیمت زیادہ جبکہ دیا کے لاکٹ کی قیمت کم بتا رہا تھا۔۔۔

”دیکھئے یہ لاکٹ پیور وائٹ گولڈ کا ہے۔۔۔ اس پر صرف سونے کا پانی چڑھایا گیا ہے۔۔۔ اس کی قیمت کافی زیادہ ہے جبکہ دوسرا سپل گولڈ کا ہے اس لیے کم قیمت ہے۔۔۔“ جیولر کی بات پر دونوں کامنہ کھل گیا۔۔۔ یہ فرق کیسے اور کیوں تھا۔۔۔؟

اور اچانک ہالہ کے دماغ میں جھماکہ ہوا۔۔۔ اس کا لاکٹ کھو گیا تھا۔۔۔ اور اسے زایان نے ڈھونڈ کر دیا تھا۔۔۔ تو کیا یہ اس نے ویسا بنا کر دیا تھا؟

ہالہ کے دماغ کی رگیں اس دھوکے پر پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔۔ اس نے بے بی سے لاکٹ کو دیکھا اس وقت باپ سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔۔

اور اس نے دیا کی حیران سوالیہ نظروں سے نظریں چرائیں۔۔ جیول ساری پے منٹ کاؤنٹ کر رہا تھا۔۔۔ ہالہ کے دل میں زایان کے اس جھوٹ سے کانٹا سا گڑھ گیا تھا۔۔

اگر اسے لاکٹ نہیں مل سکتا تھا تو یوں دھوکا دینے کی کیا ضرورت تھی۔۔ صاف بتا دیتا اس کا قصور تھوڑی تھا۔۔ ہالہ نے ہی گم کیا تھا۔۔

YamanEvaWrites

وہ آج پھر کار ریس میں شامل تھا۔ یہ ریس راؤنڈ وائز تھی۔۔ یہ ریس بہت خطرناک تھی۔۔ اس میں بھی سپیڈ لٹ نہیں تھی اور یہ بزری روڈز پر تھی (جہاں ٹرینک موجود ہو) اور آف کورس ٹرینک سگنلز بریک کرنے پر پولیس کی گاڑیاں فالو کرتی تھیں۔۔ اس کا زوال تھا کہ پولیس کو ڈاج کرنا تھا۔۔ سپیڈ بھی ہائی رکھنی تھی۔۔ ٹرینک کو ایوانڈ کرنا تھا۔۔

اس سب کے بعد جو ڈیل لائن کو کراس کر لے وہ نیکسٹ راؤنڈ میں۔۔ اگر اس سب میں کوئی پولیس کے ہاتھ آجائے، ایکسٹینٹ میں پھنس جائے یا پھر ریسر گاڑی کنٹرول ناکرپائے اور مر جائے، یا سوئیر انجری کا شکار ہو جائے۔۔ وہ آف کورس گیم سے آؤٹ۔۔ چاہے وہ ساری زندگی معدود ری میں گزار دے۔۔ کسی کو پرواہ بھی نہیں تھی۔۔

ساک کو اس ریس میں حصہ نہیں دیا جا رہا تھا کہ وہ چھوٹا ہے۔۔ اس نے نجانے کتنی ملتیں کر دیا تھیں اور جیک کے ریسورسز سے اسے اس ریس میں حصہ ملا تھا۔۔

اس ریس کے تھری راؤنڈز تھے۔۔ پہلے راؤنڈ میں ساک کا فور تھے نمبر تھا۔۔ فتح نمبر ایکسٹینٹ کا شکار ہو کر آؤٹ ہو چکا تھا (وہ مرچکا تھا)۔۔

یہ دوسرا راؤنڈ تھا اور ساک کو ہر حال میں لاست راؤنڈ اوپن کرنے کے لیے ٹاپ تھری میں نمبر لانا تھا۔۔

وہ یہ ازیت ناک اور خوفناک موت کا کھیل بہت شوق سے کھیل رہا تھا وہ سب ریسرز میں کم عمر اور نان ایکسپریسینسڈ تھا۔۔

اس ریس کے گیمرز اپنی موت اپنے ہاتھوں میں لیے پھرتے تھے مگر وہ اس کے عادی تھے۔۔۔ وہ اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ چھوٹے سٹیپس میں پر یکلیں کر کے اس سٹیچ پر پہنچے تھے۔۔۔

ریس سٹارٹ ہو چکی تھی، وہ گاڑیوں سے بچتا سپید تیز کرتا جا رہا تھا۔۔۔ پولیس کی گاڑیاں مسلسل پچھا کر رہی تھیں اور وہ اسے رکنے کا اعلان دہرا دہرا کر زخم ہو چکے تھے۔۔۔

وہ بہت جگہوں پر ایکسٹینڈ سے 0.000001 رسک سے بچا تھا۔۔۔ ایک دو جگہوں پر اس کی گاڑی راؤنڈ میں گھوم کر رہی تھی۔۔۔ پر اس پر ایک ہی لگن سوار تھی، اسے پاؤ نکٹ تک پہنچنا تھا۔۔۔ اسے لاسٹ راؤنڈ میں ایمٹری چاہیے تھی۔۔۔ وہ ہمارا نئے کوتیارنا تھا۔۔۔

اسے پہلے کہہ دیا گیا تھا اس کی موت طے ہے کیونکہ وہ یہ ریس نہیں جیت پائے گا۔۔۔

اسے ہر حال میں انہیں دکھانا تھا کہ وہ پہلے نمبر پر ناسہبی مگر لاست راؤنڈ میں تیسرے نمبر پر سہی زندہ واپس لوٹے گا۔۔۔ وہ سالک تھا۔۔۔ وہ جو سوچتا تھا کہ گزرتا تھا۔۔۔

جکہ سالک کے اس جنون کو دیکھ کر اس ریس میں آنے والے سب حیران تھے۔۔۔

اس کے پاس سب تھا تو وہ کیوں اپنی زندگی کو رسک پر ڈالے ہوئے تھے۔۔۔؟

اس کے پاس بہت پیسے تھا اسے جیت کی رقم کی بھی ضرورت نہیں تھی۔۔۔

یہ شوق تھا تو بہت برا شوق تھا۔۔۔

اور اگر یہ کوئی چیلنج تھا تو وہ اس کے لیے بہت ینگ تھا۔۔۔ یہ ایڈ و نچر تھا تو اسے اس ایڈ و نچر سے بہتر سیدھے صاف پوازن لے کر مر جانا چاہیے تھا۔۔۔ یہ ازیت کیوں۔۔۔؟

اور وہ کسی کو کیا بتاتا۔۔۔ اسے زندگی میں پہلی بار کسی نے سب کے درمیان زلیل کیا تھا اور وہ اس انسان کے سامنے خاموش رہنے پر مجبور تھا۔۔۔ اسے اپنی اس مجبوری پر غصہ تھا۔۔۔

اسے محبت ہوئی تھی اور اس کا غم تھا۔۔۔

وہ پہلی بار کسی سے ہارا تھا اسے اس پار کاد کھ تھا۔۔۔ اپنے ہار مان جانے کا دکھ تھا۔۔۔

اسے اس سب کا غبار نکالنا تھا اور کسی چھوٹے موٹے کام سے سکون ملتا بھی نہیں تھا۔۔۔

اس نے اس ریس کے روڈ پر پہلے سڑی کر لی تھی۔۔۔ ان روڈز کے درمیان کچھ چھوٹے اور چھپے ہوئے روٹس تھے، سالک کبھی پولیس سے بچنے کے لیے ان روٹس کو فالو کر لیتا کبھی روڈ پر آ جاتا تھا۔۔۔ وہ پولیس کو ڈاچ دینے میں کامیاب ہوتا جا رہا تھا اور روڈیلائن کے قریب بھی پہنچ گیا مگر اس بار بھی راستہ لمبا ہو جانے کی وجہ سے اس کا تیر انمبر ہی آیا تھا۔۔۔

مگروہ لاست رائند میں شامل ہو گیا تھا۔۔۔

اگلی ریس کا ٹائی م ایک ماہ بعد تھا کیونکہ اس ریس کی وجہ سے پولیس سیکیورٹی آج سے ٹائٹ ہو جانے والی تھی۔۔۔ پچھیں دن تک سکون رہنے پر پولیس نارمل روٹین پر آ جاتی اور تیسویں دن ان کی ریس پھر سے طے تھی۔۔۔

وہ بڑی طرح تھک گیا تھا۔۔۔ بال پینے سے ترما تھے پر چپک رہے تھے۔۔۔ برف جیسی رنگت میں سرخیاں پھوٹ رہی تھیں۔۔۔
گاڑی میں ہی بیٹھا وہ سانس بحال کر رہا تھا اسے گھر جانے سے پہلے نارمل ہونا تھا کیونکہ وہ ایکسٹر اکلا سزا کا کہہ کر گھر سے نکلا تھا۔۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

خادم صاحب کا ایک آپریشن ہو چکا تھا۔۔۔ ان کی نیکسٹ آپریشن کی فی الحال ڈیٹ نہیں دی گئی تھی۔۔۔ بلڈ لاس سے وہ بہت ویک ہو چکے تھے۔۔۔

ابھی ہا سپٹل میں ہی ایڈ مٹ رکھنا تھا نہیں۔۔۔

ہالہ سرڈا لے درود کا ورد کیے جا رہی تھی دیا پریشانی سے ٹھہری کبھی رک کر فارس کو دیکھتی کبھی اکرام کو۔۔۔ وہ دونوں ہی مزید پیسوں کا انتظام نہیں کر پا رہے تھے۔۔۔

”فارس بھائی آپ کا فریڈ بھی تو دے سکتا ہے۔۔ اس سے بات کر لیں۔۔“ دیانے اسے زایان کی طرف توجہ دلائی۔۔ وہ چونکا، ہالہ نے بھی اسے دیکھا۔

”ریسینٹلی اس نے اپنا بنس سٹارٹ کیا ہے کروڑوں کی رقم انویسٹ کی ہے اور اب میں اس سے قرض مانگ کر اسے تنگ نہیں کر سکتا۔۔“ فارس نے فوری انکار کیا۔۔ ہالہ اس کی بے حسی پر کھول کر رہ گئی۔۔ ابھی پچھلے دنوں اس نے اپنی بہن کی شادی کے لیے دوست کو تنگ کر لیا تب اس کی بنس انویسٹ وغیرہ یادنا تھی اور اب جب بہت ضروری تھا تو۔۔۔

دیانے سر جھکا کر بیٹھے اکرام کو دیکھا پھر فارس کو۔۔ اس کا جی چاہا ان کا گر بیان پکڑے اور غیرت دلائے کہ شادی کے لیے جو میرج ہالز کی بکنگ کی وہ کینسل کر سکتے ہیں۔۔ مگر ہالہ کہتی تھی وہ اب تک جتنا دے چکے وہ بھی بہت ہے۔۔ انہوں نے شادی فی الحال کینسل کر دی۔۔ یہی بہت ہے وہ بکنگ وغیرہ کینسل کر کے یا جیولری بیچ کر اپنی بہن کی شادی کیوں تباہ کریں۔۔ دیا بھی سر پکڑ کر رہ گئی۔۔

ٹھوڑے بہت پیسے نہیں تھے ایک بڑی رقم تھی جس کا ملنا مشکل تھا اور اگر وہ ناکرپائے کچھ اور پھر آپریشن کی ضرورت پڑ جائے یا ہاسپٹل کے دوسراے اخراجات کے لیے رقم کم پڑ جائے تو؟؟؟
ہالہ ہاتھوں میں چھپائے بے بُسی سے رو دی۔۔

دیا اپنے دفتر سے لون مانگنے چلی گئی۔۔۔

کم از کم وہ اکرام اور فارس کی طرح بیٹھ کر اپنے باپ کے مرنے کا انتظار نہیں کر سکتی تھی۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

زایان ان دنوں سب بھلانے اپنا کام کر رہا تھا۔۔ داجان نے کہہ دیا تھا اگر وہ یہ بنس اپچھے سے ایک ماہ میں سٹارٹ ناکرپائی تو وہ فوری عزہ سے شادی کر دیں گے اور زایان جانتا تھا انہوں نے ایسا کیوں کہا۔۔ کیونکہ انہیں لگتا تھا زایان نہیں کرپائے گا۔۔ اور پھر وہ شادی سے انکار کرنے کی بات کرنے لائق نہیں رہے گا۔۔ دوسری صورت میں وہ عزہ سے رشتہ توڑنے کو تیار تھے۔۔

اور اب وہ اپنی ساری توجہ بس اپنے کام پر رکھے ہوئے تھا۔ صائم اور صیام کے علاوہ زیان اور رسم بھی نامحسوس انداز سے اس کی مدد کر رہے تھے۔ وہ سب بھی پوری طرح اس کی یہ کمپنی اچھے پیانے پر سٹارٹ کر کے زیان کی جان عزہ نامی بلاسے چھڑوانا چاہ رہے تھے۔

مگر یہ بات ناودہ زیان کے سامنے کہنے والے تھے نازیان ماننے والا تھا۔ کبھی نہیں۔

وہ اب بھی یہی کہتا تھا ان سب کو کہ وہ اس پر نظر رکھنے کے لیے ایسا کر رہے ہیں۔ صرف اس لیے کہ انویسٹ ہوا پیسہ ناؤ بے اور یہ کہ انہیں زیان اس قابل ہی نہیں لگتا تھا جو یہ کام کر پائے۔

وہ بس ہنس پڑتے تھے۔

”اس میں کچھ جھوٹ بھی نہیں زیان۔ ہم نہیں ہوں تو تم سب گڑبرڑ کر دو گے۔“ وہ اسے چڑا کر مزہ لینتے تھے۔

ان کا اور زیان کا رشتہ ایسا ہی تھا ناودہ اپنا پیار ظاہر کرتے تھے نازیان مانتا تھا۔

”فارس تم کہاں غائب ہو؟ تمہاری بہن کی شادی تو پندرہ دن بعد ہے۔“ زیان نے فارس کو کال ملا کر اس کی غیر حاضری پر اسے غصے سے کہا۔

”یار بس وہی تیاریاں۔ تم تو بھی سے باس بن گئیے۔“ فارس نے بات چھپا لی۔

”فارس بے ہودہ مزاق مت کرو میرا موڈ آف ہے۔ پہلے ہی ابھی میرے بھائی مجھ سے لمبی میٹنگ کر کے گئے ہیں اور ایک ایک بات کی وضاحت مانگتے میرا سر گھما چکے ہیں۔“ زیان جو صائم وغیرہ کے جاتے ہی بھرا بیٹھا تھا، پھٹ پڑا۔

”اوہ سوری میں جلد اپنا کام مکمل کروں گا میں بس۔“ اس سے پہلے کہ فارس اور بہانہ گھٹر تازیان نے اسے چپ کروادیا۔

”جلد نہیں بہت جلد۔ اور واپس آؤ۔ میں سیر کیمیں ہوں۔ یہاں کوئی مزاق نہیں چل رہا۔

سب کو گلتا ہے میں یہ کام کر ہی نہیں سکتا۔

تم اگر مزید لیٹ ہوئے تو میں کسی اور کو ہائز کر لوں گا۔ دوستی کی وجہ سمجھ لو کہ ایک اور چانس دے رہا ہوں۔ ”زايان نے بنالحاظ کیے اسے سناؤ لیں۔ اور کال بند کر دی۔

صائم لوگ الگ اس کا دماغ گھمار ہے تھے۔

”ہر چیز کی روپورٹ چاہیے انہیں۔ پروقت آجاتے ہیں مجھے ڈانٹنے۔ میں نے تھوڑی کہا ہے میرا کام کریں۔ کیا با بالوگ نے انہیں یوں تنگ کیا تھا۔“ زایان بری طرح چڑھا ہو رہا تھا۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

وہ لوں کی اپلیکیشن دیئے پچھلے ایک گھنٹہ سے باہر بیٹھی اس اپلیکیشن کے ایکسیپٹ ہونے کا ویٹ کر رہی تھی۔ مگر اسکے سینئر اس وقت کسی بہت بڑی کمپنی سے مرجنگ کی میٹنگ میں بڑی تھے۔ دیا باہر بیٹھے بیٹھے رونے والی ہو گئی۔ اب مرجنگ کرنے کا سوچا جا رہا ہے مطلب لوں ملنے کے چانس ایک پرسنٹ بھی نا تھے مگر وہ پھر بھی بیٹھی تھی اور کہیں سے پیسے ملنے کی کوئی امید جو نہ تھی۔۔۔ میٹنگ ختم ہو چکی تھی۔۔۔ میٹنگ ہال سے ایک سو ٹن بو ٹن کافی خوش شکل سا بندہ تھری پیس پہنے نکلا۔۔۔ دیا کا باس اس کے پیچے چل رہا تھا۔ وہ بندہ چلتا چلتا دیا کو دیکھ کر رکا۔

”اس لڑکی کو کیا مسئلہ ہے؟“ اس نے مڑ کر دیا کے باس سے پوچھا۔

”سر لوں کی اپلیکیشن دی ہے فادر کا ایکسٹرینٹ ہوا ہے۔۔۔ مگر ہم نہیں دے پائیں گے ابھی مرجنگ ہوئی ہے۔۔۔“ اس نے دیا کو دیکھ کر بتایا۔۔۔

”او۔ کے تم جاؤ۔۔۔ مجھے اس سے بات کرنی ہے۔۔۔ انہیں بھیج کر وہ دیا کے پاس آیا۔۔۔

”کیا بات ہے چھوٹی لڑکی۔۔۔ مجھے بتاؤ میں تمہارا مسئلہ حل کر سکتا ہوں۔۔۔“ مردانہ نرم آواز پر دیا نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا تو وہ ایک پل تو بے خود سادیکھتا رہ گیا۔۔۔

گرے آنکھوں میں آنسوؤں کے ساتھ گلابی پن تیر رہا تھا۔۔۔ وہ گلابی ہاتھوں سے بار بار آنکھیں رگڑتی آنسوؤں کو بہنے سے روک رہی تھی۔۔۔

اس بندے کی نرم آواز پر کھڑی ہو کرو ہی سب بتانے لگی جو اس کا باس بتاچکا تھا۔۔۔

”تمہیں یہ رقم میں دے دوں گا۔۔۔ ادھار سمجھ لینا۔۔۔“ وہ فوراً بولا اور دیا سکتہ زدہ ہوئی۔۔۔

پیسوں کا انتظام ہو بھی گیا تین جلدی۔۔۔؟

”تمہیں ایک پیپر جس پر یہ رقم لکھی ہو گی اور یہ بھی کہ میں تمہیں دے رہا ہوں ادھار کے طور پر، وہ سائنس کرنا ہو گا۔۔۔ سوری ٹو سے آج کل زمانہ بھی تو ایسا ہے۔۔۔ کچھ تو گارنٹی مجھے بھی چاہیے۔۔۔“ اس نے مسکرا کر کہا اور دیا کو اعتراض بھی نہیں کیا۔۔۔ کیونکہ وہ پیسے لے کر مگر جانے کا ارادہ رکھتی بھی نہیں تھی۔۔۔

اس نے اس بندے کے ساتھ جا کر ایک سٹیپر پیپر سائن کیا اور پچاس لاکھ لے کر ہا سپیل پہنچ گئی۔۔۔ اب ان کے باپ کے علاج میں کوئی کمی نا ہو گی۔۔۔ اب ان کے بابا جلد ٹھیک ہو جانے والے تھے۔۔۔ دیا اور ہالہ کی انکی سانسیں بحال ہو چکی تھیں۔۔۔ اکرام اور فارس اتنی بڑی رقم دیکھ کر شاکڈ تھے۔۔۔ کہاں سے لائی تھی وہ؟

اس کا دفتر اتنا بڑا ہوں ہر گز نہیں دے سکتا تھا۔۔۔

پھر کسے جانتی تھی کہ اتنی بڑی رقم ایک ساتھ دے دی گئی اتنی چھوٹی لڑکی کو جو نہایت معمولی سی جا ب کرتی تھی۔۔۔؟؟؟



زاں سامنے بیٹھے فارس کو گھور رہا تھا۔۔۔

”اب کیا ہے یار آ تو گیا ہوں۔۔۔ مجھے یقین نہیں ہو رہا تم باس بن کر حد سے زیادہ ہی سٹرکٹ ہو گئے ہو یار۔۔۔“ فارس نے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

...just gimme reason for your three days absence no more gibberish"

.this isn't funny, am damn serious faris

(صرف اپنے تین دن غیر حاضری کی وجہ دو مزید بے مقصد بات نہیں۔۔۔ یہ مراقب نہیں اور میں بالکل سنبھیڈہ ہوں۔۔۔) زایان نے سنبھیڈگی سے دانت پسیے۔۔۔ اس کے سر پر اتنا کام تھا۔۔۔ اور مہینہ بس پورا ہو چکا تھا ایسے میں فارس کا نان سیر کیس رو یہ اسے شدید غصہ دلار ہاتھا۔۔۔

”یار میرے چچا کا ایک سیڈنٹ ہو گیا تھا۔۔۔ اور بہت سیر کیس ان جریز ہیں، اس لیے۔۔۔“ فارس کی بات نے زایان کی توجہ کھینچی۔۔۔ فارس کے ایک ہی چچا تھے مطلب ہالہ کے قادر؟

”کب ہوا؟ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔۔؟“ زایان پریشان ہوا، فارس پھر سے چونکا تھا۔۔۔

”ہاسپٹل ڈیوز بہت زیادہ ہوں گے۔۔۔ کیا تمہیں پیسوں کی ضرورت تو نہیں؟ مجھے توبتا تے فارس۔۔۔ اب بھی کچھ ضرورت ہو تو بتاؤ۔۔۔ علاج میں کمی مت کرنا۔۔۔“ زایان نے جس انداز سے کہا تھا اس کی فکر، بے چینی اور پریشانی فارس کو ٹھکارہ تھے۔۔۔ وہ بکشکل اپنے زہن میں آتے ”خیالات“ کو جھٹک رہا تھا۔۔۔

”ابھی ہیں تو اندر آبرویشن اور ہاسپٹل ڈیوز بھی بہت زیادہ ہیں مگر کچھ نہیں چاہئے یار۔۔۔ مجھے اور اکرام بھائی کو تو اچھی خاصی پرالہم ہو رہی تھی پسیے نہیں پورے کر پا رہے تھے۔۔۔ میں نے سوچا تھام سے بات کرنے کا مگر۔۔۔“

فارس بات کرتے کرتے رکا۔۔۔

”تمہیں لگا ہو گا میں نہیں دوں گا؟ یا یہ کہ میرے پاس نہیں ہوں گے؟۔۔۔ میں پیسوں کا انتظام آرام سے کر سکتا تھا۔۔۔ یہ سب انویسٹمنٹ داجان نے کی تھی۔۔۔ میرے پاس تھے ناں پسیے۔۔۔“ زایان نے خنکی سے کہا۔۔۔ اسے ہالہ کا خیال ستارہ تھا۔۔۔

”مجھے پتا تھام دے دو گے یار۔۔۔ مگر میرے چچا کی بیٹیاں اس معاملے میں ہماری سوچ سے زیادہ تیز تکلیں۔۔۔ ایک دن بڑی نے پانچ لاکھ لارڈے دیئے اور اگلے دن چھوٹی پچاس لاکھ لے آئی، ہمیں تو چچا کے ساتھ ان کی پریشانی بھی کھا جائے گی۔۔۔ نجانے کہاں سے اتنے پیسوں کا انتظام کر رہی ہیں۔۔۔ سنتی مانی کسی کی ہیں نہیں۔۔۔ اپنی من مانی کیے جا رہی ہیں۔۔۔“ فارس پریشانی ظاہر کرتا بولتا جا رہا تھا۔۔۔

زایان کے جڑے بھنج گئے۔۔۔ اور وہ خاموشی سے فارس کو دیکھنے لگا۔۔۔ پھر سر جھٹک کر رہا گیا۔

”مطلوب وہ خود ہی سب پینڈل کر چکی ہیں۔۔۔“

زیان سری سابوں کر خود کو مصروف ظاہر کرنے لگا۔ فارس بھی اٹھ کر اپنے کپین میں چلا گیا۔ اس کا ”کام“ ہو چکا تھا۔۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

اکرام کمرے میں خادم صاحب کو کپڑے چینچ کروار ہاتھا اور وہ دونوں ہمینیں ہاسپٹل کے کاریڈور میں کمرے کے باہر ہی چیئر زپر بیٹھی سینڈوچ کھار ہی تھیں جو ہالہ گھر سے تیار کر کے لائی تھی۔ دیانے ہالہ کے پوچھنے پر بتا دیا تھا کہ اسے اتنی بڑی رقم کسی نیک دل انسان نے ادھار کے طور پر دی ہے۔۔۔

”دیا سہی سے دیکھا تو تھا ان پیپرز کو۔۔۔“ ہالہ نے گھبرا کر اسے دیکھا جو بابا کے لیے اتنا بڑا رسک لے بیٹھی تھی۔ یہ قرض چکانے کا مرحلہ بھی تو تھا بھی۔۔۔

”ہاں اس پر رقم لکھی تھی اور یہ کہ قرض لے رہی ہوں جو بعد میں چکانا ہے۔۔۔“ دیانے سرہاں میں ہلا کر بتایا۔ ہالہ ریلیکس ہوئی۔۔۔

اسی وقت فارس وہاں آیا اور انہیں باتیں کرتا دیکھ کر ان کے پاس رکا۔۔۔

”کچھ بتا پسند کرو گی دونوں کہ وہ پیسے کہاں سے لائی تھیں۔۔۔ ہالہ تو چلو پانچ لاکھ لائی۔۔۔ تم کہاں سے پچاس لاکھ لے آئی تھیں۔۔۔“
فارس نے کتنے دن سے ذہن میں مسلسل چھتنا سوال کیا۔

ہالہ نے اس کے لب ولجھ پر لب بھنج کر ضبط کیا جبکہ دیانے ہاتھ میں آدھا کھا یا سینڈوچ ٹفن باکس میں ٹھیک فارس کو دیکھا۔۔۔

”کیوں آپ کو بھی چاہیے تھا۔۔۔؟“ دیا کے بد تیز لجھ پر فارس نے اسے گھورا۔۔۔

”تم نے زبان ہی چلانی ہوتی ہے بس۔۔۔“

اگر تم نے کسی سے قرض بھی لیا ہے ناں یاد رکھنا تم جیسی معمولی جاب کرنے والی جس کے ادھار واپس کرنے کے چانسز بھی کم ہوں اسے کوئی خواخواہ قرض کبھی نہیں دے گا۔۔۔ اور مفت میں تو بالکل نہیں دے سکتا کوئی اتنی بڑی رقم۔۔۔ دعا کرو کہ اس قرض کی کوئی اس سے بھی بڑی قیمت ناچکانی پڑ جائے، ہم نے باہر کی دنیادیکھی ہے ہمیں پتہ ہے کیسے کیسے فراڈ ہو رہے ہیں۔۔۔ تم جانتی ہی کیا ہو۔۔۔ تمہاری عمر اتنے بڑے کام کرنے کی نہیں جو تم کرتی پھر رہی ہو۔۔۔“ فارس نے سخت غصیلے لجھ میں کہا۔۔۔

”ہمیں پتہ ہے مگر مجبوری تھی فارس بھائی، بابا کے آپریشنز کے لیے میے بھی تو چاہئے تھے۔“ ہالہ نے دھیمی آواز میں کہہ کر بات ختم کرنا چاہی۔ اکرام کمرے سے نکل کر انہیں سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

”کیا مجبوری تھی؟ ہم مر گئے تھے کیا؟ کر لینے کچھ ناپچھ۔“ فارس ناگواری سے بولا۔

”کیا کر لیتے آپ۔۔۔ اپنی بہن کی شادی کے لیے قرض لے لینے کے بعد آپ اپنے دوست کو بھی تنگ نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔ یہ کچھ ناپچھ کرنے کے لیے جتنا وقت آپ لوگ لے رہے تھے تب تک اگر ہم بھی منہ اٹھائے آپ لوگوں کو دیکھنے تو اپنے باپ کو کھو دیتے۔۔۔ جب آپ کہہ ہی چکے تھے کچھ نہیں کر پا رہے تو ہمیں ہی کرنا تھا۔۔۔ ہمارا باپ موت کے قریب تھا ہم آپ لوگ کی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہیں میٹھ سکتے تھے۔۔۔ دیا بھڑک اٹھی تھی۔۔۔ طیش اور نفرت سے بولتی چلی گئی۔۔۔ ہالہ بھرائی آنکھوں سے بس اسے دیکھ کر رہ گئی جوبات کرتے کرتے سک پڑی تھی۔۔۔

اکرام سپاٹ نظروں سے دیا کو دیکھ رہا تھا۔

”تو؟ مطلب ہم توہین ناکارہ۔۔۔ ہم نے کچھ کیا ہی نہیں تو تم باپ کے علاج کے نام پر کچھ بھی کرتی پھر وہی۔۔۔“ فارس نے غر اکراس کا بازو دبو چا۔۔۔

”ہاں میں اپنے باپ کو بچانے کے لیے کسی بھی حد تک جاسکتی تھی۔۔۔ اور اگر آج یہاں بابا کی جگہ تایا جان ہوتے تب بھی یہی کرتی آپ کی طرح ان کے مرنے کا انتظار ناکرتی۔۔۔“ دیانے جھٹکے سے اپنا بازو چھڑوا کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جواب دیا۔۔۔ ہالہ بے بی سے رو نے لگی تھی۔۔۔ اکرام نے آگے بڑھ کر فارس کو مزید کچھ بولنے سے منع کیا۔۔۔

”فارس ہاسپیٹ میں تماشہ کھڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ تم دونوں حد کر اس کر رہے ہو۔۔۔ جاؤ تم فارس یہاں سے۔۔۔“ اکرام نے اس کارخ موڑ کر سخت لبجھ میں کہتے ہوئے دیا کو بھی گھورا جو چہرہ موڑے آنکھوں میں بھرے آنسوؤں کو بہنے سے روکنے کے چکر میں چہرہ اور آنکھیں سرخ کیے کھڑی تھی۔۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

مار سیل سالک کے سامنے بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا جو پہلے سے کافی بدلہ بدلے سالگ رہا تھا۔۔۔

look S... am just tryna sayin if this information is true.. you're in big trouble.. police is " now actively investigating this case.. they even collect the names of most suspicious car ..racers and guess what... your name is in the list too

(دیکھو ایں۔۔ میں بس یہ کہنے کی کوشش کر رہا ہوں اگر یہ معلومات حق ہیں تم ایک بڑی مصیبت میں ہو۔۔ پولیس اس وقت بہت ایکیوں اس کیس کو انویسٹی گیٹ کر رہی ہے۔۔ یہاں تک کہ انہوں نے سب سے زیادہ مشکوک کار ریسرز کے نام بھی جمع کر لئے ہیں اور تمہارا نام بھی شامل ہے۔۔) مارسل نے کھوجتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔ سالک نے سرج کا کرمسکراہٹ دبائی۔۔

Marcell am not playing dirty.. why you even concerned about me.. just lemme do what i " want.. and do your job properly.. If I win I'll vanished and.. i'll lose in one case if i die on ..the scene.. either way you cant catch me

(مارسل میں غلط نہیں کر رہا، تم میرے لیے اتنے فکر مند کیوں ہو۔۔ مجھے کرنے دو جو میں کرنا چاہتا ہوں اور تم اپنا کام اچھے سے کرو۔۔ اگر میں جیتا میں غائب ہو جاؤں

گا اور میں ایک ہی حال میں ہاروں گا اگر میں موقع پر مر گیا، کسی بھی صورت تم مجھے نہیں پکڑ سکتے۔۔)
سالک نے بے نیازی سے کہا مارسل کو اس کا اپنی زات کے لیے یوں لاپرواں سے بولنا اور مرنے کی باتیں کرنا گوار گزرا۔۔

Its winter season... soon it'll snow and it'll dangerous even drive in normal speed and " car race is too much.. come on boi think about your family.. and what if you face the ..severe injuries cause of accident... Live your life why are you tryin to risk your life

(یہ سردیوں کا موسم ہے جلد بر فباری ہو گی اور نارمل سپید میں ڈرائیو کرنا ہی خطرناک ہو گا کار ریس تو بہت زیادہ ہو جائے گا۔۔ چلو بھی لڑ کے اپنی فیملی کا سوچو اور کیا ہوا گر تم ایکسٹینٹ ہو جانے سے شدید زخموں کو شکار ہو اپنی زندگی جیو۔۔ کیوں زندگی کو رسک پر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہو۔۔)

مار سیل نے اس لاپرواہ لڑکے کو سمجھانا چاہا اگر وہ سوچ کر رہی اتنا فکر مند ہو رہا تھا تو اس کے ماں باپ کا کیا ہو گا۔۔۔ مگر اس لڑکے کو جیسے پرواہ ہی نہیں۔۔۔

lemme die or make it possible to cut of me from case mars.. i already make it to the last "

..round i cant step back.. but for the next time i'll think about it

(مجھے مرنے دو یا مجھے کیس سے ہٹا دینے کو ممکن بناؤ۔۔۔ میں پہلے ہی آخری راونڈ تک آگیا ہوں اب پیچھے نہیں ہٹ سکتا لیکن انگلی بار کے لیے میں اس بارے میں سوچوں گا)

ساکن نے سارا کام اس کے زمہ ڈال دیا اور مزے سے بیٹھ کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔ مار سیل نے بے بُس سے بال کھینچ مطلب اگر وہ کچھ نا کر پایا تو اس کا قصور ہو گا۔۔۔؟

یہ لڑکا بے حس ہے، بہت۔۔۔

مگر مار سیل اسے یہ سب کرتا نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔۔ وہ ساکن کو دیکھتا سوچ میں ڈوب گیا۔۔۔

and dont you dare to try something bad... like a case and imprisonment to keep "

..me.away from race.. i'll handle it but i'll cut you off from my contacts

(اور تم میرے ساتھ کچھ غلط کرنے کی ہمت نا کرنا۔۔۔ جیسے کوئی کیس کرو اور مجھے ریس سے دور کرنے کے لیے قید کی سزا دو میں یہ معاملہ سن بھال لوں گا اور تمہیں بھی اپنے رابطوں سے ہٹا دوں گا۔۔۔)

ساکن نے اسے وارنگ دی۔۔۔ اسے اندازہ تھا ایک پولیس دماغ ایسا ہی کچھ سوچے گا۔۔۔ مارس گٹ بڑا یا۔۔۔

.is he any kind of mind reader or what"

(یہ کوئی دماغ پڑھنے والا ہے یا کیا ہے؟)

مارس بڑا یا اور سر جھٹکا۔۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

زایان ہا سپیل آنے سے خود کو مزید نہیں روک پایا تو ہمت کرتا آہی گیا۔

دن کا وقت تھا اکرام اور فارس جا ب پر تھے تائی جان صحیح ہی چکر لگا کر جا چکی تھیں۔ اس وقت وہ دونوں بہنیں ہی اکیلی وہاں موجود تھیں۔ دیارات بھر فارس سے ہوئی جھڑپ کی وجہ سے روتی رہی تھی۔ سو بھی ناپائی اور اب وہیں چیر خادم صاحب کے بیڈ کے پاس ہی رکھے او بھتی او بھتی آخر سر سامنے بیڈ پر ٹکا کر سونے لگی، بابا جا گے ہوئے تھے دیا کا سر تھپتھپاتے افسوس سے اپنی معصومی بیٹی کی بے آرام نیند دیکھ رہے تھے۔

ہالہ ان دونوں کو وہیں چھوڑ کر باہر نکلی۔ ارادہ تھا کہ باہر کی ہوا لے زرا۔

کوریڈور میں سامنے سے آتے زایان کو دیکھ کر وہ اپنی جگہ قائم گئی۔ اور لب بھینچ لیے۔

زایان دھیمی چال چلتا اس کے پاس آ کر رکا اور سلام کیا۔ ہالہ نے جواب دینا بھی گوارانا کیا۔

”کیوں آئے ہو یہاں۔“ ہالہ کے سپاٹ سرد لبجے پر وہ حیران ہوا۔ اب تو اس نے کچھ کیا بھی نہیں تھا پھر کیوں خفا تھی وہ۔

”تمہارے فادر کے ایکسٹرنٹ کا پتہ چلا تو۔“ اس نے ہالہ کے رویے کو پریشانی سمجھ کر اگور کرتے ہوئے نرمی سے جواب دینا چاہا۔

”میرے فادر سے تمہارا کوئی لینا دینا نہیں ناہی مجھ سے تو آنا بھی فضول ہے۔“ تم چلے جاؤ۔ ہالہ سختی سے بولی، جی چاہا وہ کے دے کر بھگا دے۔

”تم چاہے جو بھی سمجھو فارس نے مجھے بتایا تو مجھ سے رہا نہیں گیا۔“ زایان نے کندھے اچکائے۔ اس کی ڈھنڈائی پر ہالہ کا دماغ کھول اٹھا۔

”تو فارس سے ہی حال پوچھ لیتے، یہ رسم نبھانے یہاں کیوں آئے۔ میں تم جیسے دھو کے باز کو اپنے سامنے نہیں دیکھنا چاہتی۔“ ہالہ نفرت سے اسے دیکھتی دباد بسا چلائی۔

”کیا وہ کو کہ دیا ہے؟ رشتہ نہیں بھیجا اس لیے؟“ زایان کے جملے پر ہالہ کا منہ کھلا رہ گیا۔

”رشتہ کیوں بھیجو گے میری منگنی ہو چکی ہے اور میں بہت خوش ہوں اپنی منگنی سے۔۔۔ میری زات کو تماشہ مت بناؤ اور جاؤ یہاں سے۔۔۔“ ہالہ نے کر خنگی سے کہا زایان کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

”تم سے لاست ٹائم میری چھوٹی بہن نے بات کی تھی اس کی باتوں کو سیر کیس لینے کی ضرورت نہیں۔۔۔“ ہالہ نے اس کے بولنے سے پہلے ہی اس کی غلط فہمی دور کی زایان آہ بھر کر رہ گیا۔۔۔ اور کتناز لیل ہوناباتی تھا پتہ نہیں۔۔۔ یعنی ایک کم تھی کہ دوسری نے بھی حصہ ڈالا تھا۔۔۔

”تو پھر کیا دھوکہ دیا ہے۔۔۔“ وہ وہیں کوریڈور میں کھڑا اس سے سوال کرنے لگا۔ نجانے کیسی کشش تھی اس سخت مزانج لڑکی میں کہ وہ اس کا ہر لمحہ ہر جملہ برداشت کر لیتا تھا۔۔۔

وہ جو اپنے بھائیوں کی چھیڑ چھاڑ کو بھی اپنی انسٹ سمجھ کر منہ بنائے رکھتا تھا۔۔۔ اس لڑکی کی دی زلت کو بھی انعام کی طرح قبول کرتا تھا۔۔۔ بر الگتا ہی نہیں تھا کچھ۔۔۔

”تمہیں کیا گا مجھے نقلی لا کٹ بناؤ کر دو گے اور مجھے ساری زندگی پتہ نہیں چلے گا۔۔۔“ تمہیں سکون تو ملا ہو گا مجھے پا گل بناؤ کر۔۔۔ جب میں نے وہ لا کٹ لے کر پا گلوں کی طرح تمہارا شکریہ ادا کیا۔۔۔ تمہیں سکون تو ملا ہو گا۔۔۔ یا جب میں نے کہا تھا اس کے بغیر مجھے نیند نہیں آتی اور اس کے بعد میں ہر رات سکون سے سوئی کہ میری ماں کا دیا لا کٹ میرے گلے میں ہے تم مجھ پر ہنسے ہو گے نا۔۔۔“

وہ بولتے بولتے روپڑی اپنی بے خبری پر رونا آرہا تھا۔۔۔ اپنے بے وقوف بن جانے کا صدمہ تھا یا پھر شاید آج کل ہر بات ہی محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔ زایان سرجھ کا گیا۔۔۔

وہ نہیں جانتا تھا اسے کیسے پتہ چلا۔۔۔ لیکن اگر اب وہ کہہ دیتا کہ اصلی لا کٹ اس کے پاس ہے تو وہ واقعی یہی سمجھتی کہ وہ اس کے جذبات کے ساتھ جان بوجھ کر کھیلتا رہا ہے۔۔۔ سچائی بتانے کا فائدہ نہیں تھا وہ یقین ناکرتی۔۔۔

”دیکھو میں نہیں چاہتی میری فیملی یا جانے والے تمہیں یہاں دیکھ کر میری زات پر شک کریں تم بہتر ہو گا یہاں سے چلے جاؤ۔۔۔“ ہالہ اس کے سامنے اپنے یوں بزرگوں کی طرح رونے پر خود کو سنبھالتی بھیگی آواز میں بولی۔۔۔

زایان بے بسی سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔ وہ اس کے آنسو صاف کرنا چاہتا تھا۔۔۔ اسے تسلی دینا چاہتا تھا۔۔۔ اس کی مدد کرنا چاہتا تھا مگر کس حق سے کرتا سب۔۔۔ وہ لب کچلتارہ گیا۔۔۔

”ہالہ انسانیت کے ناط سہی مگر پیزپیسوں کی یا کوئی بھی ضرورت ہو تو مجھے بتاؤ۔“ وہ خود پر سے اختیار کھوتا پوچھ بیٹھا۔۔۔

”کیوں؟ اود تھمارے دوست نے تمہیں بھی بتادیا ہو گا۔“ کہ ہم نے اپنے باپ کے لیے نجانے کہاں کہاں سے رقم ”کمالی“ تو تم بھی ترس کھانے آگئے؟ تم نے سوچا تم بھی حصہ ڈال لو گے۔۔۔ ”ہالہ حالات کی وجہ بہت تلخ ہو رہی تھی۔۔۔ اس کے جملوں نے زایان کے رو گنگے کھڑے کر دیئے۔۔۔

یعنی فارس نے صرف اس کے سامنے بکواس نہیں کی ان بہنوں کو بھی کچھ ناکچھ کہا ہو گا۔۔۔

زایان مجبور تھا کہ ہالہ کے حق میں بولتا تو ہالہ کے لیے مشکل کھڑی ہو جاتی ورنہ وہ فارس کامنہ توڑ دینا چاہ رہا تھا۔۔۔

”نہیں۔۔۔ مجھے پتہ ہے جتنی بھی مجبوری تھی تم نے باعزت راستہ ہی اپنایا ہو گا۔۔۔ میں بس مدد کرنا چاہ رہا تھا۔۔۔ بر الگا تو سوری۔۔۔ مگر آئندہ خدا انکرے اگر کسی انجان سے پیسے لینے پڑ جائیں تو مجھے وہ انجان سمجھ لینا پلیز۔۔۔“

وہ سنجدگی سے درخواست کرتا وہیں سے پلٹ گیا۔ ہالہ سا کلت رہ گئی۔ فارس بچپن سے جانتا تھا وہ اعتبار نہیں کر پایا تو وہ غیر۔۔۔ جسے ملے کچھ ہی وقت ہوا تھا اسے کیسے اعتبار تھا اسکی زات پر؟

اسے زایان کی محبت کا اگر زرا بھی اندازہ ہو جاتا تو شاید کبھی اس سے اتنے سخت جملے نابول پاتی جو آج بول گئی تھی۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

مار سیل موبائل ہاتھ میں پکڑے متذبذب سا بیٹھا تھا۔۔۔ سالک نے اسے سختی سے منع کیا تھا کہ اس کے باپ کو انفارم ناکرے مگر آج ریس ہونا تھی اور مارس کا صبر ختم ہو رہا تھا۔۔۔

اس نے احرام کو کال ملائی۔۔۔

your son S is gonna take part in car race tonight 11 O' clock.. this race is too dang... as "
you know its snowing, roads are slippery.. plus race rules are deathly strict... so please
...dont let him go tonight

(آپ کا بیٹا ایس آج رات گیارہ بجے ریس میں حصہ لینے والا ہے، ریس بہت خطرناک ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں بر فاری ہو رہی ہے روڈ پر چسلن ہے۔ اور اس کے ساتھ ریس کے رو زمارے والے ہیں۔ اس لیے پلیز آج رات اسے ناجانے دیں۔)

مارسیل نے اطلاع دی احرام کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ گیا، اس وقت دس بجے تھے مگر سالک تو جا چکا تھا نوبجے سے بھی پہلے کا۔

اور دوسرا طرف ریس شروع ہو چکی تھی۔ جس کا اصل وقت نوبجے تھا مگر پولیس کو بھٹکانے کے لیے گیارہ اناؤنس کیا تھا۔ سالک ریس کی گاڑیوں کے درمیان اپنی گاڑی لاتا سامنے روڈ کو دیکھنے لگا۔

بکی بکی سنوفال ہو رہی تھی روڈ گیلے ہو رہے تھے اور چسلن بڑھ چکی تھی۔

باقی دوری سر ز آخری راؤنڈ تک آجائے کے بعد جیت کی رقم سے ہاتھ دھونا نہیں چاہتے تھے جبکہ سالک کو بس ایک ضد تھی کہ وہ جیتے چاہے اس کے لیے جان چلی جائے۔

تیز میوزک کا شور اناؤنسمنٹ کے لیے ہلاکا ہوا تھا اور دیکھنے والوں کا شور جوش سے بڑھ گیا تھا۔ اناؤنسر لٹر کی گاڑیوں کے سامنے کھڑی مسکرا رہی تھی۔ پچھلی کچھ ریز میں دوسرا تیر انبر لے کر اور اس ریس کے آخری راؤنڈ میں آجائے پر سب کی نظریں سالک پر جمی تھیں۔ وہ برف کا شہزادہ جو برف جیسا ہی سرد مزاج تھا۔ بال پیچھے کیے سنجیدہ سابیٹھا تھا۔

وہ کار ریس کا ابھرتا ستارہ تھا۔ جس کے لیے فین لٹر کیوں کا دل بری طرح سے دھڑ کنے لگا تھا۔ اس کے پاس ریس کے جنون کے ساتھ بلا کی خوبصورتی جو تھی انہیں پا گل کرنے کیلئے۔

لٹر کیاں چیز چیز کر اسے گلڈ لک کہہ رہی تھیں۔

Go .. go S.... win the race... we know you are the winner love... you gonna win "

today...go and break the record... go and win our heart love.. You are the best... you are

....the love S

وہ اس شور سے بے نیاز گاڑی کا شور بڑھاتا جا رہا تھا اور پھر اناؤ نسر نے جھنڈا اٹھا کر آگے بڑھتی پل بھر میں نظر وں سے او جمل ہو گئی۔

پیچھے میوزک کا شور بڑھ گیا۔

اب بس انتظار باتی تھا ان تین میں سے کون واپس آتا ہے، کون ہارتا ہے اور کون مر جاتا ہے۔۔

میز ک پر جھوٹتے لوگ بس جیتنے والے کا ہی انتظار کر رہے تھے۔۔ جو نہیں آیا نہ سہی۔۔

♥ ♥ ♥ ♥ ♥ #Shah_E_Man

صائم اور صیام لیپ ٹاپ پر زایان کے سٹارٹ ہو چکے بزنس کی ڈیلیز چیک کر رہے تھے۔۔

””یار یہ سٹاف کی ڈیلیز دیکھنا زرا۔۔ پروڈکٹس تیار کرنے والی ٹیم کا با یو ڈیٹا چیک کرو۔۔“ صیام کو کچھ گڑ بڑ کا احساس ہوا تو صائم سے بولا۔۔ صائم نے سب ڈیٹا نکال کر چیک کیا۔۔

اچانک وہ چونکے اور ایک دوسرے دیکھنے لگے۔۔۔

”مجھے پتہ تھا یہ واصف ضرور کچھ گڑ بڑ کرے گا۔۔ گھٹیا انسان۔۔“ صائم نے دانت پیسے۔۔ صیام تیزی سے سب دیکھتا جا رہا تھا۔۔

”اے لگا ہو گا زایان اکیلا سب کر رہا ہے۔۔ زایان کو پا گل بنانا تو آسان ہی تھا نا یار۔۔ وہ یہ سب پہلی بار کر رہا ہے۔۔“ صیام نے سنجیدگی سے کہتے تاسف سے سر ہلایا۔۔

”اب داجان کو بتائیں یا خود کچھ کریں؟“ صائم نے مٹھیاں بھینخت ہوئے کہا۔۔

”لیئس سی یار۔۔۔ ابھی بہت رات ہو گئی چل کر سوتے ہیں۔۔“ صیام نے لیپ ٹاپ بند کیا اور انگڑائی لے کر کہا۔۔

”زایان کو نہیں بتائیں گے جذباتی بندہ ہے۔۔ خواخواہ پنگالے بیٹھے گا۔۔“ صائم نے زرار کر کہا۔۔ وہ زایان کو اس سب سے دور رکھنا چاہتا تھا۔۔ صیام بھی متفق ہوا۔۔

جبکہ دوسری طرف اپنے کمرے میں بیٹھے زایان کے سامنے بھی وہی سب ڈیلیز لیپ ٹاپ پر نظر آرہی تھیں۔۔ اس کا خون کھول رہا تھا۔۔

سٹاف کی پے کے نام پر لاکھوں پیسے غائب کیا ہوا تھا اور ان کی پے، بہت کم دی جا رہی تھی اور پروڈکٹس میکنگ ٹیم میں اکثر میمبر پروڈکٹس میکنگ میں نان ایکسپریس میں سٹھنتے تھے۔۔

اسی وجہ سے پروڈکٹس بھی سوچ کے مطابق سیل نہیں ہو رہی تھی۔۔

اب تو حد ہو گئی تھی فیڈبیک میں کچھ لوگوں نے کمپلین کرنا شروع کر دی تھی۔۔

کا سمیکس کے یوز پر کچھ لوگ کی سکن برنگ کاشکار ہو رہی تھی۔۔

زایان نے کھٹاک سے لیپ ٹاپ بند کیا۔۔

”گھٹیا انسان پار ٹرنسپ نہیں مجھے لوٹنے کے لیے آیا تھا۔۔“

وہ ٹیرس میں ٹھلنے لگا۔۔

موسم کافی بدل چکا تھا۔۔ بلکی بلکی ٹھنڈک بھی اس کی گرمی کم کرنے میں ناکام ہو رہی تھی۔۔



زایان نے ساری پراؤ کٹ میکنگ ٹیم کی میٹنگ بلوائی۔۔ واصف بھی پتہ چلنے پر آگئی کیونکہ یہ ٹیم اسکے انڈر تھی۔۔

زایان نے سب سے پے کی ڈیل اور دوسری ضروری باتیں پوچھنی چاہیں تو واصف درمیان میں بول پڑا۔۔

”یہ سب میں سنچال رہا ہوں تو اس میٹنگ کا کیا مقصد ہے۔۔؟“ اس کے لمحے میں حاکیت تھی، زایان کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔۔

”میں اگر کچھ غلط محسوس کروں گا تو سوال بھی کروں گا میئنگ بھی ارتیج کروں گا۔ تمہارے ہاتھ کیسے سٹاف سے نامیں سیٹھنگ ہوں ناہماری مار کیتے اس کو ایکسپیٹ کر رہی ہے مسٹر لغاری۔ مجھے بزنس کرنا ہے تجربہ نہیں۔“ زایان درشتی سے بولتا اسے چپ کروا گیا۔

اور وہ سب کی غلطیاں پوائنٹ آؤٹ کرتا جھاڑتا جا رہا تھا۔ سب بوکھلا گئے۔

واصف اس کی اتنی گہری آبزو دیش پر جبڑے بھینچ گیا اگر اسے اندازہ ہو تالا پرواہ نظر آنے والا زایان اتنا تیز نکلے گا تو وہ زراسنجل کر چلتا۔

”او۔ کے یہ سب اب سے کیئر فل ہوں گے۔ میں ان پر ٹائٹ چیک رکھوں گا۔“ واصف نے ایک بار دوبارہ درمیان میں بات کی۔ زایان نے ایک تینی نظر اس پر ڈالی اور ٹیبل پر کچھ فائلز پٹھنیں اور سب کے سوالیہ چھروں کو دیکھا۔

”یہ سب لوگ یہاں سے اپنی پے منٹ کلیئر کروائیں اور جاسکتے ہیں۔ یو آرنولو ٹکر آور ٹیم ممبر۔ یہ لوگ بالکل چھوڑنا چاہیں بھی جاسکتے ہیں ورنہ دوسری ٹیمز میں شامل ہو جائیں۔ اپنے حساب کا ورک سیلیکٹ کر سکتے ہیں۔ مارکینگ یا پیکنگ۔“ زایان سنجدگ سے بول رہا تھا واصف نے گھورتی نظروں سے اس کا انداز دیکھا۔ یقین کرنا مشکل تھا کہ یہ اس کا پہلا تجربہ تھا۔

سب نے پھرتی سے فائلز اٹھائیں۔ جن کی فائلز نا تھیں وہ پر سکون ہوئے اور جن کی تھیں وہ پریشان۔ مگر زایان نے انہیں وہاں سے فوری جانے کا کہہ دیا۔

”تم جس طرح انہیں ایک موقع دیئے بنائیج رہے ہو نقصان اٹھاؤ گے۔ ٹیم کم رہ کئی تو کام کی سپیڈ کم ہو جائے گی۔“ واصف نے دانت کچکچا کر اسے دیکھا جو کچھ سننے کو تیار نہ تھا۔

”او۔ کے جو نیو سٹاف ہاتھ ہوا ہے انہیں میئنگ ہال میں بھیجو۔“ زایان نے اپنے پی۔ اے کو کہا۔ وہ سر ہلا کر چلا گیا۔ واصف اپنے آگور کیے جانے پر زہری نظروں سے زایان کو گھورنے لگا۔

”میں اس بزنس میں پارٹنر ہوں اور تمہیں سٹاف ہاتھ کرنے سے پہلے مجھ سے مشورہ کرنا چاہیے تھا۔“ واصف کی بات پر زایان نے اسے دیکھا اور ضبط کیا۔

”تم صرف تھرٹی پر سنت شنیر ہولڈر ہوا روہ بھی اب نہیں رہو گے، میرے بابا نے وہ شنیر زخریدنے کا کہا ہے۔۔ عزت سے میل کرو یا پھر ایسے ہی زلیل ہوتے رہو۔۔ میں اب تمہیں میں ان معاملات میں گھنے نہیں دے سکتا۔۔

تم میری محنت ضائع کر رہے ہو اور میں ایسا کرنے نہیں دے سکتا۔۔ ”زايان نے روم میں آتے نئے سٹاف کو دیکھا اور چنیر سنجھالی۔۔ یہ ٹیم پراؤکٹ میلنگ میں پہلے نمبر پر تھی۔۔

ہائی الاؤنس پر انہیں صائم اور صیام نے ہائز کیا تھا۔۔ وہ زایان کی محنت ضائع ہوتی نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔ زایان کا مورال ڈاؤن ہو جاتا تو شاید وہ خود کو کبھی کچھ کرنے کے قابل نا سمجھتا۔۔

”تم اس بات کو بہت ریگریٹ کرو گے زایان خان۔۔ ”واصف نے اسے غرا کردھمکی دی۔۔

”میں تم سے ہاتھ ملا کر آل ریڈی بہت ریگریٹ کر رہا ہوں۔۔ ”زايان نے بے نیازی سے کہا۔۔

”اور اب آپ جاسکتے ہیں مسٹر لغاری۔۔ میں میلنگ میں کوئی انٹرپشن نہیں چاہتا۔۔ ”زايان کے الفاظ پر واصف کا چہرہ زلت سے سرخ ہوا۔۔

”تم اپنے اس دھوکے کی قیمت چکاؤ گے۔۔ میں تمہارے پورے گھر کو بر باد کر دوں گا جست ویٹ اینڈ واج۔۔ ”واصف آگ بگولہ ہوتا بولا اور تن فن کرتا وہاں سے نکل گیا۔۔

زايان سرجھٹک سامنے متوجہ ہوا اور انہیں اپنا کام سمجھانے لگا۔۔

”اس بار مار کیٹ میں میری پراؤکٹ سب سے ہائے کوالٹی کی ہونی چاہیے۔۔ سینسو سکن کے لیے الگ سے میڈی کلینڈ پراؤکٹ تیار کریں۔۔ پے اب ڈبل ہے اور اچھے ورک پر یونس کا بھی وعدہ کرتا ہوں۔۔“

زايان نے میلنگ اینڈ کی اور وہاں سے نکل کر اپنے آفس میں چلا گیا۔۔

YamanEvaWrites

ساک کی گاڑی سپیڈ سے آگے بڑھ رہی تھی۔۔

کارریں کے انوائی رمنٹ کے حساب سے بسیک رو نزوہ اچھے سے نہیں جانتا تھا۔۔۔

روڈز پر چسلن کی وجہ سے باقی دو کارریسرز نے سپیڈ نارمل رینچ پر رکھی جسے اچھے سے قابو کیا جاسکے مگر سالک اس سب سے بے نیاز آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔

اس کی گاڑی کی سپیڈ بھی پہلے سے زرا کم تھی مگر ایسی نہیں کہ وہ سنبحال پاتا۔۔۔

دو تین جگہوں پر روڈ سے اتری۔۔۔ کبھی سپیڈ زیادہ ہونے کی وجہ سے وہ راؤنڈ میں گھومتی گاڑی مشکل سے ٹریک پر لا لیا۔۔۔

شارٹ روٹس کو یوز کرتے ہوئے وہ باقی دو سے آگے ہی تھا۔۔۔ مگر اب گاڑی سنبحالنا اس کے لیے بے حد مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

احرام مارس کی بتائی جگہ پر جانسون کے ساتھ جا رہا تھا، وہ سالک کو کال کر کے ڈسٹریکٹ بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

سالک ایک دوبار بمشکل ایکسٹریٹ سے بچا تھا۔۔۔

مگر جو ضد اس کے سر پر سوار تھی جیت کی۔۔۔ اس نے اس کی ساری سوچیں مفلوج کر دیں۔۔۔

وہ گاڑی کی رفتار بڑھاتا جا رہا تھا۔۔۔

وِنگ پوانٹ بس کچھ دور تھا۔۔۔ آج کی ریں اس کے نام ہونے والی تھی جب دماغ کے ایک بالکل چھپے ہوئے یادوں کے درخت سے جیسے ایک پتا اچانک گرا تھا۔۔۔ آنکھوں کے پردے پر گلابی چہرہ لہرایا۔۔۔

”میں کمزور لڑکی نہیں ہوں۔۔۔ مجھے چھونے کی ہمت مت کرنا۔۔۔ میں صرف تمہارے ساتھ کھیل رہی تھی۔۔۔ میرا شر میلارویہ۔۔۔ میری مسکراہٹ۔۔۔ میرا اچھا بر تاؤ سب ایک کھیل تھا میں سب کو دکھانا چاہتی تھی کہ تم کوئی خاص نہیں۔۔۔ تم ایک عام دل چینک لڑکے ہو۔۔۔ تم توجہ کے بھوکے ہو اور کچھ نہیں۔۔۔“

کانوں میں وہ آواز گونجی تھی اور اس کی سماعیں اپنے ساتھ بہائی۔۔۔

اس کی آنکھوں کے آگے دو نفترت بھری گرے آنکھیں لہرائیں اور وہ جیسے اردو گرد سے بے نیاز ساتھ تکلیف سے لب بھینچ گیا۔۔۔ گاڑی سامنے سے آتی دوسری گاڑی سے ٹکرائی تھی اور اب گول گھومتی روڈ سے ہٹی چل گئی۔۔۔

اس کا دماغ اچانک تاریک ہونے لگا اور آنکھیں بند کرتے اس کے منہ سے تکلیف کی شدت سے سکی نکلی۔۔۔

وہ تو بھول گیا تھا سب؟ پھر یہ کیسے اچانک سب یاد آیا تھا۔ اس کی زندگی کے کچھ تجربے ایسے تھے جو پہلے قدم پر ہی ناکام ہوئے تھے جن میں ایک نمبر محبت کا بھی تھا۔۔۔

سالک کو لگا تھا وہ سب بھول گیا ہے۔۔۔

وہ سب اس کے دل پر لکھا جا چکا تھا۔۔۔

وہ آسانی سے معاف کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔۔۔

ہاں بشر طیکہ اس کی سانسیں باقی رہیں۔۔۔

روڈ پر اتنی بری طرح سے ہوئے ایکسٹینٹ پر گاڑیاں رکنے لگیں۔۔۔

اس کے ساتھی کار ریسرز وہاں سے جا چکے تھے۔۔۔

سالک یہ ریس بھی نہیں جیت پایا تھا اور خود کو بھی بچا نہیں پایا۔۔۔

احرام وہاں پہلے سے پہنچ چکے تھے۔ سالک کی گاڑی کی یہ حالت دیکھ کر ان کے پسینے چھوٹ گئے۔ جانسن نے انہیں سہارا دیکر سنبھالا۔۔۔

جیت کے نعرے لگانے والوں کے درمیان پہلی مرتبہ کسی کار ریسر کے ایکسٹینٹ پر سننا چاگیا اور جیتنے والے کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوئے تھے سب۔۔۔

ایمبولینس جو ایریا میں سنوفال اور ایکسٹینٹ کے خطرات کی وجہ سے ایکٹولی راؤنڈ پر تھیں۔ فوراً پہنچی تھی۔۔۔

مارس نے اپنے سارے ریسورسز استعمال کر کے اس حادثہ کو آرڈیزیری ثابت کیا تھا اور کار ریسر کے طور پر اس کی پہچان چھپائی گئی تھی۔۔۔

سالک انسان تھا اور وہ یہ بات شاید بھلا چکا تھا۔ وہ غلطیاں کرتا تھا اور ان سے سیکھتا تھا۔۔۔

مگر وہ بھول گیا کہ کبھی کبھی کچھ غلطیاں ناقابل تلافی نقصان بھی کر سکتی ہیں۔۔۔

سالک کو بس مجزوں پر یقین تھا۔۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

خادم صاحب گھر شفت ہو چکے تھے اور ان کی ضد پر ہی غزالہ کی شادی کردی گئی تھی جس کے صرف نکاح اور ولیمہ کے فنکشن دونوں بہنوں نے باری باری اٹینڈ کیے تھے۔۔۔

فارس نے شادی کے اگلے ہی دن پھر سے آفس جانا شروع کر دیا تھا کیونکہ زایان اب اس کے لیے یونی والانزم مزاج زایان نہیں رہا تھا۔۔۔

وہ اب اسے سہی زلیل کرتا تھا۔۔۔ مگر اچھی پے ہونے کی وجہ سے فارس مجبور تھا جاب نہیں چھوڑ سکتا تھا مگر دل ہی دل میں تاؤ کھاتا رہ جاتا تھا۔۔۔

اکرام بے زار سا بیٹھا تھا جب ماں کے ان دونوں بہنوں کے صبر اور ہمت پر تعریفی جملے سن کر طنزیہ ہنسا۔۔۔

”آپ کو اندازہ بھی ہے کیا کرتی پھر رہی ہیں وہ ”صابر“ بچیاں۔۔۔ جو پیسے ہم جمع نہیں کر پائے وہ دو دن میں لے کر آگئیں۔۔۔ ہالہ پانچ لاکھ لائی اور دیا پچاس لاکھ۔۔۔ یہ عام بات نہیں ہے امی۔۔۔

کیا غزالہ اس طرح پیسے لا سکتی ہے؟“ اکرام کے سر دوسرا پٹ لجھے پر تائی جان چوکمیں۔۔۔

”تم نے ہالہ سے کچھ کہا تو نہیں؟ وہ ہمارے سامنے پلی بڑھی ہیں ان کے کردار میں آج تک کوئی کھوٹ دیکھا؟“ تائی نے سخت نظر وہ سے اسے دیکھا۔۔۔

”مگر اب یہ کردار کی گواہی ناہی دیں تو اچھا ہے۔۔۔ ہالہ نے مجھے بتایا تک نہیں پیسے کہاں سے آئے۔۔۔“ اکرام کے انداز تائی کو کھٹکا رہے تھے۔۔۔

”اس نے باپ کا بنایا زیور اور اپنی ماں کا چھوڑا زیور بیچا۔ مجھے تم بھائیوں کے سامنے نام لینے سے منع کیا کیونکہ اسے غلط فہمی تھی کہ تم جیسے خود دار مردوں کو یہ بات بری ناگے۔ اسے لگا تم منع کرو گے ایسا کرنے پر۔ اور یہ ہے خود دار مردوں کی سوچ۔ لعنت ہے تم پر اکرام۔ مجھے فارس سے تو امید تھی مگر تم سے نہیں۔“ تائی جان نے اکرام کو شرم دلائی اور اٹھ کر چلی گئیں۔

انہیں اپنے بیٹوں کی چھوٹی سوچ پر دکھ ہوا۔ وہ بے شک ہالہ اور دیا پر سختی کرتی تھیں کیونکہ انکی زمہ داری ان کے کندھوں پر تھی۔ بیٹیاں کا نیچ سی ہوتی ہیں زرا سی رگڑ بھی لگ جائے تو ٹوٹ جانے کا خطرہ ہوتا ہے اس لیے۔

مگر یہ نہیں تھا کہ انہیں ان کے کردار پر شک ہوتا۔ ان کے بیٹوں نے تو حدد کر دی تھی۔

<<<<<

ہالہ چائے بنائے کمرے کی طرف آئی تو دیا کے سامنے اکرام کو کھڑے دیکھ کر چوکی۔

”دیکھو دیا مجھے سچ سچ بتا دو کہ اتنی بڑی رقم کہاں سے لی تھی۔ میں تمہارا بھائی ہوں۔ تم پر شک نہیں مگر جاننا چاہتا ہوں۔ تم کسی مشکل میں تو نہیں پھنس گئی یہ۔

ہالہ کا تو امی نے بتا دیا کہ زیور بیچا پر تم نے کیسے حاصل کی؟“ اکرام کے لفظ چاہے قابل قبول تھے مگر لمحہ ہالہ کو بہت بر الگا۔

”میں نہیں جانتی وہ کون ہے بس اس نے دے دیئے۔ اور یہ ادھار کی رقم ہے میں واپس کر دوں گی۔“ دیا نے سر جھکا کر سچ بتا دیا۔

”تم اسے جانتی تک نہیں اور اس نے یہ پیسہ دے دیا۔ مجھے پاگل مت بناؤ دیا۔ دنیا دیکھ رکھی ہے میں نے۔ مفت میں یہ پیسہ کوئی نہیں دے سکتا۔“ اکرام کی سخت آواز پر دیا کا دل سہما۔

”تو کیا سننا چاہتے ہیں آپ؟ کیا قیمت ادا کی ہو گی دیا نے جو اتنی بڑی رقم مل گئی۔؟“ ہالہ نے اندر آکر چائے ٹیبل پر رکھی اور سینے پر ہاتھ باندھ کر سرد لمحے میں سوال کیا۔

اکرام نے چونک کر اس کا سپاٹ چہرہ دیکھا۔

”ہالہ میں تم لوگوں پر شک تھوڑی کر رہا ہوں۔۔۔ ایک سوال کیا ہے جواب دینا مشکل کیوں ہو رہا ہے۔۔۔“ اکرام نے لمحے کو زر انزم کیا۔۔۔

”شک ہی تو کیا ہے۔۔۔ آپ خود ابھی بتاچکے ہیں یہاں آنے سے پہلے تائی امی سے ہمارے کردار کی وضاحت لے کر آئے ہیں۔۔۔ اور ایسے سوال کافاً نہ ہے جب آپ کسی جواب کو سچ ماننے کو تیار ہی نہیں۔۔۔“ ہالہ نے سنجیدگی سے بولتے ہوئے دیا کو اس کے سامنے سے ہٹایا۔۔۔

وہ اپنے باپ کے لیے ذلیل بھی ہوں اور وضاحتیں بھی دیں۔۔۔ وہ تنفر سے اکرام کو گھورنے لگی۔۔۔
”ٹھیک۔۔۔ مت جواب دو۔۔۔ کل کو کسی مصیبت میں پھنسو تو ہمارے پاس مت آنا۔۔۔ میں نے مدد کرنا چاہی اتنا بہت ہے میرے لیے۔۔۔“ اکرام غصے سے بول کر چلا گیا۔۔۔ دیا سر جھکائے اپنے بستر پر گرنے کے انداز سے بیٹھی۔۔۔

”ہالہ میں نے غلط کر دیا ان پھر سے۔۔۔ یہ لوگ ٹھیک کہہ رہے ہیں وہ مجھے جانتا نہیں تھا کیوں دیا پیسہ۔۔۔ وہ بھی پچاس لاکھ۔۔۔“ دیا کے ہاتھ پر پھونے لگے۔۔۔ ہالہ نے گہر انس بھرا۔۔۔

”دیا اب کچھ کیا نہیں جا سکتا۔۔۔ جو ہونا تھا اب ہو گیا۔۔۔ اب سوچنا یہ ہے آگے کیا کریں۔۔۔

اللہ پر بھروسہ رکھو۔۔۔ مجبوری تھی ہماری اس لیے ہماری سوچ سمجھ کام نہیں کر پائی۔۔۔“ ہالہ اندر سے بے شک ڈر گئی تھی مگر دیا کو تسلی دی۔۔۔

وہ جانتی تھی اکرام یا فارس صرف اپنے شک کی تسلیکین کے لیے پوچھ رہے ہیں۔۔۔

مدد کرنا چاہتے تو پہلے کرتے اور یہ نوبت ہی نا آنے دیتے۔۔۔

اب جو کرنا تھا نہیں خود کرنا تھا۔۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

دیا آفس سے واپس آکر تھکن زدہ سی صوفے پر ٹیک لگا کر بیٹھی مردہ کو کمپنی دے رہی تھی جو ہفتہ ہوا تھا، اپنابی کام کمپلیٹ کر کے امریکہ سے آئی تھی۔۔۔

”تمہاری بہن گھر پر ہوتی ہے؟“ مرودہ نے کچن میں کام کرتی ہالہ کا پوچھا۔۔۔

”ہالہ ٹیچنگ کرتی تھی مگر اس نے سکول جاب چھوڑ دی کیونکہ بابا کو ابھی بھی کئیر اور اٹینشن کی ضرورت ہے۔۔۔ گھر پر اکیلانہیں چھوڑ سکتے۔۔۔“ دیانے سنجیدگی سے بتایا۔۔۔

”تم امریکہ سے اتنی اچانک چلی آئیں۔۔۔ اپنی ڈگری ہی کمپلیٹ کر لی ہوتی تو آج اچھی جاب مل جاتی“

مرودہ نے دیا کی بکھری حالت دیکھی تو تاسف سے بولی۔۔۔ اس کے گلابیاں چھلکاتے چہرے پر اب ہلاکساز روپ تھا۔۔۔

”میں ٹھیک ہوں مرودہ تم سناؤ وہاں سب کیسا تھا۔۔۔“ دیانے بات بدلتی۔۔۔

”ہاں سب ٹھیک ہی تھا۔۔۔ تمہیں وہ پرنس یاد ہے؟“ مرودہ نے اچانک سالک کا زکر چھیڑا۔۔۔

دیانے خاموش نظروں سے اسے دیکھا اور ہاں میں سر ہلایا۔۔۔ اسے سالک یا اس کی کسی بات سے اب دلچسپی نہ تھی۔۔۔ وہ اپنے اس خواب سے پہلے ہی پریشان تھی جو اسے اب اکثر آتا تھا۔۔۔ سالک کا اسے بچانا اور سوری کہنا۔۔۔

اس خواب کی وجہ سے دیا کو اب سالک سے سخت الجھن ہونے لگی تھی۔۔۔

”تمہارے بعد اس نے سمسٹر کلئر کیا اور بزنس یونیورسٹی چلا گیا تھا مگر پھر مہینہ پہلے وہ غائب ہو گیا۔۔۔ کالج میں یہ خبر پھیلی ہوئی تھی کہ وہ خطرناک کار ریسز میں حصہ لیتا تھا۔۔۔ پھر ایک ریس میں اس کا ایکسیڈنٹ ہوا۔۔۔

کچھ رومنزیں کہ اس ایکسیڈنٹ میں اس کی ٹھیکھ ہو گئی۔۔۔ کچھ کا کہنا ہے وہ فیک گیا مگر کوما میں ہے۔۔۔ اور کوئی کہتا ہے اس کے گرینڈ فادر اسے لندن لے گئے۔۔۔ بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے وہ الیگل کار ریسز کی وجہ سے جمل میں ہے۔۔۔

جتنے منہ اتنی باتیں مگر سچ کوئی نہیں جانتا۔۔۔ وہ خود آکر کچھ بتا سکتا ہے۔۔۔ مگر اسے غائب ہوئے مہینہ ہو چکا ہے۔۔۔ اسے دوبارہ نہیں دیکھا گیا۔۔۔“

مرودہ بولتی جا رہی تھی۔۔۔ دیا کا دل رک گیا۔۔۔ اس نے سالک کو بد دعائیں تو نہیں دی تھیں پھر کیوں ہوا اس کے ساتھ ایسا۔۔۔؟ اس کے دل میں کوئی جذبہ نہیں تھا پھر بھی اسے تکلیف ہوئی تھی۔۔۔ اس کے اس انعام پر۔۔۔ وہ کچھ بولنے کے قابل ہی نا رہی۔۔۔

مردہ چلی گئی اور رات بھی ہو گئی۔ ہالہ نے اس سے پوچھا بھی کہ اس کی طبیعت خراب تو نہیں۔ مگر اسے لگی چپ ناٹوئی تھی۔ رات کے پچھلے پہر نیند سے بو جھل ہوتی آنکھوں میں سے جانے کیوں سالک کے لیے اس کی آنکھ سے دو آنسو چپکے سے نکلتے۔



دیا اپنا کام ختم کر کے وہاں سے نکلی اور اب اس بڑی سی بلڈنگ کے سامنے کھڑی تھی۔ اس نے جس سے قرض لیا تھا اس نے بلوایا تھا۔

اکرام اور فارس نے جب سے اس بات کو اتنا چھالا تھاتب سے وہ بھی ڈر گئی تھی۔ کم عقل تھی مگرنا سمجھ نہیں تھی۔

اس نے قدم بڑی مشکل سے زمین پر جمائے اور مضبوطی سے چلتی اندر کی طرف بڑھی۔ ریسیپشنست نے اسے انتظار کرنے کا کہا کہ باس ابھی میٹنگ میں بزی بیس۔

وہ کچھ فاصلے پر سٹنگ ایریا میں خاموشی سے بیٹھی تھی۔ دل بری طرح سے گھبر ا رہا تھا۔ آدھا گھنٹہ کے جان لیوا انتظار کے بعد اسے ریسیپشن گرل نے اشارہ کر کے بلا یا۔

”آریو مس دیالہ خادم۔“ اس نے کنفرم کرنا چاہا تھا شاید۔ دیانے بس ہاں میں سر ہلا یا۔

او۔ کے فالومی مس دیالہ۔“ وہ اسے لیے آگے چل بڑی۔ دیا اس کے پچھے قدم بڑھاتی بار بار دل میں سوال دھرا رہی تھی۔ ”کیا اس نے یوں اکیلے آکر اچھا کیا۔“

لڑکی نے ایک بہت بڑے آفس کے سامنے قدم روک کر اسے اندر کی طرف اشارہ کیا اور خود واپس پلٹ گئی۔ دیانے دل میں آیت الکریمی کاورد کرتے دروازہ کھولا اور اندر قدم رکھا۔

اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اتنا بڑا آفس۔

جہاں وہ کام کرتی تھی اس کی نسبت یہ کمپنی۔ یہ آفس سب کچھ بہت بڑا اور قیمتی تھا۔

”مس دیالہ پیز ہیو آسیٹ۔۔“ سامنے ہی بڑی سی شیشے کی ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چینر پر گول گول گھومتا ہی خوش شکل لڑکا بیٹھا تھا۔

دیانے خود کو مضبوط ظاہر کیا اور آگے قدم بڑھائے اور چینر سنبھالی۔۔

اس کے نقاب کے پیچھے پھپے چہرے پر پسینہ آ رہا تھا۔۔ دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔۔

اس شخص کے انداز سے اچھے نہیں لگ رہے تھے جو بغور اسکا جائزہ لے رہا تھا۔۔

”آپ کے فادر اب سٹیبل کنڈیشن میں ہیں؟“ اس نے چہرے پر مسکراہٹ سجا کر پوچھا۔۔

”یہی مجبیر۔۔“ دیانے سرجھا کر جواب دیا۔۔

اس انسان کا احسان تو بہر حال تھا اس پر۔۔

”گلڈ اور آپ پیسوں کی فکر مت کریں۔۔ اس کے بد لے میرا ایک کام کر دیں۔۔“ مسکراتے لمحے سے کہہ جملے نے دیا کا دل روزایا۔۔

پچاس لاکھ کے بد لے کیا کام ہو سکتا ہے۔۔؟

”آپ کو بس خان انڈسٹری کے سب سے چھوٹے بیٹے کو ٹریپ کرنا ہے۔۔“ اس کے اگلے جملے نے اس کا داماغ بھک سے اڑایا تھا۔۔

”ک۔۔ کیا مطلب۔۔ کیسے ٹریپ۔۔؟“

دیانے خنک ہوتے لبوں کو ترکر کے پوچھا۔۔

”آپ نے جا کر اس کی فیملی کے سامنے کہنا ہے کہ اس نے محبت کے نام پر آپ کو یو ز کیا۔۔ ثبوت کے طور پر آپ پر گنینسی کی میڈیکل رپورٹ بھی دکھادیں گی جو میں ابھی تیار کروادوں گا۔۔“ وہ انسان بول نہیں رہا تھا دیا کی زات کو جیسے جلا کر راکھ کر رہا تھا۔۔

”میں یہ بے ہودہ جھوٹا کھیل نہیں کھیلنے والی۔۔ آپ کے پچاس لاکھ میں آپ کو دے دو گنی۔۔“ دیا جھٹکے سے اٹھی اور سرد لمحے میں بولی۔۔

”آہاں پچاس ”لاکھ“ نہیں پچاس ”کروڑ“۔ آپ تب کافی پریشان تھیں جلدی میں سب پڑھ گئیں مگر رقم کے زیروز آپ نے سہی سے دیکھے نہیں تھے تب۔“ وہ شیطانی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر بولا۔

دیا کا پورا جسم یکدم سن پڑ گیا۔

”یہ۔۔ کو اس ہے۔۔ آپ نے مجھے پچاس لاکھ دیئے تھے۔۔“ وہ کلپاٹی آواز میں بولی تھی۔۔

”یہ بات تو آپ اور میں جانتے ہیں مس دیا لہ۔۔ مگر ان پیپرز کے حساب سے آپ نے مجھ سے پچاس کروڑ لیا تھا اور آپ کے سائنس بھی ہیں۔۔ میں عدالت میں چینچ کر سکتا ہوں۔۔“ دیا بے جان ہوتی ٹالگوں سے چنیز پر گری تھی۔۔

”آپ کو کیا ملے گا ایک بے بس انسان کو اس طرح استعمال کر کے۔۔“

وہ رودینے والی ہو گئی۔۔

”میں صاف بات کروں گا۔۔ میں کبھی مفت میں احسان نہیں کرتا۔۔ مجھے بنس ڈیلز کے لیے لڑکیاں تو ضرورت پڑتی ہیں تمہیں اس روز دیکھا تو سوچا ایک کم عمر حسین لڑکی کی مدد بھی ہو جائے گی اور میرا کام بھی۔۔ تم کافی عزت دار لگتی ہو۔۔ تمہارے اوپر اتنا احسان کر رہا ہوں کہ ناتمہارا پردہ اترے گا نا عزت جائے گی۔۔“

وہ اب سنجیدگی سے بول رہا تھا اس کے لفظوں پر دیا کا دماغ بھک سے اڑا تھا۔۔

فارس اور اکرام کا ایک ایک لفظ یاد آ رہا تھا۔۔

ان کا طریقہ بہت غلط تھا مگر ان کی بات کتنی سچ نکلی۔۔ واقعی انہوں نے دنیا دیکھ رکھی تھی اس لیے انہیں غصہ آیا تھا۔۔ دیا کو اب احساس ہو رہا تھا۔۔ جلد بازی میں کیا کر بیٹھی تھی۔۔

”م۔۔ میں ایسا کر بھی لوں تو۔۔ تمہیں کیا ملے گا۔۔“ دیا نے ٹوٹے لفظوں میں اسے غیرت دلانا چاہی۔۔

”مجھے سکون ملے گا۔۔ دیکھو انہوں نے میرے ساتھ دھوکہ کیا۔۔ میرے ساتھ پارٹنر شپ کی مجھ سے کام لیا اور جب کمپنی چل پڑی تو نکال دیا اور میرے شئیرز بھی کھینچ لیے۔۔ دیکھا جائے تو تم ایک مظلوم کی مدد کرو گی۔۔“

تمہیں بس جا کر یہ سب کہنا ہو گا۔۔۔

ایک اتنی کم عمر اور بے بس لڑکی کے ساتھ ان کے اپنے ہی گھر کے چھوٹے بیٹے کی نا انصافی اس گھرانے کو ہلا دے گی وہ لوگوں کے خوف سے اور بدنامی کے ڈر سے تمہیں چپ رہنے کے پیسے دیں گے۔۔۔ جتنا بھی پیسہ مانگو گی۔۔۔

چاہو تو مجھے پیسہ لوٹا دینا ورنہ سارے پیسوں سے اپنے باپ کا باقی علاج بھی سکوں سے کروانا اور باقی زندگی عیش کرنا۔۔۔

تم نقاب میں ہو گی۔۔۔ چھپے ہونے کیسرہ سے ساری ویڈیو بنے گی تمہارا کہیں نام نہیں آئے گا۔۔۔

وہ اپنا سارا اپلان ایک ہی سانس میں بتاتا چلا گیا۔۔۔

”ت۔۔۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔۔۔ وہ ویڈیو تم نیٹ پر دو گے ناں۔۔۔ مجھے دنیا کے سامنے بدنام کر دو گے۔۔۔ خدا کے لیے مجھے ایک موقع دو۔۔۔ میں سارے پیسے لوٹا دوں گی۔۔۔

کسی اور سے یہ کام کروا لو۔۔۔ ”دیانے منت کرتے ہوئے کہا۔۔۔ وہ یہ کام کبھی نہیں کر سکتی۔۔۔

”دیکھو وہ ویڈیو نیٹ پر دینے کا کوئی ارادہ نہیں۔۔۔ میں ان سے اس ویڈیو کے زریعے اپنا انصاف مانگوں گا۔۔۔ اور تم تو ویڈیو میں کہیں ہو گی نہیں۔۔۔ تمہاری آواز بھی میں چنچ کر دوں گا۔۔۔ ”وہ دانت پیتا بڑی مشکل سے لہجہ نرم کر کے بولا۔۔۔

”ن۔۔۔ نہیں۔۔۔ میں یہ گناہ نہیں کر سکتی۔۔۔ ”دیانے انکار کیا اور کھڑری ہو کر پلٹی۔۔۔

”تم میری نرمی کا ناجائز فائی دھاٹھار ہی ہو۔۔۔ ”وہ پیچھے سے غرایا۔۔۔

”تمہیں عزت راس نہیں۔۔۔ اگر میں زبردستی نشہ دے کر تمہیں کسی بنس ڈیل کے بد لے کسی کو بھی دے دیتا بھی تم کچھ کرنے کے قابل نا ہوتی۔۔۔

عزت دار گھرانے کی لگتی ہو اس لیے تمہارے حساب کا کام دے رہا ہوں۔۔۔ ان لوگوں کی یہ گارنٹی ہے کہ تمہارے ساتھ کچھ غلط نہیں کریں گے۔۔۔ عزت دار لوگ ہیں۔۔۔

اب تم خود چنو۔ یا یہ کام کرو اور قرض سے آزاد ہو جاؤ۔۔۔

یا پھر مجھے ابھی پچاس کروڑ دو رنہ عدالت تک گھسیتا ہوا لے جاؤں گا۔ ” وہ ساری نرمی، شرافت اور لحاظ بھلانے اپنے گھٹیا پن پر اتر آیا۔ دیانے زلت سے آنکھیں میچیں۔۔۔

پورا وجود زلے کی زد میں تھا جیسے۔۔۔

یہ وہ کیا کر بیٹھی تھی۔۔۔ کاش اکرام اور فارس ان کی مدد کرتے اور یہ وقت نا آنے دیتے۔۔۔

کاش ان کا اپنا کوئی بھائی ہوتا۔۔۔

کاش بابا کا ایک سینٹ ہی ناہوا ہوتا۔۔۔

یہ سب مصیبت کیوں مولی اس نے۔۔۔ کیا کر چکی تھی۔۔۔

انکار کرتی بھی زلت۔۔۔ حامی بھرتی بھی رسوانی ہی تھی۔۔۔

اور اس نے وہ راستہ چن لیا جو اللہ تو جانتا ہی تھا مگر لوگ ناجان پاتے۔۔۔

اس نے خود کو بچانے کے لیے کسی اور پر جھوٹا الزام لگانے کو چن لیا۔۔۔

واصف لغاری کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ تھی۔۔۔ خان فیملی کی زلالت اس نے طے کر دی تھی۔۔۔

”اب دیکھتا ہوں کیسے زایان خان کو بچاتے ہیں سب اس رسوانی سے۔۔۔“ وہ تنفس سے سوچتا ان کی حالت تصور کر کے ہی خوش ہوا جا رہا تھا۔۔۔

اگر وہ لوگ لڑکی کا جھوٹ بعد میں پکڑ بھی لیتے تو وہ ویدیو میڈیا کو دینے والا تھا۔۔۔

ان کے لیے فرار کا راستہ کوئی ناپچتا۔۔۔

YamanEvaWrites

سالک کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔۔۔ گاڑی بالکل الٹ چکی تھی۔۔۔ ایبو لینس پہنچ گئی تھی۔۔۔ اسے گاڑی سے نکالا گیا۔۔۔

گاڑی اتنی مضبوط تھی کہ باڈی پر بہت زیادہ اثر نہیں پڑا تھا۔۔۔

اسے ہا سپٹل میں ایڈمٹ کر لیا گیا تھا۔۔

اس کا چیک اپ ہو رہا تھا۔۔ اس کے ماں باپ اور نانا بابر جیسے زندگی ہاتھ میں لیے بیٹھے تھے۔۔

سانسیں سینے میں انکائے وہ ڈاکٹرز کے جواب کاویٹ کر رہے تھے۔۔

ڈاکٹرز نے تفصیلی معائنہ کے بعد حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر اس دنیا سے الگ لڑکے کو جو شاک سے بے ہوش تھا۔۔

”آپ کے بیٹے کے سر پر چوٹ ہے جو بہت خطرناک نہیں۔۔ اس کے جسم پر ہلکی چوٹیں ہیں مگر ہڈیاں سلامت ہیں“ ڈاکٹر نے
مسکرا کر بتایا اور ان پر تو خوشی سے سکتہ طاری ہو گیا تھا۔۔

سالک دنیا کے ان دون پر سنت لوگوں میں شامل تھا جن کے ساتھ مجزے ہوا کرتے ہیں۔۔۔۔۔

یہ کوئی نئی بات نا تھی۔۔ ہند روڈ میں سے دون پر سنت لوگ اس دنیا میں ایسے ہیں جو شدید ایکسٹریٹ میں سے یوں نجح جایا کرتے ہیں جیسے وہ
وہاں تھے ہی نہیں۔۔

اور مجزوں پر یقین رکھنے والے سالک کے ساتھ بھی مجذہ ہو چکا تھا۔۔

مارسیل کی ریکوئست پر اس کے نانا سے لندن لے گئے تھے۔۔

وہ چاہتے تھے کہ وہ اپنی بزنس کی ڈگری وہیں سے کمپلیٹ کرے بس۔۔ امر کیہ میں تو جیسے گینگستر اور پولیس کو اپنے ہاتھ میں کرچکا
تھا۔۔

سالک نے اپنی رلیس کی ہار کا سارا الزام دیا کے سر ڈالا تھا۔۔ وہی تھی جس کی وجہ سے یہ سب ہو گیا تھا۔۔

وہ اب ساری زندگی اسے دیکھنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔ وہ اپنے دل کے آخری کونے سے بھی اس کی یاد اور اس کی محبت نوچ کر نکال چکا
تھا۔۔

سالک اب بدل گیا تھا۔۔

YamanEvaWrites

تائی جان ہالہ کے پاس بیٹھی تھیں۔۔۔

”ہالہ مجھے غلط مت سمجھنا مگر دیانا سمجھے ہے۔۔۔ اتنی کوئی کمن نہیں مگر دماغ بڑا نہیں ہوئی۔۔۔ سوچوں میں بچنا ہے۔۔۔ کچھ بھی کر گزرتی ہے۔۔۔ بعد میں سوچتی ہے مگر تم تو سمجھدار ہونا۔۔۔ اتنا بڑا رسک کیسے لینے دیا سے۔۔۔“ ہالہ بے چینی سے لب کچلتی بیٹھی رہی۔۔۔

”تائی امی بابا کی حالت آپ جانتی ہیں نا۔۔۔

اس وقت تو بس موت کے منہ میں تھے۔۔۔

کہیں سے کوئی امید نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔ آپ کوشاید برالگے مگر۔۔۔ اس کی جگہ میں ہوتی بھی یہی کرتی اور اگر وقت پیچھے پلٹ جائے اور دوبارہ سے وہی چوائس آئے۔۔۔ ہم بابا کے بغیر زندگی کا سوچ بھی نہیں سکتیں۔۔۔“ ہالہ نے انہیں دیکھ کر بے چارگی سے کہا۔۔۔ اور وہ غلط نہیں کہہ رہی تھی۔۔۔

سامنے بیٹھے اکرام نے سختی سے لب بھینچے۔۔۔

”ہم سمجھتے ہیں تم دونوں کی فیلنگز مگر تم ہمیں سمجھ پا رہیں۔۔۔ اگر خدا ناکرے کوئی بڑا نقصان ہو اور سنبھلنے کا موقع بھی ناملے تو۔۔۔ سب چھوڑو چاچو کو پتہ چلے تو وہ بھی اس بات پر ناراض ہوں گے۔۔۔“ اکرام نے اسے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

”تواب ہم کیا کر سکتے ہیں آخر۔۔۔ اب تو ہو گیا۔۔۔ پیسے جمع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔۔ کچھ نہیں ہو پا رہا۔۔۔“

ہالہ نے پریشانی سے کہا۔۔۔

فارس باہر دروازے پر کھڑا کتنی دیر دیا کا انتظار کرتا رہا۔۔۔ اور پھر پیر پشتاندر آیا۔۔۔

”اب کال کرو اسے۔۔۔ کہاں ہے وہ؟ شام ہو گئی ابھی تک آئی کیوں نہیں۔۔۔ آفس سے بھی اپنے وقت پر نکل گئی تھی۔۔۔“

فارس ہالہ کے سر چڑھ دوڑا۔۔۔ وہ مزید گھبر اگئی۔۔۔ دیا کی فکر الگ کھارہی تھی۔۔۔

فارس کا گستاخ رویہ الگ پریشان کر رہا تھا۔۔۔

”میں کرتی ہوں کال۔۔۔ شاید مار کیٹ تک گئی ہو۔۔۔ بابا کی میڈیسنس زو غیرہ۔۔۔“ ہالہ نے دیا کو کال ملاتے ہوئے ان لوگوں کو وضاحتیں دیں۔۔۔

دل میں دیا کی فکر بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔

”یا اللہ میری معصوم بہن کی حفاظت کرنا۔۔۔“ دیا کال نہیں اٹھا رہی تھی۔۔۔ ہالہ دل میں دعائیں کرنے لگی۔۔۔ روناچاہتی تھی مگر ان لوگوں کے سامنے رونے کا مطلب انہیں مزید بولنے کی اجازت دے دینا اور وہ یہ ابھی افروڈ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

دیانے کال کاٹ دی تھی۔۔۔ ہالہ نے جلدی سے میچ ٹائپ کیا۔

”دیا پیز پک مائے کال۔۔۔ ایم وری اباؤٹ یو۔۔۔“ فارس اور اکرام کی نظریں اسی پر تھیں۔۔۔ اس نے پھر کال کی تو دیا نے اٹھنڈ کی۔۔۔

”ہالہ میں ضروری کام میں بڑی ہوں شاید لیٹ ہو جاؤں۔۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔۔“ دیانے اسے تسلی دی مگر اس کی آواز میں بھیگا پن محسوس کر کے ہالہ کا دل رکا۔۔۔ کیا وہ کسی مشکل میں ہے؟

فارس نے اس سے موبائل جھپٹا۔

”کہاں ہوتم؟ ابھی تک گھر کیوں نہیں آئیں؟“ فارس چیخ کر بول رہا تھا۔۔۔ تائی جان نے سر کپڑا۔۔۔ دیا جواب دیئے بنا کال کاٹ چکی تھی۔۔۔

”میری بات یاد رکھیں۔۔۔ مجھے کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی۔۔۔ میں نے دیا کو لغاری کمپنی میں جاتے دیکھا تھا۔۔۔ اندازہ بھی ہے کتنا بدنام بنداہ ہے وہ۔۔۔

اس کی کمپنی میں کام کرنے والی لڑکی کو بھی لوگ اچھا نہیں سمجھتے اور دیا تو وہاں جا بھی نہیں کرتی۔۔۔“ فارس غصے سے چہرہ لال بھجوکا کیسے بولتا چلا گیا۔۔۔

”توجب آپ اتناسب جانتے تھے اسے تب جا کر روکا کیوں نہیں۔۔۔؟“ ہالہ کو شدید غصہ آیا تھا۔۔۔

”میں؟ کوئی اوقات ہے سہی تمہاری نظر میں میری؟ اس نے وہیں سب کے سامنے میرا تماشہ بنادینا تھا۔۔۔“

فارس نے طنزیہ کہا۔۔

”کیوں بنتی تماشہ۔۔ اتنی بد تمیز نہیں ہے وہ۔۔ بہن سمجھا ہوتا تو یہ پرواہنا ہوتی۔۔ بازو سے پکڑ کر گھر لے آتے۔۔ غزالہ ہوتی تو ببھی یہی بے غیرتی کا مظاہرہ کرتے۔۔“ تائی جان نے فارس کو گھورا اور روٹی ہوئی ہالہ کو گلے سے لگایا۔۔

”غزالہ ان جیسی ہے بھی نہیں۔۔“ فارس نے نفرت سے کہا۔۔

”زبان سنبحال کر بات کرو فارس اور یہاں شور مرمت کرو چاچوبے شک میڈیسین کی وجہ سے نیند میں ہیں مگر تمہاری آواز سے جاگ بھی سکتے ہیں۔۔“ اکرام نے اسے سخت نظروں سے دیکھ کر مزید بولنے سے باز رکھا۔۔ فارس غصے سے ایک سائیڈ پر جا بیٹھا۔۔

”ہالہ۔۔ کہیں دیا نے۔۔ اسی لغاری سے لوں تو نہیں لیا۔۔؟“ اکرام نے بے چینی سے پوچھا۔۔

”میں نہیں جانتی۔۔ وہ خود نہیں جانتی تھی کون ہے وہ۔۔“ ہالہ نے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔۔

دیا کی آواز اس کے کانوں میں ٹھہر گئی تھی۔۔ اسے ڈر لگ رہا تھا کہ وہ مصیبت میں ہے۔۔

”اگر ایسا ہو تو بہت گڑ بڑ ہو جائے گی۔۔“ اکرام نے ماتھام سلا۔۔ تائی نے بھی دل پر ہاتھ رکھا۔۔

”وہ پچھی ہے حالات جو ایسے تھے۔۔ اللہ اس کی حفاظت کرے۔۔“ تائی امی کی فکر پر ہالہ کا دل بھر آیا۔۔

”اسے لے آئیں وہاں سے۔۔ پلیز آج لے آئیں آئیندہ میں اسے جاب بھی نہیں کرنے دوں گی۔۔ جو کہیں گے آپ۔۔ ویسے ہی کریں گے ہم لوگ۔۔“ ہالہ نے ان دونوں بھائیوں کی منت کی۔۔

اکرام فارس کو ساتھ لے کر باہر نکل گیا۔۔

YamanEvaWrites

رات کا وقت تھا سب کھانا کھاچکے تھے اب چائے، کافی لیے باتیں کر رہے تھے۔۔

بچ ماؤں کی گودوں میں لیٹے نیند بھگانے کی کوشش میں لگے تھے۔۔

جب اچانک دروازے سے سیاہ چادر اور نقاب والی لڑکی اندر داخل ہوئی۔۔

آنکھوں پر موٹے فرمیں کاچشمہ لگاتھا پھر بھی گرے آنکھوں میں گھبراہٹ اور نمی واضح تھی۔۔

”جی کس سے ملنا ہے؟“

دی جان نے نرمی سے اس لڑکی کو دیکھا جو وہیں دروازے کے پاس ہی جھگٹ کر رک گئی تھی اور غور سے دیکھنے پر آسانی سے معلوم ہوتا تھا وہ بری طرح کانپ رہی ہے۔۔ سب کی فکر مند نظریں اس پر جم گئیں۔۔

اس نے سامنے بیٹھے خوشحال گھرانے کو دیکھا۔۔

وہاں پانچ لڑکے بیٹھے تھے جو تقریباً ایک جیسے ہی لگ رہے تھے۔۔ پتہ نہیں ان میں سے کس کو آج وہ بدنام کرنے والی تھی۔۔

”م۔۔ مجھے بہرام خان سے بات کرنی ہے۔۔“ وہ لرزتی آواز میں مشکل سے بول رہی تھی۔۔

”جی آؤ بیٹا بیٹھ کر بات کرو کیا مسئلہ ہے۔۔“ دی جان نے نرمی سے اسے بیٹھنے کا کہا۔۔

وہ ان کی نرمی پر ڈگ گئی۔۔ ایسے اچھے لوگوں کو زلیل کرنا سہی تھا؟ مگر واصف کی دھمکی یاد آئی تو اس نے سر جھکا۔۔

”مجھے۔۔ انصاف چاہیئے۔۔ اس۔۔ گھر کے۔۔ چھوٹے۔۔ بیٹے نے پچھلے۔۔ ایک سال سے۔۔ مجھ سے محبت کا۔۔ جھوٹا کھ۔۔ کھیل۔۔ کھیلا۔۔“ انکل انکل کر بولتی دیا کی زبان لڑکھڑائی۔۔

وہ صرف اس پر نہیں اپنی زات پر بھی کچڑا چھال رہی تھی اور یہ آسان تھوڑی تھا۔۔

سب گھروالے دھاکوں کی زد میں تھے۔۔

ریان نے اسکی گرے آنکھیں دیکھ کر زایان کو دیکھا۔۔ کیا یہی وہ لڑکی تھی جس کے لیے وہ پاگل ہوا جاتا تھا اور وہ اس پر الزام لگانے آگئی؟ زایان گنگ سا سے دیکھ رہا تھا۔۔

سیاہ چادر، نقاب مگر گرے آنکھوں کا رنگ تھوڑا الگ تھا۔۔ ہالہ کی آنکھوں میں گرے کے ساتھ سبز ساشیڈ آتا تھا۔۔ اس کی رنگت سنہری تھی۔۔ تو یہ کون تھی۔۔؟

”یہ کیا بکواس کر رہی ہو؟ کوئی ثبوت ہے اس بات کا۔۔“ دی جان سختی سے دھاڑے۔۔

دیانوف سے جھٹکا کھا کر ایک قدم پیچھے ہوئی اور پھر ہاتھ میں پکڑا وہ کاغذ کا ٹکڑا سامنے کیا۔ صائم نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھ سے کاغذ چھپتا اور پڑھنے لگا۔

”جھوٹ۔۔۔ بکواس ہے یہ۔۔۔“ وہ دیا کو گھورنے لگا۔۔۔ راسم نے آگے بڑھ کر اس سے لیا۔۔۔
”پر یکنینہ رپورٹ؟“ راسم کے جملے پر جہاں باقی سب کو جھٹکا لگا۔۔۔

زايان کے جڑے بھینچ گئے۔۔۔ اس نے ایک نظر سب کو شاکڈ کھڑا دیکھا اور پھر سامنے کھڑی اس چھوٹی سی لڑکی کو جسے دیکھ کر کوئی بھی ناما نتا کہ وہ جھوٹی یاد ہو کے باز ہے۔۔۔

اپنے آفس میں بیٹھا واصف سب دیکھتا انجوائے کر رہا تھا۔۔۔

”اب یقین دلاؤ زایان خان۔۔۔ سب کو اپنے کردار کی گواہیاں دیتے پھر وو۔۔۔“ وہ تھقہہ لگا کر ہنسا۔۔۔

اس نے دیا کو اس کام کے لیے چنانچہ اس لیے تھا۔۔۔ وہ معصوم سی لگتی تھی۔۔۔

اور جیسے واصف نے اسے ڈرا کر بھیجا تھا اس کی حالت دیکھ کر سب کو لگتا کہ اس کے ساتھ کچھ غلط ہی ہوا ہے۔۔۔

اگر کوئی اور لڑکی ہوتی تو شاید اس کا ڈرامہ پہچان بھی لیا جاتا۔۔۔

مگر دیا کا خوف اور خراب حالت سچ تھی۔۔۔

سامنے ہی سب خان فیبلی اس رپورٹ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ جو واصف نے اپنی ڈاکٹر کزن سے بنوائی تھی۔۔۔

واصف کو انتظار تھا جب زایان اپنی سچائی کی قسم کھاتا اور سب کے لیے یقین کرنا مشکل ہو جاتا۔۔۔

وہ سب ویدیو ریکارڈ کر رہا تھا۔۔۔



سب شاکڈ کھڑے تھے۔۔۔ زایان کا دماغ گھونمنے لگا اس لڑکی کے جھوٹ اور دیدہ دلیری پر۔۔۔

”کس کے کہنے پر یہ سب کر رہی ہو؟ کس نے بھیجا ہے۔۔۔ شرم نہیں آرہی جھوٹا الزام لگاتے ہوئے۔۔۔“ صائیم غصے سرخ ہوا جا رہا تھا۔۔۔

زايان سے سوال کرنا تو دور اس کے بولنے سے پہلے ہی سب بول رہے تھے۔۔۔

دیا کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑنے لگے وہاں واصف کام خراب ہوتا دیکھ کر بد مزہ ہونے لگا۔۔۔

”یہ لڑکی کبواس کیوں نہیں کر رہی؟ چپ چاپ کیا دیکھ رہی ہے۔۔۔؟“ اس کا بس نہیں چل رہا تھا خود چلا جائے اور جو منہ میں آئے بولتا جائے۔۔۔

”مجھے لگا تھا تمہارا بد لہ وہیں پورا ہو گیا مگر لگتا ہے ابھی بھی بے سکون ہو۔۔۔“ دیا اس آواز پر سن ہوی۔۔۔ سالک؟

باقی سب نے حیرت سے جیز کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے سکون سے کھڑے سالک کو دیکھا۔۔۔ جواب چلتا ہوا دیا کے سامنے آر کا۔۔۔

وہ جو اپنے پیر نٹ سے کال پر بات کرنے اور اپنے کمرے میں تھا شور کی آواز پر باہر آیا۔۔۔

وہ جو کہتا تھا دیا کو بھلا چکا ہے۔۔۔ دور سے ہی اسے پہچان گیا۔۔۔ اس کی بات سنتا وہ حیران ہوا تھا۔۔۔

دور کھڑے ہو کر اس نے دیا کی ایک ایک حرکت کو غور سے دیکھا۔۔۔ اس کا جسم کانپ رہا تھا۔۔۔ ماتھے سے بار بار پسینہ صاف کرتی وہ آنکھوں پر ٹکے چشمے کو بار بار سیٹ کرتی اسے متوجہ کر گئی تھی۔۔۔

دیا ساکن کھڑی سالک کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

”میں خان فیملی کا جھوٹا جھوٹا بیٹا ہوں۔۔۔ سالک اقیان خان۔۔۔ کیا ہوا؟ سر پر ایزہاں؟“ سالک کے الفاظ پر دیا کے ساتھ ساتھ واصف بھی شاکڈ ہوا۔۔۔

”تم پچھلے سال امریکہ میں میرے ساتھ تھیں۔۔۔ کیا تم نے سمجھنے والے کو یہ بتایا؟ تم ”مجھ“ پر یہ الزام لگا سکتی ہو آرام سے۔۔۔ مگر زایان خان پر نہیں۔۔۔ بہت لوگ گواہ بھی ہیں کہ تم میرے ساتھ ہوتی تھیں۔۔۔ اور یہ جو روپورٹ ہے۔۔۔“ سالک نے مڑکر راسم کے ہاتھ سے روپورٹ لی اور دیا کی نظروں کے سامنے لہرائی۔۔۔

”ہم اسے عدالت میں چیلنج کر سکتے ہیں۔۔ فیک رپورٹ تیار کرنے والے ڈاکٹر، تیار کروانے والے اور اس سے بلیک میل کرنے والے تینوں پر کیس بھی کرو سکتے ہیں۔۔

تمہیں جس نے بھی بھیجا یہ سب باتیں نہیں سوچیں۔۔؟“ سالک اس کے سامنے جھک کر مسکرا یا۔۔ واصف اس لڑکے کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ جوزایاں سے کچھ انچ لمبا ہی ہو گا اور عمر میں اکیس / بائی میں کے قریب اور زہانت سے چمکتی سیاہ آنکھیں۔۔ واصف کے پچھے چھڑا گیا۔۔

سالک نے ہاتھ بڑھا کر دیا کا چشمہ اتارا اور غور سے دیکھا، چشمہ پر جدید چھپا ہوا کیسرہ لگا تھا۔ جس سے گلاسز سے آسانی سے سب مناظر دیکھے جاسکتے تھے۔۔

”یہ کھلونے بہت دیکھے ہیں۔۔ وہ ہنس کر بولا۔۔

”تو یہاں سے سب کی ویڈیو بنارہی تھیں تم؟ یہ سب کب سیکھا۔۔ ایک سال میں ہی اتنی ترقی۔۔؟“ سالک نے چشمہ دونوں ہاتھوں سے توڑا تو واصف کے پاس لیپ ٹاپ پر اندھیرا چھا گیا۔۔ کون تھا یہ لڑکا کیسے جان گیا سب۔۔؟

”یہ کام واصف کے علاوہ کسی کا نہیں ہو سکتا۔۔ گھٹیا ترین بندہ ہے۔۔“ زایاں نے دانت پیسے۔۔ دیا کے قدم لڑکھڑانے لگے۔۔ وہ لوگ جان گئے۔۔ ان کی عزت نئی گئی مگر اب واصف اس کا کیا حال کرنے والا ہے؟

”تم سے کہا تھا جذباتی پن مت کرنا اگر اس لڑکی کی جگہ کسی اور کو بھیج دیتا اور یہ بات میڈیا تک چلی جاتی تو۔۔؟

”میڈیا میں سچ ثابت کرنے سے پہلے اچھی خاصی بدنامی ہو جاتی۔۔ واصف تو اب اپنی اوقات دکھانے لگا ہے۔۔“

سب لڑکے ڈسکس کرنے لگے تھے۔۔

گھر کی عورتوں کے الگ الگ سانس بحال ہوئے تھے۔۔ اب سب کی سوالیہ نظریں دیا کی جھکی نظروں پر تھیں۔۔

”تم سے کیا لمحے دے کر یہ کام کروایا؟ لغواری نے کروایا تھا۔۔“ داجان نے دیا کو دیکھ کر پوچھا۔۔ سالک صوفے پر سب کے درمیان بیٹھ چکا تھا۔۔ نظریں بھی پھیر لیں۔۔

”م۔۔ میں نے اس سے قرض۔۔ لیا تھا۔۔“ دیا کو بتاتے ہوئے بھی شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔۔

سب نے چونک کر اسے دیکھا جو سر جھکائے دھیرے سے بولی۔ زایان اس میں کسی کی شبیہہ کھون رہا تھا۔

”کمال ہے لڑکی تمہیں بس وہی لغاری ملا تھا۔“ صیام نے تاسف سے کہا۔

دیا بتانا چاہتی تھی وہ اسے نہیں جانتی اور یہ کہہ وہ مجبور تھی تب بھی آج بھی۔ مگر بولنے کی ہمت ختم تھی۔

”تم کیسے جانتے ہو اسے سالک؟ چھپے رستم کیا سیئن ہے۔“ ایسی باتوں کا خیال ہمیشہ ریان کو ہی آتا تھا۔ سب بھائی اسے چھیڑنے لگے۔

زایان کی پرسوچ نظریں اب بھی دیا پر جمی تھیں۔

”میں اسے نہیں جانتا۔ امیر کہ میں کانج فیلو تھی۔“ سالک صاف مکر گیا۔ وہ زایان تھوڑی تھا کہ تنگ ہو جاتا یا وضا حستیں دیتا۔

”کیا تم۔۔۔ فارس کی کون ہو؟“ زایان نے آخر پوچھ ہی لیا۔ دیا اس کے سوال پر چونکی۔

”جی۔۔۔“ مزید سر جھکا لیا۔ فارس کے جانے والے ہیں مطلب اب اس کی خیر نہیں۔

زایان سب سمجھ گیا مطلب اپنے باپ کے لیے اس نے قرض و اصف سے لیا۔

”م۔۔۔ میں نہیں جانتی اس بندے کو۔۔۔ قرض بھی اس نے خود دیا۔۔۔ میں نے مجبوری میں۔۔۔ میں یہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔“ دیا کی آواز بھر آگئی۔۔۔ واصف جیسے گھٹیا انسان کی ایک بات درست تھی کہ وہ لوگ اچھے تھے۔۔۔

”تم یہاں آکر بیٹھو بچے۔۔۔ اور اپنا مسئلہ بتاؤ۔۔۔“ دی جان نے نرمی سے کہا۔۔۔

سالک اس سب میں انجان بنایا چکا تھا۔۔۔

”مم۔۔۔ مجھے گھر جانا ہے۔۔۔“ دیا جیسے اچانک خواب سے جاگی۔۔۔ واصف کا خوف اب بھی اس کے سر پر سوار تھا۔۔۔ مگر ہالہ کی پریشانی دیر ہونے پر مزید بڑھ جاتی۔۔۔

”او۔۔۔ کے واصف سے کتنا قرض لیا تھا۔۔۔ واصف کو قرض میں لوٹا دوں گا ورنہ وہ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔۔۔“

زایان فوراً اس کے پاس جا کر بولا۔۔۔ اس کی یہ ہمدردی سب کو کھٹکا رہی تھی، کوئی توبات تھی۔۔۔

اتا نہ بان اس لڑکی کے لیے جو اسے بدنام کرنے ہی والی تھی۔ اگر سالک ناہوتا تو شاید سب کے دماغ مفلوج ہو چکے تھے جیسے۔۔۔

”مجھے۔۔۔ قرض نہیں لوٹانا۔۔۔ مجھے اس سے جان چھڑوانی ہے۔۔۔ اس نے پچاس لاکھ دیئے اور۔۔۔ پچاس کروڑ لکھ کر سائیں کروائے۔۔۔ پلیز میری اس سے جان چھڑوا دیں۔۔۔“

دیا بے اختیار مدد کا کہہ کر روپڑی تھی۔۔۔ وہ یہ موقع گنوانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔ سب نے افسوس سے اسے دیکھا۔۔۔ زایان کو لغاری کی بے غیرتی پر شدید غصہ آیا تھا۔۔۔

”اس سے جان چھڑوانی ہے تو مجھ سے نکاح کرنا ہو گا۔۔۔ ابھی اور اسی وقت۔۔۔“ سالک کا اچانک جملہ سب کو حیران کر گیا۔۔۔
دیا نے اس موقع پرست کو دیکھا جو کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے سکتا تھا۔۔۔

”نکاح کیوں۔۔۔؟“

دیا نے انکار کرنے جسا کیوں کہا۔۔۔ سب کے چہروں پر مسکراہٹ آگئی۔۔۔

یعنی یہ کالج فیلوو ہی فلاور شاپ گرل ہے۔۔۔

”ہم مدد کریں اور شکریہ کہے بنا پڑی جاؤ پھر سے الزام لگا کر۔۔۔ تم ہو ہی احسان فراموش۔۔۔“ سالک نے بے نیازی سے کہتے ہر راستہ بند کیا۔۔۔

زایان نے سر پر ہاتھ پھیرا لیتی دنوں بہنیں ہی ایسی ہیں۔۔۔ مگر دیا کے سامنے زایان نہیں تھا جو جانے دیتا وہ سالک تھا اور وہ ایسے آسانی سے جانے دیے والا تھا بھی نہیں۔۔۔ جب تک پورا حساب ناچکا لیتا۔۔۔

میں نے پہلے وارن کیا تھا۔۔۔ اگلی بار سامنے آئیں تو جانے نہیں دوں گا۔۔۔“

سالک پوری تیاری سے جیسے بدله لینے کو تیار ہوا تھا۔۔۔

اسے لگا تھا وہ بدل گیا اور اسے بھول گیا۔۔۔ مگر آج پتہ چلا وہ تو وہیں اسی لمحہ میں کھڑا ہے جب دیا اسے چھوڑ کر گئی تھی۔۔۔

YamanEvaWrites

واصف ابھی تک اپنے آفس میں بیٹھا بل کھارہاتھا۔۔ کام بھی نہیں بنایا اور کھل کر سامنے آجائے پر خان فیملی کو بھی اپنے خلاف کر دیا۔۔ بزنس کی دنیا کا بادشاہ تھا بہرام خان اور اس سے دشمنی کا مطلب تھا بزنس میں اب کوئی اس سے ڈیل ناکرتا۔۔ ناہی اس سے کوئی بڑی کمپنی اب مرجنگ کرتی کبھی۔۔

”مجھے اندازہ ہوتا تھی ناکارہ نکلے گی لڑکی تو سہی مزہ چکھاتا اس شریف زادی کو۔۔“ وہ دیا کو دل میں مخاطب کرتا پھنکا رہا تھا۔۔

”اب اگر جوابی کارروائی کی خان فیملی نے تو میں اس لڑکی دیالہ کو چھوڑوں گا نہیں۔۔ اس کے گھر والوں کو زیل ناکروایا تو نام بدل دے گی میرا۔۔“ وہ اپنے بال نوچنے لگا۔۔

”وہ لڑکا کون ہو سکتا ہے؟“ وہ اچانک رکا۔۔

”کیا واقعی خان فیملی کا چھوٹا بیٹا ہے؟“ وہ اب سالک کی کھونج میں لگنے والا تھا۔۔

”یہ لڑکا خود کو ہوشیار سمجھ رہا ہے۔۔ سارا کام بگاڑ دیا اب واصف سے خود کو بچا کر دکھائے۔۔“ واصف نے دیوار پر مکاماتے ہوئے کہا۔۔

وہ اگر جان لیتا کہ وہ ”لڑکا“ لتنا تیز ہے تو ابھی سے توبہ کر لیتا۔۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

اکرام اور فارس ایسے ہی لوٹ آئے تھے۔۔ وہ وہاں بھی نہیں تھی ریسپشن پر کھڑی لڑکی نے بتایا کہ وہاں سے توکب کی جا چکی۔۔

فارس ہالہ کا دماغ کھائے جا رہا تھا۔۔

اکرام بھی چپ بیٹھا تھا۔۔

ہالہ اندر ہی اندر گھٹ گھٹ کر رور ہی تھی۔۔

جب اچانک دروازے سے سرجھا نے دیا اندر آئی۔۔ ہالہ نے اس کے پاس جا کر اسے گلے سے لگایا اور شدت سے روپڑی۔۔

”دیا کہاں چلی گئی تھیں۔۔۔؟ٹھیک ہوناں؟“ دیا نے سر ہلا دیا۔۔۔ بولنے کو کچھ بچا ہی نہیں تھا۔۔۔ سالک نے اس سے نکاح کر لیا تھا اور اب اسے گھر لے آیا تھا کہ سب کو اس کے سامنے نکاح کا بتائے۔۔۔ وہ چھوڑنے آیا تھا تاکہ دیا گھر والوں سے یہ بات ناچھپا پائے۔۔۔

اس نے ایک قرض سے جان چھڑوانے کے بد لے نجانے کیا کیا شر اکٹر کھی تھیں جن کے رزلٹ میں وہ خود کو بس سالک کی قیدی ہی سمجھتی تو سہی تھا۔۔۔

دیا کو اس پر شدید غصہ آ رہا تھا۔۔۔ وہ سمجھ ہی نہیں پائی اور ایک لوں سے بچنے کے لیے مزید پھنستی چلی گئی۔۔۔

زايان ساتھ آیا تھا اور سارے راستے نجانے کیا کیا سمجھا تارہاتھا وہ کچھ نا سن پائی نا ہی سمجھ پائی۔۔۔

سالک کو کچھ سمجھنے کی ضرورت ہی کب پڑتی تھی۔۔۔

اور دیا۔۔۔ اس کی تو سوچ ہی یہاں آ کر رک گئی کہ نکاح کی کیا وجہ دے گی گھر والوں کو۔۔۔

زايان باہر گاڑی میں ہی بیٹھا تھا اور جواندر آیا تھا وہ کچھ بول کر نہیں دے رہا تھا۔۔۔

”ہالہ، تائی امی م۔۔۔ میں نے نکاح کر لیا ہے۔۔۔“ دیا نے بتایا تو سب کہ توجہ پیچھے دروازے پر کھڑے اس لڑکے پر پڑی جولا پروائی سے سب کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

برف جیسا سفید رنگ اور ماتھے پر بکھرے گولڈن براؤن سے بال، سفید شرٹ جینز پہنے لمبی قد اور مغرو سے نقوش والا۔۔۔ ہالہ شاکلڈ کھلی آنکھوں سے دیا کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ تائی جان اور اکرام بھی ساکت رہ گئے۔۔۔

فارس بھڑک ہی تو اٹھا تھا۔۔۔ دیا کے سر پر سوار ہو گیا اور تیقی آنکھوں سے دیا کو دیکھے لگا۔۔۔

”اس سے کیا ہے نکاح۔۔۔؟ کون ہے یہ لڑکا۔۔۔؟ کب سے چل رہا ہے یہ سب۔۔۔؟ اس لیے تم نوکری کرنے جاتی تھی۔۔۔ نوکری کے بہانے تم۔۔۔“

فارس ایک پر ایک الزام لگاتا جا رہا تھا۔۔۔ اور دیا پر ہاتھ اٹھایا مگر اس سے پہلے کہ وہ تھپٹ مارتا سالک نے آگے بڑھ کر ہاتھ پکڑ لیا۔۔۔

”ایکسکیوزمی۔۔ اپنے ہاتھ اور زبان کا زرا کم یوں کرو۔۔ میں بہت بد تیز مشہور ہوں۔۔“ سالک نے سرد لبھے میں کہا فارس نے دانت کچکچا ہے۔۔ اکرام سپاٹ نظر وں سے دیا اور سالک کو دیکھ رہا تھا۔۔ وہ اب مزید دیا سے کوئی بات کرنا ہی نہیں چاہتا تھا۔۔

”میں ڈی کا امیر کہ میں کا لجھ فیلو تھا۔۔ آج پاکستان میں ملے تو نکاح کر لیا۔۔“ سالک نے اتنے مزے سے کہا کہ دیا کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔۔ وہ بچارہ تھا یا پھنسارہ تھا؟
ہالہ نے بے یقینی سے دیا کو دیکھا۔۔

”ایسے کیسے کر لیا نکاح۔۔ دیا تم میں شرم لحاظ مر گیا ہے کیا۔۔ ناپوچھانا بتایا۔۔ اتنے ابال اٹھ رہے تھے تو ہمیں بتا تیں۔۔ باپ کے ٹھیک ہونے کا ہی انتظار کر لیتیں۔۔“

تائی جان نے اسے سخت الفاظ میں کہا۔۔

”شرم لحاظ تو پہلے ہی نہیں تھا اس میں۔۔ اور بھیجیں چاچو بیٹی کو امریکہ۔۔ یہ وہاں یہی عیاشیاں کرتی رہی ہے اس لیے تو ڈگری لیے بنا ہی آگئی۔۔“ فارس کی زبان نے پھر زہر اگلا۔۔ آج ہالہ بھی کچھ نابول پائی۔۔

”کوئی غلط کام نہیں کیا میں نے۔۔ مجبوری تھی اس لیے کیا ہے نکاح۔۔ میر اپہلے اس انسان سے کوئی رابطہ نہیں تھا۔۔ ہالہ میر ایقین کرو۔۔“ دیا نے چیخ کر کہا اور ہالہ کا ہاتھ تھاما جو برف کی طرح جم گئی تھی۔۔

”کیا مجبوری تھی ایسی۔۔؟“ اکرام نے سرد لبھے میں سوال کیا۔۔ دیا بے چارگی سے ان لوگوں کو دیکھنے لگی مجبوری بتانے کے چکر میں اسے یہ بھی بتانا پڑتا کہ آج وہ کیا کرنے والی تھی۔۔ تو ایک اور ہنگامہ کھڑا ہو جاتا۔۔ سالک اب بھی چپ تھا۔۔

دیا نے مدد طلب نظر وں سے اسے دیکھا تو وہ دوسرا طرف دیکھنے لگا۔۔

”بے غیرت بندہ“ دیا نے دانت پیسے آج تو وہ دل کھول کر بد لے رہا تھا۔۔

”میں نے اس کی فیملی سے لوں لیا تھا اور ان لوگوں نے لوں کے بد لے میر انکاح کروادیا۔۔“ دیا نے کہانی بنالی۔۔ سالک نے اسے گھورا۔۔ باقی بھی حیران ہوئے۔۔

”اتنے بے ضمیر لوگ۔۔؟ مجبوری کا فائدہ اٹھا لیا۔۔“ تائی جان نے سالک کو کڑی نظر وں سے دیکھا۔۔

”جس گھر میں دو مردوں کے ہوتے لڑکی باپ کے علاج کے لیے ایک ایک دروازہ بجائے۔ ان لوگوں کے منہ میں خمیر کا لفظ چلتا ہی نہیں۔“ سالک نے اکرام اور فارس پر چوٹ کی تودہ بلبلہ کر رہا گئے۔

”ہالہ سالک کے انداز دیکھتی اندر رہی اندر زر اطمینان ہوئی۔ اس بندے میں لحاظ نہیں مطلب دیا کی پروٹیکشن اپنے سے کر سکتا ہے۔ تاتائی جان بھی اب چپ تھیں۔“

”دیا تم جاؤ یہاں سے۔ کل آکر بابا سے مل لینا۔ مگر ابھی جاؤ۔ میں مزید بات نہیں کرنا چاہتی۔“ ہالہ نے اچانک کہا تو دیاروں نے والی ہو گئی۔ اسے ہالہ سے یہ امیدنا تھی۔

ہالہ نے ناراضگی ظاہر کرتے اسے بھیجا مگر حقیقت یہ تھی کہ اسے ڈر تھا اکیلے میں اکرام یا فارس دیا کی سہی کلاس لیتے اور شاید ہاتھ بھی اٹھاہی لیتے اب ان سے کوئی بھی امید کی جاسکتی تھی۔

”ہالہ قسم سے میں۔“ اس سے پہلے کہ دیا کچھ بولتی ہالہ نے اس کا بازو پکڑا اور کھینچ کر بیرونی دروازے تک لے گئی۔

”دیا کل بات کریں گے ابھی جاؤ۔“ اس نے آہنگی سے الجا کی۔ سالک جو پہلے ہی دروازے سے باہر نکل چکا تھا ان بہنوں کی چالاکی پر نفی میں سر ہلا کیا۔

”کیا ہوا اپس کیوں آئیں۔؟“ زایان نے حیرت سے ان دونوں کو آتا دیکھ کر پوچھا۔

”کیونکہ اس کی فیملی نے اسے نکال دیا گھر سے۔“ سالک فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے مزے سے بولا۔ دیانے پیچھے بیٹھ کر ٹھاکر کے دروازہ بند کیا۔

”کیونکہ اس شخص نے مجھے اس قابل نہیں چھوڑا کہ میری فیملی مجھے رکھتی۔“ دیا کے جواب پر وہ یوں ہو گیا جیسے سنا ہی نا ہو۔ زایان نے خاموشی سے گاڑی آگے بڑھا دی۔

♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♥ ♥ ♥

”تمہارا تو ایک سیڈنٹ ہوا تھا ان۔ تم نجھے گئے تھے؟“

کمرے میں اکیلے بیٹھے دیا کو عجیب سی کنفیوژن فیل ہوئی تو نہایت فضول سوال کیا۔ سالک جو بیڈ پر بیٹھا اب سونے کی تیاری کر رہا تھا حیرت سے کچھ فاصلے پر صوفے پر بیٹھی دیا کو دیکھا۔

”تم میری جاسوسی کرواتی رہی ہو؟“

اس کے سوال پر دیا ہڑ بڑائی۔

”میں کیوں۔۔۔ مرود نے بتا دیا تھا پو نہیں۔۔۔“

وہ ناک چڑھا کر بولی۔

”میری؟ تمہاری وہی فرینڈ جو مجھے بو کے بھیجتی رہی اور ساتھ میرے والے کارڈز بھی؟ تو پھر ضرور تم نے ایسا کرنے کو کہا ہو گا۔۔۔“
سالک کی بات پر دیا کی آنکھیں پوری سے زیادہ پھیل گئی تھیں۔۔۔

”مرود بو کے بھیجتی تھی؟ میں کیوں کہوں گی میں تو وہیں ڈورم کے ڈرار میں سب کارڈز پھینک آئی تھی۔۔۔“

دیانے وضاحت دی۔۔۔

”تم نے ڈورم میں سنبھال کر رکھے تھے وہ کارڈز؟ تم نے اسے میرا ایڈر لیں تک دیا۔۔۔ تم نے اسے کہا ہو گا کہ بو کے بھیجتی رہے تاکہ میں تمہیں یاد رکھوں۔۔۔ تمہیں لگتا ہے اب تم اب ڈینائے کرو گی اور میں مان جاؤں گا۔۔۔؟“

سالک نے جان بوجھ کر اس پر ملبہ ڈالا حالانکہ وہ جانتا تھا مرود چھپ کر یہ سب کرتی رہی ہو گی۔۔۔

”میں ایسے برے کام نہیں کرتی۔۔۔ ایڈر لیں اس نے پوچھا تو بے دھیانی میں بتا گئی تھی۔۔۔ مجھے کیا پتہ تھا وہ یہ کرے گی۔۔۔“ دیانے خود بھی بے قینی سے سر ہلایا۔ مرود اتنی دیوانی ہو گئی تھی ایس کی۔۔۔ حد ہے۔۔۔

”سنو تم نے مجھ سے نکاح کیوں کیا؟ بدله مت کہنا یہ جھوٹ ہے۔۔۔“ دیانے اسے سوتے دیکھ کر پھر سے سوال کیا۔۔۔

”سکون کے لیے۔۔۔“ وہ بلینکٹ ڈال کر آہستگی سے بولا۔۔۔ دیانا سمجھی سے اس کی بات سوچنے لگی۔۔۔

”کیا مطلب۔۔۔؟ سمجھ نہیں آئی۔۔۔؟“

پھر سے سوال کیا۔۔ وہ زچ ہو گیا۔۔

”تمہارے پاس دماغ نہیں ہے سمجھنے کی کوشش مت کرو۔۔ مجھے سونے دو۔۔“ وہ بد لحاظی سے بولا اور آنکھیں بند کر لیں۔۔

”تو۔۔ میں کہاں سوؤں گی؟“ دیانے آخراتی باتوں کے بعد اصل سوال کر ہی لیا۔۔

وہ بیڈ پر پھیل کر سویا ہوا تھا اور دیا جب سے کمرے میں آئی تھی، سمٹ کر ایک صوف پر بیٹھی تھی۔۔

”دیکھو یہاں میرے ساتھ آ کر سونے کا سوچنا بھی مت۔۔ میں نے ابھی تمہیں معاف نہیں کیا۔۔ تو ڈرینگ روم میں جولیفٹ کارنر میں الماری ہے وہاں سے ایکسٹر ایلینکٹ لو اور وہیں صوف پر سو جاؤ۔۔“

سالک جھٹکے سے اٹھا اور اسے انگلی اٹھا کر وارنگ دی۔۔ ساتھ میں ہدایت جاری کرتا پھر سے سو گیا۔۔

”اور جیسے میں تمہارے ساتھ سونے کو تیار ہو جاتی۔۔ اس کمرے میں بھی رہنا نہیں چاہتی۔۔ یہ تو مجبوری ہے میری ورنہ۔۔“ وہ منہ ب سورتی بلینکٹ اٹھالائی اور صوف پر ہی سمٹ کر سو گئی۔۔ سالک نے جواب نہیں دیا۔۔

جب وہ سو گئی تو اٹھ کر اس کے پاس وہیں قلیں پر جا بیٹھا اور اس کا چہرہ دیکھے گیا۔۔

اب کہاں سونے والا تھا وہ۔۔

وہیں گھٹنوں کے بل بیٹھا رہ گیا۔۔ نیلگوں روشنی میں دیا کا زردی مائل سفید چہرہ چمک رہا تھا۔۔ وہ اسے دیکھتا تھک ہی نہیں رہا تھا۔۔ جب رات کے پچھلے پھر سالک کی آنکھیں نیند سے بو جمل ہونے لگیں اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر جاتا دیا کے چہرے پر بے چینی سی ابھری۔۔ وہ رک کر اسے دیکھنے لگا۔۔ دیا بے چینی سے سر یہاں وہاں جھکتی سکنے لگی۔۔ وہ نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ پھر تھ بڑھا کر اس کا ہاتھ تھاما۔۔ تو وہ بڑھانے لگی۔۔

”میں کچھ۔۔ نہیں۔۔ جانتی۔۔ مجھے نہیں۔۔ پتہ۔۔۔۔۔ مجھے چھ۔۔۔۔۔ چھوڑو۔۔۔“ سالک نے سر جھکا کر ضبط کیا۔۔ تو ڈی تب سے ٹرامائی نزد ہے؟

مطلوب وہ ابھی تک اس فیز میں ہے؟

اس کے ہاتھوں کی بچھی مٹھیاں کھونی چاہیں تو اس نے سالک کا بازو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر سینے سے لگالیا اور اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔۔

اگر وہ جاگ رہی ہوتی تو وہ ایسا کبھی ناکرنے دیتا۔۔ وہ ابھی اسے خود سے دور رکھنا چاہتا تھا۔۔ مگر اس وقت وہ نیند میں تھی اور ٹھیک بھی نہیں تھی سالک ویسے ہی بیٹھا اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا رہا۔۔ تھوڑی دیر تک اس کی بے چینی اور سسکیاں کم ہوتے ہوتے ختم ہو گئیں اور وہ سکون کی نیند سو گئی۔۔

مگر سالک اب بھی وہیں بیٹھا تھا۔۔



دیا گھر آئی ہوئی تھی اور اب بابا کے ساتھ بیٹھ کر دوپھر کا کھانا کھاتی دونوں بہنیں بلکی پچھلی باتیں کر رہی تھیں جب دیا نے ہالہ کو اشارہ کیا کہ وہ بابا کو بتائے۔۔

ہالہ کو اس پر شدید تپ چڑھی جسے ہر کام کی جلدی ہوتی تھی۔۔ لوں لینے کی جلدی۔۔ پھر لوں کے بد لے خان فیملی کے پاس جانے کی جلدی۔۔ نکاح کی جلدی۔۔ اور اب دوسرے ہی دن بابا کو بتانے کی جلدی۔۔ باقی ہر کام ہالہ کو بتائے پوچھے بناؤ کر لیا۔۔ اب ہالہ یاد آ گئی۔۔

دیا نے ہالہ کو اگنور کرتے دیکھا تو بے چین ہوئی۔۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ بابا کو کسی اور سے پتہ چلے اور انہیں افسوس ہو۔۔ فارس یا اکرام کا کیا بھروسہ کب آ کر کوئی بھی کہانی بناؤ کر بتا دیں۔۔

”ایکیسٹینٹ کے بعد جب مجھے لگا کہ اپنی آخری سانسیں لے رہا ہوں تو تم دونوں کے چہرے میری آنکھوں کے سامنے آ گئے۔۔“ بابا نے بات شروع کی تو دونوں چونکیں۔۔

”اللہ کا شکر ہے زندگی دے دی اللہ نے۔۔ اب وہ باتیں مت سوچیں۔۔“ ہالہ نے انہیں نرمی سے ٹوکا۔۔ ان کی آنکھوں کی نمی اور لمحے کی بے بسی دونوں بہنوں کو دکھی کر رہی تھی۔۔

”لیکن اگر میری زندگی ختم ہو جاتی؟ یا ہو سکتا ہے اللہ نے بس مهلت دی ہو۔۔ میں اس طرح تم دونوں کو لاوارث چھوڑ کر نہیں مر سکتا۔۔“ بابا کی بات پرانے کے رنگ اڑے۔۔

”دیکھو یہاں موت برحق ہے۔۔ چلو ٹھیک ہے مان لیا جائے ابھی میری زندگی باقی ہے مگر اس دنیا میں قیامت تک زندہ تو کوئی نہیں رہے گا۔۔ اپنے وقت پر مجھے بھی جانا ہے۔۔“ وہ دونوں بابا کی باتوں پر بے چین ہوئیں۔۔

”چھوڑیں یہ باتیں۔۔ مرناتو ہے کیا پتہ آپ سے پہلے میری باری ہو۔۔ بس ایسی باتیں اب نہیں کرنی آپ نے۔۔“
دیا نے منہ بننا کر کہا۔۔

”میری بات سنو دونوں۔۔ مجھے پتہ ہے بھا بھی یہم نے تم دونوں کو ماں کی طرح پالا ہے اور غزالہ کے برابر ہی سمجھتی ہیں مگر پھر بھی۔۔ میں تم دونوں کے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔۔ اکرام اور فارس کے ساتھ۔۔ میرے بعد بھی انہی نے سنجا لانا ہے تو جائز رشتہ بنانا چاہتا ہوں۔۔“ بابا کی بات پر ہالہ ان کامنہ دیکھنے لگی جبکہ دیا کا تورنگ فن ہو گیا۔

”بابا پلیز ابھی یہ بات۔۔“ اس سے پہلے کہ دیا کچھ کہتی انہوں نے نرمی سے اس کا ہاتھ کپڑا۔۔ وہ چپ چاپ انہیں دیکھنے لگی۔۔
”گھر کے بچے ہیں۔۔ دیکھے بھالے ان کے علاوہ اس جلدی میں کسی پر لقین نہیں کر پاؤں گا۔۔

اور بچپن سے تم دونوں کی بات طے ہے۔۔ دیا چھوٹی تھی کبھی زکر نہیں کیا۔۔ اپنے بابا کا مان رکھ لو بیٹا۔۔ میں نا بھی مردوں تب بھی مجھے بس تم دونوں کی طرف سے اطمینان چاہیئے۔۔“ وہ شاید بہت بڑی طرح ڈر گئے تھے۔۔ کوئی بھی دونبنا ماں کی بیٹیوں کا باپ ہوتا تو یونہی ڈر جاتا۔۔ انہوں نے موت کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔۔ اس سارے عرصہ میں وہ بس دیا اور ہالہ کی فکر میں جیتے مرتبے رہے تھے۔۔

اگر دوبارہ کبھی مہلت نامی تو۔۔ شاید ان کے اندر ایک خوف تھا۔۔ کہ ان کے جانے کے بعد سب کے مزاج ان کی بیٹیوں کو لاوارث سمجھ کر بدل ناجائیں۔۔

اور مزاج تو بدل ہی گئے تھے۔۔ فارس نے ایسا بی ہیو کبھی نہیں کیا تھا۔۔ اکرام کا رویہ دیا سے ایسا سرد کبھی نہیں ہوا تھا۔۔

”بابا کیا آپ کو اپنی بیٹیوں پر۔۔۔ اپنی تربیت پر یقین ہے کہ ہم کبھی کچھ غلط نہیں کر سیں گی۔۔۔؟“ ہالہ نے اچانک سنجیدگی سے سوال کیا جبکہ دیا سر ڈالے آنے والے وقت کا سوچ رہی تھی۔۔۔

”مجھے خود سے اور اس دنیا کے ہر انسان سے پہلے اپنی بیٹیوں پر یقین ہے۔۔۔“ انہوں نے ہالہ کے سر پر ہاتھ رکھ کر بیمار سے کہا۔۔۔
”پھر میری بات پیشنش سے سنیں بابا۔۔۔“ ہالہ کے جملے پر دیا اور بابا دونوں چونکے۔۔۔

اور ہالہ آہنگ سے سب سچ سچ بتاتی چلی گئی۔۔۔ وہ تھک گئی تھی اپنے اور دیا پر لگتے الزامات سن سن کر اور بابا سے چھپا کر۔۔۔ انہوں نے جو بھی کیا مجبوری میں بے بُی میں کر لیا مگر وہ بد کردار نہیں تھیں۔۔۔

ہالہ نہیں چاہتی تھی فارس یہ سب اپنے انداز میں بتا کر ان کے باپ کو ان پر شک کرنے پر مجبور کر دیتا۔۔۔ اکرام سے اسے امید تھی کہ کم از کم ان پر غلط بات نہیں بنائے گا۔۔۔

ہالہ نے لوں سے لے کر دیا کے نکاح، فارس کا رو یہ اور اپنے خدشے سب کہہ ڈالے۔۔۔

”ہاسپٹ کا خرچ پورا کرنے کے لیے۔۔۔ دیاں دلدل میں پھنسی تھی مگر ان اچھے لوگوں نے بچالیا۔۔۔“ ہالہ نے بابا کی سنجیدگی اور خاموشی پر مزید کہا۔۔۔

”تو تم کیا کہنا چاہتی ہو عقلمندی دکھائی اس نے؟ اگر نقصان اٹھاتی، کوئی مددنا کرتا تو؟ میں اپنی زندگی میں تم لوگوں کی زلات دیکھنے سے مر جانے کو ترجیح دیتا۔۔۔“

بابا نے سخت غصے سے کہا۔۔۔

”تم دونوں نے ما یوس کیا ہے۔۔۔ دیا ہمیشہ سے کم عقل تھی اور اس کے سدھرنے کی امید آج دفن ہو گئی۔۔۔ ہالہ تم نے بھی اسے سب کرنے دیا؟۔۔۔ مجھے لگتا تھا تم اسے اچھے سے سنبھال لو گی۔۔۔ دونوں نے نہایت فضول کام کیے۔۔۔ مجھے شرمندہ کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔۔۔“

بابا نے خنگی سے رخ موڑا۔۔۔

وہ سر جھکائے بیٹھی رہیں۔۔۔ جانتی تھیں وہ غلط کر گئیں اور یہ بھی کہ بابا کا غصہ برحق ہے اور وقت بھی۔۔۔

”ہالہ کے نکاح کی بات کروں گا بھا بھی سے۔۔ اسی دن دیا کے سرال سے کہنا باقاعدہ خصتی کروالیں تاکہ سب کو پتہ بھی چل جائے۔۔“ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد وہ بولے تو وہ سر جھکا گئیں۔۔ اب انکار کرنے کہ ہمت تھی بھی نہیں ان میں۔۔

جی ٹھیک ہے بابا۔۔“ دیانے انہیں جواب دیا۔۔

”ہالہ اس لڑکے کو بلواؤ۔۔ مجھ سے آکر ملے میں پہلے اچھی طرح سے دیکھنا چاہوں گا کیسا ہے۔۔ اس کے خاندان کا بھی پتہ کرواتا ہوں شکیل (انکا بہترین بھائی یوں جیسا دوست) سے کہہ کر اور خصتی تک دیا گھر رہے گی۔۔“ وہ دیا سے اچھی خاصی ناراضگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولے تھے۔۔ دیانے روئی صورت بنانا کر کچھ بولنا چاہا مگر ہالہ نے اسے چپ رہنے کا اشارہ دیا تو وہ بھی چپ ہو گئی۔۔

☞ YamanEvaWrites ☞

”سالک یہ کیسی خوشی دی ہے یار۔۔ نابتیا نابلایا۔۔ ہمارا ویٹ کر لیتے زرا تمہیں اندازہ بھی ہے اس لمحے کا تمہارے پیدا ہونے کے بعد سے کتنا ویٹ کیا ہے۔۔“ احرام بری طرح اداس ہوئے۔۔ اکلوتے بیٹے کے نکاح میں شامل نا تھے۔۔ ماریہ بھی خوشی اور صدمے کے ملے جلے تاثرات لیے سرپکڑے بیٹھی تھیں۔۔

you're very disloyal buddy...yu showed us like you were dyin to see your grand parents ”

”...and all but here you are.. married already..so that was your plan

(تم بہت بے وفا ہو دوست۔۔ تم نے ہمیں یہ ظاہر کیا جیسے تم اپنے دادا، دادی اور سب کو ملنے کے لیے مرے جا رہے ہو لیکن یہ ہو تم۔۔ شادی بھی کر بیٹھے تو یہ ارادہ تھا تمہارا۔۔)

نانا کا الگ منہ پھولا ہوا تھا۔۔ سالک کے ساتھ مسلسل کوئی ناکوئی مسئلہ ہوتا رہا اور پھر ایک سیڈنٹ بھی۔۔ چاہے وہ فیکیا تھا مگر خان فیملی کی توجان لبوں پر آئی تھی جیسے۔۔ وہ سب تو ملنے نہیں جاسکتے تھے، ان کے بار بار بلا نے پر سالک آگیا تھا مگر نکاح؟

اس پر ان لوگوں کو شک ہونے لگا کیا وہ اسی لیے پاکستان گیا تھا؟؟؟

It was sudden decision. trust me I didn't even imagine... she was here and was cryin for " help and you know very well she is one thankless girl I've ever seen.. in fact I also ..wanted to give her punishment for what she had done to me

(یہ اچانک فیصلہ تھا میرا ایقین کریں میں نے ایسا تصور بھی نہیں، وہ یہاں تھی اور مدد کے لیے رورہی تھی اور آپ اسے اچھے سے جانتے ہیں وہ اب تک کی سب سے زیادہ احسان فراموش لڑکی ہے دراصل وہ جو میرے ساتھ کرچکی ہے میں اسے سزا دینا چاہتا تھا۔۔)

سالک نے انہیں وضاحت دی۔۔ شاید زندگی میں پہلی بار اسے ان کی فیلنگز کا احساس ہوا تھا۔۔ انہیں معاف کرنا ہی پڑا پہلی بار تو سالک وضاحت دے رہا تھا اتنا بہت تھا۔۔ وہ تینوں پاکستان آنے کی تیاری کپڑنے لگے۔۔ اب کون کافر بیٹھتا وہاں۔۔

بہرام خان اور شہرام خان دو بھائی تھے۔۔ شہرام خان امریکہ میں سٹڈی کرنے کے بعد بزنس سٹارٹ کر کے وہیں شادی کر کے بس گئے۔۔ ان کی ایک ہی بیٹی تھی۔۔ جبکہ بہرام خان کے چار بیٹے تھے اور ایک بیٹی۔۔

بڑے بیٹے انعام خان کا ایک ہی بیٹا صیام اور دو بیٹیاں تھیں۔۔ دوسرے اعصام خان کے دو بیٹے راسم خان اور ریان خان اور ایک بیٹی تھی۔۔ تیسرے بیٹے حسام خان کے دو بیٹے صائم خان اور زایان خان اور تین بیٹیاں تھیں۔۔ اعصام کی بیٹی ہانیہ صائم کی بیوی جبکہ انعام خان کی دوسری بیٹی نمرہ راسم کی بیوی تھی۔۔

سب سے چھوٹے احرام خان جس کی شادی بچپن کی بیٹی ماریہ سے ہوئی تھی۔۔ ان کا ایک ہی بیٹا تھا سالک ایقیان۔۔ سب سے چھوٹا اور سب کی جان۔۔

اس گھر میں سب بنا فرق کے محبت سے رہتے تھے۔۔ ماڈل کو سب بچوں سے برابریاں تھیں۔۔ اور نہیں باپوں کا فرق کیا جاتا تھا۔۔ کسی کام کی پریشان چاہئے۔۔ ضروری بات کرنی ہو یا پیسے چاہئیں ہوں کسی بھی باپ یا ماں سے بول دیا جاتا بنا چھکے۔۔

سالک سے پہلے زایان سب کی محبوتوں کا مرکز تھا۔۔ اور شروع سے ہی چھیٹر چھاٹ پر بری طرح چڑھانے والا اور منہ پھلا کر لڑنے والا۔۔ اسی لیے سب بڑے اسے چھیٹر تے ٹگ کرتے اور اس کے شور شر ابا اور لڑکی کو خوب نجوانے کرتے تھے۔۔

پھر سالک آیا اور سب کی توجہ بٹ گئی۔ عام طور پر ایسی کنڈیشن میں اٹینشن ڈیوائیڈ ہو جانے پر بچ برامان جاتے ہیں مگر زایان اور سالک کا کیس الگ تھا۔

زایان کو پوری دنیا میں سالک سے زیادہ عزیز کوئی نا تھا۔ اور بڑے بھائی بہنوں کا بھی یہی حال تھا۔ وہ دنیا سے الگ تھا۔ اور دی جان کے بقول سب کے دماغ کا امتحان تھا۔ شروع سے ہی ہر کارنا مے پر چونکا اور ڈرادینے والا اور اپنی من مانی کرنے والا۔ اسے سب کی طرف سے ڈھیل ملتی تھی۔ وہ کچھ بھی کر جاتا نہیں قبول تھا اور اس چیز کا سالک نے سب سے زیادہ فائدہ اٹھایا تھا۔ اور شاید اس کے معاملہ میں سب سے زیادہ نرم زایان کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔

داجان جیسے رشتوں کو سوچ بچا کر جوڑنے والے انسان کو بیٹھے بیٹھے نکاح کروانے پر سالک ہی مجبور کر سکتا تھا مگر نانا اور ماں باپ کو سہی صدمہ پہنچا گیا تھا۔

YamanEvaWrites

واصف بری طرح ناکامی کا سامنا کر رہا تھا۔

زایان نے اس کے شیرز دو مزید نامی گرامی کمپنیز سے خرید لیے تھے۔ اور بد لے میں چند چھوٹی کمپنیز اس کے ہاتھ رہ گئی تھیں جن سے اس نے مرجنگ کی ہوئی تھی۔

اس نے جو اب ایمان کی موسٹ سیلینگ کا سیمینکس کے لیے جو ماؤل گرل تھی اسے خرید کر سکن خراب ہو جانے کی غلط نیوز بھیلا دی جسے زایان نے میڈیا کے سامنے فیک کہہ کر چیلنج دے دیا کہ ایک بھی اور ایسا کیس سامنے لا یا جائے تو وہ مان جائے گا۔ اس وقت عین موقع پر واصف اور کسی کو ہائز نہیں کر سکتا تھا۔

پھر زایان نے سب کے سامنے واصف کا نام لے کر اسے اچھا خاصہ میڈیا کے سامنے ہی ذلیل کر دیا۔ واصف کا دوسرا پلان ناکام ہونے کے ساتھ اسی پر پلٹ آپا تھا۔ وہ اچھا خاصہ بد حواس ہو چکا تھا۔ مگر یہ طے تھا وہ جوابی کارروائی ضرور کرنے والا تھا مگر پرواہ کسے تھی۔

اس وقت زایان آفس میں بیٹھا تھا جب فارس اس کے آفس میں آیا۔ اسے دیکھ کر ناچاہتے ہوئے بھی زایان کا مود آف ہوا تھا مگر وہ اپنے ایک سپریشن چھپا گیا۔۔۔

”تمہارا کام پر دھیان نہیں ہے فارس۔۔۔ تم نے کام بھی اپنی مرضی کا چنان ہے۔۔۔ تمہیں بس پراؤ کٹش کے لیے جو سٹف یوز ہوتا ہے، اس کا ریکارڈ سیٹل کرنا ہوتا ہے۔۔۔

اور میں یہ تیسری مرتبہ غلط روپرٹ دیکھ رہا ہوں۔۔۔“

زایان نے اس کے بیٹھنے ہی ایک فائل سامنے رکھی۔۔۔

”یار کیا کروں گھر میں عجیب سی ٹینیشن چل رہی ہے۔۔۔ میری چھوٹی کزن نے اپنی مرضی سے نکاح کر لیا ہے۔۔۔ کسی امریکی اڑکے سے جس کے ناخاند ان کا پتہ ہے ناکردار کا۔۔۔ اور اس کا لیٹیٹیوڈ ایسے تھا جیسے کہیں کا پرنس۔۔۔“ فارس بنا سوچے سمجھے بولتا جا رہا تھا جب زایان نے ٹیبل پر ہاتھ مار کر اسے روکا۔ فارس نے چونک کہ اس کا چہرہ دیکھا جس پر غصیلے تاثرات تھے۔۔۔

”وہ پرنس ہی ہے۔۔۔ وہ ہمارے گھر کا پرنس ہے۔۔۔ وہ میرا چھوٹا بھائی سالک ہے۔۔۔“ سالک کے نام پر فارس بھی ہڑ بڑا یا۔ اس کا زکر تو زایان کی ہربات میں ہوتا تھا۔۔۔

”مجھے تو تمہاری گندی زبان پر حیرت ہو رہی ہے فارس تم ہر وقت اپنی کرز نز کا زکر نیکیٹیوورڈنگ میں کرتے ہو وہ بھی میرے سامنے۔۔۔ ایک بالکل تیسرے بندے کے سامنے۔۔۔ شرم آنی چاہیے تمہیں۔۔۔

میں نے اب تک برداشت کیا مگر اب نہیں پہلی بات تو تم بھائیوں کی بے حسی کی وجہ سے وہ معصوم اتنے گھٹیا شخص کا شکار بنی اور اب وہ ہمارے گھر کی عزت ہے۔۔۔ سالک کی واٹف ہے۔۔۔ دوبارہ اس کے بارے میں اتنی گھٹیا بکواس مت کرنا۔۔۔

اور سالک کی ذات پر بولنے والے تم ہوتے کون ہو۔۔۔ تم آج اور ابھی اس جا ب سے ریزاں دو۔۔۔ تم میری دوستی کے بھی لا اُن نہیں۔۔۔“ زایان کی برداشت اب جواب دے گئی تھی۔۔۔

وہ سالک کی زات پر بول بیٹھا تھا ب تو معافی کی کوئی گنجائش پہنچتی ہی نا تھی۔۔۔ فارس لب بھنج کر وہاں سے اٹھتا باہر نکل گیا۔۔۔ زایان نے بمشکل گھرے گھرے سانس بھر کر خود کو نارمل کیا۔۔۔

”ہالہ کیسے گھلیا لوگوں میں پھنسی ہوئی ہو؟ میں کیا کروں۔۔۔ کیسے تمہیں اس جہنم سے نکالوں۔۔۔“

بالوں میں انگلیاں پھنسائے زایان کواب بھی ہالہ کی فکر ستارہ ہی تھی۔۔۔

وہ تو اب اس سے کانٹیکٹ بھی نہیں کرتا تھا جتنا قریب ہونے کی کوشش کرتا تھا اتنی دور ہوتی چارہ ہی تھی وہ۔۔۔

 YamanEvaWrites 

ساکھ خادم صاحب کے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔ وہ بغور اس کا جائزہ لے رہے تھے۔۔۔ دیا بھی ایک طرف خاموشی سے بیٹھی تھی۔۔۔ ہالہ ساکھ کے لیے کوکنگ کرنے میں لگی تھی۔۔۔

ساکھ صوف کی ٹیک لگائے سینے پر بازو باندھے بیٹھا تھا۔۔۔ چہرے پر تھوڑی سی بے زاری بھی تھی اور بابا کے یوں غور سے دیکھنے کی وجہ سے کچھ نزوس سا بھی تھا۔۔۔

خادم صاحب کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ آئی تھی۔۔۔ وہ کسی ”معصوم“ بچے جیسا لگ رہا تھا اس وقت۔۔۔

داجان نے کہا بھی تھا وہ ساتھ چلتے ہیں مگر اس نے صاف کہا۔۔۔

”یہ میٹنگ میرے لیے ارتخ کی ہے تو میں ہی جاؤں گا، آپ لوگ نیکست ٹائم جانا۔۔۔“

اب پچھتارہ تھا۔۔۔

”بیٹا آپ بھی دیا کے اتنے فیلو ہی لگ رہے ہو۔۔۔ تو دونوں کو ہی ایک دوسرے کی اچھی بری نیچر سے کمپردا ماز کرنا پڑے گا۔۔۔ میں ویسے یقین سے کہہ سکتا ہوں میری بیٹی اچھی بیوی ثابت ہو گی فرمابردار، عزت کرنے والی، ہربات ماننے والی اور اب سے اجازت لے کر ہی ہر کام کرے گی۔۔۔“ بابا نے ساکھ کو بتانے کے ساتھ ساتھ دیا کو سمجھایا تھا۔۔۔ اشارہ دیا کہ ایسے ہی رہنا۔۔۔

”نوائلکل یہ مجھ سے چھوٹی ہے۔۔۔ مگر یہ میری رسپیکٹ نہیں کرتی، بات ماننا اور پر میشن لینا تو الگ۔۔۔ یہ جھوٹے الزام لگاتی ہے۔۔۔“

ساکھ نے بے مرودتی کی حد کرتے ہوئے صاف صاف جواب دیا۔۔۔

خادم صاحب ایک پل کو تو اس کے اتنے اوپر ہونے پر چپ سے ہوئے اور دیا کو دیکھا جو پوری سے زیادہ کھلی آنکھوں سے اس بد لحاظ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

نجانے وہ کونے لڑکے ہوتے ہیں جو بیویوں کی باتیں چھپا جاتے ہیں ان کے گھروالوں سے۔۔۔ اس بندے نے تو ایک بات بھی راز میں نہیں رکھی تھی۔۔۔ دیانے بابا کی شرم دلاتی نظر وہ پر سر جھکایا اور دانت پسیے۔۔۔

”آئیندہ ایسا نہیں کرے گی۔۔۔ آپ مجھے سمجھدار لگتے ہو بیٹا دوبارہ ایسے کرے بھی تو سمجھالینا۔۔۔“

بابانے زمی سے سالک کو کہا۔۔۔ وہ سر ہلا گیا۔۔۔

ہالہ سالک کے سامنے چیزیں لا کر رکھنے لگی۔۔۔

جن میں بہت سی چیزیں ایسی تھیں جو سالک کبھی نہیں کھاتا تھا۔۔۔ مگر اس نے ہالہ کا دل رکھنے کے لیے چکھا بھی اور تعریف بھی کی۔۔۔

یعنی سب کے لیے لحاظ تھا ایک دیا سے ہی مسئلہ تھا۔۔۔

اس کی ہالہ سے اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی شاید اس لیے کہ وہ دونوں اتح فیلوز تھے۔۔۔

ہالہ کو بھی وہ اچھا لگا تھا۔۔۔ وہ نہیں جانتی تھی سالک زیان کا کزن بھائی ہے نادیا نے زکر کیا تھا۔۔۔

ہالہ سے چھوٹی مولیٰ باتیں کرتا وہ خادم صاحب کو مطمئنیں کر گیا تھا۔۔۔ ان سب کے درمیان دیامنہ پھلانے بیٹھی رہی مگر سالک کو پروادہ ہی نہیں تھی۔۔۔ اس کا غصہ دیا پر اب بھی کم نہیں ہو رہا تھا کیونکہ وہ اپنے کیے پر شرمندگی ظاہر کرنے کو تیار نہ تھی۔۔۔

YamanEvaWrites

”سر سالک اقیان نامی لڑکا آپ سے ملنا چاہتا ہے۔۔۔“ واصف کو ائزر کام پر ریسیپشن گرل نے اطلاع دی تو وہ چونکا۔۔۔ سالک اقیان؟ وہ اس نام کے کسی انسان کو نہیں جانتا تھا مگر کچھ سوچ کر اندر سمجھنے کا کہا۔۔۔

سالک جو سینے پر ہاتھ باندھے ریسیپشن ڈیسک پر ہی کھڑا تھا لڑکی کے ساتھ اس کے آفس کی طرف چل پڑا۔۔۔

اس کے بھائیوں کو پتہ تک نہیں تھا وہ کہاں ہے۔۔ اگر اندازہ ہو جاتا تو کبھی نا آنے دیتے۔۔ وہ سالک کو کسی مشکل میں چھنسنے نہیں دے سکتے تھے مگر سالک پہلے کب کچھ پوچھ کر کرتا تھا جو آج کرتا۔۔

مزے سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور اسے دیکھ کر واصف کھٹکا۔۔

یہ تو وہی لڑکا ہے۔۔ خان فیملی کا سب سے چھوٹا بیٹا۔۔ یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟

اسے سالک کا اس طرح آجائے کا مقصد سمجھ نہیں آیا تھا مگر اچھا ہی ہوا کہ وہ آگئا۔۔

YamanEvaWrites

سالک آکر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔۔ اس کے اعتماد اور دیدہ دلیری پر واصف نے بغور اس کا جائزہ لیا۔۔ بلوجینز پر سکائے بلودریں شرٹ پہنی ہوئی تھی جو اس کی سفید برف سی رنگت پر کھل رہی تھی۔۔ شرٹ کا اوپر کا ایک بُٹن کھلا تھا، ما تحے پر گولڈن براؤن بال پھیلے تھے۔۔ سیاہ آنکھوں سے وہ اس کے سارے آفس پر نظر گھمارا تھا جیسے اسی کام کے لیے آیا ہو۔۔

اس لڑکے کی شکل معصوم تھی جیسے لاڈوں پلامچہ جسے کوئی لڑائی جھگڑانا آتا ہو۔۔ ہاں آنکھوں سے زہانت پکر رہی تھی۔۔ مطلب آسان کیس تھا۔۔ واصف مسکرا یا۔۔۔

”تو تم خان فیملی کے چھوٹے لڑکے ہو جسے دنیا سے چھپا کھا ہے انہوں نے۔۔“ واصف نے انٹر کام پر ریفریشنٹ کا آرڈر دیا۔۔

??Everyon wants to keep their precious things hidden.. were you surprised”

(ہر کوئی اپنی قیمتی چیز چھپانا کر رکھنا چاہتا ہے۔۔ کیا تم حیران ہوئے تھے۔۔؟)

سالک نے بولتے ہوئے دلچسپی سے پوچھا۔۔

”تم اس لڑکی دیالہ کو کتنا جانتے ہو؟ اس نے مجھ سے لوں لیا اور میرے ساتھ۔۔“

اس پہلے کہ واصف کوئی بکواس کرتا یادیا پر الزام لگاتا ایک لڑکی ٹرالی گھسیٹی آفس میں داخل ہوئی۔۔ وہ چپ ہو گیا۔۔ سالک کی گلابی پڑتی آنکھیں اس پر نکل گئی تھیں۔۔

لڑکی نے کافی کا کپ اٹھا کر واصف کے آگے کیا تو اس کے ہاتھ سے کپ پھسلا اور گرتے گرتے بچا۔ مگر اچھی خاصی کافی چھک کر اس کی سفید شرت کو اندر کر گئی۔

"..what the hell rubbish.. get out"

واصف غصے سے دھاڑا تو لڑکی باہر بھاگی۔

..You should change..don'ya have extra"

(تمہیں (شرط) بدل لینی چاہیے کیا تمہارے پاس اضافی شرت نہیں ہے۔۔؟)

ساالک نے مفت مشورہ دیا۔ واصف بے زار ہوتا آفس کے سائیڈ پر ایک کمرے میں گیا۔ شرت چینچ کرنے سے پہلے اسے گرم کافی سے جلاسیںہ صاف کر کے میڈیسین بھی یوز کرنا تھی، یہ ٹائم بہت تھا سالک کے لیے۔۔

ساالک نے اٹھ کر سامنے پڑے واصف کے لیپ ٹاپ میں اپنا کوڈ ڈالا اور سسٹم ہیک کر لیا۔ یہ ہیکنگ اس نے لندن اپنے نیبر ہوڑ لڑکے سے سیکھ لی تھی۔۔

پھر یہاں وہاں نظر دوڑائی۔ قدم بڑھا کر سٹنگ ایریا کے بالکل سامنے کھڑے ایک ڈیکوریشن پیس مجسمہ کا جائزہ لیا۔ اور اس کے بھکے سر پر بنے بالوں کے ڈیزائن پر ایک چھوٹا کیسرہ اس طرح چھپایا کہ بہت قریب سے غور کرنے پر لینز نظر آ رہا تھا۔ سالک مطمئنیں ہو گیا اور اپنی سیٹ پر جا بیٹھا۔

واصف باہر آگیا تھا۔ اب اسے واصف کے آنے پر کچھ بتیں کر کے ایمیکسیو ز کر کے نکل جانا تھا۔ اس کا کام ہو چکا تھا۔۔

👉 YamanEvaWrites 👈

ساالک کی فیملی اور نانا آپکے تھے اور آج کچھ بڑے۔ دیا کے گھر باقاعدہ شادی کرنے کی بات ڈسکس کرنے گئے ہوئے تھے۔۔ سندھے تھا تو سب لڑکے گھر پر تھے۔۔

بچے برنج (بریک فست اور برنج کے درمیان ہلاک پھلکا کھانا) لیے سائیڈ پر ایک کمرے میں ایل ای ڈی پر کارٹون موسوی دیکھ رہے تھے۔۔

سالک سب بڑے بھائیوں کے درمیان صوفے پر نیم دراز و اصف کا ہیک کیا سارا سسٹم چھان رہا تھا۔ اس کی ایک ایک ای میلز۔۔۔
اس کی بزنس ڈیلز۔۔۔ اس کے پر سنل اکاؤنٹس تک۔۔۔

”ہمارا پرنس تو زایان سے بھی تیز نکلا۔۔۔ شادی کروانیتھے گا چند نوں میں۔۔۔“

صیام نے سالک کے بال بکھیرتے ہوئے کہا۔۔۔

”ڈی سے زیادہ تو اس کی بہن ہیلے اچھی ہے۔۔۔“ سالک اچانک بولا۔ زایان نے اسے دیکھا، کیا مقصد تھا اس کی بات کا۔۔۔

”وہ میری اتنی فیلو بھی ہے۔۔۔“ اگلی بات نے زایان کو گڑ بڑ کا احساس دلایا۔۔۔

”تم نے اپنی ڈی سے نکاح کر لیا ہے اب ایسی باتیں نہیں کرو پا گل لڑکے۔۔۔“ ریان نے اسے چپ کروانا چاہا۔۔۔

”وہ سنگل نہیں ہے اس کا بھی نکاح ہے میری شادی پر۔۔۔“ سالک کوبس یہ بتانا تھا؟

زایان کے توارد گردھا کے ہونے لگے۔۔۔ نکاح ہالہ کا۔۔۔؟ فارس سے رابطہ ختم ہونے کی وجہ سے اسے پتہ نہیں چلا تھا۔۔۔

”میں ہیلے کا بتارہا ہوں آپ سن رہے ہیں زایان بی۔۔۔؟“ سالک نے اسے پھر سے متوجہ کیا۔ سب نے اسے حیرت سے دیکھا وہ زایان کو کیوں بتارہا ہے۔۔۔

”تم اسے کیوں بتارہے ہو۔۔۔“

تمہارے زایان بی کو ایک ہی لڑکی کا صدمہ کھا گیا ہے۔۔۔

تم اس کے سامنے اپنی عزہ بھا بھی کی بات کیا کرو۔۔۔

زایان تم نے عزہ کو نہیں ملایا سالک سے۔۔۔“

وہ سب پھر سے شروع ہو چکے تھے زایان نے ماٹھے پر بل ڈال کر سب کو گھورا۔۔۔

سالک سنجیدگی سے زایان کو دیکھنے لگا۔۔۔

”اس دن ڈی کے گھر سے نکلا توڑی کا کزن فارس ملا مجھے۔ اس نے کہا تم کز نز کو بس میری کز نز ملی تھیں۔ پہلے زایان اب تم۔ وہ میرے بھائی کی میگیٹر چھیننا چاہتا ہے تم نے میری میگیٹر چھین لی۔“ سالک نے حرف بہ حرف فارس کی بات سناؤالی۔

زایان کے جڑے فارس کی بے غیرتی پر بھیجن گئے تھے۔

”واٹ وہ فارس کی کزن ہے۔۔۔

تو مطلب وہ سالک کی سستر ان لاء ہے؟

زایان تم اس لڑکی کو پسند کرتے ہو؟

تو یہ تھے فارس سے ملاقاتوں کے راز؟

ان کے تابڑ توڑ سوالات پر زایان نے بے چارگی سے سالک کو دیکھا جو مخصوصیت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

”اویمیرے کیوٹ جن۔ مجھ سے اکیلے میں بھی بات کر سکتے تھے ہو۔“ زایان نے آہستگی سے کہتے اسے مزید بولنے سے باز رکھنا چاہا۔

”میں نے اس سے کہا زایان خان تمہارے بھائی کا نکاح رکوا بھی سکتا ہے، تڑوا بھی سکتا ہے۔“ سالک کے الگے جملے نے سب کو قہقہہ لگانے پر مجبور کیا جبکہ زایان کامنہ کھل گیا۔

”واہ ہمارے ٹائیگر۔۔۔ سیکھواں سے زایان تم تو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہو۔۔۔ تمہارے حصے کی دھمکی تک چھوٹے نے دے ڈالی۔۔۔

اب تو ہمت پکڑو۔۔۔ وہ سب اسے غیرت دلاتے سالک کے بال بکھیر رہے تھے یہ ان کا پیار کا اظہار تھا سالک کے بال بگاڑنا۔۔۔

”مجھے زبردستی نہیں کرنی، منا کر لینا ہے اسے۔۔۔ وہ پہلے ہی مجھ سے بری طرح ناراض ہو چکی ہے۔۔۔ میری ایک غلطی کی وجہ سے۔۔۔“

زایان نے سنبھیگی سے کہا۔۔۔ سالک نے کندھے اچکائے۔۔۔ باقیوں نے ایک دوسرا کو دیکھا۔۔۔

”او۔۔۔ کے میٹنگ ارینچ کروادیتے ہیں۔۔۔ سب فل فام میں آگئے تھے۔۔۔ زایان نے جوش و جذبات سے سالک کو الگے سے لگا کر اس کے گال پر کس کی۔۔۔ وہی تو تھا جس نے ہالہ کے نکاح کی خبر دی تھی۔۔۔ سالک پیچھے ہوا اور دوسرا گال بھی آگے کیا۔۔۔ سب ہنس پڑے سالک بچپن سے ہی ایسا کرتا تھا۔۔۔ وہ بھائیوں کے لیے بدلا ہی نہیں تھا۔۔۔

ان کے پلان کے مطابق سالک نے خادم بابا (ان کی فرماں ش پر وہ یہی بلا تھا اب) کو کال کر کے ہالہ اور دیا کو مال میں بھجنے کا کہا کہ وہ ان دونوں کے برائیڈل ڈریس خود لینا چاہتا ہے۔۔۔ وہ مان گئے تھے سالک کا مرضی کرنے اور بات منوانے کا انداز انہیں بہت بھاتا تھا جیسے سالک ان کی بیٹی کی حسرت کی تسلیم تھا۔۔۔

سالک اور زایان مال پہنچ۔۔۔

”زايان بی آپ ہیلے سے بات کر کے مجھے میچ کر دینا۔۔۔ میں ابھی ڈی کولے کر سائیڈ پر ہو جاؤں گا۔۔۔“ سالک نے گاڑی سے نکلتے ہوئے کہا۔۔۔ زایان نے او۔۔۔ کے کہہ کر اس کے ساتھ قدم بڑھائے۔۔۔ وہ دونوں ان کی بتائی جگہ پر کھڑی تھیں۔۔۔ سالک ہالہ سے ملا، حال احوال پوچھا اور ایکسیوز کرتا دیا کا ہاتھ کپڑے دوسری طرف چل پڑا۔۔۔ دیا اس کی حرکت پر بری طرح کنفیوز ہوئی۔۔۔ ہالہ نے ہنس کر نفی میں سر ہلایا اور پیچھے مڑی۔۔۔

زايان عین اس کے پیچھے ہی سینے پر ہاتھ باندھے سنجیدہ سا کھڑا تھا۔۔۔

ایش گرے تھری پیس۔۔۔ ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کیے شرٹ کا اوپر والا ایک بٹن کھلا تھا۔۔۔

بازو تھوڑے پیچھے کیے ہوئے تھے۔۔۔ بال تھوڑے تھوڑے ماتھے پر آرہے تھے۔۔۔ چہرے پر ہلکی ہلکی تھکن اور حلیہ بتارہ تھا کہ وہ آفس سے سیدھا یہاں آیا ہے۔۔۔ پر کیوں۔۔۔؟

”مجھ سے بات کیے بناؤ گے نکل جاؤ اور اپنا کام کرو۔۔۔“ ہالہ نے رخ پھیر کر اسے وارن کیا تھا۔۔۔ زایان مسکرا یا اور اس کے سامنے آیا۔۔۔

”اپنا کام ہی کر رہا ہوں۔۔۔ تم سے پوچھنے آیا ہوں۔۔۔ کیا تم واقعی شادی کر رہی ہو ہالہ۔۔۔؟“ سوال کرتے ہوئے اس کے لمحے میں ادا سی اتر آئی تھی۔۔۔ ہالہ کا دماغ گھوم گیا۔۔۔

”فارس بھائی نے بتا دیا نا، نہایت گھٹیا حرکت ہے یہ۔۔۔ میں نکاح کروں یا شادی۔۔۔ میرا مسئلہ ہے۔۔۔“ ہالہ نے بے رخی سے جواب دیا۔۔۔

”فارس نے نہیں بتایا۔ اسے تو میں جاب سے بھی نکال چکا ہوں۔“ اس کی بات پر ہالہ چوکنی۔ ”اچھا کیا۔“ دل میں داد دی۔ پھر سر جھٹک کر ڈر میز دیکھنے لگی۔

”ہالہ۔ میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں پلیز تم وہاں انکار کر دو۔“ زایان نے دو ٹوک بات شروع کی۔

”تمہارا دماغ خراب ہے؟ میرا نکاح طے ہو چکا ہے۔ اور میں تمہارے لیے کیوں انکار کر دوں۔ ہو کون تم۔؟“ ہالہ کو اس کی بات سخت ناگوار گزری تھی۔

”میں اب کچھ نہیں اس لیے سب کچھ بننا چاہتا ہوں۔ اور تم ان بے حس لوگوں میں شادی کرنے کو تیار ہو۔؟ بھول گئی ہو پچھلے دنوں ہی وہ لوگ تم بہنوں کی مدد کیے بنائے حس بنے رہے۔ ان کی وجہ سے تمہاری بہن اتنی سی اتنی میں اتنے گھٹیا بندے کے جال میں چھنسی۔ اگر وہ اس انسان کے چنگل سے ناکل پاتی پھر؟ انہوں نے تمہیں ایک وارث کی طرح سنپھالا تک نہیں۔ تم اس بے خمیر انسان سے شادی کرو گئی ہالہ۔؟“

زایان نے اس کا بازو پکڑ کر اسے اپنی طرف رخ موڑا۔

ہالہ نے لب سمجھنے۔ یہ بتیں وہ کہاں بھول سکتی تھی مگر یاد رکھ کر بھی ازیت کے علاوہ کچھ نہیں ملتا تھا۔ اس نے بازو چھڑ دیا اور نرم آنکھیں چھپائیں۔

”ہاں کروں گی نکاح۔ کیونکہ یہ رشتہ میرے باپ نے جوڑا ہے ان کامان نہیں توڑ سکتی اور اگر میں یہ سب سوچ کر انکار کر بھی دوں تو ہمارے بابا کیلے رہ جائیں گے۔

میں ساری زندگی شادی کے بغیر ان کے پاس گزار سکتی ہوں مگر بابا نہیں کر سکتے ایسا اور ایک وہی گھر ہے جہاں میں اپنے بابا کے قریب ہوں گی۔ ان کا خیال رکھ سکوں گی۔ اس لیے تم جاؤ اور مجھے تنگ مت کرو۔ پتہ نہیں کیسے ہمارے گھر کی ہربات پتا کرو والیتے ہو۔“ ہالہ نے سختی سے کہتے ہوئے اسے گھورا۔ وہ بے بسی سے لب کاٹنے لگا۔

”اگر یہی بات ہے تو۔ میں بھی تمہیں ان سے الگ نہیں کروں گا۔ ان کے پاس رہنا۔ جب تک چاہو گی منع نہیں کروں گا۔“

زایان نے اس کے رخ پھیرنے پر پھر سے سامنے آ کر کہا۔

”یہ پہلے کی باتیں ہیں۔۔ بعد میں یہی کہنے والے آنکھیں ماتھے پر رکھ لیتے ہیں اور تم تو شکل سے ہی بے ایمان لگتے ہو۔۔“ ہالہ نے رکھائی سے کہا، زایان نے ضبط کیا۔۔

”وہ اکرام جتنا فرشتہ لگ رہا ہے ناں پچھتا و گی تم بھی۔۔“ زایان کے کہنے پر اس کی آنکھیں پھیلیں۔۔

”ہالہ آئی سویر میں اپنے کہے پر قائم رہوں گا۔۔ تمہارے بابا کو بھی ہم اپنے ساتھ رکھ لیں گے ناں۔۔“ زایان نے اسے یقین دلایا۔
”میرے بابا ایسا کبھی نہیں کریں گے۔۔۔ وہ خوددار ہیں اور ان کی خودداری کو ٹھیس پہنچانا نہیں چاہتی۔۔“
ہالہ نے جیسے ہر پہلو پر غور کیا ہوا تھا۔۔

”او۔۔ کے تو میں شفت ہو جاؤں گا تمہارے ساتھ۔۔ تم بس شادی کرو جیسے چاہو گی ویسے رہنا۔۔ تم مجھ سے کوئی بھی گارنٹی لے لو نہیں مکروں گا۔۔“ زایان نے اس کا ہر اعتراض رد کر کے اتنا یہ لجھے میں کہا۔۔ ہالہ کی تو آنکھیں کھلی رہ گئیں۔۔

”تم۔۔۔ تم پاگل تو نہیں ہو۔۔؟ میں اپنے باپ کو اب انکار کر کے پورے خاندان کے سامنے شر مندہ کرواؤ۔۔؟ مجھے کوئی اعتراض نہیں اس شادی پر اور ناہی میں کسی بھی قسم کار سک لے سکتی ہوں۔۔

پہلے ہی وہ دیا کی وجہ سے اپنے خاصے ہر طب ہوئے ہیں۔۔ اب میں بالکل بھی ایسی کوئی حرکت نہیں کرنے والی۔۔ تم کیا جانو ایک باپ کا بیٹی پر مان ہو اور بیٹی وہ مان توڑ دے تو باپ چاہے ساری عمر مسکراتے رہیں۔۔ معاف کر دیں مگر ان کے دل سے وہ درد نہیں جاتا۔۔ میں اتنی سیلیفش نہیں ہوں کہ اپنا سوچ لوں اور پھر میرا باپ اس حال میں خاندان کے ایک ایک انسان کو وضاحتیں دیتا پھرے۔۔

اور تائی جان کا کیا انہوں نے اپنی بیٹیوں کی طرح پالا ہے اس سب مشکل وقت میں ہمارے لیے بیٹیوں سے بھی اڑتی رہیں اور میں ان کے گھر کی پہلی خوشی تباہ کر دوں؟ ایسے تو یہ بات سچ ہو جائے گی کہ پرانی بیٹی تھی اس لیے ان کا اعتبار توڑا۔۔ بالکل نہیں۔۔“

ہالہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔ حلق میں آنسوؤں کا گولا سا پھنسا تھا۔۔ بو لتے بولتے آواز بھرائی تھی۔۔

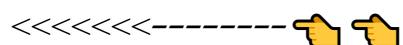
اسے ہر ایک کا احساس تھا اسے سب رشتہوں کی قدر تھی اس نے اپنے علاوہ ہر ایک کا سوچا تھا۔۔ زایان اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔
کچھ بچا ہی نہیں تھا بولنے کو۔۔ وہ کتنا سچ بولی تھی۔۔ وہ محبتوں اور مان کے وزن میں دبی تھی۔۔ زایان اُس سے مزید بحث کر کے اسے اور ازیت نہیں دے سکتا تھا۔۔

کیا تھی یہ بہنیں۔ ایک نے باپ کی خاطر اپنی زات تک بھلا دی، اتنے رسک لیے۔ عزت تک کی پرواہ نہیں کی اور اپنی زات پر سوال کرنے والے اور انگلیاں اٹھانے والوں کے سامنے بھی سرجھ کائے رہی کہ وہ جانتی تھی وہ غلط کر گئی مگر بیٹی تھی مجبور تھی، باپ کو کھونا نہیں چاہتی تھی۔

دوسری اپنی پوری زندگی رشتہوں کے مان پر قربان کرنے کو تپار تھی۔

زايان نے ہالہ کو بے بسی سے دیکھا جو اپنے آنسو ضبط کیے یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔ کاش وہ اس چھوٹی لڑکی کا بوجھ بانٹ سکتا۔ کاش! وہ اسے ان سب فکروں سے آزاد۔ خوشیوں بھری زندگی دے پاتا۔ کاش!

”ہالہ زندگی کے کسی موڑ پر یہ سب سہتے سہتے تھک جاؤ یا ہمت جواب دے جائے تو پلٹ آنا۔ میں یہیں ملوں گا تمہارا انتظار کرتے ہوئے۔ میں تمہاری لمبی مسافت کی سب تھکن اتار دوں گا۔ بس مجھ پر یقین کر کے دیکھنا۔“ رایان نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھاما اور فوری چھوڑ دیا۔ وہ سر جھکائے کھڑی رہی۔



دیساک کے ساتھ شاپنگ مال کے ایک طرف فوڈ کارنر میں بیٹھی تھی۔ ساک اسے یہاں لا کر اب موبائل پر مصروف تھا۔ دیا کی ابھی نظر میں اس پر جمی تھیں۔

اسے دیکھ کر اپنے خواب پاد آئے۔ اس کی وہ بے تابی، بے چینی اور جنون پاد آپا۔ کیا ایسا کبھی ہو سکتا ہے۔۔۔؟

”سماں۔۔۔ تم سے ایک بات پوچھوں۔۔۔؟“ دیپا نے جھگٹ کر اسے پکارا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگا۔۔۔ اور ہاں میں سر ہلا پایا۔۔۔

”جب۔۔ میں تمہارے گھر تھی۔۔ اس ایکسٹینڈ کے بعد۔۔ تم میرے پاس آئے تھے کمرے میں۔۔“ دیا اپنی کلڈنپنگ کا ذکر کر رہی تھی وہ خاموشی سے اسے دیکھنے لگا۔۔

”تمہارے ہاتھ پر بینڈ تھے کیوں تھی؟ مطلب وہ چوت کیسے لگی تھی۔۔۔؟“ اینے خوابوں پر اس نے ہر لمحہ کو سوچا تھا۔۔۔

(جوزف کو مالکوں کی طرح مارتے اس نے باتحہ زخمی کیا تھا، وہ بینڈ ٹھک۔۔۔ تدمانے توجہ نہیں دی۔۔۔)

”اس رات کلب میں کسی سے لڑنے پر ہاتھ پر کانچ لگ گیا تھا۔“ اگر دیا جھوٹے الزام لگانے میں ماہر تھی تو سالک بھی جھوٹی کہانیاں بنانے میں ماستر تھا پورا۔

”میں ایک پورا دن گمراہی۔ تم نے مجھے سرج کرنے کی کوشش نہیں کی۔۔۔؟“

دیا نے بگڑے موڑ سے اس برف کے مجسمے کو گھورا۔

”اور میں کیوں کرتا سرج۔۔۔؟ مجھے کیا پتہ تھا تم لاپتہ ہو۔۔۔“ سالک نے لاپرواٹی سے کندھے اچکائے۔۔۔ وہ مزید بگڑ گئی۔۔۔

”تم نے مجھے کسی کے کہنے پر کانج میں زلیل کیا اور اب نکاح کس کے کہنے پر کیا ہے۔۔۔ یہ بھی بتا دو۔۔۔“ وہ اسے سرد نظر وہ سے گھور رہی تھی، سالک نے ابروج چڑھائے۔۔۔

”اور کتنا زلیل کیا؟ تمہارا پرداہ، تمہارا کافیڈ نہیں تمہیں لوٹایا۔۔۔ اس لڑکے سے بچایا جو ”زلیل“ کر رہا تھا۔ اگر یہ زلیل کرنا ہے تو سوری بہت غلط کیا۔۔۔“ سالک نے اپنا احسان گنوایا۔۔۔ وہ احسان بھولنے نہیں دیتا تھا کسی کو مگر جو اس نے دیا کی ”محبت“ میں کیا وہ بتانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ وہ اپنی ”محبت“ کا ابھی زکر ہی نہیں چاہتا تھا۔۔۔

”پھر مجھ سے نکاح کیوں کیا؟“ دیا کی سوئی نکاح پر انگلی تھی۔۔۔

”ریزن بتاچکا ہوں۔۔۔“ سالک نے یاد دلایا۔۔۔

”وہ ایک فضول بات تھی۔۔۔ سکون کے لیے؟ کیا مطلب؟“

اور اس کی کم عقلی پر سالک کا جی چاہا کوئی بھاری چیز اٹھا کر اس کے سر پر دے مارے۔۔۔

”بے وقوف لڑکی۔۔۔“ وہ بڑ بڑا یا۔۔۔

”اوہ تو بدله لینا چاہتے ہو۔۔۔ بدله کی تسلیم کے لیے۔۔۔ یہی بات ہے نا۔۔۔؟“ وہ واقعی اس معاملہ میں زیر و تھی۔۔۔ سالک نے نفی میں سر ہلا کیا اور نچلا لب دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ دبائی۔۔۔

”میں تمہارا شکار نہیں بننے والی۔ مجھے طلاق دو۔“ دیا کی اگلی بات پر اسے جھکا لگا اور اس نے اتنی سختی سے دیا کو دیکھا کہ ایک مل کو وہ بھی گھبرائی۔۔۔

”تمہیں پتہ ہے اگر میں نے ڈیورس دی تو کیا ہو گا تمہارا۔“ سالک نے خود پر ضبط کر کے پوچھا اور ٹیبل پر آگے ہو کر اس کی طرف جھک کر اپر وچڑھائی۔۔۔

”میں ابیجو کیشن کمپلیٹ کروں گی۔ جاب کروں گی۔ بابا کے پاس رہوں گی۔ انہیں کوئی کام نہیں کرنے دوں گی۔“ دیا کے دل میں بھی کہیں ہالہ والی خواہشیں چپھی تھیں۔۔۔

”نہیں۔۔۔ تمہاری شادی تمہارے کزن فارس سے ہو جائے گی۔ اور وہ تمہاری من مانیوں کے سارے بدلتے گا۔“ سالک نے نفی میں سر ہلاایا اور اطمینان سے اسے بتایا۔۔۔

”تمہیں ایسا فارس بھائی نے کہا۔۔۔؟“ دیا کی آنکھیں خوف سے پھیلیں۔۔۔

”..yess he even asked me if i want to divorce'ya.. he'll be waiting foh ya“

(ہاں حتیٰ کہ اس نے مجھ سے پوچھا۔۔۔ میں تمہیں طلاق دینا چاہتا ہوں وہ انتظار کرے گا۔۔۔)

سالک نے دو کی چار لگائیں۔۔۔

”دیکھو تم مجھے ڈیورس بالکل مت دینا۔ ان کے کہنے پر تو بالکل بالکل نہیں۔۔۔ تم میرے جیسی لڑکی کو چھوڑ کر فل لائف ریگریٹ کرو گے اور تم۔۔۔ تم مجھے ڈھونڈتے رہو گے ہر جگہ۔۔۔“ دیا نے فوری بات بدلتی۔۔۔ اگر فارس نامی بلاسے شادی کرنی پڑے تو سالک اس سے تو کافی بہتر آپشن تھا۔۔۔

”..You're helpless Diana“

سالک نے منسی دبا کر کہا۔ تبھی اسے زایان کا میج ملا وہ کیب کر کے آفس جا چکا تھا۔۔۔ سالک اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

”آؤ تم دونوں کو گھر ڈراپ کر دوں۔۔۔ ڈریز مام آرڈر پر ریڈی کروار ہی ہیں۔۔۔ ایک دو دن تک بھیج دیں گی۔۔۔“

سالک نے دیا کو چلنے کا اشارہ دیا اور قدم ہالہ کی طرف بڑھا دیئے۔۔۔

<<-----<<<<<<<<<<<<<<<<<<

دیا اور ہالہ اپنے کمرے میں تھیں۔۔۔ گھر میں مہمان جمع ہو چکے تھے دیا کی آج مہندی تھی۔۔۔ اور اس وقت لاٹم یلو پلین بیرون کو چھوٹی فراک میں اس کی گلابی رنگت چمک رہی تھی۔۔۔ آج ہی خاندان والوں کے درمیان اس کا اور ہالہ کا باقاعدہ نکاح ہو چکا تھا۔۔۔

وہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر لیٹی تھیں۔۔۔

”ہالہ تم اپنے نکاح سے خوش ہو؟“ دیانے سر موڑ کر ہالہ کو دیکھا جو حصہ کو گھور رہی تھی، اس کی آواز پر چوکی۔۔۔

”تم نے بابا کو دیکھا تھا دیا۔۔۔؟ وہ کتنے خوش تھے انہیں دیکھ کر میری ساری فکریں جیسے غایب ہو گئیں۔۔۔“

وہ مسکرائی۔۔۔

”ہالہ کیا ایسا نہیں ہو سکتا میری بھی رخصتی ڈیلے کر دی جائے؟۔۔۔ میں تم سے بھی چھوٹی ہوں۔۔۔“ دیا کو نجانے کیا گھر اہٹ تھی۔۔۔

”تائی امی نے تو بابا کی خاطر صرف نکاح پر حامی بھر لی، تمہارا سر اسال یہ کبھی ناکرتا۔۔۔ یہی فرق ہوتا ہے اپنے اور پرائے میں۔۔۔“ ہالہ کی بات نے دیا کا موڑ آف کر دیا۔۔۔

”کچھ وقت پہلے ہی اپنے پرائے کا فرق بہت اچھے سے جان چکی ہوں ہالہ۔۔۔ ان اپنوں نے ہاتھ جھاڑ لیے تھے اور جب میں نے پیسوں کا انتظام کیا تو سوال کرنے آگئے۔۔۔ اور وہ غیروں نے کھڑے کھڑے میری جگہ قرض لوٹایا اور جانتی ہو کس نے دیا وہ قرض۔۔۔؟“ دیانے چہرہ موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔

”سالک نے۔۔۔“ ہالہ نے خود سے جواب دیا۔۔۔

”نہیں۔۔۔ زایان بھائی نے۔۔۔ فارس بھائی کے فرینڈ زایان خان۔۔۔ جن کا تم کہتی تھی کہ لو فر ہے۔۔۔“ دیانے ایک ایک لفظ پر زور دیا۔۔۔ ہالہ ایک پل کو اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

”اس کا یہاں کیا زکر۔۔۔؟“ ہالہ کی جیرت دو گنی ہو چکی تھی۔۔۔

”وہ سالک کے بڑے بھائی ہیں اور آج وہ اتنے اہم دن پر نہیں آسکے، صرف تمہاری وجہ سے۔“ دیا کے الفاظ پر ہالہ خاموش ہو گئی۔۔

”مجھے اپنے کیے پر کوئی پچھتاوا نہیں۔۔ اچھی لڑکیاں باپ کے فیصلے پر یقین رکھتی ہیں۔۔“ ہالہ نے سنجیدگی سے کہا۔
”ہم کو شش بھی کر سکتے تھے۔۔ تم نے مجھے بابا سے بات کرنے نہیں دی۔۔“ ہالہ کو مسلسل افسوس کھارہاتھا۔ ہالہ اب بھی چپ تھی،
دیا سمجھدار ہوتی تو بگڑا کیا تھا۔۔

سالک نے آج جب دیا کو روڈلی کہا۔۔

”تم بہنیں اسی لائق ہو جب کبھی مجبوری میں ہاتھ آؤ بندہ نکال کر لے۔۔ مگر زایان بی بہت (calm) ہیں اس معاملہ میں۔۔ ان کی
محبت کی ڈیپنیشن ہی الگ ہے۔۔ خود کو ختم کر لیں گے مگر فورس نہیں کریں گے ہمیلے کو۔۔“

دیا کو تب سے مر چیں لگی ہوئی تھیں۔۔

اس نے یہی الفاظ ہالہ کو بتائے تو وہ ہنس پڑی تھی۔۔

”دیا سالک کتنا کیوٹ گلتا ہے کبھی کبھی۔۔“

اسے زایان کی بات سے فرق نہیں پڑا تھا، اس کی ساری توجہ سالک پر تھی۔۔ دیا کو سخت زہر لگی تھی وہ اس وقت۔۔

وہ پاگل سمجھی ہیں سکتی تھی اگر وہ زایان کا احساس کر لے تو آج ہی جڑنے والے رشتے میں خیانت ناہو جائے گی۔۔

اور رشتے کے معاملے میں ہالہ ہمیشہ خالص تھی۔۔ اسے ملاوٹ کرنا نہیں آتی تھی۔۔

دیا کو جب اس کی لمبی خاموشی پر لگا، وہ سوگئی ہے۔۔ وہ رخ دیوار کی طرف کیے گھٹ گھٹ کرو نے لگی۔۔ ہالہ کی قسمت اتنی بری
کیوں تھی اور وہ اتنی ناکارہ کیوں کہ اس کے لیے کچھ بھی ناکرپائی تھی۔۔

اس کے سیل پر سالک کی کال آرہی تھی۔۔ اس نے غصے سے اٹینڈ کی۔۔

”اور کچھ رہ گیا تھا کہنے کو۔۔؟ اور تم مجھے پہلے نہیں بتا سکتے تھے زایان بھائی کا۔۔؟“ دیا کو سخت تپ چڑھی تھی اس پر۔۔

”سوری مجھے بہت لیٹ احساس ہوا تم عقل سے فارغ ہو۔ تمہاری سمجھداری اب تو کھلنے لگی ہے میرے سامنے۔“ سالک نے بھی نرم لمحے میں ٹکا کر طعنہ مارا۔

”یہی طنز کرنے کے لیے کال کی تھی۔۔۔؟“

اپنی باری آئی تو وہ اٹا سے جتنا لگی۔۔۔

”نہیں مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے۔۔۔“ سالک کی بات پر دیانے منہ بنایا۔۔۔ یہ بھی تو کہہ سکتا تھا۔۔۔ مس کر رہا ہوں یا یہ کہ تمہیں دیکھنے کا دل کر رہا ہے وغیرہ۔۔۔

”پہلے مجھے بتاؤ تم نے امریکہ میں میرے ساتھ وہ سب کس کے کہنے پر کیا۔۔۔ گرل فرینڈ کہنا پھر مکرنا پھر بو کے دینا وہ سب۔۔۔“ دیانے دل میں گڑا سوال کیا۔۔۔

”میری کزن اسما رہ نے مجھے تمہارا بتایا تھا۔۔۔ اس نے کہا تم زوڈ، ایر و گینٹ اور پر اوڈی لڑکی ہو۔۔۔ اور تم نے اسے کالج میں ٹف ٹائم دیا ہے سو میں تمہیں امیر کہ آنے پر ریگریٹ کرواؤ۔۔۔“ دیا کا پارہ اسما رہ کا نام سن کر ہی آسمان کو پہنچا تھا۔۔۔

”..But let it be.. I knew you are not that girl.. so close the topic“

(لیکن یہ بات جانے دو۔۔۔ میں جانتا ہوں تم دیسی نہیں اس لیے یہ ٹاپک ختم کرو۔۔۔)

سالک نے اس کے بولنے سے پہلے ہی اس بات کو ختم کرنے کا کہا۔۔۔

”اب پتا چلے گا اسما رہ کو جب اس کی گیم الٹ گئی اور تم مجھ پر بربی طرح فدا ہو گئے۔۔۔“ دیانے چکھے لیتے ہوئے کہا۔

”ایکسیوز می ڈیانہ۔۔۔ میں تم پر ”فدا“ ٹائپ کچھ فیل نہیں کرتا۔۔۔ میں جو پوچھوں اس بات کا جواب دو۔۔۔ اور زر اخواب سے بھی جا گو۔۔۔“ سالک نے اس کی ساری خوشی پر پانی پھیر دیا۔۔۔

”پھر پوچھو جلدی مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔“ دیانے اس کے یوں مگر جانے پر دانت پیس کر کہا۔۔۔ سالک نے ہنسی دبائی۔۔۔

”کیا تم اس ریلیشن سے خوش ہو۔۔ ہمارے نکاح سے۔۔؟“ آج دوسری مرتبہ نکاح۔۔ ری میر ج کر لینے کے بعد اسے یہ خیال آیا تھا۔۔ دیانے شاباش دی تھی اس کی ”فکر“ کو۔۔

”اب کیسے یاد آگیا؟“ دیانے پوچھا۔۔

”راسم بی نے ایک بار کہا تھا مجھے تم سے یوں پوچھنا چاہئے کیونکہ عام طور پر لڑکی زبردستی بنائے رشتے کو قبول کرنے میں اتنا تمم لے لیتی ہے کہ نبھانے والا تھک جاتا ہے۔۔ سم تھنگ لاںک دس۔۔ مجھے ابھی یاد آیا تو پوچھ لیا۔۔“ سالک نے بے نیازی سے کہا۔۔

”اور اگر میں کہوں کہ مجھے نہیں قبول۔۔؟“

دیا اس کا جواب جانتا چاہتی تھی۔۔ وہ منائے گا۔۔ اس کی ہربات ماننے کا وعدہ کرے گا۔۔ اس سے محبت کا اظہار کرے گا اور اس کی ان سب سوچوں سے ہٹ کروہ بول رہا تھا۔۔

”تمہارے پاس فارس کا آپشن ہے انکار کے بعد۔۔ اگر میں ڈیسینٹلی پوچھ رہا ہوں تو تم بھی نائلی بولوں گا۔۔“ سالک نے سب خوابوں کو توڑ دیا تھا۔۔ دیا کا دل کر لایا۔۔ وہ لو میر ج کیسی ہوتی ہیں جب لڑکے رخصتی سے پہلے کا لز کر کے دیکھنے کا کہتے ہیں۔۔ اپنی محبتوں کا۔۔ بے قرار یوں کا اظہار کرتے ہیں۔۔ مگر سالک نے قسم کھار کھی تھی دنیا سے ہٹ کر چلنا ہے۔۔ سالک نے اس کی خاموشی پر پکارا۔۔

”ڈی۔۔؟ کیا بہت نیند آ رہی ہے؟“ اس بار لجھے میں پیار تھا یا پھر بس دیا کو گا تھا۔۔

”ہاں نیند آ رہی ہے۔۔“ اس نے جھوٹ بول دیا۔۔

”او۔۔ کے۔۔ وہ کال کاٹ گیا۔۔

دیا منہ بسورتی سونے کی کو شش کرنے لگی۔۔ سالک نے مسکرا کر انگڑائی لی۔۔ اسے تو بس ڈی کو سنتا تھا۔۔ اب نیند اچھی آئی تھی۔۔

👉 YamanEvaWrites 👈

زاں کے لیے دن اور رات ایک جیسے اداں اور بے زار سے ہو گئے تھے۔۔

ہالہ کے ملنے کی امید نہیں رہی تھی۔۔۔ اس سے بات کرنے کی اسے دیکھنے کی بھی اجازت چھن چکی تھی۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا ہالہ کے نکاح کی ازیت سے مگر سالک کی خوشی میں کیسے ناجاتا۔۔۔ وہ سوگ زدہ دل لیے تیاری کر رہا تھا جب سالک اس کے پاس آیا۔۔۔

”زايان بی آپ ٹھیک نہیں لگ رہے۔۔۔“ سالک نے غور سے اس کی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھا۔۔۔

”آج تمہارا بابا قاعدہ نکاح ہے میں کیسے نہیں خوش ہوؤں گا۔۔۔“ زایان نے جھوٹی مسکان بیوں پر سجائی مگر سالک کو برالگا تھا۔۔۔

”آج ہیلے کا بھی نکاح ہے۔۔۔“ اس نے ناک چڑھا کر اسے یاد دلا لیا۔۔۔

”اس کا نام ہالہ ہے یا رہنمہ پر انگلش ٹچ دیتے ہو۔۔۔“ زایان نے بات بدلتی چاہی۔۔۔

”اگر آپ ان ایزی ہوں تو کہیں دور چلے جائیں۔۔۔ مجھے نکاح شادی وغیرہ میں خود کوئی انٹرست نہیں۔۔۔ مجھے ڈی چاہیے تھی۔۔۔ وہ مل گئی۔۔۔“ اس نے ہونٹ چبا کر بے زاری کاظھار کیا۔۔۔ زایان خاموش نظر وہ نہیں لگا۔۔۔ صاف لگ رہا تھا وہ زایان کے لیے ایسا بول رہا ہے بس۔۔۔

”..ok I've to go.. but remember B.. if you dont feel good just skip this mess.. I dont mind“

(ٹھیک ہے، مجھے جانا ہو گا۔۔۔ لیکن یاد رکھیں بھائی۔۔۔ اگر آپ اچھا محسوس ناکریں تو یہ سب چھوڑ دینا۔۔۔ میں بر انہیں مانوں گا۔۔۔)

سالک کہہ کر چلا گیا۔۔۔ زایان بھی لاکھ چاہنے کے باوجود گھر سے نکل کر اپنے آفس میں جا بیٹھا اور گھروں کو سالک نے کیسے ڈیل کیا وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔

مگر آج رخصتی میں وہ چلا آیا تھا۔۔۔ میرج ہال کا سارا انتظام خان فیملی کی طرف سے تھا جس کی وجہ سے مکس گیدرنگ تھی تو ہالہ بھی حجاب کے انداز میں چادر نماڈو پٹہ لپیٹے گرے اور پرپل کبی نیشن میں فراک غرارہ پہنے یہاں وہاں اپنے جانے والوں کو مل رہی تھی۔۔۔ زایان کی نظر اس پر پڑی تو تکنی دیر بے خود سا اسے تکتا چلا گیا۔۔۔ وہ سادگی میں بھی اس کے حواسوں پر سوار ہو رہی تھی۔۔۔ زایان کو اس کا پردہ، نکاح سب بھول گیا تھا۔۔۔ بس وہ یاد رہی۔۔۔

اچانک خود پر قابو پتا وہ ایک سائیڈ پر چلا گیا اور گھرے گھرے سانس بھرتا اپنے اندر کی گھٹن پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

وہ جس سائیڈ پر ٹھہر ا تھا۔۔ وہاں ہی قریب چیف گیسٹس کے لیے الگ رومز تھے جن کی طرف ہالہ آ رہی تھی۔۔

زايان اچانک اس کے سامنے آیا۔۔ وہ گھبرا کر اپنے چہرے کو ڈوپٹے میں تقریباً چھپا تی سائیڈ سے نکلنے لگی جب زایان نے راستہ روکا۔۔

”کیا تم خوش ہو ہالہ؟ کیا واقعی اب تم مطمئن ہو؟ اگر ایسا ہوا تو ساری زندگی یو نہیں گزار دوں گا مگر تمہارے راستے میں نہیں آؤں گا اور اگر تم مجھے زراسی بھی ادا سکیں کبھی یا پریشان تو پھر میں خاموش نہیں بیٹھوں گا۔۔“ وہ سنجیدگی اور بے چینی سے اس سے بات کر رہا تھا۔۔

”ک۔۔ کیا مطلب ہے تمہارا؟۔۔ میرا کل ہی نکاح ہوا ہے۔۔ تمہیں اب میرے راستے نہیں روکنے چاہئیں مسٹر زایان۔۔ کسی نے دیکھ لیا تو مجھ پر نکاح کے بعد بد کرداری کا الزام لگ جائے گا۔۔“ ہالہ واقعی اس طرح، اس جگہ اس کے روک کر بات کرنے پر بری طرح پریشان ہوئی اور وہ بھی کب ایسا چاہتا تھا۔۔

نجانے کیا ہو گیا تھا اسے دیکھ کر۔۔

”تم نے مجھے اور میری محبت کو غلط کیلکولیٹ کیا۔۔ تمہیں لگا ہو گا تمہارے نکاح یا شادی کے بعد میری محبت میں کمی آجائے گی تو یہ بھول ہے تمہاری۔۔

مجھے ان چیزوں سے فرق نہیں پڑتا ہالہ۔۔ مجھے تم سے، تمہاری زات سے، تمہارے کردار سے، محبت ہوئی ہے۔۔ اور یہ کبھی ختم نہیں ہوگی۔۔“ وہ ”آج“ کھل کر اظہار کر رہا تھا۔۔

ہالہ کی آنکھیں پوری سے زیادہ کھل گئی تھیں۔۔ کیا وہ پاگل ہو گیا ہے۔۔؟

”میرے راستے سے ہٹو۔۔ شیطان کی طرح بہکا کر تم میرا دل نہیں بدل سکتے۔۔ ویسے کیا تم ہمیشہ سے ہی اتنے بے حیات تھے یا اب کوئی کیڑا دماغ میں گھس گیا ہے۔۔“ ہالہ کو اس پر تپ چڑھا۔۔

”پاگل کر دیا ہے تم نے مجھے۔۔ کبھی زندگی میں کسی لڑکی کو اس طرح نہیں سوچا اور اب نکاح شدہ لڑکی کے لیے بھی سوچوں سے نجات نہیں مل رہی۔۔“ وہ بے بس سے بال نوچنے کو آیا تھا۔۔

ہالہ نے یہاں وہاں دیکھا۔۔ شکرناکی یہاں قریب تھا نہیں کوئی متوجہ تھا۔۔

”دیکھو اپنے پاگل پن کا علاج کرواؤ اور خبردار! اب مجھ سے کبھی بھی سامنا ہونے پر جان پہچان کا اظہار کیا تو کسی کا بھی لحاظ کیے بنا عزت افزائی کروں گی۔۔۔“ ہالہ نے تپتے لبجے میں وارن کیا۔۔۔ زایان تیزی سے وہاں سے ہٹا اور ہال سے باہر نکلتا چلا گیا۔۔۔

خود کی بے اختیاری پر غصہ آرہا تھا مگر ہالہ کا معصوم ساچہ رہ آنکھوں میں جم چکا تھا۔۔۔

سنہری رنگت سادگی میں بھی سونے کی طرح چمکتی ہوئی اس کی آنکھوں میں اب تک چبھ رہی تھی۔۔۔

👉 YamanEvaWrites 👈

دیا پر دلہن بن کر بہت روپ آیا تھا۔۔۔ کچھ چہرے کی معصومیت کا چارم تھا اور کچھ کم عمری کا رنگ بھی تھا جو مل کر سب کی توجہ کھینچ رہے تھے۔۔۔

اور دور کچھ لاہمٹس سے ہٹ کر کھڑے فارس کی جلتی نظریں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔۔۔ اس نے ایک نظر ساتھ بیٹھے سالک پر ڈالی جو اس وقت بھی سیل ہاتھ میں لیے نجانے کیا کر رہا تھا۔۔۔

”تم نے اس انسان کو چنانچہ آج کے اتنے اہم موقع پر تمہارے اس من موہنے روپ تک کا احساس نہیں۔۔۔ تم روؤگی دیا۔۔۔“ فارس نے جیسے بد دعا دی تھی اسے۔۔۔ اکرام سب مہمانوں کو سنبھالتا انتظام میں لگا تھا۔۔۔ فارس وہاں سے نکل کر چلا گیا۔۔۔ وہ مزید یہ سب نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

ان دونوں دوستوں کی حالت ایک سی تھی مگر اب ان میں اتنا فاصلہ آچکا تھا کہ ایک دوسرے کا دکھ بانٹنا دور دیکھنا بھی گوارانا تھا۔۔۔ دیارِ خصتی کے بعد جب خان پیلس پہنچی اسے بس کسی طرح کمرے میں پہنچنے کی جلدی تھی۔۔۔ کچھ خاص رسماں میں تھیں جن سے جان چھڑوا کر اس نے فوری رونی صورت بنا کر ہر بڑی عورت کو دیکھا اور انہیں اس ڈرامہ کوئی پر ترس آہی گیا تھا۔۔۔

اس کی تھکن کے احساس سے کمرے میں پہنچا یا۔۔۔ اور جیسے ہی سب پلٹ کر گئے۔۔۔

وہ جلدی سے بلینکٹ کھول کر بیٹ پر پھیل کر لیٹ گئی۔۔۔ سالک ابھی بھائیوں کے ساتھ تھا۔۔۔ دیا کو اسی موقع سے فائدہ اٹھانا تھا۔۔۔

”تم اب یہ جگہ لے کر دکھا نوابزادے۔۔۔ میں اب تمہیں دن میں تارے دکھاول گی۔۔۔“ تم نے مجھے بہت دھمکیاں دے لیں۔۔۔“ سکون سے آنکھیں بند کرتی وہ بولی اور سالک کے آنے تک وہ واقعی نیند میں گم تھی۔۔۔

سالک نے اسے دیکھا جو پھیل کر سوئی پوری کوشش میں تھی کہ جگہ کم بچے۔

اس نے ڈرینگ سے ایکسٹر ابلینگٹ اٹھایا، بڑے کھلے صوف پر رکھا اور مسکرا کر دیکھا۔

اور اگلی صبح جب دیا کی آنکھ کھلی تو وہ صوف پر تھی اور بیڈ پر سالک مزے سے سورا تھا۔ اس نے دانت کچکچائے تھے۔ وہ بندہ ہاتھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ زلیل کر سکتی۔

☞ YamanEvaWrites ☞

واصف میٹنگ ہال میں سب ایکپلاۓ جمع کیے انہیں اہم نکات سمجھا رہا تھا۔

اس کی پچھلے دنوں ہی ایک جگہ ڈیل ہوئی تھی اور بہت پروفٹ ایبل ڈیل ہوئی تھی۔

پچھلے ایک ماہ سے وہ مسلسل کوششوں کے باوجود ناکام ہو رہا تھا۔ اس کی کمپنی مشیری تیار کرتی تھی۔

اس کا سامان بہت معیاری ہونے کے باوجود اس کے پاس ہوئے آرڈر زکینسل ہو رہے تھے اور باقاعدہ سب مشیری ٹیسٹ کر کے ڈیلز ڈن ہو رہی تھیں مگر پھر نجانے کیا ہوتا کہ وہ لوگ ایک دن بعد ہی کینسل کر دیتے۔

اور اب وہ محنت کر رہا تھا کہ کوئی کمی نار ہے۔ اس کا مسلسل نقصان ہو رہا تھا اگر یہی سلسلہ رہا تو جلد پینکرپٹ ہو جانا تھا۔

وہ میٹنگ میں ڈیل کے ایک ایک پاؤنٹ ڈسکس کر رہا تھا جب اسے کال آئی۔

”اوہ ہیلو مسٹر شیر ازی۔۔۔ میں بس ابھی آپ سے ہوئی ڈیل ہی چیک کر رہا تھا۔۔۔“ واصف نے لبھ میں مٹھاں بھر کر کہا۔۔۔

laghari.. you dont need to check.. deal is canceled already.. you're very unreliable ”

..person,,bye don call me back

(لغاری تمہیں چیک کرنے کی ضرورت نہیں۔ ڈیل پہلے ہی کینسل ہو چکی ہے۔۔۔ تم بہت ناقابل اعتبار انسان ہو۔۔۔ بائے مجھے واپس کال مت کرنا۔۔۔)

اس بار بھی ڈیل کینسل کر دی گئی اور وہ اپنے بال نوچتارہ گیا۔۔۔

"get out ya'll.. do work proper"

اس نے چیخ کر سارے سٹاف پر غصہ اتارا۔

اور گے میں لٹکتی ٹائی کی ناٹ کھینچ کھینچ کر ڈھیلی کی اور وہیں چمٹیر پر گرا۔

”زیان خاں یہ ضرور تمہارا کام ہے مگر تم دیکھنا ب جو میں کروں گا۔۔۔ وہ تمہاری نسلیں یاد رکھیں گی۔۔۔“ واصف زہر میلے سانپ کی طرح پھٹکار رہا تھا۔ آنکھیں لال انگارہ ہو گئی تھیں۔۔۔ اپنا ہر حرجمہ ناکام ہوتا نظر آپا تھا۔۔۔

اس نے سیل فون ٹکال کر اپنے ایک بندے کو کال ملائی اور گھرے سانس لیتا ہے اندر لگی آگ کو ٹھہنڈا کرنے لگا۔

”ہاں۔۔۔ ہیلو۔۔۔ تمہیں زایان خان کو فالو کرنے کا کہا تھا۔۔۔ ہاں۔۔۔ کوئی خاص بات ہے تو بتاؤ۔۔۔“ واصف نے پوچھا اور اس کا بندہ فر弗ر بتانے لگا واصف کی آنکھیں یکدم جیسے چمکی تھیں۔۔۔

”گلڈورک۔۔۔ اب بس وہ کرناجو میں کھوں گا۔۔۔“ اس کی شاطر آنکھوں میں شیطانی رنگ ابھر نے لگے تھے۔۔۔ اس کو اب ہی تو زیان خان کو ہرانے کا مہرہ ملا تھا۔۔۔



ولیمہ ہو چکا تھا، دیسا راز پور پنچ پنج کمر ڈریسینگ میبل پر اتار کر رکھ رہی تھی۔

سالک پیچھے ہی بیڈر بیٹھا چہرہ تھویر کا کر گلشیکی باندھے اسے دیکھ رہا تھا۔

”مجھے تم سے اتنی کم ظرفی کی امید نہیں تھی۔ تم نے دو دن کی تھکی ہوئی ”اپنی“ دلہن کو یوں صوف پر پھینک دیا جیسے ناکارہ چیز ہو۔“ پانے اسے لپنی دلہن پر زور دے کر اپنی اہمیت جتنا چاہی۔

"میں نے بہت احتیاط سے سلایا تھا۔ یہ "پھیکا" ورڈ تم خود سے لگا رہی ہو۔" سالک نے اطمینان سے کہا۔

”وہی مطلب ہوتا ہے۔۔۔ تم خود سوچاتے۔۔۔“ دیا کا جی چاہبھاری جھومر پوری شدت سے چینک کر مارے کہ اس مغروہ انسان کی عقل ٹھکانے لگ جائے۔۔۔ پر ضبط کرنا پڑا۔۔۔

”میں صوفہ پر پورا نہیں آتا۔ تمہارا سائز کافی چھوٹا ہے، تمہارے لیے تو وہ بھی بیڈ لگتا ہے۔“ سالک نے مسکراہٹ دبا کر اس کی درمیانی قد اور نازک وجود پر چوت کی۔

”مطلوب ہم جہاں پورے آجائیں، وہیں سو جائیں۔“ دیانے زیورات سے چھٹکارا حاصل کر کے رخ موڑ اور اسے گھور کر دیکھا۔

”آف کورس لٹل پرنز۔“ سالک نے ہاں میں سر ہلا کر تائید کی۔

”تو تم قالین پر سو جاؤ۔“ دیا کامشو رہ حاضر تھا۔ سینے پر ہاتھ باندھ کر ابر و چڑھائی جیسے کہتی ہوا ب بتاؤ۔ سالک نے اس کے چہرے کو دیکھا جہاں مٹامٹا سامیک اپ اس کی کشش بڑھا رہا تھا۔

”ڈی۔“ اس نے کھڑے ہو کر اس کی طرف قدم بڑھائے۔ دیانے سوالیہ نظر سے دیکھا۔

”کیا تم میرے ساتھ سونا چاہ رہی ہو۔؟“ سالک نے الٹا اس پر ازالہ تھوپتے اس کا جائزہ لیا اور اس کے بالوں پر انگلی پیزا تارنے لگا۔

”ہاں نا۔“ دیانے سوچ سمجھے بنا جگر جگر کرتی پوری سے زیادہ آنکھیں کھول کر کہا۔

”تم اتنی بولڈ لگتی تو نہیں تھیں۔“ سالک اس کے پر جوش جواب پر جیران رہ گیا۔

”اوہ۔ اس میں بولڈ نہیں کی تو بات ہی نہیں۔ دیکھو ایک سائیڈ تمہاری ایک میری۔ کوئی لڑائی نہیں کرے گا۔ اور خوش دلی سے بیڈ شیر کریں گے۔“ دیا کے مشورے پر سالک نے شراری نظروں سے اسے دیکھا۔ مطلب کیا معمومیت ہے وہ۔ اسے مزہ آیا۔

”او۔ کے۔ تو تم چیخ کر کے آؤ پھر رو لزبانتے ہیں۔ یہ بیڈ میری پر اپرٹی ہے۔ اور پر اپرٹی شیر کرنے کا پر اپرٹی ہوتا ہے۔“ ویسے تو تم بھی اب ”میری“ پر اپرٹی ہو۔ بٹ اس بات کو بعد میں ڈسکس کروں گا۔“ سالک نے اس کے بال آزاد کرو کر پیچھے ہوتے حکم نامہ جاری کیا وہ فوری عمل کرتی چیخ کر کے آئی اور اس کے سامنے آبیٹھی۔

”تو۔ روٹریہ ہوں گے تم میرے ساتھ فری نہیں ہو گے۔ اپنی سائیڈ پر رہو گے۔ ناٹ بلب آن رہے گا۔ بلینکٹ اپنا اپنا ہو گا۔ پانی کا جگ تماہاری سائیڈ پر رہو گا۔ مجھے پیاس لگی تو تم دے دینا۔ میں کبھی کبھی۔۔۔ بہت کم کبھی کبھی ڈرجاتی ہوں تو تب تمہیں بس لاٹھ آن کر کے مجھے جگادینا ہو گا۔“ دیانے بیٹھتے ہی اپنی شر انٹ بتائیں۔ سالک کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔

”بوگس روٹر۔۔۔“ ناک چڑھایا۔۔۔

”روٹریہ ہیں کہ لاٹھ آن نہیں ہوں گی چاہے کچھ ہو جائے۔۔۔ جوڑے گا دوسرا اسے سنبھالے گا، اس کی نیز خراب نہیں کرے گا۔ پانی دونوں سائیڈز ہو گا جسے پیاس لگے خود پیے۔۔۔ دو بلینکٹ والا پھیلا وہ مجھے اریٹھ کرتا ہے سو ہم ایک ہی کو ٹکٹ (رضائی) یوز کریں گے۔۔۔

”ہم اپنی سائیڈز چنج بھی کر سکتے ہیں اٹس او۔۔۔ کے۔۔۔“

سالک نے روٹریتے اور دیا کو اعتراض کا موقع دیئے بنا ”ڈن“ کہہ کر لیٹ گیا۔ وہ بھی اپنی جگہ جم کر بیٹھی اسے دل میں ہی اسے گالیاں دیتی رہی۔۔۔

”او۔۔۔ کے اب مجھے گالیاں مت دو سو جاؤ۔۔۔ دونوں کے روٹرمانے جائیں گے۔۔۔“ سالک نے اسے یوں بھی بیٹھا دیکھ کر اسے اطمینان دلایا تو وہ سر ہلاتی لیٹ گئی۔۔۔

سالک نے خاموشی سے رضائی پھیلا کر اس پر ڈالی۔۔۔

”میرے روٹ کے حساب سے تم مجھ سے فری بھی ناہو۔۔۔“ دیانے انگلی اٹھا کر وارن کیا۔۔۔ سالک نے گھورا اور اس کے ہاتھ پکڑ کر آنکھیں بند کر کے سونے لگا۔۔۔

”میرے ہاتھ کیوں پکڑے ہیں۔۔۔؟“

دیانے ہاتھ کھینچنے چاہے پر اس کی پکڑ مضبوط تھی۔۔۔

”مجھے بھی کبھی کبھی۔۔۔ بہت کم کبھی ڈر لگتا ہے۔۔۔ میں بس ہاتھ پکڑ کر سو جاؤں گا۔۔۔ تم زول کے مطابق مجھے سنبھالو گی۔۔۔ نیند خراب مت کرو اب۔۔۔“ سالک نے اس کی بات لوٹائی۔ دیانے ناک چڑھا کر اس ”ڈرپوک“ کو دیکھا۔ جو دن ٹائم خود جن بننا پھر تا تھا یعنی رات کو اس کی یہ حقیقت ہے۔۔۔؟

”تو تمہاری ایک کمزوری ہاتھ آگئی۔۔۔“ دیانے مزہ لیتے سوچا اور سونے لگی۔۔۔
سالک اس کے ٹrama اور خوف کے بارے میں جانتا تھا تبھی مضبوطی سے اس کے ہاتھ تھامے رہا۔ دیا بھی اس پر احسان کر کے چپ رہی۔۔۔ اندر کہیں خود کو بھی اطمینان ہوا تھا۔ نائٹ بلب آن تھا مگر پھر بھی اسے وحشت سی ہوتی تھی۔۔۔ اب سکون تھا۔۔۔ اور کیونکہ اس کے ہاتھ سالک کی نرم گرفت میں تھے وہ اس کے پاس تھا تو پچھلی رات کی طرح یہ رات بھی اس کی سکون سے گزری۔۔۔ بے چینی اور خوف طاری ناہوا تھا۔۔۔

مگر اگلے ہی دن سب کے درمیان اس نے سالک کی ”کمزوری“ بتائی تھی۔۔۔

”آپ لوگوں کو کچھ اندازہ ہے سالک کو رات کے وقت ڈر لگتا ہے اور یہ ہاتھ پکڑے بننا پھر سو بھی نہیں سکتا۔۔۔“

دیا کے جملے پر سب یکدم منسے تھے اور سالک شرمندگی چھپانے کے لیے سب کو آگور کیے چپ چاپ ناشتہ کرتا رہا۔۔۔ پر دل ہی دل میں دیا کی چالاکی پر دانت پیس رہا تھا۔۔۔

سب سالک کو چھپیر رہے تھے دیا مزے سے ناشتہ کرتی رہی۔۔۔ بدلم جو اتار چکی تھی۔۔۔

YamanEvaWrites

فارس اس وقت واصف کے رابطہ کرنے پر آفس میں اس کے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔

”میں نے سنائے زایان خان نے تمہیں زراسی بات پر جاب سے فارغ کر دیا۔۔۔ ہاؤڑو ڈ۔۔۔ دوستی کا بھی لحاظ نہیں اس انسان میں۔۔۔“
واصف نے جلتی پر تیل چھپرنے والا کام کیا۔۔۔

”تو۔۔۔ تم بتاؤ۔۔۔ کیوں بلا یا مجھے؟“ فارس کو اس کی بات ناگوار گزری تو بے زار سایوالا۔۔۔

”دیکھو اس کی دی زلالت کا بدله تو تم بھی لینا چاہو گے اور مجھے بھی لینا ہے اور مجھے بس یہ پتا ہے دنیا میں سب سے مہنگی دشمنی دوست کی ہوتی ہے کیونکہ دوست ہر راز سے واقف ہوتا ہے۔۔۔ تو تم مجھ سے ہاتھ ملا لو۔۔۔ تمہیں جاب دول گا یہاں۔۔۔ عزت بھی ہو گی۔۔۔ ہم دونوں کا مقصد اسے تباہ کرنا ہے۔۔۔“ واصف نے صاف گوئی سے بولتے ہوئے ہر بات واضح کی۔۔۔

فارس کی پر سوچ نظریں اس پر جمی تھیں۔۔۔ وہ صرف زایان کی وجہ سے آج بے روز گار بھی تھا اور اس کی مگنیٹر چھن گئی تھی وہ الگ غنم۔۔۔ اس نے سر جھٹکا۔۔۔

”ٹھیک ہے تو تم دیسا کرتے جاؤ جو میں کہوں گا۔۔۔ دونوں فائدہ میں رہیں گے۔۔۔“ فارس نے اسے سنجیدگی سے کھاوا صاف مسکرا یا۔۔۔

”تم میرے پر سنل آفس میں آجائو۔۔۔ یہاں مجھے لگتا ہے زایان کا کوئی تو سپائے ہے جو میری ہر ڈیل خراب کر رہا ہے وہ۔۔۔ جو ڈیلز چھپ کر یاں بیٹھ کر فائناں لائز کیں وہ کام بھی بگڑے۔۔۔“ واصف اسے لیے آفس کے ساتھ واں روم میں گیا۔۔۔ اپنے موبائل کی سکرین پر یہ ویڈیو دیکھتے سالک نے ان دو عیار بندوں کی زایان کے خلاف دوستی دیکھی تو سیاہ آنکھوں میں شعلہ لپنے لگے تھے۔۔۔

اندر ایک اور آفس پلس بیڈروم ٹائپ تھا جہاں ایک سائیڈ پر وارڈروب تھی۔۔۔ اس کے کچھ فاصلے پر ایک سینگل بیڈ اور اس کے قریب ہی دیوار کے ساتھ ایک شیشے کی ٹیبل اور چھوٹی سی الماری تھی جہاں ڈر نکس کی بو تلیں ترتیب سے پڑی تھیں۔۔۔ اور ٹیبل پر فلاں کر رکھتے تھے۔۔۔ دوسری سائیڈ پر سینگ ایریا تھا۔۔۔ ایک بڑا سا ایل۔۔۔ ای۔۔۔ ڈی بھی لگا تھا۔۔۔

”میرا اصل نشانہ سالک خان ہے پہلی بات کہ زایان کی سب سے بڑی کمزوری وہی ہے۔۔۔ اس کا نقصان مطلب زایان کو زہنی جھٹکا۔۔۔ اور کچھ میرے ذاتی حساب نکلتے ہیں اس کی طرف۔۔۔“ سینگ ایریا میں صوف پر بیٹھتے ہی فارس بولا۔۔۔ واصف چونکا اور پھر تھقہہ لگایا۔

”گلڈ پاوائٹ۔۔۔ میری تو عقل ماڈف ہو گئی تھی۔۔۔ میرا اپنا بھی اصل کام اسی لڑکے نے خراب کیا۔۔۔ تو کوئی آئندیا ہے کیسے اس کو قابو کا جائے۔۔۔“ الماری کے پاس جا کر ڈر نک کی بو تل نکالتا واصف پوچھ رہا تھا اور فارس نے ایک تیر سے دوشکار کرنے چاہے۔۔۔ اسے دیا بھی چاہئے تھی اور زایان کی ہار بھی۔۔۔ اس نے اپنا پلان واصف کو بتایا۔۔۔

”وہ جب گھر سے نکلے گی تمہیں نیکست کروں گا۔۔۔ سالک خان کی بیوی ہمارے ہاتھ آئے گی اور اس بات کو یو زکر کے ان بجا یوں کو ایک دوسرے کے خلاف کریں گے۔۔۔ آگے ہمارا کام ختم پھر زایان خان ہی اس چھوٹے لڑکے کو سنپھال لے گا۔۔۔“

فارس کے پلان پر واصف نے اسے تعریفی نظر وں سے دیکھا۔۔۔

”تم تو بڑے کمینے ہو۔۔۔ اور لڑکی کا کیا کرنا ہے۔۔۔“ واصف نے گلاس میں انڈیلی وہ حرام چیز منہ سے لگائی اور فارس کو لینے کا اشارہ کیا
مگر فارس نے منع کر دیا۔۔۔

”لڑکی سیف رہنی چاہیے۔۔۔ میری بتائی جگہ پر پہنچانا فوراً۔۔۔ اسے کوئی ہاتھ بھی نالگائے۔۔۔“ فارس نے اسے وارن کیا۔۔۔

”تم فکرنا کرو۔۔۔ میں زبان کا پاکا ہوں۔۔۔ وہ محفوظ رہے گی۔۔۔“ واصف نے اسے تسلی دی۔۔۔

👉 YamanEvaWrites 👈

”کل ماما اور احرام بابا تو چلے گئے، نانا جان کو داجان نے ابھی روک لیا کہ اتنے تایم بعد ہم بھائی ملے ہیں۔۔۔“ دیا چسیر پر بیٹھی ٹانگ پر
ٹانگ چڑھائے گا جر کھاتی بول رہی تھی۔۔۔

”اچھی بات ہے۔۔۔ سالک نے کب جانا ہے تمہیں ساتھ لے جائے گا؟“ ہالہ نے فرتح سے گوشت نکال کر دھوتے ہوئے پوچھا۔۔۔

”سالک کے پاس ابھی دس دن ہیں۔۔۔ وہ مجھے نہیں لے جا رہا۔۔۔“ دیا نے آخری بات پر منہ بسورا۔۔۔ ہالہ اس کی اداسی پر مسکرائی۔۔۔

دیا مکلاوے کی رسم کے لیے ولیمہ کے دو دن بعد رہنے آئی ہوئی تھی۔۔۔ ہالہ اس کے لیے اس کی پسند کا لفخ تیار کر رہی تھی۔۔۔ وہ دونوں
ساتھ میں باتیں بھی کر رہی تھیں۔۔۔

”تمہیں پتہ ہے ہالہ وہ میرا بہت اچھا فرینڈ بن گیا ہے۔۔۔ میں اس سے کھل کر باتیں کرتی ہوں۔۔۔ وہ ہر بینڈ ٹانپ بی ہیو نہیں کرتا۔۔۔ وہ
مجھے فرینڈلی ٹریٹ کرتا ہے اس لیے مجھے اس سے بولنے میں، اس سے فری ہونے میں اور مذاق کرنے میں جھچک نہیں ہوتی۔۔۔ وہ
جب جائے گا تو کتنی اداس ہو جاؤں گی۔۔۔ بٹ اسے اپنی ڈگری کے لیے اندن جانا ہے۔۔۔ مجھ سے وہاں اکیلا نہیں رہا جائے گا۔۔۔ سب
کہتے ہیں امریکہ یا لندن جاؤں اور اپنی ڈگری کمپلیٹ کروں مگر مجھے پتہ نہیں اب دور جانے کا سوچ کر بھی وحشت ہوتی ہے۔۔۔“ دیا
نے گا جر کرتے ہوئے اداسی سے کہا اور گھر انسانس بھر کر ٹیک لگائی۔۔۔

ہالہ نے کھڑکی سے باہر فارس کو جاتا دیکھا کیونکہ ان کے اور دیا لوگوں کے گھر کی ایک دیوار تھی اور درمیان میں آنے جانے کا راستہ
تھا تو کثر وہ لوگ ایک دوسرے کا بیر و نی دروازہ یو زکر لیتے تھے۔۔۔

فارس بھی اس وقت اپنے گھر سے باہر جانے کے لیے آیا تھا۔ ہالہ نے اسے آواز دے کر روکا۔

”میں نے بابا کی پین کلر ٹیبلیٹس منگوائی تھیں۔۔۔ صحح اکرام سے کہا تو انہوں نے کہا وہ اپسی پر لیتے آئیں گے۔۔۔ مگر بابا کو اب بہت پین ہو رہی ہے سر میں بھی ٹانگ اور کندھے میں بھی۔۔۔“

ہالہ نے دیا کو بتاتے ہوئے فرتوج کے اوپر ہی پڑا اپنا والٹ اٹھا کر پیسے نکالے۔۔۔ فارس کچن کے دروازے پر پہنچ چکا تھا۔۔۔ دیا کو دیکھا جو کھلتے میر وون ڈر لیں میں تھی۔ جس پر سلوور ہلاکا پھلا کام کیا ہوا تھا اور ہم رنگ ڈوپٹہ اچھے سے پھیلا کر لیا ہوا تھا۔۔۔

اس کے سلکی براؤن بالوں کی لٹیں گلابی چہرے کے گرد پھیلی تھیں۔۔۔

فارس نے بمشکل نظر پھیری۔۔۔ وہ اُسے (give up) نہیں کر سکتا تھا یہ تو طے تھا۔۔۔

ہالہ نے پیسے دے کر ٹیبلٹ لا کر دینے کا کہا۔۔۔

”سوری ہالہ۔۔۔ مجھے بہت ضروری کام سے جانا ہے اور بہت دیر ہو جائے گی۔۔۔“ فارس نے کچھ سوچتے ہوئے فوری انکار کیا۔۔۔ ہالہ نے لب بھنچے۔۔۔ قریب ہی ایک دو گلی چھوڑ کر روڑ پر میڈیکل سٹور تھا۔۔۔ وہ چاہتا تو ابھی لے کر دے جاتا پر وہ تواب بہت بدل چکا تھا۔۔۔

”میں چلی جاتی پر۔۔۔ کھانا تیار کرنا ہے۔۔۔ خیر آپ جائیں۔۔۔“ ہالہ نے بد دلی سے کہتے اسے جانے کی اجازت دی۔۔۔

”ہالہ میں لے آتی ہوں۔۔۔ ہم پہلے بھی اپنا کام خود ہی کرتی تھیں اب کیا بدلا ہے۔۔۔“ دیانے ہالہ سے کہتے ہوئے فارس کو جاتا یا اور اپنی چادر لینے کمرے کی طرف گئی۔۔۔

فارس نے دروازے کی طرف قدم بڑھاتے واصف کو متوج کیا اور پلٹ کر دیکھا جہاں دیا چادر لے کر کمرے سے نکل رہی تھی۔۔۔ وہ مطمئنیں سا گھر سے نکل گیا۔

👉 YamanEvaWrites 👈

سالک جو رون سے وہاں کی اپڈیٹس لیتا لان میں ٹھیل رہا تھا کہ موبائل پر ملنے والے متوج پر اس سے بائے کر کے متوج کھولا جو دیا کی طرف سے تھا۔۔۔

”اگر میری ایک شرط مانے کو تیار ہو جاؤ تو تمہاری آج صحی پچر کسی کو ناد کھانے کا وعدہ۔۔“ سالک کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی۔۔
پھر اس نے پچر بھی سینڈ کی۔۔ سالک نے اوپن کی تو آنکھیں کھل گئیں۔۔

وہ صحیح سلیپنگ گاؤں میں ہی جب دانت برش کرتے کرتے دیوار سے ٹیک لگا کر نیند کر رہا تھا۔۔ برش ویسے ہی منہ میں دبا تھا۔۔
اور دیوار سے ٹکا سرز میں کی جھکا ہوا تھا۔۔ بال بے ترتیبی سے پھیلے ہوئے تھے۔۔

سالک کے ہوش اڑ گئے۔۔ یہ اس نے کب بنائی۔۔؟ اس نے جلدی سے تیخ کیا۔۔

”شرط بتاؤ تم۔۔ مجھے ان چیزوں سے ڈر نہیں لگتا آج اور ابھی میڈیا پر دو۔۔ والزل ناہو گئی تو کہنا۔۔“ اس نے لاپرواںی کا مظاہرہ تو کر لیا
مگر ڈر بھی رہا تھا۔۔ دیا کا جواب فوری ملا تھا۔۔ سالک نے جلدی سے پڑھا۔۔

”تم پھوپھو کے گھر اسماڑہ کے سامنے مجھے آئی لویو کھو گے اور اسے جلاوے گے۔۔“ دیا کی بچگانہ بات پر وہ نچلا ب دانتوں تلے دبائے
مسکرا ایا۔۔

سالک کی پھوپھو نے دیا کی دودن بعد واپسی پر انہیں ڈنر پر انوائٹ کیا تھا۔۔

”او۔۔ کے تم کہو تو رومنیں کرنے کو بھی تیار ہوں۔۔“ سالک نے شرات سے لکھا۔۔

”روز بھول گئے؟ فری مت ہو میرے ساتھ۔۔“ دیا نے اسے غصے والا ایکو ہج بھیجا۔۔

”وہ روز نبیڈ شنیر کرنے کے ہیں مائے کیوٹ والف۔۔ اور پھر تم مجھ سے جھوٹ بلوار ہی ہو تو فائن تو پے کرنا پڑے گا۔۔“

سالک کے شوخ جواب پر وہ جل بھن گئی تھی۔۔

”ٹھیک ہے پھر میں تمہاری پچھر سب کو دکھاؤں گی بس۔۔“ وہ بھی دیا تھی اپنی دھمکی پر واپس آئی۔۔

سالک نے جلدی سے اپنی فون گیلری اوپن کی اور جو دیا کی نیند میں اس کے ساتھ اپنی سلفیز لیتار ہتا تھا، دو / تین بھیج دیں۔۔

جن میں بولڈ سے انداز میں اس کے قریب تھا۔۔ ایک پچھر میں وہ اس کے گال پر کس کر رہا تھا۔۔ دیا کے توکانوں سے دھوئیں نکل
پڑے۔۔ سالک نے تیخ بھیجا۔۔

"...Your hubby isn't that innocent"

دیا کو اس کی "بے شرمی" پر سہی آگ لگی۔

"مجھے گھر آنے دو میں تمہاری ساری بے شرمی نکالوں گی۔۔۔ یہ جو وہاں بیٹھے شیر ہو رہے ہونا۔۔۔ میں تمہیں اچھا سبق سکھاؤں گی۔۔۔ بس زرا صبر رکھو تم۔۔۔" دیا کی تفصیلی دھمکی پڑھ کروہ منہ پر ہاتھ رکھے چہرہ آسمان کی طرف اٹھائے کھل کر ہنس رہا تھا۔۔۔

"..Oh D why are you makin me crazy"

وہ اس کے مسج دوبارہ سے دیکھتا بولا اور پھر گیراج کی طرف جاتے زایان پر پڑتی۔۔۔

زایان آج طبیعت خراب کی وجہ سے لیٹ آفس کے لیے نکل رہا تھا جب سالک نے اسے روکا۔۔۔ اس نے سوالیہ نظر وں سے دیکھا۔۔۔

"زایان بی۔۔۔ آج آپ کی ملک انڈسٹری سے جو برسن ڈیل فائل ہونی ہے اسے زرا سپس دیں اور پہلے ان کا بائیوڈینا نکلوائیں۔۔۔ وہ واصف لغاری کے ریفرنس سے آرہے ہیں۔۔۔ اس کی جگہ آپ کسی اور سے بات فائناں نزد کر دینا آج ہی۔۔۔ اور۔۔۔" سالک اسے تفصیل سے بتاتے ہوئے حیران ہی تو کر گیا تھا۔۔۔

"یہ تو میں پتہ چلوا چکا ہوں میرے کیوٹ جن۔۔۔ یہ بتاؤ تمہیں کیسے پتہ چلا یہ سب؟" زایان نے اس کے بال بگاڑتے ہوئے پوچھا۔۔۔ سالک کیا بتا تاہدن کیمرے سے واصف کی ان سے میٹنگ سن چکا ہے۔۔۔ خاموشی سے بال سنوارنے لگا۔۔۔ زایان نے نہ کر اسے گلے سے لگایا تو سالک نے غیر محسوس انداز سے ٹریکر اس کے کوٹ کی پاکٹ میں ڈال دیا۔۔۔ زایان اس کا کندھا تھپٹھپا کر نکل گیا۔۔۔ سالک نے جیزیز کی پاکٹ میں ہاتھ ڈال کر آسمان کی طرف دیکھا اور مسکرا یا۔۔۔ اب وہ واصف کا مزید کباڑہ کرنے کو تیار تھا۔۔۔

I'll regret if I let you go this time.. Am the one who'll bring you a biggest loss laghari.. "

".just wait

(اس بار تمہیں جانے دیا تو پچھتاوں گا۔۔۔ میں وہ ہوں جو تمہارا بہت بڑا نقصان لائے گا لغاری۔۔۔ صرف انتظار کرو۔۔۔) سالک نے موبائل نکال کر لغاری کو دیکھا وہ زایان کو محفوظ کرتا جان نہیں پایا ان کی نظر دیا پر ہے۔۔۔

YamanEvaWrites

وہ میڈیکل سٹور سے باہر نکل کر ابھی کچھ دور آئی تھی کہ ایک تیز رفتار گاڑی میں بیٹھے کچھ لوگوں نے اسے دھکیل کر گاڑی میں ڈالتے ہوئے اس کے ناک پر کلور فام والا رومال رکھا۔ یہ سب اتنی جلدی ہوا کہ وہ ٹھیک سے سمجھ نہیں پائی اور بے ہوش ہو گئی۔ گاڑی اسی تیز رفتار سے آگے بڑھ گئی۔ اور کسی کو کچھ پتہ ہی نہیں چلا۔

وہ جب کافی دیر بعد ہوش میں آئی تو سر چکر اڑا تھا۔ پوری طرح حواس بحال ہونے لگے تو محسوس ہوا تھا پاؤں نہیں بلایا رہی۔ وہ کسی کر سی پر بندھی بیٹھی تھی۔ منہ پر کپڑا بندھا تھا۔

وہ خوف سے آوازیں نکالتی خود کو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔

وہ جو کوئی بھی تھے اتنی مہربانی کی تھی کہ اس کی چادر نہیں اتاری تھی۔

اس نے نظر گھما کر ارد گرد جائزہ لیا۔ کمرہ درمیانے سائز کا تھا۔ کھلا ساصاف سترہ۔ کریم کلر میں نیوفرنچر بھی پڑا تھا۔ ایک سائیڈ پر بڑی سی گلاس وندوں بھی تھی جس پر پورے سے زر اکم کر ٹن پھیلے ہوئے تھے۔

دیکھنے میں کسی بلڈنگ کا اپارٹمنٹ لگ رہا تھا۔ اگر وہ کسی طرح اپنا منہ کھول پائے یا پھر ہاتھ پاؤں کھول لے تو آسانی اپنی مدد کی جاسکتی تھی۔ مگر منہ کا کپڑا اور رسیاں مضبوطی سے بندھی تھیں۔ وہ رونے والی ہو گئی۔

اسی وقت کوئی مرد دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو اس نے جلدی سے سر ایک طرف لڑکا کر بے ہوشی کی ایکنگ کی۔

”یہ سر ہو گیا۔ لڑکی ہمارے پاس ہی ہے۔ نہیں نہیں زیابی سر آپ پریشان مت ہوں کوئی ہاتھ نہیں لگائے گا۔ جی ابھی بے ہوش ہیں۔ او۔ کے سر۔“ وہ بندہ قریب کھڑا اس کا جائزہ لیتا بول رہا تھا پھر اسے بے ہوش پا کرو اپس پلٹ گیا۔ جبکہ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ زیابی سر؟

زیابی؟ کیا یہ زیابی غان کی بات ہوئی؟ اس نے انغو اکروایا مگر کیوں۔۔۔؟

وہ غم اور غصے سے بے حال ہوئی جا رہی تھی۔ یہ سب کیا اور کیوں ہو رہا تھا، سمجھ ہی نہیں آرہی تھی۔

بس سر ڈالے بے بسی سے سسکنے لگی۔ دل میں کہیں اندر ایک اطمینان بہر حال اڑا تھا کہ اس کی عزت محفوظ ہے۔۔۔ کم از کم زیابی میں اتنی توغیرت ہے یہ تو وہ جانتی ہی تھی۔۔۔

مگر پھر بھی خوف دماغ پر حاوی ہو رہا تھا اتنا کہ چند لمحے سکتی رہی اور پھر سے بے ہوش ہوتی حواس کھوئی چلی گئی۔۔

YamanEvaWrites

فارس اپنے دوست کے فلیٹ پر بے صبری سے ٹھلٹا انتظار کر رہا تھا۔ آج ایک بار دیا اس کے پاس آجائے۔۔
وہ طلاق ہونے تک اور اپنے ساتھ اس کا نکاح ہونے تک اسے یہاں سے جانے نہیں دے گا۔۔ اس نے سوچ لیا تھا۔۔

”پتہ نہیں لغاری کے بندے کہاں مر گئے ہیں۔۔؟“ اس نے بے چینی سے ہاتھ مسلے۔۔

تبھی موبائل پر رنگ ٹوں گو نجی۔۔ وہ ٹھٹکا واصف کی کال تھی۔۔ اس نے اٹینڈ کی۔۔

”ہیلو۔۔ ہاں۔۔ ل۔۔ اڑکی ہمیں نہیں ملی۔۔ اسے کوئی اور اٹھا گئے۔۔“ واصف کی بوکھلائی ہوئی آواز پر اس کے ہاتھ سے موبائل گرا۔۔ واصف ہیلو ہیلو کر رہا تھا۔۔ فارس کے تو حواس گم ہونے لگے۔۔

”دیا۔۔“ وہ بال نوچ تاز میں پر بیٹھتا چلا گیا۔۔



واصف کے سامنے اس کے تینوں بندے سر جھکا کر کھڑے تھے، وہ سب کو گھور رہا تھا۔۔

”ایک کام ڈھنگ سے نہیں کر سکے تم لوگ۔۔

مفت خور ہو سب۔۔ جی چاہ رہا ہے سب کے سینے گولیوں سے چھلنی کر دوں۔۔“ واصف بھوکے شیر کی طرح دھاڑ رہا تھا۔۔
ان تینوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔ ان میں سے ایک جوان کالیڈر تھا، اس نے باقی دو کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا اور پھر انہوں نے لب سینے سر جھکا دیئے۔۔

”ایک چانس ملا تھا ایک اور آخری چانس اور تم ناکارہ لوگوں نے وہ بھی ضائع کر دیا۔۔“ واصف کا بس نہیں چل رہا تھا ان کے منہ نوچ
۔۔۔

”اب دفعہ ہو جاؤ۔ منہ اٹھائے کیوں کھڑے ہو۔ یہاں سے جاؤ ورنہ ابھی قتل کر دوں گا۔“ وہ انہیں وہیں جنے دیکھ کر پھر سے
دھاڑا۔۔۔

وہ جلدی سے کمرے سے نکل گئے۔۔۔

”اب کیا کریں۔۔۔ کچھ سوچو ورنہ باس یوں نہیں غصے میں خرچہ پانی بند کر دیں گے۔۔۔“ باہر نکلتے ہی ایک نے پریشانی سے کہا۔۔۔ اور وہ آپس
میں کچھ ڈسکس کرتے نکل گئے۔۔۔

واصف اپنے آفس میں ہی ٹھیک رہا تھا۔۔۔ جب دھاڑ سے دروازہ کھول کر سالک آیا۔۔۔ اس کے چھپے گارڈز تھے۔۔۔ جو اسے روکنے کی
کوشش کر رہے تھے۔۔۔ واصف نے اسے دیکھا تو ٹھکا۔۔۔

گارڈز کو جانے کا اشارہ کیا تو وہ چلے گئے۔۔۔

سالک اسے سختی سے گھور رہا تھا۔۔۔

”تمہیں سڑک میلنگر پسند ہیں کیا۔۔۔؟“

واصف نے ابر واچ کرا سے دیکھا۔۔۔

”واصف لغاری تم نے بزنس فائٹ میں فیملی انوالو کی ہے تم اگر پر سٹل ہونا چاہ رہے ہو تو اب نیکسٹ ٹائم میرے آنسر کو ویکلم کرنے
کے لیے تیار ہو جاؤ۔۔۔“

سالک کی وارنگ پر اس کامنہ کھل گیا۔۔۔ وہ اس کی نظر میں کل کا پیدا ہوا لڑکا اور ایسی ہمت۔۔۔؟ آخر وہ ہربات جان کیسے جاتا
ہے۔۔۔

”کیا بات کر رہے ہو۔۔۔ کونسی فیملی۔۔۔؟“ واصف صاف مکر گیا۔۔۔ کام تو ویسے بھی ہو انہیں تھا تو الزم خود پر کیسے آنے دیتا۔۔۔

”تم جانتے ہو میں کیا بات کر رہا ہوں۔۔۔ پولیس اس معاملہ میں انوالو ہو چکی ہے۔۔۔ مگر میں تمہارا کہیں نام آنے نہیں دوں گا۔۔۔

تمہیں میں اس حال تک لاوں گا کہ تم منہ چھپاتے پھرو گے لوگوں سے۔۔۔

..It'll be good if you release her now..or I'll kill you basterd its my very last warning

(یہ اچھا ہو گا اگر تم اسے ابھی آزاد کر دو یا میں تمہارا قتل کر دو نگا* گالی۔۔۔ یہ میری بالکل آخری وار ننگ ہے۔۔۔)

سالک نے سرد لمحے میں کہا۔۔۔ واصف کچھ پل کے لیے تو سہی پریشان ہوا اس کے پاس لڑکی ہوتی تو ابھی چھوڑ دیتا مگر اس کے پاس تو واقعی لڑکی نا تھی تو کہاں سے لائے۔۔۔ نجات کون لے گیا۔۔۔

اس نے فکر مندی سے اپنا تھام سلا۔۔۔

Ya aWa راست مان es

زايان خاموشی سے سامنے بیٹھی سینہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو اچانک سے ہی آج اس کے آفس آگئی تھی اور اب اس کے آفس کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔ زایان بے زار ہوا۔۔۔

”تم تو جرمنی چلی گئی تھیں یا۔۔۔ اب اتنے وقت بعد کیسے آنا ہوا وہ بھی اچانک سے۔۔۔ اور میرے آفس کا کس نے بتایا۔۔۔؟“ زایان نے اس سے پوچھا تو وہ اسے دیکھ کر مسکرائی۔۔۔

”تم نے مجھے ہوپ لیں کر دیا تھا۔۔۔ تو میں نے خود کو سنبھالنے کے لیے یہاں سے دور تو جانا ہی تھا۔۔۔ بٹ آئی واژٹو ٹلی فیلڈ۔۔۔ پھر تم نے بھی تونبر چینچ کر لیا تھا کوئی کا نتیکٹ ہی نہیں رکھا۔۔۔“

وہ اپناباتتے ہوئے اس سے گلمہ کرنے لگی۔۔۔ زایان نے گھر انسانس بھرا اور پیچھے چینچ سے ٹیک لگا کر بیٹھا۔۔۔

”میں کچھ بزی تھا۔۔۔ اپنا بزرنس سٹیبل کرنے میں کسی سے کا نتیکٹ نہیں رہا۔۔۔“ زایان نے فیور سے تیقی پیشانی مسلتے ہوئے کہا۔۔۔

”بائی داوے۔۔۔ میرا فارس سے کا نتیکٹ ہوا تو اس نے بتایا کہ آج کل کمپنی اون کر رہے ہو اور یہ کہ تمہاری شادی بھی نہیں ہوئی۔۔۔“ اس نے آخر میں آنکھ مار کر شوخی سے کہا۔۔۔ زایان نے لب بھنچے۔۔۔

”تو میں آگئی۔۔۔ شاید اب میری طرف دیکھ لو۔۔۔“ وہ حسرت سے زایان کا دلکش وجیہہ چہرہ تکتی بولی۔۔۔ وہ تھا ہی ایسا کہ اس سے دستبرداری مشکل ہی ہو جاتی تھی۔۔۔

”سینہ پیز میں یہ بات کرنا نہیں چاہتا۔۔ ہم فرینڈز ہیں اور بس۔۔“ زیان نے اسے سختی سے ٹوکا۔۔ وہ چپ سی ہو گئی۔۔ زیان بدل گیا تھا۔۔ وہ اب نرمی سے نہیں سختی سے حد کا بتارہا تھا۔۔ وہ جانتی ہی کہاں تھی اسے محبت نے یہ مراج انعام میں بخشاتھا۔۔

”او۔۔ کے سوری۔۔ پاپا چاہتے ہیں اب بنس رن کرنے میں ان کی ہیلپ کروں مجھے ایکسپرنس گین کرنا ہے سو ایز یوسیدوی آر فرینڈز۔۔ مجھے یہاں جا ب دو۔۔ میں اسی لیے آئی ہوں۔۔ اور پیزاب انکار مت کرنا۔۔“ سینہ نے اپنے آنے کا مقصد بتایا اور اس کے بولنے پہلے ہی الجائیہ لجھ میں ریکوئٹ کی۔۔ زیان نے گھر اسنس بھرا۔۔

”او۔۔ کے۔۔ یو کین جوانئ می۔۔“

وہ کنپٹی مسلتابول رہا تھا۔۔ آج آفس تو آگیا تھا مگر طبیعت اب بھی ان سٹیبل تھی اب تو سر میں درد بھی ہونے لگا تھا۔۔ اس نے میج کی بپ پر موبائل اٹھا کر دیکھا۔۔

ساک کا میج تھا کہ گاڑی بھیجے گھر اسے کہیں جانا ہے۔۔ اس کے لبوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آئی تھی۔۔ شوفر کو کال کر کے گاڑی لے جانے کا کہا اور ریان کو میج کیا کہ اسے واپسی پر پک کر لے۔۔

سینہ اتنے عرصے بعد اسے سامنے دیکھ کر دل کھول کر دلکھرہی تھی۔۔ وہ پہلے سے بھی کہیں زیادہ پینڈ سم لگ رہا تھا۔۔
چہرے پر اب یونی بوائے والی شوخی و شرارت کی بجائے میچورٹی تھی۔۔۔

بال جیل سے پیچھے کو سیٹ کیے ہوئے تھے۔۔ بلکی بلکی سی بڑھی شیواں کی سفید رنگت پر بہت سے زیادہ نجھرہی تھی۔۔۔

👉 YamanEvaWrites 👈

فارس بری طرح بکھری حالت میں گھر آیا تو ہمت کر کے چاچو کے گھر گیا۔۔ ڈرائیور میں کوئی ناتھا سب چاچو کے روم میں تھے۔۔
وہ روم کے دروازے پر جم گیا۔۔

اکرام، اس کی امی اور خان فیملی کے دو بڑے مرد زیان کے داد اور دادا کے بھائی بھی آئے ہوئے تھے۔۔

چاچو کی آنکھیں آنسوں سے بھری سرخ ہو رہی تھیں۔۔

وہ بندہ جو اپنی حالت کی وجہ سے زیادہ نہیں پیٹھ سکتا تھا بنجانے کتنی دیر سے بیڈ کراون سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ ایک باپ کے لیے اس سے بڑی بے بسی کیا ہو سکتی تھی کہ بیٹی شام ہو جائے گھرنا آئی ہو اور وہ اسے تلاش کرنے بھی ناجاہست ہوں۔۔ ہالہ وہاں نظر نہیں آ رہی تھی مگر ساتھ والے کمرے میں رونے کی آواز آ رہی تھی۔۔ فارس کو شدید شرمندگی ہونے لگی۔۔

وہ کیوں اتنا بے حس ہو گیا۔۔؟

اس نے اپنے چچا کی حالت کیوں ناسوچی۔۔ اپنی ماں کو رو تاد بیکھ کر اس نے نظر چائی۔۔ اکرام کمرے کے بالکل کارنر میں ایک چمیر پر بیٹھا تھا اس کی آنکھوں میں بھی جیسے خون اترنا ہوا تھا۔۔ حالت بتارہی تھی دفتر سے آنے کے بعد وہ بھی گلیوں کی خاک چھان چھان کر اب نڈھاں بیٹھا تھا۔۔

زاں کے داجان اپنے جان پیچان کے کمشنر سے بار بار کال کر کے اپڈیٹ حاصل کر رہے تھے مطلب پولیس بھی انوالو ہو چکی تھی؟
اسے پینے چھوٹے۔۔

”السلام علیکم۔۔ آں۔۔ سب خیریت۔۔ تو ہے ناں۔۔“ اس نے ان جان پن کا مظاہرہ کرتے پوچھا۔۔ زبان زر الٹ کھڑائی تھی دل میں جو چور تھا۔۔

”ہالہ صبح سے غائب ہے۔۔“ اکرام نے سرد لبجے میں بتایا تو فارس کے سر پر دھماکہ ہوا۔۔ مگر دیا کی بجائے ہالہ کیوں؟
”ہ۔۔ ہالہ ک۔۔ کیا مطلب؟“ وہ بری طرح بوکھلا یا۔۔

”ہاں خادم کی دواليئے گئی تھی اب تک نہیں آئی۔۔ کھانا بنارہی تھی دیا کے لیے۔۔ دیانے بتایا وہ جارہی تھی تو ہالہ نے اسے روک دیا کہ اب اس کا بیوں جانا اچھا نہیں لگتا۔۔ وہ خود جائے گی۔۔ اب شام ہونے کو آگئی ہے، سارا علاقہ چھان مارا۔۔ ناجانے کہاں گئی پچی۔۔“ تائی جان نے پریشانی سے بتایا۔۔ فارس گم صم ہو گیا۔۔ اکرام اس بات پر استہزا سیہ ہنسا گویا وہ جان بوجھ کر گئی ہو۔۔

اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا بیر و نی دروازے کو دھاڑ سے کھوں کر کوئی اندر آیا۔۔ سب کے ساتھ فارس بھی چونکا اور باہر کی طرف دیکھا۔۔ سالک غصے سے بھر اندر آ رہا تھا۔۔ چہرے اور آنکھوں میں سرخی تھی اور بال بے ترتیبی سے بکھرے تھے۔۔

وہ فارس کو دیکھ کر تیر کی طرح اس کے سر پر پہنچا اور اس کا گریبان پکڑا۔ سب حیران رہ گئے۔ فارس بھی گھبر آگیا۔

”کہاں ہے وہ سچی بنا دو۔ میں جانتا ہوں یہ تمہارا اور واصف کا پلان ہے۔“ سالک نے غرا کر کہتے ہوئے اسے زور جھٹکا دیا۔

اس کے الفاظ پر سب ساکت ہوئے فارس کا تو سانس سینے میں اٹک گیا۔ وہ کیسے جانتا ہے یہ بات؟ وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔

”میں نہیں جانتا۔ میں قسم کھاتا ہوں میں اس میں انوالوں نہیں۔“

فارس کی دی صفائی پر اکرام اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کی طرف بڑھا۔ تائی جان کی تو آنکھیں فارس پر جمی تھیں۔ وہ آج بھڑک کیوں نہیں رہا۔ یوں گھبر اکر صفائی کیوں دے رہا ہے۔ ماں تھیں اس کی رگ رگ سے واقف تھیں۔

”تم یہ کیا کر رہے ہو؟ ہم اپنے گھر کی عورتوں کو خود اٹھوانے والے گھٹیا کارنا مے سرانجام نہیں دیتے اور یہ اس گھر میں پہلا واقعہ نہیں ہے۔ اس کا گریبان چھوڑو۔“ اکرام کے جملے اور لمحے پر جہاں خادم صاحب نے آنکھیں شدت سے بند کر کے سسکی روکی وہیں داجان اور نانا کو بھی سخت بر الگ تھا۔ سالک نے اسے جھٹکے سے چھوڑ کر اکرام کو دیکھا۔

”یہ تو پھر تم بھائیوں کی مہربانی ہے۔ ان کے باپ کے ایکسٹینٹ کے بعد سے ہی وہ یہ مصیبتیں جھیل رہی ہیں نا۔؟ کیونکہ ”تم“ اس گھر کے دونوں لڑکے سنبھالنے کی بجائے رخ موڑے رشتہ جاتتے رہتے ہو۔ تمہاری باقی باتوں کے جواب میں بعد میں فرصت سے دوں گا۔“ سالک کی صاف گوئی اور سرد پن پر اکرام نے لب بھنپے وہ کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ وہ کافی حد تک سچ بول رہا تھا۔ اور پھر پیچھے بیٹھے وہ دوبار عب بزرگوں کی پہلے ہی کڑی نظریں اس پر جمی تھیں۔ وہ تو منہ توڑ دیتے شاید۔۔۔

سالک نے ابھی جانے کے لیے دروازہ کھولا، ہی تھا کہ سامنے سے ہالہ لڑکھڑاتی ہوئی اندر داخل ہو رہی تھی۔ سالک نے اسے کندھوں سے تھام کر اسے سہارا دیا تھا۔

Yaman_Eva #♥♥

ہالہ بابا کے سینے سے لگی بیٹھی تھی۔ سب نے شکر پڑھا کہ وہ صحیح سلامت خود ہی لوٹ آئی تھی۔ دیا تو نجانے کتنی دیر سے کمرے میں مٹھیوں میں بال دبوچے گھٹ کر رہی تھی۔ اس نے بھی جھیلا تھا کلڈنپینگ کا عذاب۔ اسے اندازہ تھا کتنی بے بسی اور ازیت ہوتی ہے۔ اسے بری طرح خوف محسوس ہو رہا تھا۔ نجانے ہالہ کیسی ہو گی اور کس حال میں ہو گی۔۔۔

مگر شکر تھا الہ نے زیادہ تکلیف نہیں جھیلی تھی اور شام تک خود آچکی تھی۔ دیا بھی بھی سہی سی اس کا ہاتھ سختی سے اپنی گرفت میں لیے بیٹھی تھی جیسے چھوڑا تو وہ پھر سے کہیں کھونا جائے۔

”بچے کچھ اندازہ ہے کون تھے کڈنیپ کرنے والے۔۔۔؟“

داجان نے نرمی سے پوچھا۔ سالک نے سر جھکا اس کے خیال میں یہ کام واصف کا تھا اور جب دن ٹائم وہ اسے دھمکا کر آیا تھا تو اس نے بھیج دیا۔

ہالہ نے لب بھینچے۔ جی چاہا سب کے درمیان بہرام صاحب کو ان کے پوتے کا کارنامہ بتائے جس نے کڈنیپ بھی کروایا اور پھر کچھ کہے بنا چھوڑ بھی دیا۔ وہ بھی ایسے کہ اس کے ہاتھ پاؤں کھول کر دروازہ کھلا چھوڑ دیا گیا تھا۔ وہ جان گئی یہ جان بوجھ کر کیا گیا ہے مگر اس نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور وہاں سے نکل آئی تھی۔

وہ وہاں سے دھکے کھاتی لوگوں سے پوچھ پوچھ کر گھر تک پہنچی تھی۔

اسے شدید نفرت ہوئی تھی اس سارے وقت میں زایان خان سے۔۔۔

”میں نہیں جانتی کون تھے میں نیم بے ہوشی میں رہی جب مجھے زراہوش آیا تو انہوں نے کچھ بھی کہے پوچھے بنام مجھے چھوڑ دیا۔۔۔“ ہالہ نے سنجیدگی سے کہا۔

”مذاق کر رہی ہو؟ کسی نے تمہیں انغو کیا اور پھر شرافت سے چھوڑ دیا؟ پاگل سمجھا ہے ہمیں۔۔۔ کون ہے جس کے کارنامے پر پردہ ڈال رہی ہو۔۔۔ بتاتی کیوں نہیں ہو۔۔۔؟“

اکرام سب کا لحاظ کیے بنا چکر بولا۔ ہالہ ناچاہتے ہوئے بھی گھبر اگئی۔ خادم بابا نے شرمندگی اور غم کی ملی جلی حالت سے اکرام کا روپ دیکھا۔ تائی جان نے بیٹے کے اس بیگانے روئے پر بے بسی سے سر تھاما۔۔۔

اور فارس خاموشی سے اپنے گھر چلا گیا۔۔۔

”خادم بچے کیا مجبوری ہے جو اس جاہل انسان کے پلے بیٹی باندھ دی؟ جسے اتنی تمیز نہیں کہ ہمارے سامنے ہی لحاظ کر لے۔۔۔“ سالک کے ناظر اکم برداشت والے تھے ناک چڑھا کر اکرام کی طرف اشارہ کرتے بولے۔۔۔

”ان بہنوں نے یہ تماشہ بنار کھا ہے آپ لوگ چاہتے ہیں میں لحاظ کروں؟ پہلے چھوٹی رات تک غائب رہی اور پھر نکاح کرو اکر آگئی اور اب بڑی نے بھی حصہ ڈال لیا۔ نجانے کون لے گیا اور پھر بنا کہے چھوڑ دیا۔ کیا فلم چل رہی ہے یہاں۔“ اکرام بد لحاظی کی حد پار کر رہا تھا۔ سالک کا پارہ آسمان پر پہنچ رہا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا خادم صاحب جو ہالہ کی زرد رنگت دیکھ رہے تھے جیسے کسی فیصلہ پر پہنچتے بول پڑے

”اکرام ابھی اور اسی وقت میری بیٹی کو میرے غلط فیصلے سے آزاد کرو۔“ ان کی آواز کا نپر رہی تھی۔ اکرام ساکت ہوا۔

”کچھ مت کہیں بھا بھی۔ آپ دیکھ رہی ہیں اس کا رو یہ۔ یہ انسان ساری عمر اسی بات کا طعنہ دے کر اس کی زندگی عذاب کر دے گا۔ میں اپنی معصوم بیٹی کی زندگی جانتے بوجھتے جہنم میں کیوں دھکیلوں؟ صرف اس لیے کہ لوگ کیا کہیں گے۔؟“ تائی نے کچھ کہنا چاہا جب بابا نے انہیں احترام سے جواب دیا۔ وہ چپ کی چپ رہ گئیں۔

”چاچو میں بھی تو اپ سیٹ ہوں۔ آپ بات کیوں نہیں سمجھ رہے۔ یہ بتائے گی تو ایسا کرنے والوں کو سزا ملے گی۔“ اکرام نے جلدی سے اپنے روئیے کیوضاحت دی۔ ہالہ اور دیا ایک ایک کامنہ دیکھ رہی تھیں۔

”ڈیورس دوورنہ اور بھی طریقے ہیں۔ تم نے سنانال خادم بابا نے کیا کہا۔؟“ سالک نے غصے سے کہا اور پھر اکرام سے اسی وقت طلاق دلو اکر رہی اسے جانے دیا تھا۔

ہالہ بے دم سی بیٹھی رہ گئی تھی جبکہ دیا کے اندر تک سکون اتراتھا۔

”گرینڈ فادر، گرین پا۔ آپ لوگوں کو چاہئے کہ ہیلے اور زایان بی کی شادی کروادیں۔ زایان بی لوزہر آلات۔“ سالک نے نانا اور دادا کے درمیاں بیٹھ کر زراسر گوشی میں کہا۔

”اچھا؟ بھائیان پھر کیا کہتے ہیں۔؟ زایان کا رشتہ آپ بتا رہے تھے پچھلے ماہ ختم کر دیا تو پھر۔“ نانا جان تو تھے ہی سالک جیسے۔ جوش بھرے لبجے میں کہا۔

داجان سوچ میں ڈوبے تھے سرا ثابت میں ہلایا۔ خادم صاحب سے بات کی بلکہ ریکوئست کی تھی۔ کیونکہ صرف نکاح تھا تو عدت کی ضرورت نا تھی۔ اور پھر بیٹھے بٹھائے رشتہ طے ہوا۔ خان فیملی کے سارے مرد اور کچھ عورتیں آگئیں۔ اسی دن رات کے نو بجے تک ہالہ کا نکاح زایان سے کر دیا گیا۔ ہالہ اس اچانک فیصلہ پر ضرور انکار کرتی اگر سالک اسے چپ نا کر دیتا تو۔

"?heley just trust me.. do you"

سالک نے کتنے مان سے پوچھا تھا وہ جو کچھ ہی دن پہلے اس کا بھائی اور دوست بناتھا اور اپنے رشتے کا حق ادا کرتے ہوئے پاگلوں کی طرح سارا دن ہالہ کے لیے جگہ جگہ گھومتا۔ پورا شہر چھانتا رہا تھا۔ اسے ہالہ کیسے انکار کرتی؟ اسے پہلی بار "بھائی" والا مان مل رہا تھا۔ کوئی اس کی فکر کر رہا تھا۔ اس کے باپ نے سالک پر یقین کر لیا تھا تو اس نے بھی سرجھ کالیا۔ زایان بے شک براہو سالک اس کی ڈھال ہے۔۔۔ اسے یقین ہو گیا تھا۔۔۔

زایان تو کتنی دیر بے یقین سے جم ہی گیا تھا۔ اس کا نکاح؟ ہالہ سے؟ وہ جو گھر پہنچ کر بخار کی حدت سے جلتا بستر میں پڑا تھا۔ سب بھلانے حاضر ہوا تھا۔ چہرے پر اب بھی سرخی اور نقاہت تھی۔۔۔ مگر خوشی کی چمک ان پر بھاری تھی۔۔۔

"ابنی امانت لے جائیں آپ لوگ۔۔۔ کل بات خاندان میں پھیل جائے گی تو جواب طلبی کے لیے سب آئیں گے۔۔۔ میں جواب دے لوں گا مگر میں نہیں چاہتا ہالہ اس سب سے گزرے۔۔۔" بابا نے ان سے کہا اعتراض نہیں بھی نا تھا۔

دیا گھر رک گئی تھی اور ہالہ خان پیلس رخصت ہو چکی تھی۔۔۔ یہ تھی ان کی قسمت اور ان کا ملنا ایسے ہی طے تھا۔۔۔ ہالہ نے زایان کا ہی ہونا تھا۔۔۔ زایان کو اب یقین ہو گیا تھا۔۔۔ وہ دونوں دل میں اپنے اللہ سے ہم کلام تھے۔۔۔ زایان شکر گزار تھا اس "عنایت" پر۔۔۔ ہالہ شکوہ کنایا تھی اس "سزا" پر۔۔۔

(نوٹ: اگر لڑکی اور لڑکا کا صرف نکاح ہو اور کوئی ازدواجی تعلق نا ہو تو اس طلاق کی عدت نہیں ہوتی۔۔۔)



"سالک تم مت جاؤ پلیز۔۔۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے، بہت۔۔۔" سالک کو دروازے کی طرف جاتا دیکھ کر کچن سے بر تن دھو کر نکلتی دیا جلدی سے بولی۔۔۔ وہ رکا اور اس کی رومنی صورت دیکھی جو واقعی ہالہ کے واقعہ سے ابھی تک خوفزدہ سی تھی۔۔۔

”میں ڈور لاک کرنے جا رہوں۔۔ مجھے اس وقت زایان بی کے ساتھ ہونا چاہئے تھا اور میں یہاں تمہاری سیکیورٹی کرتا پھر رہا ہوں۔۔ حد ہے۔“ وہ منہ بننا کر بڑبڑا تھا اور روازے کی طرف گیا۔۔ دیا نے اطمینان بھری سانس لی۔۔

بابا کو کھانا کھلا کر میڈیسین دے دی تھی۔۔

ایک نظر ان کے کمرے میں جھانکا۔۔ آج دوسرا بیٹی کو بھی قدردان اور محفوظ ہاتھوں میں دے کر وہ پر سکون لگ رہے تھے۔۔

دیا اپنے اور ہالہ کے مشتر کہ کمرے کی طرف بڑھی۔۔ کمرے میں سنگل بیڈ ملا کر ایک بیڈ بننا ہوا تھا۔۔ جو دیا کی شادی کے بعد ہالہ نے ہی ایسے سیٹ کر لیا تھا۔۔ کمرے میں پھیلا وادیکہ کروہ آگے بڑھی اور کپڑے وغیرہ سمیٹنے لگی۔۔ بیڈ پر نئی بیڈ شیٹ ڈالی۔۔

”اگر جو سالک ایسا روم دیکھتا۔۔ کیا کہتا، لتنا گند مچا کر رکھتی ہے ہالہ۔۔ اف۔۔ زایان بھائی کی قسم۔۔“ آج پہلی بار ہالہ کی بجائے خود سمیٹنے وہ خود کو نہایت صفائی پسند سمجھنے لگی تھی۔۔ پچھے مڑ کر دیکھا تو سالک دروازے پر کھڑا کمرے کا جائزہ لے رہا تھا اور نجانے کب سے کھڑا تھا۔۔

”...how dirty you are Diana.. but thank God you've ability to clean your mess“

دیا کے متوجہ ہونے پر وہ ناک چڑھا کر بولا۔۔

”یہ روم ہالہ کے یوز میں ہے۔۔ میں آج صحیح ہی آئی ہوں اگر یاد ہو تو۔۔“ دیا نے فوری ساراللبہ ہالہ پر پھینکا۔۔

”اور صحیح سے یہ روم تمہارے یوز میں ہے۔۔ نہیں؟“ سالک کندھے اچکاتا آگے بڑھا اور بیڈ پر جا بیٹھا۔۔ دیا نے شرمندگی سے یہاں وہاں دیکھا۔۔ کوئی جو موقع سالک جانے دے۔۔

”سالک یہ سب کہیں تم نے تو نہیں کیا۔۔؟ تم نے ہالہ کے نکاح پر کہا تھام زایان بی کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہو۔۔“ دیا چانک یاد آنے پر اس کے پاس جائیٹھی اور آنکھیں پوری سے زیادہ پھیلا کر اسے دیکھا۔۔

”ایک فری ایڈ وائز ہے۔۔ تمہارا دماغ بالکل سیئر ہے۔۔ سو پلیز تم اسے یوز کرنا بند کر دو۔۔ ورنہ سر بالکل غالی ہو جائے گا۔۔“ سالک کے الٹے جواب پر وہ مزید شکی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

”ڈی فار گاڑیک۔۔ میری کوئی سستر نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں میں اس طرح ہیلے کالو گوں میں تماشہ بناؤں گا۔۔ اسے یوں کلڈنیپ کر کے ستر بخبرز میں اکیلا چھوڑوں گا اور ایک پورا دن مینٹلی ٹارچ کر کے اسے یونہی ہیلپ لیں چھوڑوں گا۔۔؟ تم مجھے اچھا نہیں سمجھتی تو مت سمجھو مگر اتنا شیم لیں نہیں ہوں میں۔۔“ سالک نے سختی سے کہا تو وہ شرمندہ ہو گئی۔۔ اسے اس طرح شک نہیں کرننا چاہئیے تھا۔۔

”میں نے کہا تھا کچھ بھی کروں گا۔۔ اور وہ کچھ یہ تھا کہ میں نے پہلی فرصت میں ہی نکاح کروادیا۔۔ میں ہیلے کو سارا دن سرچ کرتا رہا ہوں۔۔ اگر تمہیں مجھ پر اس لیے ڈاؤٹ ہے کہ ڈھونڈ نہیں پایا تو میں بتا دوں مجھے یہاں کی پلیسنس کا پتا نہیں۔۔ اور میں انسان ہوں جن نہیں کہ سینڈز میں اسے ڈھونڈ کر سامنے لے آتا۔۔“ وہ بری طرح بگڑ گیا۔۔ اتنی خواری کے بعد جسے سب سے زیادہ مشکور ہونا چاہئیے تھا، اس سے یہ بات سن رہا تھا۔۔ تھکن مزید بڑھ گئی تھی۔۔

اسے دیا کی یہ بات۔۔ یہ شک بہت ہرٹ کر گیا تھا۔۔ اس نے واقعی ہالہ کو بہن سمجھا تھا اور بہن کی بہتری کے لیے بھی کوئی بھائی ایسا بے ہودہ سٹیپ نہیں لے سکتا تو ڈی نے اسے ایسا کیوں سمجھا؟

وہ ایک سائیڈ پر بگڑے موڑ کے ساتھ لیٹ گیا تھا۔۔ دیالب کچلتی اسے دیکھنے لگی۔۔

”تم نے اسی طرح مجھے کیوں نہیں ڈھونڈا تھا سالک۔۔“

ٹھوڑی دیر بعد دیا کا شکوہ سن کر سالک کو اچھا خاصہ جھٹکا لگا تھا۔۔ یعنی ابھی بھی اپنا صدمہ باقی تھا اس کا۔۔؟

”...seriously?. you're too much D“

سالک اٹھ کر بال نوچنے لگا۔۔ دیا کی آنکھوں میں اب بھی شکوہ تھا۔۔ ہالہ کے لیے پا گل ہوا میرے لیے کیوں نہیں؟ ہالہ کی فکر تھی کہ کچھ غلط نا ہو جائے۔۔ میری فکر کیوں نہیں ہوئی؟ وہ رونے کی تیاری باندھنے لگی۔۔

”تمہیں پتہ ہے میں اکثر جب رات کو ڈر تی ہوں۔۔ جب میں خواب میں اسی جگہ وہی ازیت بار بار سکھتی ہوں تو ہمیشہ تم سے شکوہ ہوتا ہے کہ مجھے ڈھونڈا کیوں نہیں تھا تم نے؟ تمہیں اندازہ ہے اس نے مجھے کتنی بے دردی سے مارا تھا۔۔“ وہ ایک بازو آنکھوں پر رکھ رونے لگی۔۔ سالک شاکر ڈر گیا۔۔

”میں آج تک اس وقت سے نہیں نکل پائی کیونکہ مجھے ہالہ کی طرح کسی نے نہیں ڈھونڈا تھا۔۔۔ میں وہاں پورا دن اکیلی تھی سالک۔۔۔ اسے ایک ہی صدمہ کھانے جا رہا تھا۔۔۔

سالک نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بازو آنکھوں سے ہٹایا تو اس نے بھیگی آنکھوں سے سالک کو دیکھا۔۔۔ سالک یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ ”تمہیں شرم نہیں آ رہی سالک؟ تم اب بھی مجھے روتا دیکھ کر خوش ہو رہے ہو۔۔۔“ دیانتے اس کے یوں بازو ہٹا کر دیکھنے پر خفگی سے کھما۔۔۔ سالک نے ہنس کر اسے دیکھا اور آگے بڑھ کر سینے سے لگالیا۔۔۔

”میں نے تمہیں بہت ڈھونڈا تھا ڈی۔۔۔ سارا دن ڈھونڈا تھا۔۔۔“ اسے گلے سے گا کر وہ بولا۔۔۔

اگر اسے زرا بھی اندازہ ہوتا وہ اس کی وجہ سے اتنا (suffer) سفر کرتی رہی ہے تو پہلے دن بتا دیتا اس نے خواخواہ اس بات کو چھپائے رکھا۔۔۔ اس کے سینے سے لگی دیا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔

”سالک میں ایک خواب دیکھتی ہوں کہ تم کسی کو بہت زیادہ مار رہے ہو۔۔۔ اور پھر مجھے ہگ کر کے سوری کر رہے ہو۔۔۔ کیا یہ سچ ہے۔۔۔“ دیانتے چہرہ اس کے سینے میں چھپاتے ہوئے پوچھاتا کہ وہ اس کا مراقب نا اڑائے اس خواب پر۔۔۔ سالک نے گہر انس بھرا، اب چھپانے کا فائدہ نہیں تھا۔۔۔ ذی کی اس پریشانی اور خواب دیکھنے پر اس کی کنفوژن دور کرنا ہی بہتر لگا۔۔۔

”یہ بالکل سچ ہے۔۔۔ وہ خواب نہیں وہ سچ ہے۔۔۔“ سالک نے اس کا سر تھی تھیا۔۔۔

”تم کیا بول رہے تھے تب بتاؤ؟“ دیانتے سر اٹھا کر بغور اس کا چہرہ دیکھتے اندازہ لگانا چاہا وہ سچ بول رہا ہے یا جھوٹ۔۔۔

..you dare to touch.. i'll kill you”

something like this.. I begged you while hugging you saying...sorry D it was my fault..

?..are you clear

(تم نے اسے چھونے کی ہمت کی میں تمہیں مار ڈالوں گا۔۔۔ کچھ ایسا کہا۔۔۔ میں تمہیں گلے لگائے منت کر رہا تھا اور کہا تھا معاف کرنا ڈی
یہ میری غلطی تھی .. کیا اب تم (اس معاملہ میں) واضح ہو۔۔۔?)

سالک وہی سب بول رہا تھا جو وہ خواب میں دیکھتی آئی تھی۔۔ پھر اسے کندھوں سے تھام کر اپنے سامنے کرتے ہوئے پوچھا۔۔ دیا
بے ساختہ سر ہلا گئی۔۔

”سالک تمہارا وہ سمسمٹر پیپر اس دن میری وجہ سے رہ گیا تھا؟“ دیا کو سالک کی فیملی نے بتایا تھا کہ اس کا پیپر رہنے کی وجہ سے سمسمٹر فریز
کرنا پڑا۔۔ اب وجہ سمجھ آ رہی تھی۔۔ سالک نے ہاں میں سر ہلاایا۔۔

”مطلوب۔۔ تم مجھے پسند کرتے تھے تب سے۔۔؟“

وہ شرما کر بولتی اسی نتیجہ پر پہنچی تھی۔۔

”نہیں یہ سب سڑگل شوق میں کرتا گیا۔۔“ سالک ہنسنے ہوئے پھر سے اپنی جگہ لیٹ کر دیا کو دیکھنے لگا۔۔ جواب پر سکون سی بنا سانس
لیے بولتی جا رہی تھی سالک نے اس کا گلابی نازک سا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا اور آنکھیں بند کیے سونے لگا۔۔ دیانے جھٹکے سے ہاتھ
چھڑایا۔۔

”میں جب بھی باتوں میں مصروف ہوں تم فری ہونے لگتے ہو۔۔ میں تمہارے یہ ڈر لگنے والے ڈرامے سمجھ گئی ہوں۔۔ وہ جو تم نے
سیلیفیزی ہیں۔۔ ڈرنے والی شکلکیں ایسی نہیں ہوتیں۔۔ اور میں تمہاری اس حرکت کا بدلہ ابھی لے چکی ہوں۔۔“ دیا نے کہتے
موباکل اس کے سامنے لہرایا تو وہ چونکا۔۔

”مطلوب کیسا بدلہ؟“ سالک اس فتنہ کو گھورنے لگا۔۔ جو ابھی اتنی معصوم بنی رو قی جا رہی تھی اور اب پھر سے اپنے روپ میں تھی۔۔

”چیک مائے وُس ایپ سٹیٹس۔۔“ وہ شرارت سے بولی۔۔ سالک نے جلدی سے سیل اٹھا کر چیک کیا تو اس کی وہی پکچر جس میں وہ
برش کرتے ہوئے نیند کر رہا تھا، دیا نے سٹیٹس پر لگائی ہوئی تھی۔۔ سالک جل بھن گیا۔۔ کتنی شرم کی بات تھی۔۔

”.. You D fo Damn!.. get ready fo my answer“

سالک نے موباکل بیڈ پر پہنچا۔۔ دیا زور سے لکھلائی۔۔ سالک سوچ چکا تھا سے کیا کرنا ہے۔۔ ڈی سہی پچھتا نے والی تھی۔۔

👉 YamanEvaWrites 👈

تائی جان اپنے کمرے میں جا کر اپنے بستر پر لیٹ گئیں۔۔ اکرام کی حرکت نے ان کا دل بری طرح توڑ دیا تھا۔۔

فارس اور اکرام آگے پیچھے ان کے کمرے میں آئے مگر وہ چپ کر کے پڑی رہیں۔۔۔

”امی آپ ٹھیک توہین۔۔۔“ اکرام نے آہستگی سے پوچھا۔۔۔ ان کا چہرہ بالکل زرد ہوا تھا۔۔۔

”میں نے تو پوری کوشش کی تھی۔۔۔ اچھی لڑکیاں چنیں۔۔۔ باوفا اور گھر بسانے والی۔۔۔ مگر تم دونوں کو شاید باحیا لڑکی چاہیے ہی نہیں تھی۔۔۔“ تائی نے سنجدگی سے کہتے اپنے دائیں بائیں بیٹھے بد نصیب بیٹوں کو دیکھا۔۔۔

”میرا کیا تصور ہے۔۔۔ شروع سے آپ نے کہا دیا سے زیادہ فری ناہوں۔۔۔ اسے رشتے کا احساس نادلاوں۔۔۔ معصوم ہے۔۔۔ ناس بمحض ہے۔۔۔ میں اس کے ساتھ بس ایک کزن کی طرح رہا اور وہ کسی سے نکاح کر کے سامنے آکھڑی ہوئی۔۔۔ میری تو کبھی ہوئی نہیں وہ۔۔۔ ورنہ اکرام بھائی کی طرح ناکرتا کبھی۔۔۔“ فارس تو پھٹ پڑا تھا۔۔۔ اکرام نے لب بھینچے۔۔۔

”ان کی حرکتیں دیکھی ہیں۔۔۔ پورے محلے، پورے خاندان میں ایک یہی لڑکیاں کیوں ہر بار گھر سے غائب ہوئیں اور بھی خوبصورت لڑکیاں ہیں یہاں۔۔۔ ناکبھی کوئی انغوہ ہوئی ناگھر سے غائب ہو کر نکاح کرو اکر آئی۔۔۔ آپ کواب بھی لگتا ہے وہ اچھی ہیں۔۔۔“ اکرام نے تنفس سے کہتے ہوئے ماں کو دیکھا۔۔۔

”ہاں کیونکہ ان پر یہ وقت تم لوگوں کی وجہ سے آیا۔۔۔ سب کے گھروں میں مجبوریاں ہوتی ہیں، مرد سہارا بنتے ہیں یہاں تم سہارا بن کر نادیئے۔۔۔ اپنی بہن کی شادی کے لیے ہر جگہ قرض کی بات کی۔۔۔ باپ جیسے چچا کے لیے نہیں کر پائے، جب وہ موت کے منہ میں تھا۔۔۔ وہ چچا جس نے باپ کے بعد جتنا ہو سکا سہارا بن کر دکھایا۔۔۔ غزالہ کا اتنا مہنگا فرنچ پرنس اسی نے بنوایا کہ وہ باپ ہے اس کا حق ہے۔۔۔ اس پر وقت آیا تو یہاں سے چند پیسے پکڑا کر ہاتھ جھاڑ لیئے۔۔۔“

تائی جان نے انہیں شرم دلائی۔۔۔

”یہ دیا کی ہمت تھی کہ آج ان کا باپ ان کے سر پر سلامت ہے۔۔۔ وہ کم عقل اور ناس بمحض تھی مگر باپ کی زندگی پر کمپر و مائز نہیں کر سکی۔۔۔ اور دیا نے بتایا مجھے کہ یہ فارس۔۔۔ اسے ہالہ نے کہا تھا، دوالادے مگر ”کام ہے“ کہہ کر چل پڑا۔۔۔ کوں املک سنجدھاں رہا ہے۔۔۔ اسے شرم نہیں آئی، پانچ منٹ لگتے دوالادیتا۔۔۔ تمہیں کہا تو تم نے بھی کہا اپنی پرلاوں گا۔۔۔ مریض ہے وہ بندہ۔۔۔ تکلیف سے پڑا تھا تو کیا پورا دن تڑپنے دیتیں باپ کو؟ چلی گئی خود۔۔۔“

تائی جان کا سانس پھولنے لگا تھا۔۔۔ دونوں سر ڈالے بیٹھے رہے۔۔۔

”ان کے کردار کا یہیں سے اندازہ لگالو۔ اتنے بڑے گھر کے لڑکے اتنا پسیہ، تعلیم، عزت اور شہرت ہے اور ان سے نکاح کے لیے بنا سوچ ہاں کی دونوں نے۔۔۔ یہ بڑے لوگ جن کا شہر میں ایک نام ہو۔۔۔ بد کردار لڑکی اپنے گھر ملازمہ بھی نارکھیں وہ بیوی بنا گئے۔۔۔

انہیں پتہ تھا یہ لڑکیاں اچھے برے حال میں ساتھ دینے والی ہیں۔۔۔ باوفا ہیں، باکردار ہیں۔۔۔ وہ پہچان گئے بس تم بد نصیب اپنی کم عقلی کی وجہ سے آج خالی ہاتھ بیٹھے ہو۔۔۔“

ماں کی بات پر فارس نے سختی سے آنکھیں بند کیں۔۔۔

”اور کون جانتا ہے یہ کروانے والا بھی وہ زایان خود ہو۔۔۔ تبھی تو بنا سوچے نکاح کر لیا۔۔۔ ورنہ کون اتنا اچھا ہو گا جو لڑکی کلڈنیپ کرے اور پھر بنا کچھ کہے چھوڑ بھی دے۔۔۔“ اکرام نے استہزا نئیہ انداز میں سر جھٹکا۔۔۔

فارس نے چونک کر بھائی کو دیکھا اور اسکے دماغ میں ملک ہوا۔۔۔ ان کے کلڈنیپ کرنے سے پہلے ہی کلڈنیپنگ ہونا۔۔۔ اور واصف تو ویسے بھی کہہ رہا تھا زایان خان کی اس پر نظر ہے۔۔۔ تو کیا زایان نے ہالہ کو محفوظ کرنے کے لیے اٹھوایا؟
اس کی ہالہ کے لیے دلچسپی تو وہ بھی بہت بار دلکھ چکا تھا۔۔۔ اس کے زہن میں لگی گردہ سی جیسے کھلی تھی۔۔۔

”اب بھی یہی سوچو گے۔۔۔ باعزت مرد ہمیشہ باعزت طریقہ اپناتا ہے۔۔۔ وہ ایسے اوچھے ہتھنڈے استعمال کر کے اُس لڑکی کے کردار پر لوگوں کی انگلیاں کیوں اٹھوائے گا جس لڑکی کو اپنی عزت بنانا ہو۔۔۔؟“

ماں کی بات پر فارس کو لاگا انہوں نے اسی کوبے غیرتی کا طعنہ دیا تھا۔۔۔ وہ خجل زده سا سر جھکا گیا۔۔۔

”خسارے میں رہو گے۔۔۔ وہ تو اپنے گھروں میں بس جائیں گی۔۔۔ کل کو سب بھول جائیں گی۔۔۔ تمہارے ہاتھ خسارہ ہی آئے گا، میری بات یاد رکھنا۔ اب جاؤ مجھے سونا ہے۔۔۔ جاؤ اور اپنے لیے باکردار لڑکیاں خود تلاشنا۔۔۔ بیرافرض پورا ہوا۔۔۔“ وہ سائیڈ ٹیبل کی دراز سے بی پی کی گولی نکال کے لینے لگیں۔۔۔ وہ دونوں اٹھ کر چلے گئے۔۔۔

ان کی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔۔ وہ بھی اپنے بچے تھے مگر ان دو کو بھی چھوٹی سی تھیں، پال کر جوان کیا۔۔۔ بیٹیاں ہی سمجھا تھا۔۔۔ ان کے لیے توسیب بچے برابر تھے۔۔۔

اور عورت جب ایک بار ”ماں“ کا روپ دھار لے تو وہ بس ماں ہوتی ہے اپنی، پر اُنیٰ یا سوتیلی نہیں ہوتی۔ اور وہ ہالہ دیا کے لیے ماں تھیں۔ اور ماں کا دل تو اس تھا ہی کہ بیٹیوں کی ان حالات میں الزام اور طعنے سہبہ کرنکا ج ہونے تھے۔

انہیں اندازہ تھا ان پر کیا گزر تی ہو گی۔۔۔ وہ خوش ہونے سے پہلے اپنے غم کو دل میں دباتی ہوں گی۔۔۔ پھر مسکراتی ہوں گی۔۔۔ اور وہیں دوسری طرف انہیں اپنے بیٹیوں کے فیوجر کی فکر بھی ستانے لگی تھی۔۔۔ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے مستقبل کا سکون کھوچکے تھے۔۔۔ اب جانے کیا نصیب ہو۔۔۔

 yamanEvaWrites 

زايان کمرے میں آیا تو ہالہ سنگل صوف پر سکڑی سمٹی سی بیٹھی تھی۔ سر گھٹنوں میں دیئے یقیناً اس اچانک شادی کا ماتم منار ہی تھی۔۔۔

”ہالہ۔۔۔“ زایان نے اس سے کچھ قدم دور رک کر اسے نرمی سے پکارا۔۔۔ اس نے گلابی آنسوؤں بھری آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ آنکھوں میں زایان کے لیے شدید غصہ اور نفرت تھی۔۔۔ زایان کا دل اس کی حالت پر کٹ کر رہ گیا۔۔۔ ہالہ نے تنفس سے رخ پھیر لیا۔۔۔

”تم۔۔۔ تم بیڈ پر سو جاؤ پلیز۔۔۔ اس طرح تھک جاؤ گی بیٹھے بیٹھے۔۔۔“ زایان نے نرمی سے کہا پر وہ بن جواب دیئے بیٹھی رہی۔۔۔ وہ بھی وار ڈروب سے اپنا ایزی ڈریس لے کر چینچ کرنے چلا گیا۔۔۔ چینچ کر کے آیا۔۔۔ جگ سے پانی ڈال کر میڈیں لی۔۔۔

اس آنے جانے اور نکاح کے جھنجھٹ میں اب طبیعت مزید بگڑ رہی تھی۔۔۔ چہرہ موڑ کر صوف پر بیٹھی ہالہ کو دیکھا۔۔۔

آج وہ بنا چادر کے ڈوپٹہ پہنے اس کے کمرے میں موجود تھی۔۔۔ اس کی محروم کے روپ میں۔۔۔ زایان کا دل شدت سے دھڑک اٹھا۔۔۔ ”بی بی پنک خوبصورت سا مگر کافی سادہ سوت پہننا ہوا تھا۔۔۔ جو دیانے نکاح سے پہلے اسے زبردستی پہنوا یا تھا۔۔۔

ڈوپٹے سے نکلے ڈارک براون بال اس کے گرد پھیلے تھے۔۔۔ وہ وقفے وقفے سے کبھی ٹانگیں اور کبھی اپنے پیر دبارہ تھی۔۔۔

”ہالہ پین کلر لے لو۔۔۔“ زایان نے مجبور ہو کر اسے دوبارہ سے مخاطب کیا۔۔۔

”زہر لاد دا ایک ہی بار۔۔ تاکہ تم سے اور زندگی سے جان چھوٹی میری۔۔“ وہ سراٹھا کر طیش سے بولی تو وہ گہر کر اٹھا اور اس کے پاس پہنچا۔۔

”میں تمہاری تھکن کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔۔ آئی میں آج کا دن کافی ٹاڑنگ تھا تمہارے لیے۔۔“ زایان نے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا۔۔
ہالہ نے اس کا ہاتھ جھٹکا۔۔ اور اسے دیکھا۔۔

”ہاں تم تو جانتے ہو کتنا زیل کر چکے ہو مجھے۔۔ اب فکر ستار ہی ہے؟ اور دیکھو کتنی ڈھیٹ ہوں میں۔۔ پھر بھی زندہ ہوں۔۔“ ہالہ دبا دبا سا چلائی۔۔ زایان اس کی نفرت پر اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔

”تمہیں لگتا ہے یہ سب میں نے کیا؟“ زایان نے سنجیدگی سے اس کا آنسوؤں سے ترچھہ دیکھا۔۔

”مجھے اس بات پر یقین ہے۔۔ اب تم مکروگے تب بھی فرق نہیں پڑتا۔۔“ ہالہ نے کہہ کر چہرہ گھٹنوں میں چھپا لیا۔۔

زایان کمرے سے باہر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک ملازمہ بھی تھی۔۔ جس کے ہاتھ میں آئل کی بوتی تھی۔۔ ہالہ نے سوالیہ نظر سے دیکھا۔۔

”بیڈ پر خود آؤ گی یا میں لے جاؤں۔۔“ وہ اب بالکل سنجیدگی سے بول رہا تھا۔۔

ہالہ نے اس ملازمہ کو مسکراہٹ دباتا دیکھا تو خفتہ زدہ سی اٹھ کر بیڈ پر جائیٹھی۔۔

”بلی وہ جو تم دی جان کو کرتی ہو مسانج وغیرہ۔۔ وہ اس کو بھی کر دو پلیز۔۔“ زایان نے ملازمہ سے کہا وہ سر ہلا کر ہالہ کے پیروں کی طرف آکر بیٹھ گئی۔۔ زایان بیڈ کی دوسری سائیڈ پر جا کر بلینک سر تک ڈالے لیٹ گیا تھا۔۔

”مم۔۔ مجھے نہیں کروانا کچھ بھی۔۔“

ملازمہ کے پاؤں پکڑنے پر ہالہ نے گڑ بڑا کر کہا۔۔

”ششش بی بی جی۔۔ چپ چاپ کروالیں، آپ کو سکون ہی ملے گا ورنہ زایان صاب اتنے غصیلے ہیں کہ ابھی پورا گھر سر پر اٹھا لیں گے۔۔“ بلی نے سر گوشی میں کہہ کر اسے ڈرایا تو وہ بھی آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی۔۔

اور پھر واقعی نرم ہاتھوں سے کی ماش سے اس کو سکون ملنے لگا۔ پیروں اور پنڈلیوں کی ماش کرواتے کرواتے وہ نیم دراز سی نیند میں جانے لگی۔ ببلی ماش کر کے اس کی ٹانگیں تب تک دباتی رہی جب تک وہ گھری نیند میں ناچلی گئی۔

زايان نے بلینکٹ سے سر نکال کر اسے دیکھا پھر ببلی کو مسکرا کر ویل ڈن کہا۔

”زايان صاب یہ تو بہت پیاری اور بہت معصوم سی ہیں جی۔ اتنا میٹھا بولتی ہیں جی۔ اور۔۔۔

”تم نے عزہ کا بھی یہی کہا تھا۔ تمہاری تعریف کے یہی الفاظ ہیں بس؟“ زايان نے اسے ٹوک کر آنکھیں دکھائیں تو وہ منہ بناتی اٹھ کر چل گئی۔

زايان نے ہالہ کا سر تکیے پر رکھ کر سہی سے لٹایا اور اس کے گرد اپنے بازوؤں کا حصار باندھ کر بلینکٹ اوپر ڈال دیا۔۔۔

وہ اس کی بانہوں میں سکون سے گھری نیند سورہ تھی۔۔۔

زايان نے اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھے اور کسی قیمتی خزانے کی طرح اسے خود میں سمیتا، سکون سے آنکھیں بند کر کے سونے لگا۔۔۔

آج کی رات اس نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچی تھی۔۔۔ یہ شاید اس کے صبر کا انعام تھا کہ اس نے ہالہ کے نکاح ہونے پر بھی کوئی غلط قدم نہیں اٹھایا تھا بلکہ اللہ پر یقین رکھا تھا اور ہمار نہیں مانی تھی۔۔۔ اسے ہالہ کی غلط فہمی سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔ وہ مل گئی ہے تو غلط فہمیاں بھی ایک دن ختم ہو جانی تھیں۔۔۔ اسے کوئی جلدی بھی نا تھی۔۔۔

 YamanEvaWrites 

ساری خان فیملی کی عورتیں اس وقت داجان اور دی جان کے کمرے میں بیٹھی تھیں۔۔۔ مرد اپنے آفرزگئے ہوئے تھے۔۔۔ بس داجان اور ناناگھر پر تھے اور زايان جس کی طبیعت ”خراب“ کا بہانہ اب بھی جاری تھا حالانکہ اب وہ کافی بہتر تھا۔۔۔ اس وقت بھی دی جان کی گود میں سر رکھے لیٹا ہوا تھا۔۔۔

ہالہ سر جھکائے ربعیہ بیگم یعنی اپنی ساس کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔ جو اسے ولیمہ کے ڈر لیں کاڈیز ائن اور کلر سیلیکٹ کروارہی تھیں۔۔۔ سب کے اتنا کہنے پر کہ زايان کے ساتھ جا کر خود لے آئے پر وہ نامانی۔۔۔ اسے زايان نامی بلاکے ساتھ کہیں نہیں جانا تھا۔۔۔

”یہ گرے اور ریڈ کمپی نیشن لہنگا کیسا ہے؟“ انہوں نے ایک بہت خوبصورت بھاری کام والہ لہنگا دکھایا جو واقعی بہت پیارا تھا۔۔۔ اور ہالہ کو بھی اچھاگ رہا تھا۔۔۔

”زايان کو بھی یہی ٹکر زپسند ہیں۔۔۔“ اس سے پہلے کہ ہالہ ڈن کرتی انہوں نے بتایا تو ہالہ نے منہ بنایا۔ زایان جودی جان کی گود میں سر رکھے ہالہ کو ہی دیکھ رہا تھا، اس کے اس ری ایکشن پر مسکرا یا۔۔۔

”مم۔۔۔ مجھے ہیوی ڈرینگ نہیں پسند۔۔۔ کبھی نہیں پہنے اور پھر کیری بھی نہیں کر پاؤں گی میں۔۔۔“ ہالہ نے بے چارگی ظاہر کرتے ہوئے انکار کیا۔ وہ زایان کی پسند کیوں پہنتی۔۔۔ خوا مخواہ؟

”اوہ۔۔۔ اچھا یہ کیسا ہے۔۔۔؟“ انہوں نے اور دکھایا۔۔۔ وہ بھی لہنگا ہی تھا۔۔۔

”زايان کو لہنگا اچھا لگتا ہے۔۔۔ یہ ہر وقت کہتا تھا اپنی شادی اور ولیمہ دونوں دن لہنگا ہی پہنواوں گا اپنی دلہن کو۔۔۔“

وہ ہنس کر بتا رہی تھیں۔۔۔ ہالہ موڑ خراب ہوا۔۔۔

”آ۔۔۔ آپ کو برانالے تو یہ لے لوں؟ مجھے یہ ڈریس اچھاگ رہا ہے۔۔۔“ کچھ دیر بعد ایک نفیس سی میکسی جو ڈل گولڈن تھی اور گلے اور بار ڈر پر بھاری کام جبکہ باقی میکسی پر لائس سائل کلر کام ہوا تھا۔۔۔ ہالہ نے اس کا کہا اور چہرے پر اچھی خاصی معصومیت طاری کرتے ہوئے انہیں دیکھا۔ زایان کے لیے یہ سب دلچسپ بھی تھا اور ہنسی روکنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

”ارے۔۔۔ برکیوں لے گا۔۔۔ چلو یہی ڈن۔۔۔“ انہوں نے پیار سے ہالہ کا گال تھپتھپا کر کہا۔۔۔

”تم کوئی ایک لہنگا دیا کے لیے سلیکٹ کر لو۔۔۔“ دی جان نے انہیں مشورہ دیا تو انہوں نے ریڈ گرے دیا کے لیے ڈن کر دیا۔۔۔

سالک اسی وقت اندر آیا۔۔۔ سب سے مل کر ہمیشہ کی طرح نانا اور دادا کے پاس جا بیٹھا۔۔۔ اس کے بیست فرینڈ جو وہی تھے۔۔۔

”اوہمارا کبوٹ بے بی آگیا۔۔۔ کیا بات ہے آج کل بے بی کی نیند پوری نہیں ہو رہی۔۔۔“

اسے دیکھتے ہی زایان اور اس کی کرز نز جواب ولیمہ کے لیے آئی ہوئی تھیں، سب نے چھیڑا یعنی سب سٹیٹس دیکھ پکھے تھے۔۔۔

سالک نے منہ بننا کر دیا کو دل میں کوسا جو اسے ہر وقت سب کے درمیان بچنے پر تلی تھی۔۔۔

”سیا نہیں آئی؟“ نانا جان نے پوچھا۔ ان کی دیا سے اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی۔

”نہیں وہ تو بابا خادم پاس ہی رکے گی ابھی۔“ سالک نے انہیں جواب دیتے ہوئے ہالہ کو دیکھا جو اس کی کمزوری کی باتوں پر مسکرا رہی تھی۔ وہ ریلیکس سا ہو گیا۔



”ہالہ کہاں ہے ماما۔؟“ زایان آفس سے آنے کے بعد سے دیکھ رہا تھا کہ ہالہ نظر نہیں آرہی۔ چنج کر کے آیا تو ٹی۔ وہی لاوچ میں سب بیٹھے تھے۔ ایک فلور کشن پر بیٹھتے ہوئے اس نے بہانے سے یہاں وہاں دیکھتے پوچھا۔

”وہ تو اپنے بابا سے ملنے گئی ہے۔۔۔ اس نے تو کہا تم سے پوچھا ہے۔۔۔؟“ ربیعہ بیگم نے بتا کر اسے حیرت سے دیکھا۔

”اوہ۔۔۔ ہاں پوچھا تھا۔۔۔ مجھے خیال نہیں رہا مجھے لگرات تک جائے گی۔۔۔“ وہ بالکل بتا کر نہیں گئی تھی مگر زایان کو بات بنانا پڑی ورنہ ہالہ کے جھوٹ پر سب کا دل برآ ہوا جاتا اور وہ یہ نہیں چاہتا تھا۔

”ہاں کہہ رہی تھی ولیمہ میں ابھی دودن رہتے ہیں اور سالک تو ولیمہ کی رات ہی واپس جا رہا ہے تو دیا کو سالک کے ساتھ رہنا چاہیے۔۔۔ تب تک وہ وہاں رہے گی۔۔۔ اس کی تائی جان نے بتایا۔۔۔ سالک کے جانے پر سب اداں تھے مگر اس کا فائل سمسٹر شارٹ ہو چکا تھا۔۔۔ وہ بس زایان کے ولیمہ تک رک گیا۔۔۔ زایان کی نظر سامنے نانا جان کے ساتھ بnar کے بولتی دیا پر پڑی۔۔۔

”میں ایک فنی ویڈیو دکھاتا ہوں، آپ لوگ انہوئے کریں گے۔۔۔“ اچانک ہی سالک بولا اور سب کو دیکھا۔۔۔ سب کے ساتھ دیا بھی متوجہ ہوئی۔۔۔

وہ سنگل صوفے پر اس طرح لیٹا تھا کہ صوفے کے ایک بازو پر سر رکھا تھا دسرے پر ٹانگیں۔۔۔ اور سب کے دیکھنے پر اس نے موبائل پر ایک ویڈیو لگائی اور بازو اونچا کیے موبائل ایسی ڈائی ریکشن پر رکھا کہ سب آسانی سے دیکھ سکیں۔۔۔

سامنے ویڈیو میں دیا سپائسی فوڈ کھا رہی تھی۔۔۔ آنکھیں اور ناک لال ہو رہی تھی۔۔۔ سوں سوں کرتی ڈوپٹہ ناک پر رگڑتی بھوکے پچ کی طرح کھاتی جا رہی تھی۔۔۔

سب کا قہقہہ بلند ہوا۔ دیا کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ یہ ویدیو سالک کے پاس کیسے آئی؟ کیا الہ نے دی؟ وہ بڑی طرح شرمندہ ہوئی تھی۔ سالک اس سٹیشن کا بدلہ لے چکا تھا۔

”اوہ مائے گاؤ۔ سیايو آرسو کیوٹ۔“ نانا جان نے پیار سے کہا۔ داجان نے ہنس کر سالک کو دیکھا جو اتنا انجوائے کر رہا تھا۔

”یار یہ کیا کر رہے ہو۔ تمہیں اندازہ بھی ہے یہ واپس نامی بلا کتنی ڈیجیس ہوتی ہے۔؟“ صایم نے آنکھیں پھیلا کر اسے ڈرایا۔

”دیا کیا تمہیں لڑنا نہیں آتا؟“ راسم نے بھی شرارت سے کہا۔

”سالک تمہاری خیر نہیں۔“ زایان نے دیا کے دانت کچکچانے پر مزہ لیتے ہوئے کہا۔ مگر سالک کو پرواہ نہیں تھی۔ وہ کندھے اچکاتا دیا کو آنکھ مارتا مزید بھڑکا گیا تھا۔

”صایم یہ کیا نیوز چل رہی ہے زراویوم بڑھاؤ۔“ داجان کی نظر ایل ای ڈی پر پڑی تو اچانک بولے۔ سب متوجہ ہوئے۔

مشہور بزنس پر سالٹی واصف لغاری کے آفس کی ویدیو زیک۔ بزنس کے نام پر سائیڈ بزنس۔ کمپنی کی لڑکیوں سے غیر اخلاقی بر تاؤ۔ غریب اور مجبور لڑکیوں کو جاب کے نام پر بلیک مینگ۔

واصف لغاری کی تصاویر کا ڈھیر تھا۔ روپور ڈریز چیچ چیچ کراس کا اصلی چہرہ دکھار ہے تھے۔ اور اس کی اصلاحیت نکلنے پر جو مجبور لڑکیاں بدنامی کے ڈر سے خاموش تھیں اب تاک شوپ پر آ کر اپنے ساتھ ہوئی زیادتیوں کی داستانیں سناتی ہم ردی حاصل کر رہی تھیں۔

میڈیا نے تمہلکہ مجا دیا تھا۔ بزنس کی دنیا کے چھوٹے موٹے بزنس میں بھی اس سے کوئی تعلق نارکھنے کا اعلان کرتے خود کو شریف اور غیرت مند ثابت کرنے پر تھے۔

اس پر کیسنز بن گئے تھے۔ پولیس تلاش میں تھی مگر وہ جانے کس بل میں جا چھپا تھا۔

”واہ۔ کس شیر نے رکھ دیا واصف کی دھمکتی رگ پر ہا تھے۔

بہت گھٹیا بندہ اکلا یہ تو بھئی۔ ہوا کیسے یہ سب۔ اب لغاری پکا بینکر پٹ ہو گا۔

اسے جیل ہو گی۔ سزا کب تک ہو گی؟

یہ اب انگلیوں پر آجائے گا۔ عزت راس نہیں تھی۔

اس کے اپنے آفس سے کسی نے ویڈیو زیک کی ہو گئی۔

کوئی تو نگ آیا کہ یہ قدم اٹھالیا۔

یہ ہمت پہلے کیوں کی کسی نے۔ ”سب مرد اس بات کو ڈسکس کرتے اپنی رائے اور خیال پیش کرنے لگے۔

ساںک مو بال پر گیم کھیلتا سن رہا تھا۔ پھر اپنے قریب ہی فلور کشن پر بیٹھے زایان کی طرف جھکا۔

”زایان بی۔ ایم شیور ہالہ کی کڈنینگ میں اس کا ہاتھ تھا۔ اپنی مس انڈر سٹینڈنگ دور کرنی ہیں تو اب آپ کی باری ہے۔ اس کے خاص بندوں کو ڈھونڈیں اور پتا لگاؤں۔“ ساںک کی بات پر زایان نے چونک کراس کا چہرہ دیکھا جو بس دکھنے میں ہی معصوم تھا ورنہ انگلیوں پر نچاتا تھا۔

”اوے جن یہ تمہارا کام تو نہیں۔؟“ زایان نے سر گوشی میں سوال کیا۔

”سیر نیسلی؟ مجھے یہ کام نہیں آتے زایان بی۔ اور آفس کے اندر کی ویڈیو زیک مجھے کون دے گا۔ آپ لوگ پتا نہیں کیا سمجھتے ہیں مجھے۔“ وہ فوراً مکرتا الٹانا راض ہونے لگا۔

یہ کام اسی کا تھا مگر وہ یہ بات ساری زندگی نہیں ماننے والا تھا۔

 YamanEvaWrites

ساںک نے کافی بنانے کا کہا تو دیا غصے سے گرم اگر م کافی بنا کر کمرے میں گئی۔

وہ مو بال پر لگا ہوا تھا۔ وہ اس کے پاس جا بیٹھی، تب بھی وہ ویسے ہی گم رہا۔

تحوڑی دیر اسے گھورتی رہی پھر اس کا ہاتھ پکڑا اور شہادت والی انگلی گرم کافی میں ڈپ کی۔

”آوچ۔۔“ انگلی جلنے پر ساںک کے ہاتھ سے سیل گرا اور اس نے تیزی سے ہاتھ کھینچا۔

”ڈی یہ کیا کر رہی ہو۔ پا گل ہو کیا۔؟“ وہ سرخ ہوتی انگلی سہلا تا چیخا۔ دیانے کافی کامگ آگے کیا۔

”سوری غلطی سے ہوا۔ آپ نے کافی مانگی تھی ناں۔۔۔ یہ لیں۔۔۔“ وہ معصوم بنی۔۔۔

”رکھو اسے فوراً۔۔۔ میں کوئلہ کافی پیتا ہوں۔۔۔ اور یہ تم نے جان بوجھ کر کیا ہے۔۔۔ اوپ۔۔۔“ وہ ابھی تک اپنی جلن کرتی انگلی کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔ پھر اسے گھورا۔۔۔

”آپ نے وہ میری ویڈیو کہاں سے لی اور سب کو کیوں دکھائی؟ سزا ملی ہے آپ کو۔۔۔“ وہ اب سب کے سمجھانے پر اسے آپ کہتی تھی۔۔۔

”اوہ ریتلی۔۔۔ تو پھر لاو اپنا ہاتھ دو تمہارا تو پورا ہاتھ جلانا چاہیے مجھے۔۔۔ تم نے میری پچھر لے کر سٹیشن لگایا۔۔۔ تمہاری تو بڑی سزا نہیں ہے پھر۔۔۔“ سالک نے زبردستی اس کا ہاتھ پکڑا تو دیا کی خوف سے آنکھیں پھیلیں۔۔۔

”سالک میرا ہاتھ جلا تو میں یہاں شور مچا دوں گی اور سب کو بتاؤں گی کہ آپ ہمیشہ مجھ پر اس طرح ظلم کرتے ہیں اور۔۔۔“ وہ دھمکی دیتی پیچھے کھسک رہی تھی۔۔۔ سالک نے جھٹکے سے اسے اپنی طرف کھینچا۔۔۔

”میں پہلے تمہارا منہ باندھوں گا۔۔۔ پھر تمہارے ہاتھ کی ایک ایک کر کے سب انگلیاں جلاوں گا۔۔۔ اور ہو سکتا ہے دونوں ہاتھ جلاوں۔۔۔“ سالک نے اس کے دونوں ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر ڈرایا۔۔۔ اس کی انگلی میں شدید جلن ہو رہی تھی۔۔۔

دیانے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کے چہرے پر غصہ ڈھونڈ ناچاہا مگر وہ نارمل ہی تھا۔۔۔ وہ یکدم ریلیکس ہوئی۔۔۔

”کافی تو ٹھنڈی ہو جائے گی تب تک۔۔۔ یہ سب کرنے کے لیے تو کچن میں جانا پڑے گا ہمیں۔۔۔“ وہ اب مزے سے بولی۔۔۔

”ایک اور آپشن بھی ہے سویٹ ہارٹ۔۔۔ میں نائف سے تمہاری انگلیاں ناکاٹ دوں؟ یہ جو تمہارے ہاتھ کچھ زیادہ چلنے لگے ہیں۔۔۔؟“ سالک نے مسکرا کر کہا۔۔۔ اس کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑے اور اپنی جلتی انگلی سامنے کر کے اس کا کارنامہ دکھایا۔۔۔ جو وہ سر انجام دے چکی تھی۔۔۔

”میں۔۔۔ میں۔۔۔ اس پر آپ کو آئندھنٹ لگا دوں؟ کیا بہت زیادہ جل گیا ہے۔۔۔“ دیانے سرخ ہوتی انگلی دیکھی تو شرمندہ ہو گئی۔۔۔ سالک کی تکلیف کا احساس ہوا تو پوچھا۔۔۔

”اتنی سیو تھیں (ظالم) کیوں ہو جاتی ہو ڈینیں۔۔ میرے پاس تو تمہاری کپھر ز بھی ہیں بہت ساری۔۔ جب تمہارا سیل امیر کہ میں میرے پاس رہ گیا تھا۔۔ آئی میں میں نے خود ہی رکھ لیا تھا۔۔ تب مجھے تمہارا پاسورڈ بھی پتا تھا۔۔ میں نے سب کپھر ز اور یہ ویڈیو یوں تھی۔۔“ سالک نے ایمانداری سے اسے بتایا اور اسکے ہاتھوں پر گرفت اور بھی مضبوط کی تاکہ وہ اس پر ہاتھ ناچلائے۔۔۔

”کیا؟۔۔ تب؟ تب سے آپ کے پاس۔۔ تمہیں اللہ پوچھے گا۔۔ گناہ کیا ہے۔۔ جھوٹ، بے ایمان، بے شرم۔۔ ہاتھ چھوڑو بتاتی ہوں میں۔۔ مجھے پورا ہاتھ جلانا چاہیے تھا۔۔“ دیا اس پر چیخت دانت میں پیس کر بول رہی تھی ہاتھ چھڑوانے کے لیے اچھا خاصہ زور لگایا۔۔ اگر جو وہ چھوڑ دیتا اس کے بال کھینچ لیتی۔۔۔

”اب بتارہا ہوں ناں۔۔ یہ بھی تو دیکھو کتنا اونیسٹ ہوں۔۔ تم سے چھپا تا نہیں ہوں کچھ بھی۔۔“ وہ دیا کے تاثرات سے محظوظ ہوتا بولا۔۔ دیا کو غصہ کے ساتھ شر مندگی بھی ہونے لگی۔۔ کتنی بری کپھر ز تھیں اس کی سب۔۔ اسے پتہ ہوتا تو سالک کے سامنے اتنا صفائی پسند اور بن ٹھن کر رہنے کا ڈرامہ تو ناکرتی۔۔ وہ تو انجوائے کر تارہا ہو گا۔۔۔

”میرے ہاتھ چھوڑو۔۔ تم نے بہت غلط حرکت کی ہے تم بہت بڑے ہو۔۔“ آپ ”کھلانے کے بھی لا اُق نہیں ہو۔۔“ وہ روہانی ہو کر بولی۔۔ سالک نے نرمی سے اپنی طرف کھینچ کر اسے سینے سے لگالیا۔۔۔

”..I love you D.. I will miss you.. I want you to leave with me“

(میں تم سے محبت کرتا ہوں ڈی۔۔ میں تمہیں یاد کروں گا۔۔ میں چاہتا ہوں تم میرے ساتھ چلو۔۔)

سالک کی اداس آواز اور جملوں پر دیا کا دل دھڑک اٹھا۔۔ پر وہ خاموش رہی۔۔ وہ بھی سالک کے جانے پر اداس تھی۔۔ اسے یاد کرے گی یہ بھی جانتی تھی۔۔ اور یہ بھی کہ اب سالک اسے شاید خود سے بھی زیادہ اچھا لگتا تھا۔۔۔
مگر اسے یہ سب کہنا نہایت مشکل لگا۔۔۔

”Will you miss me..? Will you not“

سالک نے اسے کندھوں سے کپڑ کر اپنے سامنے کرتے ہوئے ناراضگی سے پوچھا تو وہ منہ ب سورنے لگی۔۔ یہ سوال بھی بھلا کرنے والا تھا۔۔۔

..I will make sure that you miss me“

(میں یقینی بناؤں گا کہ تم مجھے یاد کرو۔۔)

سالک نے اس کی خاموشی پر اچانک کہا اس سے پہلے کہ دیا کو اس کی بات سمجھ آتی سالک نے اس کے گال پر لب رکھے۔۔ اس کے تپتے لمس پر وہ شرم سے سرخ ہو گئی۔۔ گلابی گالوں پر سرخیاں دیکھ کر وہ ہنسنے لگا۔۔

”..Aww You Will miss me A lot“

اسے سب جواب مل گئے تھے۔۔ مزہ لے کر بولا تو دیا نے اسے دھکا دیکر پیچھے کیا اور اپنی سائیڈ پر لیٹ کر سرتک رضائی اوڑھ لی۔۔ سالک اس کی شرم پر اور بھی زور سے ہنسا۔۔ اسے تو دیا کو چپ کروانے کا طریقہ آج پتا چل رہا تھا۔۔ ڈی؟ اور شایئے؟ وہ بھی موبائل ایک طرف رکھ کر اس کے ساتھ لیٹا اور اس کا سر اپنے بازو پر ٹکا کر اس کے گرد حصار باندھ لیا۔۔ دیا اس کے پر حدت حصار میں سمٹی خاموش پڑی تھی۔۔

یہ وہ واحد انسان تھی جس کی ہر غلطی وہ معاف کر دیتا تھا۔۔ وہ پہلی لڑکی تھی جو اس کے سامنے ہوتی تھی تو اسے پیس فیل ہوتا تھا اور وہ اب اسی کی تھی ہمیشہ کے لیے۔۔ سالک آنکھیں بند کیے مسکرا یا۔۔

 YamanEvaWrites 

وہ بر تن دھور ہی تھی جب پیچھے گلا کھنکارنے کی آواز پر مژ کر دیکھا اکرام ٹھہر اتھا۔۔ ہالہ نے رخ پھیر لیا۔۔ شاید وہ خادم صاحب کو ملنے آیا تھا مگر اب یہاں کیوں ٹھہر گیا۔۔ ہالہ کونا گوار محسوس ہوا۔۔ ”آئم سوری اس دن بہت غلط بول گیا۔۔“ وہ معذرت کرنے لگا۔۔ اس کے لمحے میں شرمندگی تھی مگر اب فائدہ ہی کیا تھا۔۔ ہالہ خاموشی سے بر تن سے ویسٹ فوڈ صاف کر کے لیکوئید کلینز لگاتی جا رہی تھی۔۔

”کیا تم اب خوش ہو؟“ اکرام نے مزید سوال کیا جیسے اس کے اگنور کرنے سے اسے فرق ہی ناپڑا ہو۔۔ ہالہ نے پلیٹ سنک میں پٹنی۔۔

”بہت خوش ہوں۔۔ اس انسان نے میری عزت ڈھانپ لی۔۔ میرے باپ کی پریشانی ختم کی۔۔ مجھے احساس دلایا کہ میں عزت سے اپنانے جانے کے قابل ہوں۔۔ وہ مجھے عزت دیتا ہے، مان دیتا ہے، محبت سے رکھا ہوا ہے۔۔

الحمد لله۔۔ بہت خوش ہوں۔۔“

ہالہ خود چاہے نامانی مگر اکرام کے آگے سب کہتی گئی۔۔

”اپنانے گاہی۔۔ کوئی پاگل بھی سمجھ جائے کہ اس روز تمہیں بس میرے نکاح سے آزاد کروانے کے لیے اس نے غائب کیا اور پھر فرشتہ بن کر آگیا۔۔ اس امیرزادے کا کیا بگڑا۔۔ اسے تم چاہیئے تھیں، لے لیا چاہے زلیل کرو اکر سہی۔۔“

اکرام نے حسد و نفرت سے کہا۔۔

”اس کا ضرور بگڑتا اگر یہاں غیرت کا مظاہرہ کر کے رشتہ توڑنے کی بجائے اس کا گریبان پکڑ کر سوال کیا ہوتا۔۔ اور اگر اتنی جرأت نہیں تھی تو اب عزت دار مرد کی طرح مجھ سے بات کرنے سے پر ہیز کریں۔۔ اب میں غیر محروم ہوں امانت ہوں کسی کی۔۔ اپنے افسوس اور معافی تلاذی اپنے پاس رکھئے اور جائیے۔۔“ ہالہ نے غرا کر کہا اور غصہ ظاہر کرنے کو بر تن سنک میں پٹختن لگی۔۔ وہ شرمندگی سے لب بھینچ کر ہاں سے چلا گیا۔۔

وہ سر جھٹک کر پانی سے بر تن دھونے لگی۔۔ جب آہٹ پر چونکی۔۔ زایان کچھ ہی فاصلے پر شیلف پر فروٹس، گوشت اور دوسری ضرورت کی چیزیں رکھ رہا تھا۔۔

اس کے ماتھے پر بل تھے وہ اکرام کو یہاں سے اپنے گھر جاتا دیکھ چکا تھا۔۔

”تمہارا کنز کیا کر رہا تھا یہاں۔۔؟“ زایان نے ہالہ کی طرف دیکھا۔۔ وہ چپ رہی۔۔

”اسے بتا دو ایک ہی بار کہ اب اس سے تمہارا تعلق نہیں۔۔ اور یہ بھی کہ مجھے نہیں پسند وہ تم سے بات کرے۔۔“ زایان نے سختی سے کہا۔۔ بر تن دھوتی ہالہ کا سر گھوم گیا۔۔

”اتنی تکلیف ہو رہی ہے تو خود جا کر کہہ دو۔۔ میں نے اسے نہیں بلوایا تھا۔۔ میں نے تو تمہیں بھی نہیں بلوایا تھا، تم بھی بن بلائے ہر بار آئے۔۔ وہ بھی تمہاری ہی برا دری کا لگتا ہے۔۔“ ہالہ نے اکرام کا غصہ بھی اس پر اتارا۔۔ زایان کے ماتھے پر بلوں کا اضافہ ہوا۔۔

”بس تقریر کروالو۔۔ میرے خلاف تم ساری زندگی بنار کے بول سکتی ہو۔۔ ایک بات کہہ دو بھی کیڑا کاٹ لیتا ہے۔۔ میرے گر والوں کے سامنے تو بڑی ”آپ، آپ“ کرتی ہو۔۔ کوئی اکیلے میں دیکھے تمہاری زبان کے جو ہر۔۔“

زايان نے سینے پر ہاتھ باندھ کر طنز کیا۔۔

”میرا بس چلے تو تمہاری فیملی کے سامنے تمہیں منہ ہی نالگوں مگر تمہیں شوق ہوتا ہے عورتوں کی طرح گھس گھس کر بات کرنے کا۔۔ جواب دینا مجبوری ہے۔۔ نہیں مطلب عزت راس نہیں تو بتا دو۔۔ سب کو تمہارے کارنامے بتا دوں۔۔“

ہالہ نے برتن دھو کے ایک طرف رکھے اور ڈوپٹ سے بھیگے ہاتھ صاف کرنے لگی۔۔ سردی اچھی خاصی بڑھ گئی تھی۔۔ ٹھنڈے پانی کی وجہ سے اس کے ہاتھ سرخ ہو رہے تھے۔۔ زایان نے فکر سے اسے دیکھا۔۔

”بڑی مہربانی کرتی ہو کہ سب کے درمیان عزت دیتی ہو۔۔ اکیلے میں پیار سے بولنے کو تو شاید زبان پر فالج پڑتا ہے تو چلو اتنا بہت ہے۔۔“ زایان نے بھنوں اچکا کر کہتے آگے بڑھ کر اس کے ٹھنڈے پڑتے ہاتھوں کو تھام کر اپنے ہاتھوں کی گرم گرفت میں لے کر گرمائش پہنچائی۔۔

”پیار کے لاکن کام کیا ہے؟ اور میرے ساتھ فری ہونے کی کوشش نہیں کرو۔۔“ ہالہ نے ہاتھ کھنچنے چاہے مگر اس کی کوشش پر زایان نے الٹا گھور کر اسے دیکھا۔۔

”شام کے وقت ٹھنڈے پانی میں ہاتھ ڈالے کھڑی ہو۔۔ ٹھنڈلگ گئی تو؟ عجیب سر پھری اور ضدی لڑکی ہو بھی۔۔ پورے زمانے کا پیار، مان اور عزت نظر آتا ہے، ایک میں نے ہی کوئی قرض لے رکھا ہے تم سے۔۔ چھڑکھانے کو تیار رہتی ہو۔۔“

وہ فکر سے اسے دیکھتا، سر جھٹک کر بول رہا تھا۔۔ اس کے ہاتھ ویسے ہی اپنے ہاتھوں میں نرمی سے دبائے رکھے۔۔

”میں نے پہلی بار یہ کام نہیں کیا۔۔ ناہی یہ سردی کوئی میری زندگی میں پہلی بار آئی ہے۔۔ میں دس سال کی عمر سے یہ کام کر رہی ہوں۔۔ اب چھوڑو ہاتھ، مجھے چائے بنانی ہے۔۔“

ہالہ نے زچ ہو کر کہا اور ہاتھوں کو چھپڑا یا۔۔ زایان پیچھے ہو کر شیف سے ٹیک لگا کر ٹھہر گیا۔۔ وہ چائے کے لیے کیٹھل اٹھا کر چوپا ہے پر رکھنے لگی۔۔

”تم بابا سے ملنے آئے ہو؟ تو وہ کمرے میں سور ہے ہیں۔۔۔ وہاں جاؤ اور بیٹھو۔۔۔ میرے سر پر سوار ہو کر ٹھہر نے کی ضرورت نہیں۔۔۔“ ہالہ نے ناک چڑھا کر اسے وہاں سے بھیجنا چاہا۔ زایان نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

”میرے دیکھنے پر بھی پابندی ہے کیا اب؟ اور انہیں آرام کرنے دو۔۔۔ میں ابھی یہیں ہوں رات کا کھانا کھا کر جاؤں گا۔۔۔ داجان نے کہا ہے مجھے یہاں چکر لگاتے رہنا چاہیے اور میرے لیئے بھی چاہے بنالینا۔۔۔ پانی تو تم نے پوچھا نہیں کام سے سیدھا یہاں آیا ہوں۔۔۔ پتہ نہیں زندگی میں کچھ سیکھا بھی ہے یا سب تمیز طریقہ اڑا کر مجھے ملی ہو۔۔۔“ زایان نے پھر سے تقریر جھاڑی۔ ہالہ کو تپ چڑھی۔۔۔

”یہ چائے میں محلے والوں کے لیے نہیں بنارہی۔۔۔ صبر نام کی کوئی چیز بھی ہوتی ہے۔۔۔ تم میرا دماغ خراب مت کرو اور جاؤ یہاں سے۔۔۔ اندر جا کر بیٹھو۔۔۔ یہاں ٹھہر کر تھکن یاد نہیں آرہی۔۔۔“ ہالہ مسلسل بول رہی تھی، زایان کی نظر اس کے ہاتھوں پر تھی جو اس نے چوہے کے پاس کیٹل کے قریب ہی گرمائش کے لیے سیدھے کیے ہوئے تھے۔۔۔ زایان نے تفکر سے اس کی کلائیاں پکڑتا تھے پیچھے کیے۔۔۔

”یا تم ابنا مل تو نہیں ہو؟ آگ کے اتنے قریب ہاتھ رکھے ہیں۔۔۔ جلنے کیا؟ اتنی زبان چلتی ہے عقل کا استعمال بھی کر لیا کرو یا مجھے زچ کرنے کے لیے کر رہی ہو یہ سب۔۔۔“ زایان اس کی کم عقلی پر اسے ٹوکنے لگا۔۔۔

”میں ایسے ہی کرتی ہوں۔۔۔ زیادہ میری فکر میں گھلنے کی ضرورت نہیں اور تم اتنے ہی اریثیٹ ہو رہے ہو تو کیوں نکاح کے لیے چراغ کے جن کی طرح حاضر ہو گئے تھے؟ کسی نارمل لڑکی سے کرنا تھی شادی بھی۔۔۔ کم از کم آج یہاں تقریر ناجھاڑنی پڑتی۔۔۔ اتنے سمجھدار تم۔۔۔ بس یہی ڈانٹنے اور لڑنے کا شوق پورا کرنا تھا جھٹ سے نکاح رچانے آگئے تھے۔۔۔“ ہالہ نے پھر سے چڑھائی کر دی۔۔۔

”وہ تو تم فکر ہی نا کرو۔۔۔ اور بیوی بھی لاوں گاہی۔۔۔ جو عزت کرے۔۔۔ خدمت کرے۔۔۔ تمیز دار ہو۔۔۔ مجھ سے محبت کرتی ہو۔۔۔ سمجھدار بھی ہو اور پیار اسما مسکرا کر ڈیلی ویکلم کرے شام کو۔۔۔ مگر تمہیں بھی اپنے پاس ہی رکھوں گا۔۔۔ جان نہیں چھوڑوں گا اب تمہاری۔۔۔“ ہالہ اس کی باتوں پر شاکلہ سی نیم وامنہ لیے اسے دیکھنے لگی۔۔۔ کیا خواب ہیں جناب کے۔۔۔ دوسری بیوی؟

”مجھے پاس رکھ کر کونسے خزانے دریافت کرنے ہیں؟ جب سب کچھ اس دوسرا سے میسر ہو گا۔۔۔ میرا خون جلانا ضروری ہے کیا۔۔۔ میں کیوں تمہاری شکل دیکھوں ساری زندگی۔۔۔ خواخواہ۔۔۔ عذابِ خدا۔۔۔“

وہ چڑ کر بڑا تی جا رہی تھی۔۔ چائے ابلنے لگی تھی وہ بگڑے موڑ سے بے دھیانی میں کیٹل پکڑنے لگی جب زایان نے عین ٹائم پر ہاتھ پکڑ لیا۔۔

”اتنا بھڑکنے کی ضرورت نہیں۔۔ کوئی کپڑا یو ز کرو گرم ہے۔۔ یا ہولڈر سے پکڑو اور تمہیں خواخواہ ٹھوڑی رکھوں گا۔۔ تمہیں دیکھ کر، تم سے بات کر کے جو سکون ملتا ہے وہ دوسرا سے کہاں ملے گا۔۔ تم تو میرے دل کا سکون ہو۔۔ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔۔ تمہیں دیکھ لوں تو ساری تھکن، ہر پریشانی اور فکر ختم ہو جاتی ہے۔۔“ اس کا ہاتھ بلوں سے لگاتے وہ جذب سے بولا۔۔ ہالہ کا دل زور سے دھڑکا۔۔ اس نے کھینچ کر ہاتھ چھڑوایا اور رخ موڑے جلدی سے کپ اٹھاتی جیسے سب ان سنا کر گئی۔۔

”کمرے میں لے آنا چائے۔۔ میں اب تمہارے بابا سے بھی مل لوں۔۔“ زایان اس کے قریب ہوا اور سر تھپتھپا کر باہر نکل گیا۔۔ وہ سرجھ کائے لب کچلتی کھڑی رہ گئی تھی۔۔



دیا بھاری لہنگا پہنے آج ہی ہائی ہیل کا بھی شوق آزمائیٹھی تھی اور اب کھڑے ہونا بھی محل لگ رہا تھا۔۔ تبھی تھکن کا بہانہ کرتی ایک سائیڈ پر صوف پر بیٹھ گئی۔۔ بھاری کام سے جیسے کندھے بھی جھک گئے تھے۔۔ اس نے ہالہ کو دیکھا جو سٹیچ پر بیٹھی اس کی نسبت کافی ایزی لگ رہی تھی۔۔

دیانے کوٹ شوز میں پھنسنے پیر زرانکا لے اور کب سے اشارہ کر کے اپنے پاس بلا تی ہالہ کو اگنور کیے اس کی طرف سے رخ موڑ لیا۔۔ ہالہ نے دانت پیستے دو چار گالیوں سے نواز۔۔

سماں کس بھائیوں کے ساتھ بڑی تھا جو اسے اپنے جاننے والوں اور فرینڈز سے ملوار ہے تھے۔۔ دیاٹیک لگا کر سکون سے بیٹھ گئی۔۔

”ہائے دیالہ خادم۔۔“ اسما رہ اس کے پاس آ کر بیٹھی۔۔ دیانے بے زاری سے اسے دیکھا اب وہ سر کھا جائے گی۔۔۔

”بڑا میٹھیوڈ آگیا ہے میرے کزن سے زبردستی شادی کر کے۔۔ اب تو تم ہائے ہیلو سے بھی گئیں۔۔“ اسما رہ نے اس کے اگنور کرنے پر طنزیہ جتایا۔۔

”تمہارا کزن ایسا دودھ پیتا بچہ نہیں کہ میں زبردستی کروں اور وہ بچارا پھنس جائے۔۔“ دیانے ناک چڑھا کر جواب دیا۔۔۔

”اوہ کہیں ایسا تو نہیں جہاں آج میں ہوں اس جگہ کاغذ تریخی رہیں؟ پہلے بتانا تھا۔ شاید تمہارے دیوانے کزن کی نکاح کی دھمکی پر سینڈ لے لیتی تمہارے لیے۔“ دیافل فام میں آتی مسکرا کر بولی۔

”اوہ شٹ اپ۔ مجھے تمہارے جیسی چیپ حرکتیں آتی نہیں ورنہ آج تم وہیں امریکہ میں ڈگری کمپلیٹ کرنے کے چکر میں دھکے کھا رہی ہوتیں۔ ویسے تمہیں تھینک فل ہونا چاہیئے میرا۔ میں اگر سالک بھائی کو تمہارا انٹرونادیتی تو تم ان کی نظر میں آنے کے قابل بھی نہیں تھیں۔“

اسمارہ نے اس پر چوٹ کی۔ دیانے خود کو لعنت دی۔ اس سے تو اچھا تھا لہ کے پاس بیٹھ جاتی، وہ ابھی جواب دے لیتی۔ اس نے بہاں وہاں سالک کی تلاش میں نظریں دوڑائیں۔

”اب کیا۔؟ جواب نہیں دینا۔ ویسے تو کانج لیوں سے ہی تمہیں یہی خوش فہمی تھی کہ تمہاری حاضر جوابی کے سامنے کوئی نک نہیں سکتا۔“ اسماڑہ نے اسے پرانے دن یاد دلانے اور دیا کا باکل کل ہلکے ہلکے میک اپ میں چمکتا چہرہ دیکھا۔ کیا قسم تھی اس لڑکی کی بھی۔ اس کے نانا کے گھر کا سب سے لاڈلا اور شہزادوں جیسا لڑکا لے اڑی تھی وہ بھی میٹھے بھٹاکے۔ اسماڑہ کو اب اور بھی زہر لگنے لگی تھی وہ۔

”اب میں میری یڈ ہوں، میچور ہوں۔ اب مجھے اچھا نہیں لگتا ہر ایک سے بحث کرنا۔ میرا موڈ آف ہو گیا تو سالک اقیان کو برالگے گا نا۔ آج انہوں نے جانا ہے میں نہیں چاہتی انہیں ادا کر کے کبھی جوں۔“ دیانے خود پر کنٹرول کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”اوہ۔ تو تمہیں تمہارے سالک اقیان نے نہیں بتایا کہ اس کی فلاٹ کینسل ہو گئی۔ اوہ ماٹے بیڈ۔“ اسماڑہ ابھی اپنے نانے سے سالک کوبات کرتا سن کر آرہی تھی۔ دیا کو کہتی ہکھلا کر ہنسی۔ اسے جتایا کہ اس کی یہی حیثیت ہے۔ دیا کو جھٹکا لگا۔

”اوہ سویٹ۔ سالک سے میری ناراضگی دیکھی ہی نہیں جاتی۔ دیکھو یہ ابھی آج صح کی ہی بات ہے کہ میں نے بات کرنا چھوڑ دیا کہ ان کا یوں جلدی جانا مجھے ادا کر رہا تھا۔ اپنے بابا کی وجہ سے میں بھی نہیں جا رہی اور یہ اب فلاٹ کینسل کروالی۔“ دیانے سنبھل کر بات بنالی۔

”بائی دی وے۔ فلاٹ کینسل کروائی نہیں، کچھ ایشوز کی وجہ سے ہو گئی۔ لندن کوئی فلاٹ نہیں جا رہی موسم کی خرابی کی وجہ سے۔“ اسماڑہ نے تمسخر سے دیکھا۔

”اسمارہ مجھے لگا تم بہت اسماڑ ہو۔۔۔ اب کیا وہ سب سے کہیں کہ میری وجہ سے نہیں جا رہے؟ اور ویسے بھی انہیں پہلے امیر کہ جانا تھا بٹ۔۔۔ خیر میں تمہیں کیوں یہ سب بتا رہی ہوں۔۔۔“ دیا جھوٹ پر جھوٹ بولتی بے نیازی سے کندھے اچکا گئی۔۔۔

اسمارہ کا منہ کھلا رہ گیا۔۔۔ اسے یقین تھا دیالہ جھوٹ بول رہی ہے مگر تھوڑی کتفیوز ہوئی۔۔۔ کوئی اتنے اعتماد سے جھوٹ کیسے بول سکتا ہے۔۔۔ تو کیا واقعی سالک اس کے لیے رکا؟

اسمارہ کے لیے دیا کی شکل دیکھنا بھی محال ہوا تو جھٹکے سے اٹھ کر چل گئی۔۔۔

دیارنے دانت پیس کر بہاں وہاں دیکھا۔۔۔

”آج سالک میرے ہاتھ آئے۔۔۔ اگر نہیں جا رہا تو سب سے پہلے مجھے بتانا چاہیے تھا نا؟“ دیا کا غصہ سے براحال ہو رہا تھا۔۔۔

اس سے بدله لینے کی دل میں ٹھان لی تھی۔۔۔

 YamanEvaWrites 

زایان کسی لڑکی کے ساتھ سٹیچ پر آیا اور ہالہ سے ملوانے لگا۔۔۔

”ہالہ یہ میری یونی فرینڈ سبینہ ہے اور سبینہ یہ ہے میری کیوٹ سی وائپ ہالہ۔۔۔“ زایان نے سبینہ کو بتاتے ہوئے پیار سے ہالہ کا سجا سنورا روپ دیکھا۔۔۔ ہالہ نے بکشکل سر ہلا کر سبینہ کو ”ہائے“ کا جواب دیا۔۔۔

”شی از پریٹی۔۔۔ تو اس لیے اپنی ملگنی بریک کر کے بھی مجھ پر نظر نہیں پڑی۔۔۔ اسے پہلے ہی پسند کر پچھے تھے۔۔۔“ سبینہ نے مسکرا کر ہالہ کی طرف اشارہ کرتے کہا۔۔۔

”فضول بات نہیں سبینہ۔۔۔“

زایان نے اسے تنبیہ کی مگر ہالہ کے کان کھڑے ہوئے۔۔۔

”کافی چیਜ ہو چکا ہے زایان۔۔۔ یونی میں بہت جولی اور فرینڈلی تھا۔۔۔ اب تو بہت سیر کیس اور ریز روڈ ہو گیا ہے۔۔۔ اب پتہ نہیں وقت کا اثر ہے یا تمہارا۔۔۔ تم جانتی ہو؟“

سینہ نے دوستانہ لمحے میں جیسے ہالہ کو اطلاع دی زایان نے سخت نظر وہ سے گھورا۔۔۔

”میں بہت کچھ جانتی ہوں۔۔۔ یہ پیدا کئی گرگٹ ہے۔۔۔“ ہالہ نے دوسرا جملہ ہاکا سا بڑپڑا کر کھا جو اس کے پاس بیٹھے زایان نے بخوبی سنا تھا۔۔۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

”تو پہلی بار کب اور کہاں ملے تم دونوں۔۔۔“ ایک طرف صوفے پر ٹکتی سینہ نے فرصت سے سوال کیا۔۔۔ لگتا تھا جیسے آج پوری کہانی سن کر ہی جائے گی۔۔۔

”پہلی مرتبہ میں نے اس کے گھر کے پاس سٹریٹ میں دیکھا تھا۔۔۔ پھر مارکیٹ میں۔۔۔ پھر ہا سپیل میں۔۔۔ اینڈ یوول نیور بیلیو۔۔۔ یہ نقاب کیسے ہوتی تھی۔۔۔ بٹ مجھے یہ بہت پسند آئی تھی ہر بار پہلے سے زیادہ اور حد سے زیادہ۔۔۔“

زایان کو گویا الحمہ لمحہ از بر تھا۔۔۔ ہالہ کو دیوانوں کی طرح تکتے وہ بولتا گیا۔۔۔

سینہ کے لیے زایان کی یہ محبت کسی دوسری کے لیے دیکھنا مشکل تھا، وہ اٹھ کر معذرت کرتی وہاں سے چل گئی۔۔۔ ہالہ نے چہرہ موڑ کر ساتھ میٹھے زایان کو دیکھا جواب بھی اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

”یہ نہیں بتایا نکاح کیسے ہوا؟ کیسے تم نے نکاح شدہ لڑکی کواغوا کر کے طلاق کروائی اور اسی وقت قربانی دیتے نکاح کر لیا۔۔۔“ ہالہ نے اسے استہزا ائمہ نظر سے دیکھا۔۔۔

”ہالہ پلیز۔۔۔“ زایان کے لیے یہ لفظ زہر جیسے تھے۔۔۔ وہ عزت کرتا تھا ہالہ کی۔۔۔ رسوا کیسے کر سکتا تھا۔۔۔ ہالہ کاشک اسے دکھ دے رہا تھا۔۔۔ وہ لب بھنج کر اس ظالم لڑکی کو دیکھے گیا۔۔۔

”کیوں؟ تمہیں ایسا کرتے شرم نہیں آئی۔۔۔ بتاتے ہوئے شرم آرہی ہے۔۔۔؟“ ہالہ نے تفر سے اسے دیکھا اور رخ پھیر لیا۔۔۔

”ایسا نہ ہو جس روز سچ سامنے آئے۔۔۔ تم مجھ سے نظر نا ملایا۔۔۔ میرا یقین کرلو، وہ سب میں نے نہیں کیا۔۔۔“

زایان نے بے چارگی سے اس کا چہرہ دیکھا۔۔۔ شاید وہ دنیا کا سب سے انوکھا دلہا ہو گا جو ویسہ کی دلہن کو رومنس کی بجائے اپنی بے گناہی کا یقین دلا رہا تھا۔۔۔ ہالہ نے سر جھکا لیا۔۔۔ اسے یقین نہیں تھا مگر وہ خاموش رہ گئی۔۔۔

اسے گھر کے باہر سے انغو اکر لیا گیا تھا۔ ایک آدھا دن وہ بے قصور رسیوں سے بندھی رہی اور اسے نیم غنوڈگی میں کیا سنائی دیتا ہے کہ یہ سب کرنے والوں کا ماسٹر مائنڈ زایان ہے۔۔۔

پھر اسے آزاد کر دیا جاتا ہے۔۔۔ وہ شہر کے دوسرے کونے سے جیسے صدیوں کا سفر طے کرتی دل و دماغ میں اپنی پاکیزگی اور معصومیت کی گواہی کے لفظ جوڑ توڑ کرتی شام کو گھر پہنچتی ہے۔۔۔ اس کی زات تماشہ بن چکی تھی، اس کے کردار پر سوال اٹھا تھا۔ اس کے پاس اس بے نام انغو اور پھر رہائی کا جواب نہیں تھا۔۔۔ سب کے درمیان کھڑے کھڑے اس کی طلاق ہوئی تھی۔۔۔ اس کی زات کی وجہیں اڑائی گئیں اور پھر ایک فرشتہ نمائانسان نے اس کا ہاتھ تھام کر سب میں نام کمالیا اور وہ وہی تھا جس نے اس سب کھلیل میں اسے دھکیلا تھا۔۔۔

اس لڑکی کی تکلیف کیا کوئی سمجھ سکتا ہے؟ کیا وہ انسان جواب اس کی زندگی پر حق رکھے اپنے آپ کو بے گناہ کہتا تھا مگر اس کے پاس اس بات کا ثبوت نہیں تھا۔۔۔ کیا وہ سمجھ سکتا ہے اس کی تکلیف کہ کیسے اس نے سب کے درمیان اس کی اصلیت کھولنے کی بجائے اس سے رشتہ جوڑ لیا تھا۔۔۔

اب یہ رشتہ نبھانا کیا اتنا آسان تھا۔۔۔ وہ اس سے زیادہ کیا کر سکتی تھی۔۔۔ یہ سب کرنے والا ماننے کی بجائے مکر رہا تھا، اسے یہ بات مزید تکلیف دیتی تھی۔۔۔ رلاتی تھی۔۔۔

زاں غلط نہیں تھا مگر اس کے پاس اس بات کا کوئی گواہ بھی نا تھا۔۔۔ وہ سچا تھا مگر ثبوت نہیں تھا۔۔۔ ہالہ کا الزام اسے اداس کے ساتھ اب ناراض بھی کر رہا تھا۔۔۔

مگر غلط ہالہ بھی نہیں تھی۔۔۔

بس وقت غلط تھا۔۔۔ قسمت خراب تھی۔۔۔ وہ دونوں ایک ہونگئے تھے مگر ایک دوسرے کے لیے دل میں گلے بڑھ رہے تھے۔۔۔

رشتہ بن چکا تھا مگر کمزور تھا۔۔۔

👉 YamanEvaWrites 👈

سیاہ لباس میں اپنے بالوں کو آج زر امتحنے سے ہٹا کر سر پر سیٹ کیے سب سے مسکرا کر ملتے سالک کو اندازہ ہی نہیں ہو سکا کہ ڈی اس سے شدید والاناراض ہو چکی تھی۔۔

وہ کبھی کبھی دور صوف پر بیٹھی دیا کو بھی دیکھ رہا تھا جو بھاری جوڑا پہنے تھکی تھکی سی یہاں وہاں دیکھتی اسے بہت ”کیوٹ“ لگ رہی تھی۔۔ اسے سر پر اندر کرنے کا سوچ کروہ مسکرا رہا تھا۔۔ اسے اندازہ ہی نہیں تھا وہ خود سر پر اندر ہونے والا ہے۔۔

صیام بھائی کے چھوٹے بیٹے کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، وہ اپنی والف کے ساتھ جلد فری ہو کر گھر جانے لگے تو دیا بھی ان کے سر پر جا پہنچی۔۔

”صیام بھائی مجھے بھی میرے گھر چوڑ دیجئے گا۔۔ بابا اکیلے ہوں گے۔۔“ دیا نے جلدی سے کہا حالانکہ چاہے ان لوگوں کے بیچ جو بھی ہو چکا ہو۔۔ اپنے چچا کو اب بھی پہلے کی طرح فارس یا اکرام سن بھالتے تھے جیسا کہ ان کے کپڑے چینچ کروانا وغیرہ۔۔

آج رات بھی ان میں سے ایک نے سونا تھا ان کے پاس۔۔ مگر دیا کو تو سالک سے ناراضگی ظاہر کرنا تھی۔۔

”سالک سے ابھی بات کر کے آئی اس نے کہا ”او۔۔ کے“ چلی جاؤ۔۔“ صیام بھائی کچھ بولنے ہی لگے تھے کہ جھٹ سے بول پڑی۔۔ ”او۔۔ کے گڑیا آجائو۔۔“ صیام کی بیوی نے مسکرا کر کہا اور وہ لوگ پہلے اسے گھر ڈر اپ کرنے لگے اور پھر اپنے گھر کی طرف۔۔

ولیمہ انتظام پذیر ہوا تو میکسی سے الجھتی ہالہ سٹیچ سے اترنے لگی۔۔ زایان نے ہاتھ تھامنا چاہا سہارا دینے کو مگر وہ نظر انداز کیے اپنی مدد آپ کے تحت قدم جما جما کر چلتی قدم بڑھانے لگی۔۔

زایان گھر انس بھر کر اس کے ساتھ پیچھے پیچھے چلنے لگا۔۔ اس کی میکسی کی ٹیل پیچھے قالین پر پھیلی تھی۔۔

دیا کی تلاش میں یہاں وہاں دیکھتے وہ قالین سے ابھی اس سے پہلے کہ زمین پر جا گرتی زایان نے آگے بڑھ کر اس کے گرد بازو پھیلاتے اسے سن بھال لیا۔۔

”کتنی ضدی ہو ہالہ۔۔ اگر یہاں تم گر گئیں تو میں ہی اٹھا کر لے جاؤں گا تو اب میرا سہارا لینے میں کیا حرج ہے۔۔“

اس کے گرد ایک بازو پھیلایا اور ایک ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھام کر بولا۔۔ وہ خاموش ہو گئی۔۔ اگر گر گئی یہاں تو شرمندگی الگ ہو گی۔۔

گاڑی سے کچھ دور جا کر وہ رکی زایان کو دیکھا۔ وہ گاڑی کے پاس بیٹھ گیا تھا۔۔۔

”مجھے گھر لے جاؤ بابا کے پاس۔۔۔“ ہالہ نے اسے کہا تو زایان نے گاڑی کا ڈور کھولा۔۔۔

”اُبھی بہت رات ہو گئی ہے ہالہ۔۔۔ کل لے جاؤں گا۔۔۔ اب بیٹھو سردی بڑھ رہی ہے اتنی۔۔۔“ وہ نرمی سے بولا اور اسے بیٹھنے کا اشارہ دیا۔۔۔

باقی سب بھی۔۔۔ ہر کوئی اپنی گاڑیوں میں بیٹھتے گھروں کو رو انہ ہوئے۔۔۔

”نہیں۔۔۔ تم نے کہا تھا مجھے گھر جانے سے منع نہیں کرو گے اور مجھے۔۔۔“

ہالہ وہیں کھڑی بحث کرنے لگی۔ زایان نے یہاں وہاں دیکھا کوئی متوجہ نہیں تھا۔۔۔ اس نے ہالہ کو اچانک اپنی طرف کھینچا اور بازوؤں میں اٹھا کر گاڑی میں بٹھا دیا۔۔۔ ہالہ نے مزاحمت کرتے ہوئے اسے گھورا۔۔۔ چہرہ خفت سے سرخ ہو گیا تھا۔

”تم ایک جھوٹے اور بے شرم انسان ہو۔۔۔“ فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے وہ غصہ کرنے کی ناکام کوشش کرنے لگی مگر وہ مسکراہٹ دباتا اس کی سیٹ بیٹ بند کرتا اپنی طرف آکر ڈرائیورنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔

”تم وعدہ خلاف ہو۔۔۔ جھوٹے۔۔۔ میں نے کہا تھا ناں پہلے اتنے اچھے بننے والے بعد میں ایسے ہی ہو جاتے ہیں۔۔۔“

ہالہ نے دانت پیس کر اسے جتایا۔۔۔

”میں نے کب وعدہ کیا تھا۔۔۔ اگر یاد ہو تمہیں جب یہ بات کہی تھی تم نے تب یقین نہیں کیا تھا میرا۔۔۔ مجھے انکار کر دیا تھا۔۔۔ تواب مجھے وہ وعدے یاد ملت دلاؤ۔۔۔“

زایان نے گاڑی سٹارٹ کرتے روڈ پر ڈالی اور اس کے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں لاک کرتے ہوئے اس کے ہاتھ کی پشت اپنے لبوں سے لگائی۔۔۔ ہالہ کا چہرہ غصے اور شرم سے گویا خون چھلانے لگا۔۔۔ اس معاملہ میں اسی طرح زبردستی حق جاتا تھا۔۔۔

”ہاتھ چھوڑو میرا۔۔۔“ اس نے غرما کر کہتے ہوئے ہاتھ کھینچنے کی بہت کوشش کی۔۔۔

"اب میں اپنے طریقے سے پینڈل کروں گا تمہیں۔۔۔ اس لیے چپ چاپ بیٹھو۔۔۔ میں جتنا تمہیں ریکوئست کرتا ہوں، تم مجھے بلیم کرتی ہو۔۔۔" زایان نے اسے وارن کیا مگر ہاتھ نہیں چھوڑا اور ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتا رہا تھا۔۔۔
ہالہ نے دانت کچکچا کر اس بے ایمان اور مرضی کرنے والے انسان کو دیکھا۔۔۔

👉 YamanEvaWrites 👈

ساکن نے دیا کو ہر جگہ تلاش کیا مگر وہ ناہال میں کہیں تھی ناگھر جانے والوں میں شامل تھی۔ دیا کو سوبار کا لز ملائیں تب جا کر کال اٹینڈ کی اس نے۔۔۔

"میں گھر آگئی تھی صیام بھائی کے ساتھ۔۔۔ چنچ کر رہی تھی، بستر سیٹ کر رہی تھی اس لیے کال اٹینڈ نہیں کی۔۔۔" اس نے بڑے سکون سے تفصیلی جواب دیا۔۔۔

Are you mad D.. You'll never listen to me.. that basterd wasif is on the run.. do you "

..know how much dangerous is this condition... damnil

(کیا تم پاگل ہو ڈی۔۔۔ تم میری کبھی بات نہیں سنو گی۔۔۔ وہ* گالی ابھی بجا گا ہوا ہے۔۔۔ کیا تم جانتی ہو یہ حالت کتنی خطرناک ہے۔۔۔ ڈیمنل۔۔۔)

وہ غصے سے چینا۔

دیا نے سہم کر موبائل کان سے ہٹایا۔۔۔ وہ پہلی بار یوں غصہ ہو رہا تھا۔۔۔ اس نے تو ڈرنا تھا۔۔۔

وہ بجائے کوئی ایکسیوزدینے کے، کال کاٹ کر جلدی سے بلینکٹ میں منہ چھپا گئی اور سونے کی کوشش کرنے لگی۔

اب خود کو بھی غلطی کا احساس ہونے لگا۔ بابا کو پین کی وجہ سے زیادہ ترات کو نیند کی ٹیبلٹ دی جاتی تھی تو وہ اب سور ہے تھے۔۔۔ اس کے آنے سے پہلے فارس تھا ان کے پاس۔۔۔ دیا کے آنے پر وہ اپنے گھر چلا گیا کہ صبح آجائے گا۔۔۔

یوں دیکھا جائے تو وہ اس وقت بالکل اکیلی تھی اور ساکن کی بات نے اچھا خاصہ ڈرایا تھا اب نیند بھی گم ہو گئی تھی۔۔۔

سالک نے اپنی بڑی بہنی اور داجان کی گاڑی کی چابی لے کر گھر سے نکلا۔ وہ دیا کے معاملہ میں ان حالات میں کوئی بھی رسک نہیں لینا چاہتا تھا۔۔۔

خادم صاحب کے گھر کے قریب اسے اندھیرے میں دیوار کے پاس کوئی سائے نظر آئے تو اس کی سیاہ آنکھوں میں شعلے لپکتے تھے۔۔۔ دیوار سے پشت لگائے بنا آواز کیے ان کی طرف بڑھا۔۔۔ ان میں سے ایک دیوار پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا جب سالک نے اس کی ٹانگ دبوچ کر زمین کی طرف کھینچا تو وہ کمر کے بلینچے آگرا۔۔۔ اس کے ساتھ باقی دو بھی چوکنا ہوئے اور ہاتھ میں بکڑی چھوٹی ٹارچ اس کی طرف کر کے دیکھا۔۔۔

سالک نے چہرے پر ہاتھ رکھ کر آنکھوں کو روشنی سے بچایا اور اس کا وہ ہاتھ پکڑ کر انہی کی طرف مردڑا، اس کے منہ سے دبی چیخ نکلی اور سالک نے اس روشنی کی مدد سے اس کے ناک پر زور دار پنچ مارا۔۔۔

دوسرائیزی سے آگے بڑھا۔ سالک نے ٹانگ اس کے پیٹ پر ماری اور پیچھے زمین پر پڑا بندہ تب تک اٹھ کر سالک کو پیچھے سے دبوچ گیا۔۔۔ سالک نے کہنی پیچھے کر کے اس کی سائیڈ پر پوری شدت سے ماری تو وہ بلبلہ کر پیچھے ہٹا۔۔۔ اندھیرا اور خاموشی اور سر درات میں وہ ایک دوسرے سے گھشم گھتا تھا۔۔۔

”کون ہوتا؟ اور یہاں کیا کر رہے ہو؟“ ان میں سے ایک کی گردن بازو میں لاک کر کے ان سے پوچھا۔۔۔ وہ بغور سالک کا جائزہ لینے لگے۔۔۔ بڑی میں سے چہرے کا نچلا آدھا حصہ نظر آ رہا تھا اور رنگ برف ساسفید تھا۔۔۔

”تم کون ہو لڑکے اور رات کے اس پھر اس علاقے میں تمہارا کیا کام۔۔۔ تم یہاں کے نہیں لگ رہے۔۔۔“ اس کا روشنی میں گھر اجائزہ لینے پر صاف پتا چل رہا تھا وہ اس چھوٹے علاقے میں رہنے والا نہیں۔۔۔ مہنگے کپڑے، جوتے اور لڑنے کا انداز بتاتا تھا فائٹنگ کی باقاعدہ ٹریننگ ہے۔۔۔

”مجھے جواب دو ورنہ اس کی گردن توڑ دوں گا۔۔۔ یہ گھر میرا ہے تم لوگوں کا یہاں کیا کام ہے۔۔۔“

سالک نے گرفت اس بندے کی گردن پر مزید سخت کی تو وہ تڑپ کر اس کے بازو پر ہاتھ مارنے لگا۔۔۔ لگتا تھا یہ شکل سے نرم مزان نظر آنے والا لڑکا واقعی یہاں بے دردی سے قتل کر سکتا ہے۔۔۔

”دیکھو ہم تو بس عام سے چور ہیں۔۔۔ چوری کی نیت سے آئے تھے۔۔۔ مگر اب اس علاقے میں نہیں آئیں گے۔۔۔“ انہوں نے اسے یقین دلایا اور اس بندے کو چھوڑنے کا کہا۔۔۔

”تمہیں واصف لغاری نے بھیجا ہے۔۔۔“ سالک نے کچھ سوچ کر یو نہیں اندھیرے میں تیر چھوڑا اور ٹارچ کی روشنی میں ان کے چہرے دیکھے، وہ چونکے تھے اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگے تھے۔۔۔

سالک کو جواب مل گیا تھا۔۔۔ وہ واقعی واصف کے بھیجے بندے تھے۔۔۔ جیسا کہ اسے شک تھا کہ واصف اپنی گرفتاری سے پہلے کچھ ناکچھ ضرور کرے گا اور وہ غلط نہیں تھا۔۔۔ سالک کے پاس یہی موقع تھا ان سے سچ اگلوانے کا۔۔۔ بازو میں قید گردن والا بندہ مر نے والا ہو رہا تھا۔۔۔

باقی دونے ایک دوسرے کو اشارہ کیا۔۔۔ بات کرنے کے بہانے قریب ہو کر اڑ کے کو دبوچ لیا جائے۔۔۔ وہ اس کی طرف بڑھنے لگے۔۔۔

مگر سالک کافی سے زیادہ ہوشیار تھا اس وقت۔۔۔ اس بندے کی گردن کو ہلاکا سا جھک کا دیا تو وہ دبادبا سا چلایا۔۔۔ وہ دونوں یکدم رک گئے۔۔۔ ”میرے ساتھ گیم مت کھلینا۔۔۔ مجھے میرے چند سوالوں کے جواب دے دو گے تو جانے دوں گا۔۔۔ ورنہ میں جانتا ہوں تم لوگ ہی کلڈ نیپر ہو۔۔۔

کمشنز کی تلاش اب بھی تم لوگوں کے لیے جاری ہے مگر ہم نے کسی پرشک نہیں ظاہر کیا۔۔۔

لیکن اب مزید میں تم لوگوں کو برداشت نہیں کر سکوں گا۔۔۔“ سالک نے سرد بھاری آواز میں سختی سے کہا تو وہ بوکھلا کر سوچ میں پڑ گئے۔۔۔



وہ دونوں تھوڑی سوچ بچار کے بعد آخر کار سچ بتانے کو تیار نظر آئے تھے۔۔۔

”مگر کیا گارنٹی ہے تم بس کو یا پولیس کو ہمارا نہیں بتاؤ گے۔۔۔“ انہوں نے اپنی سیفٹی کی گارنٹی مانگی۔۔۔ سالک جو اپنا سیل آن کر رہا تھا، چونکا۔۔۔ سیل ان کے سامنے لہرا یا۔۔۔

بازو میں قید بندے کو چھوڑا تو وہ بھی گردن سہلاتا سامنے ساتھیوں کے پاس جا ٹھہرا۔۔۔ وہ حیران ہوئے۔۔۔ کیا وہ لڑکا پا گل ہے جوان تین کے سامنے مزے سے اکیلا کھڑا ہے۔۔۔

”میں تم لوگوں کو آزاد کر کے سامنے اکیلا ہوں۔۔۔ اور یہ رہی گارنٹی۔۔۔“ سالک نے کہتے ہوئے موبائل سامنے کیا جس میں کیمرہ آن تھا۔۔۔

ان کی سینڈز میں پکھر ز لیں۔۔۔ وہ بو کھلا گئے۔۔۔ سالک مسکرا یا۔۔۔

”تمہارے چہرے سیو ہیں اب میں چاہوں تو پو لیں کو دے کر تمہیں اریسٹ کروالوں مگر صحیح بتا دو تو چھوڑ دوں گا۔۔۔“

سالک کی توجہ سیل پر تھی اور ان سے بول رہا تھا۔۔۔ اس نے پکھر ز نانا کے نمبر پر سینڈ کر دیں۔۔۔

انہوں نے یکدم پھرتی سے اسے دبو چا۔۔۔ دونے اس کے بازو مضبوطی سے پکڑے اور ایک پے درپے دار کرتے بری طرح اسے مارنے لگا۔۔۔

سالک کو جتنے ایزی گونگ لگے تھے، اتنے تھے نہیں۔۔۔ انہوں نے اسے اچھا خاصہ نڈھال کر دیا تھا اور جب انہوں نے چھوڑا تو وہ نڈھال سائیچے ز میں پر بیٹھتا چلا گیا۔۔۔

”اپنی عمر دیکھو لڑ کے۔۔۔ تمہاری عمر جتنا تو ہمارا یہ مار دھاڑ کا تجربہ ہے اور تو ہمارے ساتھ چالا کی کھینے لگتا تھا۔۔۔“ وہ اس سے موبائل چھین کر تمسخر سے بولے۔۔۔ سالک ان کی بات پر بے ساختہ ہنسا۔۔۔

”کسی کو ہرنے کے لیے تجربہ نہیں دماغ چاہیے سر۔۔۔“

وہ ہنسنے کی وجہ سے دکھتے جسم پر کراہ کر بولا۔۔۔ چہرے پر مسکرا ہٹ تھی، زہن آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی۔۔۔ وہ چوکے۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔؟“ موبائل کو دیکھا۔۔۔

”تم اگر مجھے مار بھی دو یا یہ موبائل چھین لو تب بھی میں تم لوگوں کی پکھر اپنے ایک کانٹیکٹ کو بھیج چکا ہوں۔۔۔ اب اگر صحیح تک میں نے کوئی کانٹیکٹ ناکیا تو وہ پکھر ز سیدھا پو لیں کو ملیں گی۔۔۔“ سالک کی بات پر ان کے دماغ کھول اٹھے۔۔۔

مگر مجبوراً موبائل سالک کو پکڑا کر اسے دیکھنے لگے۔۔۔ اب بتائے بن اچارہ نا تھا۔۔۔

”ہمیں واصف لغاری نے کہا تھا اس گھر کی لڑکی اٹھانی ہے اور اس میں ایک اسی گھر کا لڑکا مدد کرے گا۔۔۔ بس کی کچھ باہر کے لوگوں (فارن ڈیلی گیشن) سے کوئی میٹنگ تھی۔۔۔ اس دن ہمیں فارس نامی لڑکے کا میتھ ملا کہ لڑکی یہ دو گلی چھوڑ کر روڑ پر میڈیکل سٹورنگ آئے گی۔۔۔ ہم ویسے بھی بس کی ہدایت پر اسی ایریا میں تھے۔ لڑکی سامنے ہوئی تو اٹھای۔۔۔

ہمیں فارس نے ایک ایڈر لیں دیا تھا جہاں لے جانا تھا لڑکی کو۔۔۔ مگر عین وقت پر بس کی سیکرٹری پینا نے ہمیں لڑکی کو بس کے اپارٹمنٹ لے جانے کا بولا اور یہ کہ وہ خود وہاں آئے گی کچھ وقت تک۔۔۔ پھر فارس کے پاس لے جائے گی۔۔۔

ہم نے لڑکی کو رسیوں سے باندھ دیا اور ایک کیسرے کی مدد سے کمرے سے باہر بیٹھ کر لڑکی پر نظر رکھی جب وہ ہوش میں آئی تو میں نے بس کی ہدایت کے مطابق کمرے میں جا کر کال کا ڈرامہ کر کے ظاہر کیا کہ یہ کام زایان خان نے کروایا ہے۔۔۔ انہوں نے اپنی اپنی جگہ ساری بات بتا دی سالک جو چھپ کر موبائل کا کیمرہ ان کی طرف کر کے ویڈیو بنارہا تھا، چونک گیا۔۔۔ یہاں تک تو ادھوری بات تھی۔۔۔

”تو چھوڑا کیوں لڑکی کو۔۔۔“ سالک نے سوال کیا۔۔۔ وہ زرار کے اور پھر ایک بولنے لگا۔۔۔

”جب پینا آئی تو بہت جلدی میں تھی کیونکہ پولیس انوالو ہو گئی تھی اور کمشنز جان پہچان کا نہیں تھا کہ معاملہ سنچال سکے۔۔۔ ہمیں بس جلد از جلد لڑکی فارس نامی لڑکے کے حوالے کرنا تھی مگر یہاں ہم سے گڑبرڑ ہو چکی تھی کہ ہم نے غلط لڑکی انغو اکر لی تھی۔۔۔ پینا نے دیکھا تو چیختی کہ ہمیں زایان خان کی چھوٹی بھا بھی کو انغو اکرنا تھا مگر وہ نجات کون لڑکی تھی۔۔۔ پینا نے زایان خان کی بھا بھی دیکھی ہوئی تھی مگر اس لڑکی کو ہم نہیں جانتے تھے۔۔۔ فارس کے حوالے بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔۔۔ بس کوتاتے تو مزید معاملہ گڑتا۔۔۔ پولیس کا خطرہ بھی بڑھ چکا تھا۔۔۔ (یعنی انہیں اندازہ ہی نہیں تھا یہ لڑکی بھی اسی گھر کی ہے۔۔۔)

ہم نے پینا کے کہنے پر چپ چاپ لڑکی کو آزاد کیا اور جب بس نے میٹنگ سے فری ہو کر پوچھا تو ہم نے کہہ دیا کہ لڑکی انغو نہیں کر سکے، کوئی اور انغو اکر گیا۔۔۔

معاملہ سولو ہو چکا تھا اور کسی کو خبر نہیں ہوئی مگر تم کون ہو۔۔۔ کیسے جان گئے کہ انغو ہم نے ہی کیا تھا۔۔۔؟“ ان کے سوال کا سالک نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔۔۔

وہ ویڈیو زیان کو بھی اور دیوار کے سہارے اٹھا۔ سردی شدید ہو رہی تھی جس کی وجہ سے چوٹیں تکلیف دے رہی تھیں۔ پورا جسم درد کر رہا تھا۔

”اگر واصف لغاری کے اریسٹ ہونے میں ہیلپ کرو تو تمہارا نام نہیں آنے دوں گا۔ کسی بھی معاملہ میں۔ آج کس کام سے آئے تھے تم لوگ؟“ سالک نے سوال کیا۔

”اسی کام سے مطلب۔ زیان خان کی بیوی کو انگو اکر کے بس کے حوالے کرنا تھا۔ ہم کچھ دن سے مسلسل اس گھر پر نظر رکھے ہوئے ہیں آج وہ لڑکی آئی ہے۔ مگر تم بیچ میں آگئے۔“ ان کے الفاظ پر سالک کو شدید غصہ آیا تھا دیا پر۔ اگر وہ آج نا آتا تو؟“ تم واصف لغاری کو کہنا لڑکی کڈنیپ کر لی ہے۔ پھر جہاں وہ خود ہو گا وہیں بلوائے گا تمہیں۔ یا تمہارے پاس آئے گا جو بھی کرے اس نمبر پر میسج کر دینا پو لیں پہنچ جائے گی۔“ تم لوگ نکل جانا۔“ سالک نے کمشنر سعد کا نمبر دیا جو داجان کے دوست کا بیٹا تھا۔ اور واصف کی گرفتاری کے لیے آج کل چپے چپے چھان رہا تھا۔

وہ اپنی جان کے بد لے واصف کا سودا کر کے چلے گئے اور جب سالک کو یقین ہو گیا کہ اب خطرہ نہیں۔ وہ وہیں سے پلٹ آیا۔ اگر آج کی رات دیا ڈرتی ہے یا سو نہیں پاتی تو اچھا ہے، اسے سزا ملے۔ سالک نے ریان کو میسج کیا کہ وہ اسے آکر لے جائے اور خود بمشکل لڑکھڑا کر دیواروں کے سہارے چلتا گاڑی تک پہنچا اور اس میں بیٹھ کر اپنے سانس بحال کرنے لگا۔

واقعی وہ کوئی تجربہ کا رکھلاڑی تھے جو اس کا جوڑ جوڑ دکھانے تھے۔

👉 YamanEvaWrites 👈

زیان نے ویڈیو دیکھی تو اسے جھکا لگا۔ فارس اس سب میں شامل تھا؟ حد تھی بے حسی اور بے غیرتی کی۔

ہالہ زیورات، بھاری میکسی اور میک اپ سے آزاد ہو کر ہلکے ہلکے لباس میں آئی تو زیان نے سیل ایک سائیڈ پر رکھا اور بیڈ کے دوسرے کنارے ٹکتی ہالہ کا ہاتھ تھاما۔ ہالہ نے ہمیشہ کی طرح جواب اشدید غصہ اور الجھن سے گھورا۔

”ہالہ تمہارے پاس کیا پروف ہے کہ تمہیں کڈنیپ میں نے کروایا؟ او۔ کے میرے پاس نہیں تو تم کیسے یقین سے کہہ سکتی ہو یہ سب میں نے کیا۔؟“ زیان کے سوال پر ہالہ نے اسے دیکھا جو اتنا ”شریف“ بن رہا تھا۔

”تمہارے بندے نے مجھے سوتا ہوا سمجھ کر تمہیں کال ملا کر سب اور کے کا اشارہ دیا تھا۔“ ہالہ کے جواب پر زایان تاسف سے مسکرا یا۔۔۔

”اور کیا تم نے میری آواز سنی؟ کیا اس دنیا میں صرف میرا نام زایان ہے؟“ زایان ایک بار چاہتا تھا وہ خود سوچے اور سمجھے۔۔۔

”مجھے آواز سننے کی ضرورت تھی؟ اور ساری دنیا چھوڑ کر زایان نام ہی کیوں تھا کڈنی پر کا؟ کم از کم ”مجھے“ تو صرف ایک ہی زایان جانتا تھا اور وہ تم ہو۔“ ہالہ نے سختی سے کہا اور سونے کے لیے لیٹنا چاہا مگر زایان ہاتھ چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔۔۔

”پھر تم نے کسی کو بتایا کیوں نہیں؟ میرا نام بھی سن لیا تھا ہو گیا کہ میں ہی تھا تو سب کے پوچھنے پر خاموش کیوں رہیں؟ کیا محبت کرتی ہو مجھ سے؟“ زایان کے سوال پر ہالہ کا دماغ جھنجھننا اٹھا۔۔۔

محبت؟ زایان سے؟ اس کا دل زور سے دھڑکا۔۔۔

”اس دن میرے حواس کام نہیں کر رہے تھے۔۔۔ اس کے بعد مجھے موقع دیئے بنانا کا حکم دیا گیا۔۔۔“ ہالہ نے بات بنالی۔۔۔ وہ اسے نہیں کہہ پائی، اس دن شدید غصہ کے باوجود اور سب کے لاکھ پوچھنے پر بھی وہ زایان کا نام جان بوجھ کر چھپا گئی تھی۔۔۔

نجانے اس نے ایسا کیوں کیا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کوئی زایان کو بر اجھلا کہے، سب اس سے نفرت کریں۔۔۔ پتا نہیں کیوں وہ اس کا نام چھپا گئی۔۔۔ حالانکہ اسے غصہ آج تک تھا اور انتظار بھی کہ زایان اپنی غلطی مان کر اس سے معافی مانگ لے۔۔۔ اور وہ سوچ چکی تھی کہ وہ بنا مزید کچھ کہے معاف کر دے گی مگر وہ مانتا تباہ نا۔۔۔

”اور اب میں اگر تمہاری فیملی کو بتاؤں تو یہ جو تم میرا خیال رکھتے ہو ناں پھر شاید کبھی نارکھو۔۔۔ یہ پیار، فکر اور کئی سب دکھاو اسی لیے ہے کہ میں تمہارا راز کسی کو ناتباہوں۔۔۔“ زایان اس کی بد گمانی پر ساکت رہ گیا۔۔۔ تو کیا وہ اس کی خالص محبت کو بس ایک ”دکھاو“ سمجھتی ہے۔۔۔ اسے شدید صدمہ پہنچا تھا۔۔۔

”ہالہ۔۔۔ میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا۔۔۔ محبت کرتا ہوں تم سے۔۔۔ جیسے بھی حالات میں ملی ہو، قبول ہو دل سے۔۔۔ اس سب میں میرا کوئی ہاتھ نہیں۔۔۔ کیا میرے الفاظ، میرے لبجے میں، میری آنکھوں میں سچائی نہیں دیکھ سکتیں تم؟ ایک آخری بار کہتا ہوں۔۔۔ اگر کسی ثبوت گواہ کے بنا کھوں کہ وہ سب میں نے نہیں کیا اور پھر بھی اپنی محبت میں تمہیں اپنا نام دیا، حفاظت کی، خیال رکھا۔۔۔ یہ توجہ، پیار، فکر اور میری محبت۔۔۔ سب سچ ہے۔۔۔ تو کیا میری بات مان لو گی؟“

زایان نے آخری کوشش کی تھی۔ اس کے دل میں عجیب سی کمک تھی کہ ہالہ اس کے کہے پر ایمان لے آئے۔

”میں ایک عام سی لڑکی ہوں۔ جو دیکھا سنا اس پر یقین ہے۔ مجھے لفظاً، لمحہ اور آنکھیں پڑھنے اور سمجھنے نہیں آتے۔ اگر تم کہتے ہو کہ وہ تم نہیں تھے تو ثبوت دکھادو۔ مان جاؤں گی۔“ ہالہ نے سنجدگی سے کہتے ہوئے زایان کو مایوس کر دیا۔ زایان نے موبائل اٹھا کر ویدیو اپن کی اور ہالہ کو دے دی۔

”یہ ہے ثبوت۔ سالک نے کچھ وقت پہلے بھی ہے۔ اس کے بعد شاید تمہیں میرا یقین آجائے لیکن تم نے مجھے بری طرح ہرٹ کیا ہے آج۔ میں وہ پاگل ہوں جو چاہتا تھا کہ میری اس جان لیوا محبت کو تم خود پہچانو۔ میں تمہاری خاموش آنکھوں کے دکھ پڑھ سکتا ہوں، میں تمہاری خاموشی میں بھی تمہارے احساس پہچان لیتا ہوں۔“

تمہاری تکلیف بے چینی اور خوف تمہارے لمحے سے ہی سمجھ لیتا ہوں۔ اس سب کے بد لے بس اپنے لفظوں کا یقین چاہتا تھا ہالہ مگر تمہارے پاس مجھے دینے لیے کچھ بھی نہیں سوائے بدگمانی اور نفرت کے۔“

ہالہ ویدیو دیکھتی شاکٹ ہو چکی تھی۔ فارس کی حقیقت پر اسے صدمہ ہوا تھا۔ زایان کے الفاظ پر اس نے لب دانتوں تلے دبا کر سکی روکی۔ زایان بیٹھ کے دوسرے کنارے اپنی جگہ لیٹ کر اس سے رخ پھیر گیا اور ہالہ کو اپنی زندگی میں شامل کرنے کے بعد سے اب تک یہ پہلی مرتبہ تھا کہ وہ ہالہ کی طرف پشت کیسے سورا تھا۔ ہالہ نے بے دم ہو کر گھٹنوں پر سر ٹکایا اور سکیوں کو دباتی گھٹی گھٹی آواز میں نجانے کتنی دیر روئی رہی۔۔۔

اس رات چار لوگ اپنی جگہ جا گے تھے۔

ہالہ پچھتاوے اور اپنوں کے دیئے زخم پر روئی رہی تھی۔۔۔

زایان اپنی محبت کی بے قدری پر اور ہالہ کی سکیوں پر ساری رات بے چین رہا تھا۔۔۔

سالک دیا پر غصہ اور اپنے زہنی و جسمانی تکلیف پر ساری رات جا گئی رہا تھا۔۔۔

اور دیا جسے یقین تھا سالک اس کے اکیلے پن کا خیال کر کے ضرور آئے گا۔ پوری رات اکیلی خوف سے روئی رہی تھی۔۔۔

ریان سالک کو کسی کلینک سے چیک کرو اکر پین مکر زیلت اسے گھر لایا تھا۔ سالک نے رات کو تو کسی طرح ریان کو خاموش رہنے پر منا لیا تھا مگر ریان کے صحبتانے پر خان پیلس میں کہرام مچا تھا۔

سالک کے چہرے اور باقی جسم پر نیل اور دوسری چوٹوں کے نشان دیکھ کر دی جان تو بری طرح روئے گئیں۔ سب کی حالت خراب ہو گئی۔ اسے دیکھ کر ہی انہیں تکلیف کی شدت اپنے اندر محسوس ہوئی تھی۔

نجانے کیسے لوگوں میں پھنسا۔ انہوں نے جب مارا ہو گا۔ سالک کتنا اکیلا ہو گا۔ کتنی تکلیف ہوئی ہو گی۔ مدد کے لیے پکارا ہو گا۔ نجانے کیا ہوا ہو گا۔ بڑے بھائیوں کا بس نہیں چل رہا تھا سالک کا یہ حال کرنے والے سامنے آئیں تو انہیں دنیا کی بدترین سزادے دیں۔

”کس سے جگھڑا ہوا؟ کون تھے وہ لوگ؟ کیوں مارا تمہیں؟ کہاں گئے تھے تم سالک؟“ سوالوں کی بوچھاڑ تھی۔

”میری فائٹ ہوئی تھی۔ میں نے مار کھائی ہے تو مرا بھی ہے۔ میرے پاس ریزن تھا۔“ سالک کے جواب پر انہیں احرام کی بے بی کا اندازہ آج ہو رہا تھا۔ جب ہر بار پوچھنے پر احرام کہتا تھا۔

”سالک اب اچھا بچ نہیں رہا۔ الٹے سیدھے کام کرتا ہے۔ بری طرح زخمی ہو کر آ جاتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ اس کے پاس ریزن تھا۔“ اور ہمیشہ کی طرح سالک نے ناریزن بتایا انہی ان بندوں کا جنہوں نے یہ حال کیا تھا۔

اس کا ایک ہی جواب حاضر تھا۔

...I can handel this matter”

زايان نے اپنے اس چھوٹے شہزادوں جیسے بھائی کو سینے سے لگا کر اس کا چہرہ چوما۔ وہ اسے سب سے بڑھ کر پیارا تھا۔

”تم نے اپنی جان کیوں رسک میں ڈالی سالک۔ میرا معاملہ تھا میں بینڈل کر رہا تھا نا۔ مجھے اپنی بے گناہی کے ثبوت یا گواہ کی اتنی ضرورت نہیں تھی کہ تم یوں تکلیف اٹھاتے۔“ زایان نے تکلیف سے اسے دیکھا جو ایسے مسکرا رہا تھا جیسے کچھ ہوا، ہی ناہو۔ اور سب کسی اور کے لیے فکر مند ہوں۔

”اُس اُو۔ کے زیان بی۔۔۔ یہ سب بائی چانس ہوا کہ آپ کی انوسینس کا پروفیل گیا۔ میرا پنا ایک میر تھا جس کی وجہ سے یہ سب ہوا۔ آپ گلٹی مت ہوں پلیز۔“

سالک نے اسے اطمینان دلایا۔۔۔

”مجھے اکرام کا نمبر دیں۔۔۔ میں اسے یہ ویڈیو سمجھوں گا۔۔۔ میں نہیں چاہتا وہ ہیلے کے ساتھ غلط کر کے بھی ساری زندگی خود کو صحیح سمجھ کر ریلیکس رہے۔۔۔ جس نے غلط کیا ہے اسے اندازہ ہونا چاہیے۔۔۔ وہ ریگریٹ کرے۔۔۔“ سالک نے زیان سے کہا۔۔۔ وہ اتنی آسانی سے معاف کر دینے والوں میں سے تھا بھی نہیں۔

”پھر فارس کے بارے میں کیا کہو گے؟“ زیان نے ابر واچ کا کردیکھا۔۔۔

”وہ جانتا ہے اس نے غلط کیا۔۔۔ وہ گلٹی ہے۔۔۔ وہ اب خادم بابا کو سنبھالتا ہے۔۔۔ اسی گلٹ میں وہ ڈی کے سامنے بھی نہیں آتا۔۔۔ وہ خود کو خود سزادے رہا ہے۔۔۔“ سالک کو سب خبر تھی جیسے۔۔۔ کندھے اچکائے۔۔۔

زیان نے ہار مان لی۔۔۔ سالک ان سے الگ سوچتا ہے اور کچھ بھی کر گزرتا ہے۔۔۔

وہ ہر معاملہ میں احتیاط کرتے تھے اور سالک کو احتیاط کرنا نہیں آتا تھا۔

”سالک اس گھر میں اور بھی سب لڑکے ہیں۔۔۔ لڑائی جھگڑے بھی ہوتے ہیں مگر سمجھداری سے طریقے سے بات کر کے معاملات سنبھالے جاتے ہیں۔۔۔ تم جب کسی سے جھگڑا کرتے ہو سیدھا مار دھاڑ پر اتر آتے ہو۔۔۔ ہر وقت اپنی حالت خراب کی ہوتی ہے۔۔۔“

داجان نے ناراضگی سے اسے دیکھا جسے اپنی پرواہ ہی نہیں تھی اور سالک کو طریقے سے بات کرنا آتی ہی کب تھی۔۔۔

👉 YamanEvaWrites 👈

ہالہ صح سالک کے سامنے پیٹھی تھی۔۔۔

”تھینکس سالک۔۔۔ میں بہت ازیت میں تھی۔۔۔ تم نے میرے اندر کا بوجھ ختم کیا ہے۔۔۔ مجھے بس دکھیا ہے کہ تمہاری حالت کی زمہ دار بھی شاید میں ہی ہوں۔۔۔“

ہالہ نے شرمندگی سے اعتراف کیا۔۔

”تم اب زایان بی پڑاؤٹ مت کرنا ہیلے۔۔ وہ تمہیں خوش رکھیں گے۔۔ آئی گارنٹی یو۔۔ تم نے انہیں کڈنپر سمجھا پھر بھی میرے کہنے پر نکاح کر لیا اور کسی کے سامنے ہیو میلیٹ نہیں کیا۔۔ انسٹ نہیں کی سب گھروالوں کے سامنے۔۔ اس سب کے لیے تھینکس۔۔ اگر ڈی ہوتی ناتوہ اب تک سب کے درمیاں مجھے خوب سماچکی ہوتی۔۔“

سالک نے منہ بنائے کہا۔۔

جس کی وجہ سے وہ اس حال کو پہنچا تھا۔۔ اسے خبر ہی نہیں تھی اور ہالہ خواہ سوری فیل کر رہی تھی۔۔ وہ دل میں ناراض ہوا۔

”او۔۔ کے میں گھر جاتی ہوں دیا کو بھجوں گی۔۔ آئم سوری۔۔ دیا پاگل ہے اسے یہاں ہونا چاہیئے تھا۔۔ وہ اصل میں اب بھی بابا فلی ریکور نہیں ہوئے تو ہمیں فکر ہوتی ہے۔۔“

ہالہ نے دیا کی طرف سے وضاحت دی۔۔ سالک خاموش رہا اسے دیا کی بات پر ہی تپ چڑھنے لگتا تھا۔۔

زایان کے کہنے پر ہالہ ڈرائیور کے ساتھ گھر گئی اور دیا کو واپس جانے کا بولا۔۔

دیا گلا بی آنکھیں لیے نڈھاں سی بیٹھی تھی۔۔ سالک کا سن کر ڈرائیور کے ساتھ آگئی تھی اور اب سالک کے سامنے سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔

وہ نیم دراز کچھ فاصلے پر بیٹھی دیا کو ماتھے پر بل ڈالے گھور رہا تھا۔۔

”آ۔۔ آپ کو بہت زیادہ مارا کیا ان غندوں نے۔۔؟ کون تھے وہ؟ کیوں مارا انہوں نے۔۔؟“ وہ آخر ہمت کر کے پوچھنے لگی۔۔

”تمہیں کیا فرق پڑتا ہے؟ کوئی میچے مار بھی ڈالے۔۔ تم خوشی سے اپنے گھر جا کر رہو۔۔ مجھے لگتا ہے کسی بچی سے ڈیل کر رہا ہوں۔۔ کب بیٹھے بیٹھے تمہارا دماغ خراب ہو جاتا ہے۔۔ ناکچھ پوچھتی ہونا بتاتی ہو۔۔ بس اپنی مرضی کیے جاؤ تم۔۔“

سالک نے بری طرح جھاڑا توہ چپ سی ہو گئی۔۔

”مجھے لگا تھا آپ آئیں گے۔ آپ کی فلاٹ کینسل ہوئی، مجھے بتایا تک نہیں۔ اسماڑہ کو بتا دیا۔ پھر مجھے کال کر کے ڈرایا بھی۔ میں ساری رات ڈرتی رہی اور آپ پھر آئے بھی نہیں۔“ وہاب بھی روہانی ہوتی اپنے رونے روئی چلی جا رہی تھی۔ سالک کا دماغ گھوم گیا۔

”شٹ اپ ڈی۔ مجھے وہیں اسی وقت کال آئی کہ فلاٹ کینسل ہو گئی ہے۔ گرین پا کو بتایا۔ تمہیں بھی گھر آکر بتاہی دیتا نا۔“ تم اور تمہارے لیٹیشنوڈ۔ یہاں زرابات ہوئی اور تمہارا موڈ آف۔ گرو اپ۔ یو آرنٹ آچانلڈ۔

میں ہر بار تمہیں سیفٹی دینے نہیں آسکتا۔ تم اپنا اور میرا لاس کر کے ہی رہو گی کبھی۔ اگر کل میری فلاٹ کینسل ناہوئی ہوتی تو جانتی ہو کیا ہوتا۔ یو آر ٹوچ۔“

سالک نے اپنی ساری بھڑاس نکالی اور وہ منہ کھولے نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔ کس بات کی سیفٹی؟ کیسا لاس؟ دیا نے سوالیہ نظر وہ سے اسے دیکھا جو آنکھیں بند کر کے گھرے گھرے سانس لیتا جیسے ضبط کرنا چاہ رہا تھا۔

”اب جاؤ ڈی۔ ابھی، فی الحال جاؤ۔ مجھ سے کوئی بات مت کرو ورنہ میں شاید ایز ہیو من بھی تمہیں بئیر (برداشت) نہیں کر سکوں گا۔“ سالک نے سختی سے کہا۔ دیا کی آنکھیں بھر آئیں۔ اس کے گھر جانے پر سالک اتنا ناراض کیوں ہو رہا ہے؟ وہ نا سمجھی سے اس کا غصیلا اور سر درویہ دیکھ رہی تھی۔

”میں۔۔ مجھے اکیلے ڈر لگتا ہے۔۔ بابا کے پاس فارس بھائی ہوتے ہیں سالک۔۔ مجھے اکیلے کمرے میں ڈر۔۔

”گیٹ آٹ ڈی۔“ دیا کی بات سالک کی دھاڑ پر ادھوری رہ گئی۔ سالک کا یہ روپ اسے در حقیقت ڈرا کر رکھ گیا۔۔ وہ بالکل الگ انسان الگ رہا تھا اس وقت۔۔

اس نے سرخ آنکھوں سے دیا کو دیکھا تو وہ فوراً اٹھ کر باہر بھاگ گئی۔۔

سالک نے سر تکیہ پر ٹکا دیا۔ کمشنر سعد نے صح صبح واصف کے خفیہ ٹھکانے پر ریڈ ڈائلی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ واصف نے فیک پاسپورٹ بنائے ہوئے تھے۔ ایک اپنا اور ایک لڑکی کا۔ وہ آج کی ہی فلاٹ سے دوئی نکلنے والا تھا۔۔

سالک سمجھ گیا وہ لڑکی دیا تھی۔ اور اگر وہ ناپڑا جاتا۔ اگر رات کے اس پھر وہ لوگ دیا کو انغو اکر کے واصف کے حوالے کر دیتے۔ وہ اسے دہنی لے جاتا اور انہیں شاید کبھی پتا ہی ناچلتا دیا کہاں غائب ہوئی ہے۔ اور کون جانے لغاری دیا کے ساتھ کیا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

یہ سب سوچ کر ہی سالک کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ اسے دیا پر حد سے زیادہ غصہ آیا تھا۔۔



ہالہ سارا دن اپنے گھر میں بھی خاموش سی رہی۔ بابا نے محسوس کیا تو پوچھ بیٹھے۔ وہ لب کا ٹھی جواب سوچتی رہ گئی۔“ وہ۔۔ بابا مجھے بس آپ کی فکر ہوتی ہے۔۔ آپ کواب کوئی مسئلہ تو نہیں نا۔۔؟ ” وہ بات بدل گئی۔ وہ سمجھ گئے کہ وہ بتانا نہیں چاہ رہی سو خاموش رہے۔۔

” ہالہ میری فکر مت کیا کرو اب تم دونوں۔۔ فارس میرا بہت خیال رکھتا ہے۔۔ اپنا سارا وقت مجھے دیتا ہے۔۔

یہ اس طرح تم لوگوں کا آنا جانا بہت غلط ہے۔۔ وہ لوگ بہت اچھے ہیں کہ یہ سب برداشت کر رہے ہیں۔۔ زایان اور سالک کی شکل میں مجھے اتنے اچھے بیٹے ملے ہیں۔۔ میں چاہوں گا تم انہیں ٹائم دو۔۔ اپنے نئے رشتے کو ٹائم دو۔۔

ان کی عزت کرو بیٹا۔۔ جو مرد عزت دے اور آپ کی خامیوں کو بھی دل سے قبول کرے۔۔ وہ انسان ساری عمر آپ کا سایہ بن کر رہ سکتا ہے۔۔ اس لیے تم اپنے سائبان اب اپنی بے وقوفیوں سے مت گنوانا۔۔ ” انہیں اپنی بیٹیوں کی کم عقلی کا بخوبی اندازہ تھا تبھی سمجھانے لگے۔۔ ہالہ نے سر جھکا لیا۔۔ وہ ان کی ہربات کو زہن میں بٹھا چکی تھی۔۔ دیا کو بھی وہ سمجھا چکے تھے۔۔

” بابا میں آپ کے لیے کھانا بنا تی ہوں آپ ریسٹ کریں۔۔ ” ہالہ نے کچھ باتوں کے بعد انہیں لیٹا کر کہا اور خود کچ میں آگئی۔۔

زہن پر مسلسل زایان کی باتیں اور ناراضگی سوار تھی۔۔ وہ اس سے اب بات بھی نہیں کر رہا تھا۔۔ ظاہر لگتا تھا وہ نارمل ہے مگر ہالہ کو محسوس ہو رہا تھا اس کا انداز اپ پہلے جیسا کیئر نگ اور پیار بھرا نہیں تھا۔۔

وہ سوپ تیار کرتی شیلف سے ٹیک لگائے ٹھہر گئی۔۔ زندگی نے اچانک ہی پلٹا کھایا تھا کہ اس کا دماغ ماؤف ہو گیا تھا۔۔ زایان کی ناراضگی اسے بے چین کر رہی تھی۔۔ اس نے بس ایک ثبوت ہی تو مانگا تھا اس کے بے قصور ہونے کا۔۔

جیسے سالک نے سچ ڈھونڈا۔ ایسے وہ بھی تو ڈھونڈ سکتا تھا۔ کیا اسے فرق نہیں پڑتا تھا کہ ہالہ کتنی بے سکون تھی۔ الٹا وہ ناراض ہو گیا۔ تو کیا محبت کرنے والے اتنے ہی حساس ہوتے ہیں۔؟؟

کیا وہ چاہتا تھا ہالہ دل کی بے سکونی کے باوجود جھوٹ بول دیتی کہ اسے یقین ہے؟

کیا وہ اپنے رشتے میں جھوٹ کی ملاوٹ پر راضی تھا؟ زایان خان اتنا عجیب کیوں تھا؟

ہالہ نے سر تھام لیا۔ وہ ایک سادہ سی، عام سی لڑکی تھی۔ پتا نہیں کیوں اسے اتنا مشکل بندہ مل گیا تھا۔ فارس اسے کچن میں دیکھ کر وہیں آگیا۔

”ہالہ۔۔۔ ٹھیک ہو؟“ اس کے پوچھنے پر ہالہ چوکی اور اسے دیکھا۔ یہ وہ انسان تھا جس نے اس کی زندگی بدل دی تھی۔ اور شاید اسے احساس تک نہیں تھا۔۔۔

”ٹھیک ہوں۔۔۔“ وہ دو لفظی جواب دے کر رخ پھیر گئی۔ وہ قصور وار تھا اور یوں چپ رہا تھا۔ تب بھی جب اسے اس کا بھائی رسو ا کر رہا تھا۔۔۔ وہ گواہ بھی تو بن سکتا تھا۔۔۔

”ہالہ میں تمہیں کچھ بتانا چاہتا ہوں۔۔۔“ وہ کچھ دیر بعد سر جھکائے بولا۔ وہ خاموش رہی تھی۔۔۔ اور پھر فارس نے وہ آدھائی بتادیا جو وہ جان گئی تھی۔۔۔

”میں شامل تھا مگر مجھے اندازہ نہیں تھا زایان پہلے ہی تمہیں کڈنیپ کروالے گا۔۔۔ وہ بہت پہلے سے ہی تم میں دلچسپی لے رہا تھا۔۔۔ مجھے اندازہ نہیں تھا وہ یہ قدم اٹھا لے گا۔۔۔“ فارس خود بھی الجھا ہوا تھا۔

”مجھے معاف کر دو ہالہ پلیز۔۔۔ کہیں ناکہیں میں قصور وار ہوں بلکہ شاید تمہارے ساتھ یادیا کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا سب میں میرا قصور رہا ہے۔۔۔ میں شر مند ہوں۔۔۔ میں دیا کا سامنا نہیں کر سکتا میں امید کرتا ہوں تم دونوں مجھے معاف کر دو گی۔۔۔“

فارس کی آواز میں نمی گھلی تھی۔۔۔ بناسوچے سمجھے غلطیاں کرنے والوں کو جب احساس ہو جائے تو اسی طرح ضمیر کی عدالت شرمندہ کرتی ہے۔ اور اتنا کرتی ہے کہ چین سکون کو ترس جاتا ہے انسان۔۔۔ فارس کا بھی یہی حال ہو رہا تھا۔ اب جب احساس ہوا تھا اور وہ گئے بیٹھا تو بے حساب غلطیاں نظر آنے لگی تھیں۔۔۔ سکون ختم ہونے لگا تھا۔۔۔

”مجھے زایان نے کڈنیپ نہیں کیا تھا۔“ ہالہ نے بے اختیار اسے زایان کی سچائی اور پورا سچ بتایا تھا۔ فارس کا سر مزید جھک گیا۔

یعنی اصل قصور اسی کا نکلا تھا۔

وہ کہتے تھے زایان نے اتنی بڑی قربانی دی کیونکہ وہ خود شامل تھا اس میں۔

مگر وہ تو کہیں تھا ہی نہیں۔ بس اس کی محبت تھی ہالہ کے لیے۔ شروع سے آخر تک۔ جس بھی حال میں ہالہ اسے ملی۔ ناس نے کردار کی گواہی مانگی ناپاکیزگی کا ثبوت۔ اس نے ہالہ کو ہر حال میں قبول کیا تھا۔ فارس نے بے ساختہ دل میں اعتراف کیا تھا کہ اکرام جس محبت کا دعویٰ کرتا تھا اس سے کہیں بہتر زایان خان کی خاموش محبت تھی۔ زایان، اکرام سے بہت بہتر تھا۔

وہ ہالہ سے پھر سے معافی مانگ رہا تھا اور ہالہ نے معاف کر بھی دیا۔ دل سے۔

کیا ہوا اگر وہ غلطی کر بیٹھا تھا۔ اس کی غلطی نے ہالہ کو زایان جیسے انسان کی زندگی میں شامل کیا تھا۔ یہ نقصان تو نہیں تھا۔

”اب تم دونوں اپنے گھر رہا کرو ہالہ۔ بے شک ملنے آؤ چاچو کو۔ مگر اب ان کی زمہ داری میرے اوپر ہے۔ امی نے مجھے کہا ہے وہ مجھ سے راضی رہیں گی اگر میں چاچو کے بیٹے کی طرح ان کا سہارا بنوں۔ اور میں یہ کروں گا۔ مجھے میری ماں کو راضی کرنے کے لیے اور چاچو کی محبت کا صلمہ دینے دو۔“

فارس کی درخواست پر ہالہ نے سر ہلا دیا۔

 YamanEvaWrites 

دیادی جان کے پاس ان کے بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔ شام کا وقت تھا، دی جان مغرب پڑھ کر اب تسبیح کر رہی تھیں۔ ایک نظر چپ چپ سی دیا پر ڈالی جو سارا دن شدید بخار میں جلتی رہی تھی۔

آج سارا دن وہ وقفے و قفے سے سالک کے کمرے میں جاتی رہی تھی، پہلے تو دو تین بار اس نے سختی سے جانے کا کہا۔ پھر اس کے جانے پر اگور کرنے لگا۔ اس کی اپنی طبیعت ٹھیک نہیں تھی مگر سب کے بار بار کہنے پر بھی ایک جگہ نہیں بیٹھی۔ کیا بتاتی اپنے روم میں سالک نہیں ٹکنے دے رہا تھا۔

پھر اسے رسم کی وائے نمرہ نے زبردستی ہلاکا پھلکا لنج کروایا اور میڈیسین دی تو وہ دی جان کے روم میں آکر سوگئی تھی۔۔۔ اب آنکھ کھلی تو پھر سے سالک کا اپنے ساتھ ”برارویہ“ یاد آنے لگا۔۔۔

دی جان نے پریشانی سے اس کا زرد چہرہ دیکھا جوان کے پوچھنے پر بھی بس طبیعت کا بہانہ بنارہی تھی مگر صاف پتہ چل رہا تھا کہ کوئی بات ہے جو اسے پریشان کر رہی ہے۔۔۔

”دیا پچھے اب طبیعت کچھ بہتر ہوئی؟“ دی جان کے پوچھنے پر وہ چونکی اور خشک ہونٹوں کو ترکر کے ”جی“ کہا۔۔۔
”دی جان کوئی آیا ہوا ہے کیا؟“

دیا کی نظر دور صوفہ پر پڑے ہینڈ بیگ پر پڑی تو اس نے دی جان سے سوال کیا۔۔۔

”ہاں اسما رہ آئی ہے۔۔۔ باقی فیملی تو دون ٹائم آئی تھی تب وہ یونی میں تھی۔۔۔ پھر اب آئی سالک کو پوچھنے۔۔۔ تمہارے کمرے کی طرف ہی گئی ہے۔۔۔“ دی جان کے بتانے پر دیابال سمیٹنی اٹھی، ڈوپٹہ سیٹ کیا اور واش روم میں منہ دھونے چلی گئی۔۔۔

وہاں اسما رہ سالک کا سر کھارہی تھی وہ خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔۔۔

”آپ کی وائے کمال کرتی ہے۔۔۔ کل جب میں نے یو نہی زکر کیا کہ آپ کی فلاٹ کینسل ہو گئی ہے تو بولی کینسل نہیں ہوئی اس کی ناراضگی کے خوف سے آپ نے ڈیلے کیا ہے۔۔۔ اور اب جب آپ اس حالت میں ہیں تو نالی جان کے کمرے میں مزے سے نیند کر رہی ہے۔۔۔“ اسما رہ نے اچانک دیا کاز کر چھیڑ اتو وہ بے چین ہوا۔۔۔

اسے دن ٹائم نمرہ آپی نے بتایا تھا کہ دیا کو بہت تیز بخار ہے۔۔۔ اس نے ان سے ریکوئیٹ کی تھی کہ لائٹ سائلنج کرو اکر میڈیسین دے دیں لیکن وہ ابھی تک سورہی ہے؟ کیا اس کی طبیعت زیادہ خراب تو نہیں۔۔۔ سالک کی سوچ دیا کے گرد گھونمنے لگی۔۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا رات اکیلے رہ کر اس کی کیا حالت ہوئی ہو گی۔۔۔

”سالک بھائی کیا ہوا؟ آپ کو بھی بر الگ رہا ہے ناں؟ وہ تو میری سوچ سے بھی زیادہ کئی لیں ہے۔۔۔“
اسما رہ نے اس کی خاموشی پر مزید کہا۔۔۔

”وہ مجھے اچھی لگتی ہے، جیسی بھی ہے۔۔۔ وہ اپنور ہے ابھی۔۔۔ مگر وہ پھر بھی ٹرائے کرتی ہے ہمارے ریلیشن کو سمجھنے کی۔۔۔ وہ اس وقت یہاں نہیں کیونکہ اس کو ٹپر پچھر ہے۔۔۔ پھر بھی دن بھر وہ میرے پاس رہی۔۔۔

اور تم ہمارے پر سفل میٹر زکود دوبارہ ڈسکس مت کرنا پا گل لڑکی۔۔۔ اچھا تھوڑی لگتا ہے۔۔۔“ سالک نے مسکرا کر اسے اس کی حد بتائی۔۔۔ اسما رہ بری طرح خفت کاشکار ہوئی۔۔۔

اسی وقت دیا بھی روم میں داخل ہوئی۔۔۔ اسما رہ نے اسے دیکھا تو انھی اور گھر جانے کا کہہ کر وہاں سے چلی گئی، اس سے دیا کی صرف موجودگی بھی برداشت نہیں ہوئی۔۔۔

سالک نے دیا کا دھلا ہوا چہرہ دیکھا۔۔۔ گلابی پن کی بجائے رنگت میں زردی سی گھلی تھی۔۔۔ آنکھیں اور گال سرخ ہو رہے تھے ٹپر چر کی وجہ سے۔۔۔ خشک پڑتے ہونٹ اور بکھرے براون بال۔۔۔ سالک کو اس کی حالت پر دکھ ہوا۔۔۔

”آپ نے مجھے سارا دن یہاں نہیں آنے دیا اور خود اسما رہ کے ساتھ کب سے با تین کر رہے تھے۔۔۔“ وہ اس کے بالکل سامنے آکر ڈرتے ڈرتے بیٹھ گئی اور سالک سے شکوہ کرتی روپڑی۔۔۔

وہ حیران رہ گیا۔۔۔ حد ہو گئی تھی اب۔۔۔ وہ کتنا غصہ ہوا دیا پر۔۔۔

وقتی طور پر تو بری طرح سہم جاتی تھی مگر اس وقت کیسے وہ شکوہ کرتی رونے لگی تھی۔۔۔ سالک کی ناراضگی اسے ”اب“ کچھ زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

وہ اسے روم میں برداشت نہیں کر رہا اور اسما رہ سے ہنس ہنس کر با تین کر رہا تھا۔۔۔

سالک نے گھر اسنس بھرا ایک پوری رات اور پورا دن کافی تھانا راضگی کا اور اتنا ہی بہت تھادیا کو رلانے کے لیے۔۔۔

وہ اس کے پاس بیٹھی رورہی تھی، وہ جانتی تھی اس نے سالک کو خفا کیا ہے مگر اسے منانا نہیں آتا تھا۔۔۔ سالک تو جانتا تھا ان وہ اب گلی ہے۔۔۔ اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا۔۔۔

”?You were mistaken D.. but you'll never admit your fault.. will you”

سالک کے کہنے پر وہ اس کے گلے میں بازو ڈالے اس کے کندھے پر ماتھاٹکا گئی۔۔۔

اب یہی ایموجو شتل راستے نظر آرہا تھا سالک کو اپنی طرف مائل کرنے کا۔۔۔

”سوری سالک۔۔۔ اب نہیں کروں گی ایسلا۔۔۔“ سالک نے دانتوں تلے لب دبا کر مسکراہٹ دبائی اور اس کے گرد بازو پھیلا کر حصار باندھ لیا۔۔۔

”میں اب تمہیں ایسا کچھ کرنے کا موقع بھی نہیں دوں گاڈی۔۔۔ میں اب تمہیں خود سے دور نہیں کروں گا۔۔۔ اپنے پاس رکھوں گا۔۔۔ تم اپنے آپ کو نہیں سنبھال سکتیں تو اب میں ہی تمہیں سنبھالوں گا۔۔۔“

سالک نے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے پیارے کہا۔۔۔ دیا اس کے کندھے پر سر رکھے سسکتی رہی۔۔۔

”کیا تم نے میڈیسن لی؟ لنج میں کیا لیا تھا؟“ اسے چپ کروانے کے لیے سالک نے نرمی سے سوال کیا۔۔۔ وہ زرار کی۔۔۔

”کچھ بھی نہیں لیا اور مجھے اب بھی ٹپر پیچرے سالک۔۔۔“ وہ اس کے سامنے چہرہ کیے صفائی سے جھوٹ بولنے لگی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ماتھے پر رکھا جو گرم تھا مگر پہلے سے کافی بہتر تھی وہ۔۔۔

”ڈی نمرہ آپی نے مجھے خود بتایا۔۔۔ تمہیں لائٹ سے سینڈوچ بھی کھلانے اور میڈیسن بھی دی۔۔۔ تم کتنی بڑی لائز ہو۔۔۔“ سالک نے اسے گھورتے ہوئے شرم دلائی۔۔۔

”میں تو۔۔۔ بس۔۔۔ چیک کر رہی تھی کہ میری کچھ خبر بھی رکھی آپ نے یا نہیں۔۔۔“ وہ بات بنالینے میں ماہر تھی۔۔۔ سالک بنس پڑا۔۔۔ اس کے گرد حصار مزید تنگ کرتا اسے خود میں بھینچ گیا۔۔۔

سارے دن کی بے زاری اور بے چینی کہیں دور جاؤئی تھی۔۔۔ دیا کے لیے فی الحال اتنا سبق بہت تھا۔۔۔ اس نے سالک کا جو روپ اس وقت میں دیکھا تھا اس نے سہا کر رکھ دیا تھا۔۔۔ سالک کے سینے میں منه چھپائے سکون سے پڑی رہی۔۔۔

محبت کرنے والا انسان جب غصہ کرے اور بے زاری کا اظہار کرے تو تب کیسا لگتا ہے، دیا نے دیکھ لیا تھا۔۔۔

اب وہ دوبارہ کوئی غلطی دھرانے والی نہیں تھی۔۔۔

خادم صاحب کے کہنے پر ہالہ نے زیان کو متع کیا کہ وہ اسے لے جائے۔۔۔ اسے یقین تھا کہ زیان ڈرائیور کو ہی بھیجے گا۔۔۔
وہ پریشان سی بابا کے سامنے بیٹھی تھی جو زیان کے انتظار میں سو بھی نہیں رہے تھے۔۔۔ کتنی شر مندگی ہو گئی جب وہ نہیں آئے گا۔۔۔

مگر اسے تب شدید حیرت ہوئی جب زیان خود اسے لینے آیا۔۔۔ اس کے بابا سے ملا اور کچھ دیر بیٹھ کر با تیں بھی کیں۔۔۔ اسے دیکھ کر بالکل نہیں لگ رہا تھا کہ اس کا موڈ خراب ہے یا وہ ہالہ سے ناراض ہے مگر جب وہ بابا سے مل کر گھر آنے لگی تو اسے جھٹکا گا۔۔۔

زیان اس کے ساتھو لیے ہی ریزو اور انور کرتا انداز لیے ہوئے تھا۔۔۔ وہ گھر آنے تک سوچتی رہی کہ اس کا موڈ کیسے بحال کرے۔۔۔؟

کیا وہ اب پہلے جیسا کبھی نہیں ہو گا؟

اور پھر دو تین روز اسی طرح گزر گئے۔۔۔ وہ جتنی کوشش کرتی تھی سب نارمل ہو جائے مگر زیان کے انداز میں گرم جوش اب بھی مفقود تھی۔۔۔

مسلسل تین دن وہ اسی طرح منہ پھلانے رہا تو وہ بری طرح آتا گئی۔۔۔ بہانے بہانے سے بات کرتی کبھی کبھی لڑپڑتی۔۔۔
مگر وہ خاموشی سے سنتا اور بنجاوب دیئے اپنا کام کرتا رہتا تھا اور ایک رات جب وہ معمول کے مطابق لیپ ٹاپ لیے کام کر رہا تھا۔۔۔
ہالہ اس کے پاس جا بیٹھی۔۔۔ زیان نے اب بھی انور کیا۔۔۔

”کیا تم ناراض ہو؟ آخر کس بات پر؟“ ہالہ نے آخر سے منطبق کر لیا۔۔۔

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ میں تم پر غصہ نہیں ہوا۔۔۔ تم پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔۔۔ ڈانا نہیں۔۔۔ گھر جانا چاہا تو بھیج دیا، واپس آنا چاہا تو لے آیا ہوں۔۔۔ اور سب ویسے ہی کر رہا ہوں جیسا تم چاہتی تھیں ہالہ۔۔۔ پھر تمہیں کیا پریشانی ہے؟“ زیان نے لیپ ٹاپ پر نظر جمائے سرسری انداز میں جواب دیا۔۔۔

وہ جانتا تھا ہالہ کو اب توجہ چاہئے مگر وہ نہیں مانے گی۔۔۔ اگر وہ نہیں مان رہی تو وہ بھی اس بار منوا کر رہے گا۔۔۔
ہالہ ایک پل کے لیے چپ سی ہو گئی۔۔۔ وہ سہی تو کہہ رہا ہے مگر اسے کمی سی محسوس کیوں ہو رہی تھی۔۔۔؟

”تمہاراویہ سرد سا ہے۔۔۔ بس فرض نجاتے جیسا سب کر رہے ہو؟“ ہالہ نے بے ساختہ وہ کہہ دیا جو فیل کر رہی تھی۔

”تو کیا میں گر مجوشی سے پیش آیا کروں؟ کیا میں پیار سے سب کروں تو تمہیں اچھا لگے گا۔۔۔؟“

زايان کے سوال پر وہ خفت زدہ ہوئی۔۔۔ زایان اب اس کا سنہری چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔ جہاں پر یشانی نظر آرہی تھی۔۔۔

اس کا جی چاہا سب بھلا کر اس کے چہرے کے گرد پھیلے بال سمیٹے اور اسے خود میں سمیٹ لے مگر ہالہ کو اس نے محسوس کروانا تھا۔۔۔
اس لیے ضبط کرنا پڑا۔۔۔

”میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔ میں بس۔۔۔ یونہی فیل ہوا مجھے جیسے تم ناراض ہو۔۔۔“ ہالہ نے کندھے اچکا کر لاپرواٹی ظاہر کی۔۔۔

”ویسے بھی میری محبت، فکر اور کیئر تمہیں ایک بوگس ڈرامہ لگتی ہے۔۔۔ تو میں کیوں اپنے جذبے تم جیسی ہرٹ لیس لڑکی پر ضائع کروں؟ نیور ہالہ۔۔۔ میری بھی سیلف رسپلیٹ ہے۔۔۔“

زايان نے سر جھٹکا۔۔۔

ہالہ لب کچلنے لگی۔ (کتنا گھنا ہے یہ بندہ۔۔۔ دل میں برسوں میل رکھنے والا ہونہہ۔۔۔)

”تو کیا کروں؟ تم اسی بات پر اٹکے ہو۔۔۔ سوری کہہ چکی ہوں ناں؟ پتہ نہیں کیا تسلیم ملے گی متین کرو اکر۔۔۔“

ہالہ نے منہ بسور کر کہا زایان نے ماتھے پر بل ڈال کر دیکھا تھا اسے۔۔۔ (ضدی لڑکی۔۔۔)

ہالہ اٹھ کر اپنی جگہ پر جائیٹی اور کتنی دیر تک بڑ بڑا تی زایان پر غصہ ہوتی رہی۔۔۔

وہ بے نیاز بنا بیٹھا رہا۔۔۔ اس نے سوچ لیا تھا اب جب تک ہالہ سہی سے نہیں مان لیتی زایان کی خالص محبت کو۔۔۔

جب تک وہ خود اسے توجہ نادینے کا اور اجنیابت کا گلہ نہیں کر لیتی وہ تب تک اسی طرح ٹریٹ کرتا رہے گا۔۔۔

(ایسے تو پھر ایسے سہی ہالہ مید م۔۔۔) وہ دل میں مسکرا یا۔۔۔ ہالہ کی بے چینی اور بے زاری اسے مزہ دے رہی تھی۔۔۔ اگر وہ ضدی ہے

تو زایان کی بھی ضد ہے اب وہ ستے میں نہیں مانے گا۔۔۔



ہالہ دیا کام پر پچھیک کرنے اس کے روم میں آئی تو وہ فریش سی بیٹھی تھی۔۔۔

”لگتا ہے بالکل ٹھیک ہو گئی ہو؟“ ہالہ نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کے بال سنوارے۔۔۔

”ہالہ۔۔۔ سالک مجھے نانا جان کے ساتھ امیر کہ بھیج رہا ہے، وہ نہیں چاہتا میں یہاں رہوں۔۔۔

یہ کیا بات ہوئی ہالہ۔۔۔ وہ خود بھی نہیں ہو گا وہاں اور مجھے بھی سب سے دور بھیج رہا ہے۔۔۔

دیانے اسے بتاتے ہوئے دلگرفتگی سے کہا۔۔۔

”وہاں تم اکیلی نہیں ہو گی دیا۔۔۔ تمہارے ساس، سسر اور نانا جان بھی تو ہیں اور سالک چاہتا ہے اس کی ڈگری کمپلیٹ ہونے والی ہے تو تمہاری بھی سٹڈیز کمپلیٹ کروائے۔۔۔

تم یہ دیکھو کہ تمہارے شوق کا خیال ہے اسے۔۔۔

ہالہ نے اسے سالک کی کئی کامیابیا تاکہ وہ سالک کے ہر عمل کو پازیٹو سمجھے۔۔۔

”نہیں ہالہ وہ بس چاہتا ہے اس کی وائز ویل ایجو کیٹڈ ہو۔۔۔“ دیانے خفگی سے بالوں کو جھٹکا دیا۔۔۔

”یہ بھی محبت ہی ہے اس کی کہ اسے ویل ایجو کیٹڈ وائز چاہیے تھی پھر بھی تم سے شادی کی۔۔۔ اب تم اپنا ہی شوق اس کی خاطر پورا کرو اور دل لگا کر پڑھنا۔۔۔“

ہالہ نے پھر سے پازیٹو سائیڈ سامنے کی۔۔۔

”ہالہ تم ہر کسی کے لیے پازیٹو ہو۔۔۔ ہر ایک کو سمجھتی ہو۔۔۔ زایان بھائی کے لیے کیوں الگ مزاج ہے۔۔۔

اب مجھے غلط مت سمجھنا۔۔۔ کل زایان بھائی کہہ رہے تھے ہالہ اتنی نیگیٹیو کیوں ہے۔۔۔ ہربات میں نقص نکالتی ہے۔۔۔

مجھے تو حیرت ہوئی ہمارے پورے خاندان کی صلح جو، خوش مزاج اور ثابت سوچ رکھنے والی کا اپنا ہر بینڈ اس کی نیگیٹیو یٹی کے عذاب سے گزر رہا ہے۔۔۔

دیا کی نان سٹاپ شر مندہ کرتی تقریر پر ہالہ نے ٹھنڈی آہ بھری۔۔۔

”دیا جب سے امی کی ٹیتھہ ہوئی میں نے خود پر خول ساچھا ہالیا تھا۔۔۔ ہر کوئی کہتا تھا بن ماں کی بیٹیاں بگڑ جاتی ہیں۔۔۔

میں سب کو دکھانا چاہتی تھی کہ ہماری ماں کی تربیت کارنگ اتنا بکا نہیں اور ناہی میں تائی امی کو شرمندہ کرونا چاہتی تھی۔۔۔ تو میں نے خود کو ایسا بنالیا کہ کوئی ہم میں عیب ناتلاشے۔۔۔

اور میں تمہیں کیا بتاؤں۔۔۔ شاید اس پوری دنیا میں وہ واحد انسان جس کے سامنے میں ہمیشہ اپنے اصل روپ میں آئی وہ زایان خان ہی ہے۔۔۔

شروع سے اب تک میں نے صرف اس کے سامنے کبھی بناؤٹ اور اچھائی کارنگ نہیں بنایا۔۔۔ میرے دل میں جو ہوتا تھا بول دیتی تھی۔۔۔ اس پر غصہ بھی خوب کیا۔۔۔ اس سے لڑائی بھی کی اور اس سے فیورز بھی بہت لیں۔۔۔

ہر اجنبی سے فاصلہ رکھنے اور سنبھل کر رہنے والی میں۔۔۔ نجانے زایان خان سے کبھی کیوں نہیں ڈری۔۔۔ وہ بابا کے بعد واحد انسان ہے جس سے میں اونیسٹ ہوں۔۔۔

میں اس کے سامنے جھوٹ نہیں بول سکتی۔۔۔ شاید میں اس لحاظ سے سب سے زیادہ اعتبار بھی اسی پر کرتی ہوں۔۔۔

یہ تو انسانی فطرت ہے دیا انسان جو دیکھتا سنتا ہے وہی مانتا ہے۔۔۔ اور میں ایک عام انسان ہوں بس۔۔۔ ”ہالہ دھیرے دھیرے اپنے دل کا سب حال کھولتی چلی گئی۔۔۔

دیا سے دیکھ کر مسکرائی۔۔۔

”اف۔۔۔ زایان بھائی اتنا منہ بچلائے پھرتے ہیں انہیں اندازہ بھی نہیں ہے وہ ہالہ کے لیے کتنے سپیشل ہیں۔۔۔

ان کے علاوہ دنیا کا کوئی انسان ایسا نہیں جس پر ہالہ نے اپنا آپ یوں کھولا ہو۔۔۔“ دیا دل میں سوچتی زایان کی ناسمجھی پر ماتم کرنے لگی۔۔۔

 YamanEvaWrites 

دیا اور سالک روانہ ہو چکے تھے۔۔۔ دیانا ناجان کے ساتھ امیر کہ اور سالک لندن اپنی ڈگری کالاست سمسٹر کمپلیٹ کرنے۔۔۔

اب تو اسے لندن بھیجتے ہوئے بھی سب کو ڈر لگتا تھا۔ سالک جہاں جاتا ہے۔ جھگڑے کرتا ہے۔ دشمن بناتا ہے اور پھر خود بھی مار کھا کر سب کے دل دہلا دیتا ہے۔۔۔

اور کون جانے وہ وہاں بھی یہی کرتا ہو۔۔۔

اکیلا ہو مرضی کامالک ہوا اور پنگانہ لے؟

ایسا سالک کے لیے ممکن نہیں تھا۔۔۔

دیا نے امیر کہ میں ایڈ میشن کرو اکر سٹڈی سٹارٹ کر لی تھی۔ سالک جو خود کسی کی نہیں مانتا تھا اور ہر جگہ الٹے کام کرتا تھا، اب دیا کے لیے اس نے سوہنے ایات دی تھیں۔۔۔

دیا کو فیلمی میمبر کے بغیر باہر کہیں بھی جانے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔ اسے کانٹرائیور ڈر اپ بھی کرتا اور پک بھی۔۔۔

اور اچھی بات یہ تھی کہ دیا نے اچھی لڑکیوں کی طرح اس کی ہربات مانی تھی اور عمل بھی کیا تھا۔۔۔

اس وقت رات ہو رہی تھی۔۔۔ دیا سالک کے بڑے سے کمرے میں روٹ سے گلاس وال زپر پر دے برابر کرتی جہازی سائز بیڈ پر لیٹی اور سالک کو ویڈیو کال ملائی۔۔۔

وہ اپنی پریزینٹیشن ریڈی کر رہا تھا۔ دیا کا چہرہ دیکھ کر مسکرا یا۔۔۔

”سناء ہے آج تم نے کوکنگ کا شوق پورا کیا؟“

سالک نے دلچسپی سے اسے دیکھ کر پوچھا

”جی ہاں۔۔۔ میں نے ماما سے چیز پیز ابنا سیکھا ہے۔۔۔ تمہیں پسند ہے نا؟“ دیا نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی اور لیپ ٹاپ گھٹنوں پر ٹکادیا۔۔۔

”مجھے تم پسند ہو اور تمہارے ہاتھ سے بنی ہر چیز۔۔۔ مگر تم یہ کام ابھی مت کرو ڈی۔۔۔ جب میں آؤں پھر کر لینا جو بھی کرنا ہو۔۔۔ ابھی سٹڈی پر فوکسڈر ہو۔۔۔“ سالک نے نرمی سے سمجھایا تو دیا نے دونوں بازو کر اس کی طرح کر کے اسے دیکھا۔۔۔

”میں تمہارے لیے ایک بار بس پیزرا بناؤں گی بس۔۔ سالک مجھے کوکنگ نہیں کرنی۔۔“

دیانے صاف صاف انکار کیا۔

”اپنے ہاتھ دکھاؤ؟“ سالک نے اچانک فرمائش کی۔۔ دیانے کیمرہ کے سامنے دونوں ہاتھ لہرائے اور الٹ پلٹ کر دکھایا۔۔

”سہی سلامت ہو۔۔ مجھے لگتا جتنی کیئر لیں ہو۔۔ کوکنگ کے وقت گٹس لگے ہوں گے۔۔“ سالک کے چہرے پر اپنے لیے توجہ دیکھ کر وہ کھل اٹھی۔۔

”مجھے ممانت کلنگ کا کام نہیں کرنے دیا۔۔ وہ سب میڈ نے کیا۔۔“ دیانے نیم دراز ہوتے ہوئے کہا۔۔ اس کی آنکھوں میں نیند کی خماری صاف دیکھی جاسکتی تھی۔۔

”ڈی۔۔۔ مجھے سونگ سناؤ۔۔“ سالک کی انوکھی فرمائش پر اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔

”مجھے سونگز نہیں آتے۔۔“ وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

”او۔۔۔ کے کوئی مودوی سٹوری سنادو یا پھر کوئی فیری ٹیل۔۔“ دیانے جماں لیتے ہوئے سالک کی اوٹ پٹانگ بات سنی۔۔

”سالک کیا تمہیں سر پر کوئی چوٹ لگی ہے؟ پاگل واگل تو نہیں ہو گئے۔۔؟“ دیانے حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے نیند سے بند ہوتی آنکھوں کو بمشکل کھولا۔۔

”تم کال کرتے ہی سونے لگتی ہو ڈی۔۔ میں کال ڈراپ ہونے کے بعد سے ہی نیکست کال کاویٹ کرنے لگتا ہوں اور جب تم سامنے آتی ہو سلیپنگ بیوی بن جاتی ہو۔۔“

سالک نے بے چارگی سے کہا۔۔

اتنی دور بیٹھے وہ اسے جگا بھی نہیں سکتا تھا۔۔ آوازوں کو وہ سنتی نہیں تھی۔۔

”کیونکہ میں ایک ہار ڈور کنگ سٹوڈنٹ ہوں۔۔ میرا دن بڑی ہوتا ہے اس لیے رات ہوتے ہی مجھے سکون کی ضرورت ہوتی ہے۔۔“
دیا کے لبجے میں فخر سمت آیا۔۔

”تو کیا میں تمہارا سکون نہیں؟“

سالک نے مسکرا کر پوچھا۔۔۔

”تم سکون ہواں لیے کامل ملاتی ہوں۔۔۔ تمہیں دیکھتی ہوں اور اچھی نیند آ جاتی ہے۔۔۔“ دیا کی آنکھیں ہیروں کی طرح جمکنے لگیں۔۔۔

سالک سرد آہ بھر کر رہ گیا۔۔۔

”تو یہ ہو گئی تمہاری بات۔۔۔ اور میرے سکون کا کیا۔۔۔ مجھے تم بتیں کرتی اور ہنستی ہوئی اچھی لگتی ہو۔۔۔ مگر تم نے قسم کھالی ہے مجھ سے ٹھیک سے بات نہیں کرنی۔۔۔

کیا بات ہے امیر کن پر یزید نٹ بن گئی ہو کیا؟ اتنی تھکن کہاں سے لاتی ہو۔۔۔؟“ سالک نے صوفے پر ٹانگیں سیدھی کر کے ریلیکس ہوتائیں دراز ہوا۔۔۔

”سالک ہمارے اس سمسٹر کے لاست میں یہاں فیسٹیوں ہے پر ووم پارٹی بھی ہوگی۔۔۔ کیا میں جوان کروں۔۔۔؟ میری سب فریڈر اب مجھے <انسانوں سے بیزار> misanthropist

ہونے کا طنز کرتی ہیں۔۔۔“ دیانے اسے منایا۔ سالک اس کی فرمائش پر چپ ہوا۔۔۔

”میں سوچ کر جواب دوں گا۔۔۔ کتنا تاثم رہتا ہے؟“ سالک نے طریقے سے اسکا زہن بٹایا۔۔۔

”ا بھی تو کچھ منتھر رہتے ہیں۔۔۔ مگر تم مجھے پر میشن ضرور دینا۔۔۔ مجھے پر ووم پارٹیز کا بہت شوق ہے۔۔۔“ دیانے دنیا بھر کی معصومیت چہرے پر سجا کر آنکھیں پٹپٹائیں۔۔۔

”پر ووم میں ایک ڈانس پارٹی بھی چاہیے ہوتا ہے ڈی۔۔۔ میں وہاں نہیں ہوں تو ان باتوں کو ابھی زہن میں بھی مت لاوے۔۔۔“ سالک نے اس پاگل کو سمجھایا جسے شاید پر ووم لفظ ہی اچھا لگ رہا تھا۔۔۔ اور پارٹی کا سن کر فیسی نیٹ ہورہی تھی۔۔۔

”سالک پلیز۔۔۔“ دیانے چہرے پر مزید کیوں سجنگا کر اسے دیکھا۔۔۔

”ڈی تم نے یہ پی فیس بنانا کب سمجھے؟

انسانوں کی طرح بات کرو۔ مجھے اپنی کیوں منس مت دکھاؤ۔ ”ساںک نے شرارت سے کہتے ہوئے اس کا سارا مود خراب کر دیا۔۔۔

پی فیس (کتوں کا وہ مخصوص انداز جو وہ ماں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے اپناتے ہیں)۔۔۔ پی فیس؟ حد ہے۔۔۔

”میں نے کہناں سوچ کر جواب دوں گا۔۔۔

میں ٹرائے کروں گا کچھ اور انٹر سٹنگ ساپلائی کروں تمہارے لیے۔۔۔ پروم پار ٹیز کو بھول جاؤ۔۔۔“

ساںک نے اسے لائق دیتے ہوئے بہلانا چاہا۔۔۔

”او۔۔۔ کے میں نے آج بیسمٹ میں تمارے گیرج میں گاڑیاں دیکھیں۔۔۔ کیا میں اپنی پسند کی گاڑی میں لاگ ڈرائیو پر جا سکتی ہوں۔۔۔“ دیانے ایک اور سوال کیا۔۔۔

”آکھورس ڈی۔۔۔ وہ سب تم یو ز کر سکتی ہو۔۔۔“ ساںک نے اپنے جیسے شوق پر اسے ہنس کر دیکھا۔۔۔

”تو میں کل سے ہی لائننس کے لیے ڈرائیونگ کلاس لینا شارٹ کرتی ہوں۔۔۔“ دیا کی بات پر ساںک کا دماغ بھک سے اڑا۔۔۔

”میرا وہ مطلب نہیں۔۔۔ تم خود ڈرائیور نہیں کر سکتیں۔۔۔ ڈرائیور کو ساتھ رکھو ڈی۔۔۔ تم اکیلے رہ کر ہر بوگس بات سوچ رہی ہو۔۔۔

تمہارے شوق عجیب ہو گئے ہیں۔۔۔

کیا تمہارے سر پر کوئی چوتھی لگی ہے؟

تم ٹرام سے تو کافی ریکور کر گئی تھی۔۔۔ یہ پھر کیسے میںٹھی ان ویل خیال آتے ہیں تمہیں؟“

ساںک نے اسے دیکھ کر دعا کی کہ اس سے پہلے کوئی اور الٹی فرمائش ہو۔۔۔ ڈی کو نیند آجائے جو فرماںشوں پر اٹک چکی تھی۔۔۔

”ساںک میری فرینڈ ہیلن کہتی ہے تم مجھ سے جلد بے زار ہو جاؤ گے اور میری ہر بات پر تمہیں لگے گا، میں پاگل ہوں۔۔۔

اس نے کھاریلیشن شپ میں وہ پیریڈ جب ہمیں ایک دوسرے کی بات بوگس لگتی ہے وہ سائنس ہوتا ہے کہ وہی آرڈن۔۔۔

تمہیں میری باتیں آج بوگس بھی لگی۔۔۔

میں نہ کہ دیش بھی ان ولیں لگ رہی ہے۔۔۔

ساک تم اگر بھول رہے ہو تو میں یاد دلادوں ہم مسلمان ہیں اور مشرقی لوگ ہیں۔۔ ہم اپنے رشتے بنالیں تو بھاتے ہیں اور اپنے لائف پارٹنر کے ساتھ لوئی میٹی شو کرتے ہیں۔۔ ”دیا نے پریشانی سے اپنی او بزر و رویشن اور اپنی فرینڈ کے قیمتی خیالات سے اسے آگاہ کرتے ہوئے لگے ہاتھوں نصیحت کرتے ہوئے غیرت بھی دلادی۔۔

”مجھے سب یاد ہے۔۔۔ اینڈ آئی جسٹ ہو پ کہ میرے آجائے تک تمہارا کچھ دماغ ضرور بچے۔۔۔ بس اتنا سا کہ تمہیں سدھارنے کی امید ہو میرے پاس۔۔۔ تم فرینڈز کے معاملہ میں بہت پور ہو۔۔۔

اپنی فرینڈ کو بتانا ہم رویشن شپ میں نہیں۔۔۔ میر ج رویشن میں ہیں۔۔۔ اور یہ بھی کہ ہمارے ہاں کوئی پیریڈز نہیں ہوتے بس اتنے ڈفرنس میں لاکف سائل اور ایمو شنز کے اپس ڈاؤن ہوتے ہیں، بریک اپ نہیں ہوتا۔۔۔

اور ڈی پلیز اپنے ننھے سے دماغ میں تم بھی یہ بات ایڈ جسٹ کرو تو اچھا ہے۔۔۔ ”ساک نے اسے سنجیدگی اور نرمی سے سمجھایا۔۔۔ دیا کو سمجھ آئی یا نہیں مگر پھر سے نیند ضرور آنے لگی تھی۔۔۔ اس لیے وہ بند ہوتی آنکھوں سے سر جھولاتی ہاں کرتی جا رہی تھی۔۔۔ ”ڈی۔۔۔ سید ہی ہو کر لیٹو۔۔۔ ”ساک نے اسے پکارا۔۔۔ وہ اب بھی نیند میں ہاں کرنے لگی۔۔۔

”Ohh please.. D wake up.. lay down properly“

ساک نے زرازوں سے کھاتو وہ ہڑ بڑائی۔۔۔

”او۔۔۔ کے سمجھ گئی۔۔۔ ٹھہر و میری بیک پین کر رہی ہے۔۔۔ میں زرا سہی سے لیٹ جاؤں۔۔۔“

وہ ساک سے کہتی وضاحت دینے لگی اور ایسے ظاہر کیا کہ ہربات سنی اور سمجھی ہے اور یہ بھی کہ اب بھی باتیں کرے گی بس زرا سہی سے لیٹ جائے تب۔۔۔

ساک کو اس کی سادگی اور معصومیت پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔ وہ سید ہی ہو کر لیٹ چکی تھی۔۔۔ ساک نے مسکرا کر سکرین پر نظر آتا اس کا چہرہ چھونے کی خواہش میں سکرین پر ہاتھ پھیرا۔

”..Love you D“

ہولے سے کھا اور کال کاٹ دی۔۔ دیا اب گھری نیند میں جا چکی تھی۔۔ لیپ ٹاپ ایک سائیڈ پر پڑا ہمیشہ کی طرح خود سلیپنگ موڈ میں چلا گیا تھا۔۔

♥ ♥ ♥ ♥ YamanEvaWrites ♡ ♡ ♡ ♡ ♡

ہالہ نے آدھا دن سب سے باتیں کرتے یہاں وہاں گھومتے گزار دیا۔۔

پھر بور ہو کر روم میں آئی تو زایان کی وارڈروب سیٹ کرنے کا سوچا۔۔ اس کے بعد تو ویسے زایان کے آنے کا ٹائم ہو جانا تھا تب وہ خود کو اس کے لیے سجائے گی۔۔

فی الحال وہ ڈریسینگ روم میں آئی اور وارڈروب میں سب کپڑے ترتیب دیئے، گول مول کر کے چھپکی شرٹس کو تہہ لگائی۔۔ پھیلا دا سمیٹ رہی تھی جب اس کی نظر شرٹس میں پڑی کسی چمکتی چین پر پڑی اس نے نکالی تو وہ اسی کا لاکٹ تھا جو اس سے کھو گیا تھا اور زایان نے اس کی جگہ فیک لاکٹ بنوا کر بھیجا تھا۔۔

ہالہ کی آنکھیں پوری سے زیادہ کھلیں۔۔

”اس انسان نے میرا دماغ گھما دیا ہے۔۔ بس بہت کر لیا میں نے لحاظ۔۔“ ہالہ نے دانت پیسے اور لاکٹ مٹھی میں دبایا۔۔

ٹھوڑی دیر تک زایان آگیا۔۔ اس کا وہی لیا دیا اندراز تھا۔۔ سیدھا جا کر وارڈروب سے ڈریس اٹھایا وہاں صفائی اور ترتیب دیکھ کر مسکرا یا مگر چینچ کر کے جب روم میں آیا تو چہرے پر بنے نیاز سی سنجیدگی تھی۔۔

حیرت اسے تب ہوئی جب روزانہ کی طرح ہالہ اس سے بہانے بہانے سے بات کرنے کی بجائے سنگل صوفے پر پتھرنی بیٹھی رہی۔۔

بلکہ ایک دوبار تو زایان کو لگا اسے گھور بھی رہی ہے مگر اس کے دیکھنے پر وہ رخ پھیر لیتی تھی۔۔

زایان بری طرح بد مزہ ہوا۔۔ ابھی وہ راضی نہیں ہوا کہ وہ تھک بھی گئی۔۔؟

وہ چور نظر وہ سے اس کا جائزہ لینے لگا جو سادہ سا چہرہ لیے بیٹھی تھی۔۔ مطلب آج اس نے زایان کے لیے وہ لکا پھکامیک اپ، سٹائلش سی ڈریسینگ اور بال کھولنے کا تکلف بھی نہیں کیا جو وہ کچھ روز سے بلا ناغہ کر کے زایان کا دل دھڑکاتی تھی۔۔

”کیا میں نے ماننے میں بہت دیر کر دی؟“ زیان نے پریشانی سے چہرے پر ہاتھ پھیر اور پھر ڈنر کے ٹائم بھی وہ اسی طرح اس کے ساتھ والی چینی پر بیٹھنے کی بجائے بالکل سامنے ہی ربیعہ بیگم کے ساتھ بیٹھ گئی۔

”کیا بات ہے تم دونوں میں کوئی جھگڑا چل رہا ہے کیا؟“ داجان نے شاید ان کا الگ بیٹھنا نوٹس کر کے پوچھا۔

”جی زیان کافی دن سے ناراض ہیں مجھ سے۔۔۔“ اس سے پہلے کہ زیان کوئی بات بنا تاہالہ بول پڑی۔۔۔

سب کے منہ کھل گئے۔ زیان نے حیرت سے ہالہ کو دیکھا۔۔۔

”کیوں زیان؟ ہم بھائیوں پر دل نہیں بھرا کہ بیوی سے بھی یہی خزرے شروع کر دیئے؟“

راسم کی شریر آواز ابھری زیان خفت زدہ ہو کر ہالہ کو دیکھنے لگا جو سر ڈالے کھانا کھا رہی تھی۔۔۔

”کیا بات ہے؟ کیوں ناراض ہو؟“ داجان نے زیان کو مخاطب کیا۔۔۔ اب تو شادی بھی زیان کی پسند سے ہوئی پھر کیوں وہ یہ سلوک کر رہا ہے۔۔۔

اور زیان کی حالت تب خراب ہوئی جب ایک مرتبہ پھر سے ہالہ نے اس کے بولنے سے پہلے ناراضگی کی ”وجہ“ بھی بتا دی۔۔۔

سب نے حیرت سے ہالہ کو دیکھا۔۔۔ زیان کا جی چاہا سے کھپٹی کر کمرے میں لے جائے اور سب کی یادداشت سے ہالہ کی ابھی کہی بتائیں نکال دے۔۔۔

”آئم سوری میں نے آپ کو انگلط سمجھ کر ہرٹ کیا۔۔۔“

اب ہالہ نے سرجھ کا کرس ب کے درمیان معافی مانگی۔۔۔ داجان مسکرا دیئے۔۔۔

زیان کو اس کا سب کے درمیان جھکا چہرہ اور شرمندگی بری لگی۔۔۔ وہ کبھی نہیں چاہتا تھا وہ اس طرح سب کے درمیان معافی مانگ کر خفت زدہ ہو۔۔۔

وہ خاموشی سے اسے دیکھے گیا۔ وہ بناوت نہیں کر رہی تھی نا سے سب کی ہمدردی چاہئے تھی بلکہ اس نے سب کے درمیان اپنی بے اعتباری اور الزام کا بتا کر خود کو ہی کم عقل ثابت کیا تھا مگر کسی کا دل اس کی طرف سے بر انہیں ہوا اور ہالہ کو اسے منانے کا اور کوئی طریقہ سمجھ نہیں آیا تھا۔

رات کو سونے کے لیے جب زایان روم میں آیا تو بلینکٹ کھول کر خود پر ڈالتی ہالہ کو دیکھ کر تاسف سے مسکرا یا۔۔

”ہالہ ہمارے درمیان کی بات تھی سب کے سامنے اپالو جائز کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔“ زایان نے اس کے پاس بیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ لبجے میں اتنے دنوں بعد نرمی تھی اور اس کے لیے وہی مخصوص توجہ بھی۔۔

”تمہیں میرا اکیلے میں سوری کرنا سکون نہیں دے رہا تھا۔۔ میں نے جو الزام اکیلے میں لگایا اس کی معافی سب کے درمیان مانگ لی۔۔ اب شاید تمہاری انا کو تسکین مل جائے۔۔“ ہالہ نے سنجیدگی سے کہا تو زایان شرمندہ ہوا۔

اسے مان جانے میں اتنا وقت نہیں لینا چاہیے تھا۔۔ سالک نے جاتے ہوئے کہا بھی تھا کہ۔

زایان بی وہ غلط نہیں، اس کی جگہ کوئی بھی ہوتی یہی کرتی۔۔ اس نے آپ کو غلط سمجھ کر بھی سب کے درمیان عزت رکھی یہ بہت ہے اور رشتہ اب بنائے تو ٹرست بھی اب قائم ہو گا۔۔

مگر زایان کو پتہ نہیں کیا فضول ضد ہو گئی تھی۔۔

”ایم سوری میری جان۔۔ میں کچھ زیادہ لمبی ناراضگی جھاڑ گیا۔۔“ زایان نے خجل زدہ لبجے میں کہا۔۔ اور ہالہ کا ہاتھ نرمی سے تھاما۔۔

”اٹس او۔۔ کے۔۔ مجبتوں میں ہر رویہ برداشت کر لینے کے دعوے بس تب تک ہی ہوتے ہیں جب تک لڑکی نہیں مل جاتی اور مجھے یہ حقیقت اب پتہ چل گئی ہے تو آئیندہ اس سے زیادہ کی امید نہیں رکھوں گی۔۔“

ہالہ کے جملے پر زایان لب کا ثنا خفت زدہ ہوا۔

اس نے تو اتفاقی برداشت کر لیا تھا۔۔ دل بھی اسی دن پھر سے صاف ہو گیا تھا جب ہالہ نے حقیقت جان کر سوری کیا تھا مگر وہ اپنی ناراضگی کے اس طویل ڈرامے سے اسے خود سے فاصلہ قائم کرنے پر مجبور کر گیا تھا۔

ہالہ نے لاکٹ اس کے سامنے لہرایا تو وہ چونکا۔۔

”اس کی وضاحت چاہئے۔۔۔“

ہالہ نے سپاٹ لبھ میں کہا۔ زایان نے گہرے انس بھرتے جو حقیقت تھی، بتادی۔۔۔

”یہ جب ملا تو تمہیں نہیں دے پایا اگرتب دیتا تو تم مجھے غلط سمجھتی۔۔۔“ زایان نے وضاحت دی اور اس کے ہاتھ سے لاکٹ لے کر اس کی نازک سی گردن پر سجادیا۔۔۔

ہالہ کی آنکھیں نم ہو گئیں۔۔۔

”یہ سنبھال کر رکھنے کے لیے تھیں۔۔۔ مجھے لگتا ہیں نے یہ کھو دیا ہے۔۔۔“ وہ اس پر ہاتھ پھیرتی یاسیت سے بولی اور زایان سے فاصلے پر ہو کر سو گئی۔۔۔

”لو زایان تمہیں تو محبت کرنا ہی آیا بس۔۔۔ نجھانا نہیں آیا۔۔۔“

رشتتوں میں سینڈ ہونا چاہئے۔۔۔ ناراض ہونا ٹھیک ہے مگر آگے والا منائے تو مان جانا چاہئے۔۔۔

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا۔۔۔

ہالہ کو اپنے قریب کرنے کے لیے اس کا دل جیتنا بہت ضروری تھا جو اب زایان کو پہلے پہلے کرنا تھا۔۔۔



”ڈی میرا کل پپر ہے سو۔۔۔ آج رات بات نہیں ہو گی۔۔۔ ابھی کرو بات۔۔۔“ سالک نے شام کو ہی کاں کر لی۔۔۔

”تو تمہیں پڑھنا چاہئے سالک۔۔۔ کل بات کر لیتے۔۔۔“ دیانے مصروف سے انداز میں کہا۔۔۔

”مشورہ نہیں چاہئے۔۔۔ میری طرف دیکھ کر کیوٹ سی سماں دو۔۔۔“ سالک نے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں اپنا چہرہ ٹکا کر اسے دیکھا۔۔۔

”کیوٹ سماں دوں اور پھر تم کہو گے میں پی فیس بناتی ہوں۔۔۔“ دیانے منہ بنایا۔ اس کی بات زہن پر اب بھی جھی تھی۔۔۔

سالک نے مشکل سے اپنی ہنسی کو روکا۔۔۔

..you are my princess not puppy honey”

so hurry up gimme a cute smile so that i can do my best for exam.. you never know what

..you are fo me

(تم میری شہزادی ہو پپی نہیں۔۔ اس لیے جلدی سے کیوٹ سائل دو تاکہ میں اگر یہم بہترین کر سکوں۔۔ تم کبھی نہیں جانوگی تم
میرے لیے کیا ہو۔۔)

ساالک نے پیار سے کہا، دیا کی گردن اکڑ گئی۔۔

”ساالک تم میری ناراضگی بھی برداشت نہیں کر سکو گے کبھی؟“ ساالک اس کی بات پر کلکھا، وہ کیا کہنے والی ہے۔۔
مگر ہاں میں سر بلایا۔۔

”ساالک آج پروم پارٹی ہے تو۔۔

”ڈی اپنے بال دکھاؤ۔۔“ دیا آج دو بارہ وہی بات کرنے لگی کہ ساالک نے جلدی سے کہا۔۔

”کیوں۔۔ کیا ہوا؟“ دیا نے اپنے بال آگے کیے اور حیرت سے ساالک کو دیکھا۔۔

”گلڈ مجھے لگا تم نے کٹنگ کروالی۔۔ یونو مجھے تمہارے بال بہت پسند ہیں۔۔ تمہاری آنکھیں اور تمہاری یہ چھوٹی سی ناک۔۔ ڈی تم نے
مجھے اتنا پاگل کیوں کر دیا ہے۔۔

میں چاہتا ہوں میری تمہارے جیسی ایک بیٹی ہو اور میں ابھی سے بتا رہوں۔۔ میں اسے تم سے زیادہ پیار کروں گا۔۔“ ساالک نے
دیواگی سے کہا۔۔ دیا کا شرم سے چہرہ سرخ ہو گیا اور گال تپ گئے۔۔

”ساالک تم مجھ سے ایسی بات مت کرو۔۔ میں کال کٹ کر دوں گی۔۔“ دیا نے اپنے گال تھپ تھپاتے ہوئے اسے وارنگ دی۔۔ اس کا
دل پسلیوں میں دھڑ کنے لگا تھا۔۔

”او۔۔ کے۔۔ او۔۔ کے۔۔ ایزی۔۔ میں نے ایک وش بتائی ہے۔۔ تم نے مجھے کیوں نہیں بتائی یہ بات کہ میں فادر بننے والا ہوں۔۔

تمہیں پتا ہے میں جلد واپس آ جاؤں گا۔۔

کیا تم نے میر اویکم پلان کیا؟

ڈی مجھے سرپرائی زز بہت پسند ہیں اور یہ تو سب سے زیادہ سپیشل تھا۔۔ "ساک کی ہاتوں سے وہ گلابی پڑ گئی۔۔

مگر اس کے آنے کا سن کر خوش بھی ہوئی۔۔

"ویکم؟ ہاں کروں گی نا۔۔

اور تمہیں پتا ہے ساک مجھے ڈاکٹر نے کہا کہ سڑ لیں نہیں لینا۔۔ مطلب کوئی بھی سڑ لیں۔۔ ساک میں پر ووم۔۔"

دیا پھر سے اپنے مطلب کی بات پر آنے لگی۔۔

"ڈی سڑ لیں نہیں لینا مطلب۔۔

تمہیں فریکلی فٹ رہنا ہو گا۔ کوئی تھکن والا کام نہیں۔۔

اگر تم فریکلی ٹارڈ ہو گی تو میں نہیں ڈسٹرنس بھی ہو گی۔۔

یہ سب سڑ لیں میں آتا ہے۔۔"

..so you need to act seriously

".grow up you are not child

ساک نے نرمی سے اس کی بات کاٹی۔۔ دیا نے سمجھ لیا کہ وہ یہ بات نہیں کرنے والا۔۔

اس نے بھی دوبارہ بات نہیں چھیڑی۔۔

اس سے بتیں کر کے ساک ریلیکس ہو کر کال اینڈ کر گیا۔۔ ہیلین کی کالز آئی ہوئی تھیں۔۔ دیا کا زہن پھر سے پارٹی کی طرف گیا۔۔

وہ ایکسپیکٹ کر رہی تھی۔۔ اس کا مطلب وہ ان فیوجر اب تو بالکل کوئی پارٹی، فیسٹیول اور فرینڈز گیدر نگ اٹھنے نہیں کر سکتی تھی۔۔

"مگر ابھی تو کر سکتی ہوں یہی کے بعد نہیں۔۔" وہ اچانک سوچ کر مسکرائی۔۔

اپنی ایک پیاری سی میکسی نکالی اور شاور لے کر تیار ہوئی۔۔

ایزی شوز پہنے اور بالوں کا جوڑا بنا کر سٹالر پہننا۔۔ بالکل لائٹ سامیک اپ کیا اور ایک شال اوڑھی اور ہیلین کو کال ملائی۔۔

heley.. I was talking to my husband and guess what.. I got permission to attend the "

..party now

(ہیلین میں اپنے ہر بینڈ سے بات کر رہی تھی اور گیس کرو کیا ہوا۔۔ مجھے اب پارٹی اٹینڈ کرنے کی پر میشن مل گئی۔۔) دیانے اسے بتایا۔۔

"I'll pick you in 3 minutes. get ready"

ہیلین نے کہا۔۔ اس نے سر ہلا دیا۔۔

ماریہ بیگم کو بتانے گئی تو وہ حیران ہو گئیں۔۔

"تمہیں سالک نے پر میشن دے دی؟" انہوں نے حیرت سے دھرایا۔۔ دیانے ہاں کر دی۔۔

اب وہ کیا کہتیں، ہدایات دے کر او۔۔ کے کہہ دیا اور دیا خوشی سے چل پڑی۔۔

اس کا خیال تھا وہ اپس آکر اسے منا لے گی۔۔

"پتا نہیں کب بڑا ہو گا سالک۔۔ اتنی غیر زمہ داری۔۔؟ نایبی میں عقل ہے نا اس پا گل میں۔۔" ماریہ بڑھا کر رہ گئیں۔۔

YamanEvaWrites

اکرام کو جب سے سالک نے ویڈیو بھیجی تھی وہ پا گل سا ہو گیا تھا۔۔

"یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا۔۔ تم نے گھر کی لڑکی کا کلڈنیپ پلان کیا۔۔ تم شروع سے گھٹیا تھے فارس۔۔" اس نے فارس کا گر بیان پکڑ لیا۔۔

”میں بہت گھٹیا تھا مانتا ہوں مگر میں نے معافی مانگ لی ہے۔۔ مجھے کسی کی بھی وضاحت سے پہلے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا اکرام بھائی۔۔“ فارس نے اپنا گریبان جھٹکے سے چھڑوا کر جتا یا۔۔

اکرام کو شدت سے احساس زیاد ہوا تھا۔۔ اسے کیوں ضرورت پڑی ثبوت کی۔۔ ہالہ کا کردار اس کے سامنے ہی تو تھا۔۔ شفاف اور کسی بھی برائی سے پاک۔۔ وہ تدبیا کی طرح کبھی ضد بھی نہیں کرتی تھی۔۔ جو، جب کہا گیا، ماننگی۔۔“ اکرام نے اپنے ہاتھوں سے اپنی قسمت کو خراب کر دیا تھا۔۔

وہ ہالہ سے کئی بار معافی مانگنے کی کوشش کر چکا تھا۔۔ مگر وہ بابا سے بھی ملنے اس وقت آتی جب وہ گھر ناہوتا۔۔

ہالہ نے نمبر چینج نہیں کیا تھا۔۔ اکرام بلاناغہ اس سے معافی کی درخواست کرتا رہا۔۔

دونوں کی گنتی یاد نہیں تھی۔۔ وقت کے غبار نے بھی اس کے دل کو دھنڈایا نہیں تھا۔۔

اپنے زیاں کارنگ آج بھی صاف دکھتا تھا۔۔

وہ میسح زکر تا جو وہ پڑھتی بھی تھی یا نہیں۔۔ کالز اس نے کبھی اٹینڈ نہیں کیں مگر اکرام اب تھکتا ہی نا تھا۔۔

سالک نے سہی کہا تھا۔۔ جب تک اسے سچائی کا علم نا تھا، اسے سکون تھا کہ اس نے اپنے غلط فیصلے کو بروقت صحیح کر لیا تھا۔۔

مگر جب سے سچائی جانی تھی۔۔ سکون اس کی زات سے بالکل روٹھ گیا تھا جیسے۔۔

* * * * * YamanEvaWrites * * * * *

ہمیں اور دیا دونوں پارٹی ہاں کے دروازے پر پہنچیں جب گارڈ نے روک لیا۔۔

..I've to check your identity first“

..show me your cards

(مجھے پہلے تم لوگوں کی پہچان چیک کرنا ہو گی۔۔ اپنے کارڈز دکھاؤ۔۔)

گارڈ کے کہنے پر دونوں نے کارڈز دکھائے۔۔

.. You aren't allow to go inside”

.go back.. and she can attend the party

(تمہیں اندر جانے کی اجازت نہیں۔۔۔ واپس جاؤ اور یہ پارٹی اٹھنڈ کر سکتی ہے۔۔۔)

گارڈ نے ہیلین کو اندر جانے کا اشارہ کیا مگر دیا کو روک لیا۔۔۔ وہ دونوں جیرت زدہ رہ گئیں۔۔۔

?..but?? she is adult.. student of this college.. so whats the problem“

..?you must be joking.. are you

(لیکن کیوں؟ یہ بالغ ہے۔۔۔ اس کا لج کی سٹوڈنٹ ہے۔۔۔ تو مسئلہ کیا ہے۔۔۔ تم ضرور مزاق کر رہے ہو۔۔۔ کر رہے ہو؟?)

ہیلین نے گارڈ کو گھور کروضاحت مانگی۔۔۔

we dont have any reason to give you explainations.. if you dont wana go without her.. ”

..you may go back with her.. but we cant let'er go

(ہمارے پاس تمہیں ضاحت دینے کی کوئی وجہ نہیں۔۔۔ اگر تم اس کے بنا نہیں جانا چاہتیں۔۔۔ تم اس کے ساتھ واپس جا سکتی ہو۔۔۔ مگر
ہم اسے نہیں جانے دے سکتے۔۔۔)

وہ گارڈ بے مرتوی سے بول کر بالکل سیدھے ہو کر اپنی جگہ ٹھہر گئے۔۔۔

دیا کاغصے اور شرمندگی سے براحال ہو گیا۔۔۔ اس نے ہیلین کو دیکھا۔۔۔

...Its ok.. heley.. You go first and enjoy your evening”

دیا نے ہیلین کو بمثکل مسکرا کر کھاتو وہ سر ہلاتی اندر چلی گئی۔۔۔

دیا کا جی چاہا کسی گاڑی کے نیچے آ کر مر جائے۔۔۔ اتنا تیار ہوئی، جھوٹ بولا اور جانے ہی نہیں دیا۔۔۔ آخر سے ہی کیوں؟ کیونکہ وہ مسلم
ہے؟ پاکستانی ہے؟

”ہونہہ گھیا لوگ مجھے ان بے ہودہ پارٹیز میں جانے کا شوق بھی نہیں۔۔“ وہ غصے سے بولتی باہر آئی تو اس کا ذرا سیور گاڑی سمیت سامنے ٹھہر اتھا۔۔ وہ سپٹا گئی۔۔

..Why are you here. I didn't call you”

دیانے اپنے چہرے پر چھائے غصے اور بے بسی کو چھپا کر نارمل لبھج میں پوچھا۔۔

”Sir Iqyan told me to pick you ma'am”

(سر اقیان نے آپ کو لینے کا کہا مادام۔۔)

ڈراسیور نے گاڑی کا ڈور کھولا اور سرجھ کا کر اس کے بیٹھنے کا انتظار کرنے لگا۔۔

اور دیا کو ایک پل میں سب سمجھ آئی تھی۔۔

تو یہ سب سالک کی مہربانی تھی کہ اسے دروازے سے ہی لوٹا دیا اور اندر نہیں جانے دیا۔۔ وہ بھی خواخواہ۔۔

دیا غصے سے گاڑی میں بیٹھی۔۔ اب گھر ہی جانا تھا اور کر بھی کیا سکتی تھی۔۔

★ ★ ★ ★ ★ YamanEvaWrites ★ ★ ★ ★ ★

زايان آفس سے جلدی کام ختم کر کے فری ہوا اور اپنی کچھ میٹنگز تھیں، جنہیں کینسل کرتا وہ گھر کی طرف نکلا۔۔

ہالہ کو زیادہ وقت دینا چاہتا تھا مگر جب اپنا روم خالی دیکھا۔۔ ملازمہ سے ہالہ کا پوچھا تو اس نے بتایا کہ دی جان اپنے ساتھ پھپھو کی طرف لے گئیں آج۔۔

وہ بد مرہ ساخالی کمرے میں جمائیاں لیتا بیٹھا رہا۔۔ ہالہ کو کال کرنے کا سوچا تو اس کے تکیے کے نیپے سے ٹیون کی آواز آئی۔۔

”حد ہے مادام سیل بھی گھر چھوڑ گئی۔۔“ وہ سرد آہ بھرتا اس کا موبائل اٹھا کر دیکھنے لگا۔

کال لاگ میں اکرام کے نمبر سے ان گنت مسٹ کا لز آئی ہوئی تھیں اور انباکس میں بھی لاتعداد میسجھتے تھے۔۔ جو اوپن کیے ہوئے تھے مگر رپلائے نہیں تھا کوئی۔۔

زایان نے بالکل لاست میسح دیکھا جو ابھی ملا تھا اور یقیناً ہالہ نے پڑھا بھی نہیں تھا۔

”ہالہ مجھے ایک بار معاف کر دو اگر تم اس انسان کے ساتھ خوش نہیں ہو تو ایک بار مجھے آزمائ کر تو دیکھو۔ میں اب ساری زندگی تمہیں ایک سخت لفظ بھی نہیں کہوں گا۔ ایک بار مجھے معاف کر کے اپنا لو۔“

زایان کے دماغ کی رگ پھٹنے والی ہو گئی۔

شام کے قریب جب ہالہ گھر واپس آئی تو زایان کو کمرے میں پہلے سے موجود پایا۔ وہ ہالہ کا موبائل ہاتھ میں لیئے سختی سے جڑے بھچے بیٹھا تھا۔

چادر اتارنی ہالہ نے بغور اسے دیکھا اور گھر انسان بھرا۔ ضرور اس نے اکرام کے میسح، کالزد دیکھ لی ہوں گی۔

ہالہ کو ہمیشہ سے سیل لاک لگانے کی عادت نا تھی اور اس کے موبائل میں فضول میسحزو غیرہ بھی دیا ہی ڈیلیٹ کرتی تھی۔

وہ اپنے زہن میں وضاحت کے الفاظ ترتیب دینے لگی۔

”آگئیں تم۔ آج میں جلدی آیا تھا کہ تمہارے ساتھ کچھ وقت گزاروں گا۔“ زایان اسے دیکھ کر نارمل ہو گیا تھا۔ بیڈ کراؤن سے تیک لگاتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ پڑھایا۔

ہالہ نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اس کے ہاتھ کو۔ وہ لب کا ٹھی آگے بڑھی۔

”اپنے کردار کی یانا کردہ عمل کی وضاحت دینا ہر انسان کے لیے مشکل کام ہوتا ہے اور ہالہ کے لیے تو مشکل ترین تھا۔

اس نے غائب دماغی سے زایان کا ہاتھ تھلا تو زایان نے اسے اپنے ساتھ بٹھایا اور نرمی سے ہاتھ دبایا۔

ہالہ کی نظر اپنے موبائل پر تھی۔

”تمہیں اپنا سیل چاہیے تو کہہ دو۔ یوں گھور کر تو مت دیکھو یار۔“ اس نے زایان کو دیکھا تو وہ بول پڑا اور موبائل اس کی گود میں پھینکا۔ ہالہ چپ رہی۔

”سوری تمہارا سیل یو نہی ٹائم کل کرنے کے لیے دیکھتا رہا۔ ان لاک تھا تو مجھے خیال نہیں رہا۔“ زایان نے گلا کھن کار کر صفائی دی کہ بہر حال یہ غلط حرکت تھی۔

”دیکھو اکرام نے۔“ ہالہ اسے شاید وضاحتی جواب دینے والی تھی جب زایان نے ہاتھ دبا کر نفی میں سر ہالیا۔

”کچھ مت کہو ہالہ۔“ مجھے ٹرسٹ ہے تم نے کچھ غلط نہیں کیا۔ اور مجھے اُس کے عمل کی وضاحت مت دو جو تم نے کیا ہی نہیں۔“ زایان کے نرم لمحے اور مہربان جملے پر ہالہ کے دل سے بوجھا اترा۔ یک ٹک اسے دیکھے گئی۔

”ہاں یہ ضرور بتاؤ کہ مجھ سے پوچھ کر کیوں نہیں گئی۔ چلو پوچھا نہیں تو بتا کر ہی چلی جایا کرو۔ آدھا دن تمہارے چکر میں ضائع کیا اور تم میسر نہیں تھیں۔“

زایان نے مظلومیت سے کہا۔

”میں تمہاری جواب دہ نہیں۔“ تمہیں اپنا قیمتی آدھا دن بر باد کرنے سے پہلے مجھ سے پوچھ لینا چاہیے تھا کہ میں بھی یہ چاہتی ہوں یا نہیں۔“ ہالہ نے ہاتھ چھڑوا کر سکون سے جواب دیا۔

اس کے بعد سر اور خاموشی پر جوزایان کو غلط فہمی ہوئی تھی کہ ہالہ اس بات پر بھی سر جھکا کر شرمائے گی اور آئیندہ کے لیے ایسا کبھی نا کرنے کا کہہ گی۔
پل میں ہوا ہوئی۔

”اگر تمہیں تکلیف ناہوا کرے تو مجھے اپنے ہر بیڈ کے طور پر سوچنے کی زحمت کر لینا کبھی۔“ شاید مجھ سے بات کرتے وقت جو لمحے میں اکٹھوتی ہے اس میں افاقہ ہو جائے۔“ زایان نے ناک چڑھا کر اسے اس کی ”بد سلوکی“ پر شرمندہ کرنا چاہا۔

”تمیز سے بات کر رہی ہوں تو تمہیں ہی سانپ کاٹ لیتا ہے۔ اب کوئی بد تمیزی دیکھ لی ہے مجھ میں۔“ تمہیں اگر مجھ میں اتنے ہی نقص نظر آتے ہیں تو شادی کیوں کی۔

ہالہ نے بے نیازی سے کہتے وہی ہمیشہ والا طنز کیا۔ زایان کو جی کھول کر تپ چڑھی۔

”شادی کر لی نا اب۔۔ دماغ خراب ہو گیا تھا میرا۔۔ ہر وقت میرے موڈ کا ستیا ناس مار دیتی ہو۔۔ کبھی جور و مانگ ہونے لگو تمہاری زبان کا زہر گھل جاتا ہے درمیان میں۔۔“

زايان نے اسے ٹھیک ٹھاک گھوری سے نواز۔۔

”اوہ تو تمہارے ہاں ان گڑھتی نظروں سے دیکھنے کو رومانس کا نام دیا جاتا ہے؟“

کوئی ایک دن ایسا گزارا بھی ہے جب مجھ سے کوئی گلہ نا کیا ہو۔۔؟“ ہالہ نے سراسرا الزام لگایا تو زایان تڑپ اٹھا۔۔

”اور کوئی ایک دن بتا دو جب میں نے پیار سے بات کا آغاز کیا ہوا اور تم نے بھی محبت سے ہی جواب دیا ہو۔۔

پہلے تو مجھے لگا چلو غلط نہیں ہے اس لیے مگر اب کیا ہوا؟ کیا ساری زندگی یہی سلوک کرنے کا سوچا ہے تم نے۔۔؟“ زایان نے بھڑک کر کہا۔۔ اچھے خاصے موڈ کا بھرتا بنادینے میں ماہر بیوی ملی تھی اپنی قسمت کو کوستانا تو کیا کرتا۔۔

”تم گلی کے ناکارہ عاشقوں کی طرح ہربات میں پیار محبت کیوں گھسالاتے ہو۔۔

پہلے اپنے لبھے میں تو سلبھاؤ لاو پھر پیار محبت کے قصے شروع کرنا۔۔“ ہالہ نے کانوں سے جھمکے اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔۔

زايان نے بے چارگی سے اسے دیکھا، جس سکون سے وہ بات کر رہی تھی مطلب اس کا انداز نارملی یہی تھا۔۔ زایان کے لیے تو یہی تھا باقی توہرا ایک سے مسکرا کر بات کرتی تھی۔۔ اس نے سر جھٹک کر غصہ ختم کیا۔۔

”پیار محبت کے قصے تو تمہاری پہلی جھلک میں ہی شروع ہو گئے تھے۔۔“ وہ اس کی بات کا بر امناۓ لغیر پیار سے بولا۔۔۔

”مجھے پہلے ہی ٹک تھا کہ ٹھرک پن عادت میں ہے تمہارے۔۔“ ہالہ کا الٹا ہی جواب ملا۔۔

”ہالہ۔۔“ زایان نے دانت پیسے۔۔

”اگر تم خاموش رہو تو مجھے بھی زر اسکون ملے۔۔ خدا کے لیے میرا آج کا ٹائم مزید سپوکل مت کرو۔۔“

وہ زیچ ہو کر بولا۔۔ ہالہ نے ناراضگی سے اسے دیکھا۔۔

”میرا بات کرنا گوارا نہیں اور اس پر تمہیں محبت کا دعویٰ بھی ہے۔۔۔ اگر یہ محبت ہے تو بہت بری ہے۔۔۔“ ہالہ ٹھیک ٹھاک بر امان گئی۔۔۔

زايان نے اسے کندھوں سے پکڑ کر اپنے سینے سے لگا کر اس کے گرد بازوؤں کا حصار باندھ لیا۔۔۔

”تم چاہتی کیا ہو؟ بات اچھے سے نہیں کرتی ہو مجھ سے۔۔۔ نامیری کوئی بات تمہیں اچھی لگتی ہے۔۔۔ جو رو یہ میرے ساتھ ہے، یہ تمہارا حقیقی روپ ہے یا جو باقی سب کے ساتھ ہے وہ تمہارا اصل ہے؟“ زایان نے اس بارزی سے کہتے ہوئے اس کا چہرہ اپنے سامنے کیا۔۔۔

”تمہیں کیا لگتا ہے؟“ ہالہ نے اس کا سوال کیا۔۔۔

”مجھے تو محبت لگتی ہے۔۔۔“ اس کی آنکھوں میں جھانک کر زایان نے شوخی سے کہا تو ہالہ کا دل دھڑکا۔۔۔ وہ نرس سی پچھپے ہوئی۔۔۔

”میرے ساتھ ڈرامہ مت کرو۔۔۔“ خود کو چھڑوا کر اپنی شرم پر خفگی کا رنگ چڑھایا۔۔۔

”تمہارے گال کیوں سرخ ہو رہے ہیں؟“ زایان نے ہنس کر ایک ہاتھ سے اس کا گال چھوا۔۔۔

”میں نے شاید میک اپ ہیوی کر لیا ہو گا۔۔۔ دی جان نے کہا تھا اچھے سے کرنا تو۔۔۔“ ہالہ بوکھلا کر وضاحت دیتی زایان کو بری طرح اپیل کر گئی تھی۔۔۔

”تمہارا یہ میک اپ بہت سوٹ کر رہا ہے۔۔۔

میں تو کہتا ہوں ڈیلی کیا کرو۔۔۔“ زایان اس کے قریب ہو کر غور سے دیکھتے ہوئے فرمائش کرنے لگا۔۔۔

”تم نے اپنے کا سمیٹنکس پر وڈکٹ مجھ پر ہی ٹیسٹ کرنی ہیں کیا؟“ ہالہ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دور دھکیلتے ہوئے کہا۔۔۔

زايان کے انداز اسے بوکھلانے پر مجبور کر رہے تھے، دل کا شور الگ کانوں کو پھاڑنے پر تلا تھا۔۔۔

”نہیں مجھے اپنے سارے ایبو شنز تم پر ٹیسٹ کرنے ہیں۔۔۔“ اسے کھینچ کر اپنے گلے سے لگاتے وہ اپنائیت سے بولا اور ہالہ کے حواس گم ہونے لگے۔۔۔

”ہالہ اگر تم اکرام کو معاف کرنا چاہو تو کر سکتی ہو اور میری وجہ سے اپنے رشتؤں کو اونٹ مت کرنا کبھی۔۔۔ میں ناتھک نظر ہوں نا
شکی مزاج۔۔۔

مجھے یقین ہے تم میری ہو تو اپنی زات کو اور اپنے جذبوں کو میری امانت کی طرح سنبحال کر ہی رکھو گی اور میرے لیے اتنا بہت
ہے۔۔۔“ زایان اسے خود میں سمجھنے اس کے بالوں کو سنوارتے ہوئے نرمی سے بول رہا تھا۔۔۔

ہالہ کی آنکھیں تشكیر سے نم ہوئیں۔۔۔ زایان نے نرمی سے اسے خود میں سمیٹنے ہوئے اس کی نم آنکھوں کو چوم لیا۔
جو انسان اس کی زات کا خود گواہ بن رہا ہے وہ اس سے کبھی کسی عمل کی وضاحت نہیں مانگے گا۔۔۔

اس کا دل سکون سے بھر گیا۔۔۔

بابانے ایک بار کہا تھا۔۔۔ ہم بہتر کی تلاش میں اکثر بہترین کو کھو دیتے ہیں۔۔۔

ہالہ یہ بے وقوفی نہیں کرنے والی تھی۔۔۔

اسے بہترین انسان ملا تھا وہ بھی بن مانگے۔۔۔ اس کی خاموشیوں اور صبر کا انعام اسے زایان کی صورت میں ملا تھا۔۔۔

★ ★ ★ ★ YamanEvaWrites ★ ★ ★ ★ ➤

دیانے وہاں سے آنے کے بعد گھر والوں کو بہانہ بنادیا کہ وہ اپنی ”حالت“ کی وجہ سے جلدی آگئی۔۔۔ مگر اس کے بعد دو دن ہو گئے،
اس نے سالک سے بات نہیں کی۔۔۔

اس لیے نہیں کہ وہ ناراض تھی بلکہ اس لیے کہ اسے اندازہ تھا سالک اس کی اچھی ”کلاس“ لے گا۔۔۔
کانج سے وہ فری ہو چکی تھی۔۔۔ مزید آگے پڑھائی کافی الحال کچھ نہیں سوچا تھا۔۔۔

سواب گھر میں ریسٹ کے نام پر بور ہوتی رہتی تھی۔۔۔

آج صبح اس کی آنکھ کافی لیٹ کھلی۔۔۔ وہ فریش ہو کر نیچے آئی تو پتہ چلا احرام بابا آفس جا چکے تھے اور ماریہ اس کے اٹھنے کا ویٹ کرتی
رہیں پھر ناجان کی طرف چلی گئیں۔۔۔

ننانا جان کا گھر کافی دور تھا ان کی واپسی رات سے پہلے تو ممکن نا تھی۔۔

یعنی آج وہ گھر پر اکیلی تھی۔۔ آج ہیلین کی برتھڈے پارٹی تھی اور ٹائم بھی سوٹ ایبل تھا، بہت لیٹ نارت نہیں تھی۔۔ وہ گھر بابا احرام اور ماما کے آنے سے پہلے آسکتی ہے۔۔

بریک فست کیا اور کچھ دیر مودی دیکھ کر ٹائم پاس کیا۔۔ ہالہ سے بات بھی کری۔۔ بابا سے بھی۔۔

پھر اٹھ کر اپنے روم میں گئی۔۔

”اب یہاں روک کر دکھانا سالک اقیان۔۔“

تیاری کرتے ہوئے سالک کو دل میں مخاطب کیا۔۔

ڈریسٹک آج بھی وہی تھی۔۔ سلووگرے میکسی جو گھنٹوں سے نیچے پر پل کلر میں تھی۔۔ ہائی ہیل کی جگہ ایزی شوز اور اسی طرح اوپر جوڑا اور میکسی کے ہی ساتھ کا سالر جس کی سروالی جگہ پر بھی بھاری کام کیا ہوا تھا۔۔

شال لے کر وہ نکلی اور ڈرائیور کے ساتھ ہیلین کے گھر آگئی۔۔

اس کی برتھڈے پارٹی گھر پر ہی تھی۔۔

مگر جب دیا گھر کے اندر داخل ہوئی تو سکتہ زدہ رہ گئی۔۔

بالکل کلب والا انوار منٹ تھا۔۔ رات جیسا اندھیرا اور تیز گھومتی کلب لا مٹس۔۔

اندر میوزک کا بھی اچھا خاصہ شور تھا۔۔

ڈریک کرتے اس کے کلاس فیلو اڑ کیاں اڑ کے جھوم رہے تھے۔۔ کچھ لوگ کپڑز کی صورت الگ الگ بیٹھے تھے۔۔

یہ برتھڈے پارٹی کم اور کاک ٹیل پارٹی زیادہ الگ رہی تھی۔۔ ہیلین اس سے آکر ملی تو خوشی سے پاگل ہو گئی۔۔

Finally you came for my B'day... I should feel honoure.. you are one of them who "

..rarely attends the parties

(آخر کار تم میری برتھ ڈے پارٹی پر آگئی۔ مجھے اعزاز محسوس کرنا چاہئیے۔ تم ان لوگوں میں سے ہو جو بہت کم پارٹیز اٹینڈ کرتے ہیں۔)

ہیلین کی خوشی پر اسے جوز را گھبرائھت ہوئی تھی۔ دور ہو گئی۔

یہ کوئی زیادہ بر اتجربہ بھی نہیں تھا۔ سب اپنے آپ میں مگن تھے۔ وہ ایک طرف بیٹھ گئی۔ ہیلین سے کہہ دیا کہ اسے کوئی ڈانس پارٹر یا ڈرنک وغیرہ نہیں چاہئیے۔

مگر تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ ہیلین کا کزن جو کالج میں ایک سال سینئیر رہا تھا، اس کے پاس آیا۔

...I was eagerly waiting for you.. at last you came for hela"

..come dance wimme and take off your mask hon. no one gonna see you

(میں بے تابی سے تمہارا انتظار کر رہا تھا۔ آخر کار تم ہیلا کے لیے آگئی۔ آؤ میرے ساتھ ڈانس کرو اور اپنا ماسک اتار دو ہنی۔ کوئی تمہیں نہیں دیکھنے والا۔)

وہ مسکرا کر بول رہا تھا۔ دیا بے زاری سے اپنی جگہ سے اٹھی، ارادہ یہاں سے جانے کا تھا۔

وہ سامنے ہوا اور ہاتھ اس کے سامنے کیا اور آنکھوں سے اپنا ہاتھ تھامنے کا اشارہ کیا۔

دیا نے گھورتی آنکھوں سے اس کا ہاتھ مر ڈنے کی غرض سے ہاتھ بڑھایا (نانا جان نے تھوڑا بہت سیف ڈیمنس سکھا دیا تھا۔) مگر اس سے پہلے کہ دیا اس کا ہاتھ تھامتی اس کے عین پیچھے سے کسی نے بازو بڑھا کر دیا کا ہاتھ تھام لیا۔ جانے پہچانے لمس پر دیا نے چہرہ موڑ کر دیکھا تو سالک کھڑا تھا۔

"..sorry she is with me"

سالک نے کہتے ہوئے دیا کو اسی طرح ہاتھ کپڑے اپنی جانب گھما�ا۔ دیا کا چہرہ اس کے سینے میں چھپ گیا اور سانس حلق میں اگی۔ سالک کہاں سے آگیا۔

وہ لڑکا سالک کو گھورتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

"میں اس کا ہاتھ توڑ دیتی، زرا صبر تو کرتے۔"

دیانے سالک کو نکلتے ہوئے کہا مگر وہ خاموشی سے اسے ساتھ لیے وہاں سے باہر آیا اور اسے اپنی گاڑی میں بٹھا کر ڈرائیور نگ سیٹ سن بن جائی۔

وہ کچھ نابولا تو مزید ہمت دیا کو بھی ناہوئی مگر جب راستہ انجان لگا تو چوکی۔

"سالک ہم کہاں جا رہے ہیں۔" دیانے سوال کیا۔

"لانگ ڈرائیور۔ تم گھر رہ کر بور ہو رہی تھیں، تو تمہیں فریش کرنا چاہتا ہوں۔" سالک نے نارمل لبھے میں کہا۔

"تم اچانک کیسے آگئے؟ اور ہیلین کے گھر کیسے؟"

دیانے ریلیکس ہو کر پوچھا مگر چہرے پر اب بھی تدرے پر بیٹھا تھی۔

"میں رات ہی آگیا تھا ذی۔ میں رات تمہارے پاس ہی تھا۔ تمہیں اب بہت نیند آتی ہے۔ مارنگ ٹائم بھی میں تمہارے سوئے رہنے کی وجہ سے اپنے کچھ جانے والوں سے ملنے چلا گیا تھا۔ اب تمہارے ڈرائیور نے پوچھا تو میں نے کہا لے جائے، تم ایک بار دیکھ لو سب پھر میں رسیسو کر لوں گا۔" سالک نے ڈرائیور کرتے ہوئے سکون سے اس پر دھماکہ کیا۔

"سالک تم نے مجھے جگایا کیوں نہیں؟ مجھے آنے سے پہلے بتاتے۔ میں سر پر انزپلان کرتی۔ ویکلم کرتی۔ تم بہت بڑے ہو۔ بن سب کچھ خود کرتے ہو۔ میرے لیے کوئی موقع نہیں چھوڑتے۔"

دیا کو شدت سے افسوس ہوا۔

وہ آبھی گیا، مل بھی لیا اور دیا کو خبر تک نہیں ہوئی۔ سامان وہ پھیلاتا نہیں کہ دیا کو دیکھ کر سمجھ آتی۔ وار ڈروب سے اس نے بس میکسی نکالی اور کہیں دھیان نہیں دیا۔ سالک اسے دیکھ کر مسکرا یا۔

"مجھے تمہارے بورنگ پلان سے بچنا ہی تو تھا۔ مجھے نہیں لگتا تم کچھ بھی انٹر سٹنگ کر سکتی ہو۔"

سالک نے شرات سے کہا۔

”میں کر سکتی ہوں۔۔“ دیانے گھورا۔۔

”جیسا کہ۔۔“ سالک نے ابرو چڑھائی۔۔

”کچھ بھی۔۔“ وہ کندھے اچکا کر بولی۔

”او۔۔ کے کس می۔۔“ سالک نے اسی تیزی سے کہا۔۔

”او۔۔ کے۔۔“ دیاں کی طرف مڑی تو ہوش آنے پر شرم سے گال دکھ اٹھے۔۔

”سالک تم بہت بری با تیں سیکھ آئے ہو۔۔“ دیانے شرم سے بولتے ہوئے اسے بھی شرم دلانا چاہی۔۔

”یہاں روڈ رومانس کا بہت رواج ہے ڈی۔۔“ تم ویسے بھی میرے پیچھے اتنا بگڑ پچکی ہو۔۔ پہلے پروم پارٹی اور پھر بنا تائے کا ک ٹیل پارٹی۔۔ تو تھوڑی سی بے شرمی بھی سیکھ لینی تھی۔۔“ سالک نے نچلا باب دانتوں تلے دبا کر شرات سے کہا تو دیا کے ہوش گم ہوئے۔۔۔

”بس یہی دوبار۔۔ میں نے پہلے بن اضرورت گھر سے باہر قدم بھی نہیں رکھا۔۔

پروم پارٹی میں تم نے اتنا اچھا ویکم کروایا کہ میں نے خوب انجوائے کیا اور انہی قدموں سے واپس آگئی۔۔

دیا کے طنزیہ جملوں پر سالک نے زور دار قہقهہ لگایا۔۔

”او۔۔ یہ کا ک ٹیل پارٹی تھی، مجھے اندازہ نہیں تھا میں تو بس ہیلین کے بر تھڈے پر آئی تھی وہ بھی اب پتہ چلا لائی گئی تھی۔۔“ دیانے تر چھی نظروں سے اسے دیکھا۔۔ سالک نے ہنس کر اس کی بے چاری شکل دیکھی۔۔

”میں نے پہلے کہا تھا ڈی۔۔ تم خود کو نہیں سن بھالو گی تو میں سن بھالوں گا۔۔

مجھے پتا ہے یہ پار ٹیز سہی نہیں۔۔ ایڈلٹ پار ٹیز ہوں تو ڈرنک بھی ہو گی۔۔

اور تم نہیں جانتی تھی میں تو جانتا ہوں۔۔

"..so dont worry ma soul.. i'll take care about you

سالک نے پیار بھرے انداز سے کہتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام کر لبوں سے لگایا۔۔

"میں آگئیا ہوں ناں سب شوق پورے کرواؤں گا۔۔"

اس نے گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے ہوئے اسے کہا۔۔

اور سالک اپنا کہا پورا کرتا ہے یہ بات اب دیا کو اچھے سے پتہ تھی۔۔ وہ اس کے کندھے پر سر رکھ گئی، سالک نے جھک کر اس کے ماتھے پر لب رکھ دیئے۔۔

اس کی کمپنی میں اپنالاگ ڈرائیور کا شوق پورے شوق سے پورا کر رہی تھی۔۔

 YamanEvaWrites 

پانچ سال بعد:-

ہالہ اور دیا بینکوٹ میں بیٹھی تھیں۔۔ فارس کا نکاح تھا آج۔۔

ایک سال پہلے ہی غزالہ اور تائی نے ایک سادہ سی لڑکی ڈھونڈ کر اکرام کی شادی کی تھی۔۔ اب خادم صاحب کے بہت زیادہ سمجھانے پر فارس شادی کے لیے مانا تھا۔۔

دونوں بہنیں اتنے وقت بعد ملی تھیں۔۔

ہالہ کا تین سالہ بیٹا تھا نویان۔۔ بالکل زایان جیسا شکل بھی اور کچھ عادات بھی۔۔

وہ بہت نرم مزاج اور اچھا بچہ تھا۔۔

اس وقت بھی زایان کے ساتھ تھا اور ہالہ مزے سے بیٹھی انجوائے کر رہی تھی۔۔

جبکہ دیا کا ساڑھے چار سالہ بیٹا "عویم خان" اس وقت سب پر عذاب کی طرح نازل تھا اور دیا کی جان ہلکاں کیے ہوئے تھا۔۔

ایک ایک چیز پر تنقید اور سوال اس کی عادت تھی جو دیا کو زہر لگتی تھی۔۔

”کسی کی سنتا تو ہے نہیں۔ اور سے احرام بابا کہتے ہیں تدقیق نہیں کرتا اور بزرگیشان اچھی ہے۔۔۔ ہر چیز کو سمجھتا ہے۔۔۔

ساںک کو تو اس کی کوئی بات بری لگتی ہی نہیں ہے۔ ضدی اتنا ہے کہ سمجھا سمجھا کر بندے کا آدھا خون جل جاتا ہے مگر عویم کی بات وہیں انکلی ہوتی ہے۔۔۔“

دیا جو خود بھی ضدی ہوا کرتی تھی، اب سب کچھ بھول چکی تھی۔۔۔ بیٹھنے ناک میں دم کر رکھا تھا۔۔۔

ہالہ مسکرا کر عویم کو دیکھ رہی تھی جواب کسی مہمان کے سر پر سوار تھا۔۔۔

رنگت اور قد اس کا بالکل ساںک والے تھے مگر نقش سارے دیا جیسے تھے۔۔۔ گرے آنکھوں میں بلا کی چک اور غور تھا مگر عادات اس کی الگ تھیں۔۔۔ ذہین تھا مگر بے حد سنجیدہ اور اتنی سی عمر میں ہی سخت مزانج تھا۔۔۔

”زاں بھائی اور تمہاری اب بھی لڑائی ہوتی ہے کیا؟“

دیا نے شرارت سے پوچھا۔۔۔

”مت پوچھو زایان کا۔۔۔ خون جلانے رکھتا ہے، میں کڑھتی رہتی ہوں۔۔۔ خود ڈھیٹوں کی طرح مسکراتا رہتا ہے۔۔۔ مجال ہو جو کسی بات کا اثر لے وہ بندہ۔۔۔“ ہالہ نے ناک چڑھائی۔۔۔

دیا کو یاد آیا جب تقریباً دو سال پہلے زایان نے کال پر دیا سے کہا تھا۔۔۔

”ہالہ ہر وقت لڑتی ہے۔۔۔ مطلب ہی سے بات تو کرتی نہیں ہے اور طنز تو اتنے کرتی ہے کہ حد نہیں۔۔۔“ وہ بری طرح چڑھا ہوا تھا مگر جب دیا نے اسے سمجھایا کہ ہالہ کا مزانج ایسا ہی ہے۔۔۔ وہ زایان کے ہی آگے کھل کر بولتی ہے اور ساری بھڑاس نکلتی ہے۔۔۔ باقی تو سب کے سامنے بناؤٹی ہے تب زایان کو ہالہ کا اپنے ساتھ اور نیسٹی شوکر نادل کو بھایا تھا اور شاید اب تک اسی لیے وہ ہالہ کی ہربات اور لڑائی انجوائے کر کے اس کا دل جلاتا تھا۔۔۔

دیا لچپی سے ہالہ کے جھگڑوں کی داستان سن رہی تھی۔۔۔

ویسے بھی اس کے پاس چند دن بچتھے۔۔۔ پھر اس نے اپنے مغرو را کڑھو بیٹھ کے ساتھ واپس چلے جانا تھا کیونکہ ساںک ان کے ساتھ نہیں آس کا تھا اور ساںک، عویم ایک دوسرے سے زیادہ وقت دور نہیں رہ سکتے تھے۔۔۔



THE END

Urdu Novels Ghar